سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

(بدھ، جمعرات 20، 21 اپریل 1994ء)

(بیسویں ذی القعدہ ۱۴۱۴ ہجری)

جلد 8 شمارہ 21

(بحوالہ شمارہ جات 1 تا 7)

سندرجات

	صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ	1
سوالات کی باقاعدہ کارروائی	2A
پوائنٹ آف آرڈر:	
سوالات کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر	2A
مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی	3
قائمہ کمیٹیوں کے بارے میں متفقہ قرارداد پیش کرنے کے لیے ڈرافٹ کمیٹی کا قیام	4
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (مکمل تعلیم)	17
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	49
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	65

(جاری)

سنٹ قرارداد پیش کرنے کے بے قاعدہ کارروائی ---------- 79

قواعد و ضوابط:

قومی وزارت کے حلف کے مرتکب افراد کی سزا سے چھٹکارا ---------- 79

منظور شدہ کے کاموں کی گرفتاری اور کرنے کی سزا سے متعلق قرارداد ---------- 81

مسئلہ استحقاق

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈپلومیٹک فلائٹ سے محرومی ---------- 83

حزب اختلاف کے حقوق کی پامالی ---------- 84

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈپلومیٹک سکیموں کی منظوری اور قواعد کی خلاف ورزی میں رکاوٹ ---------- 95

تحفظ حق التوائیہ کار:

سندھ رینجرز کے طلبات کی بنا پر کے گئے تاخیر کرنے کی تعمیر ---------- 121

مجلس قومی اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ---------- 132

مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ---------- 135

پوائنٹ آف آرڈر:

کرنل کے سوال ---------- 139

(جمعہ مورخہ 26 اپریل 1994ء)

جلسہ کا آغاز ہوا

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ ---------- 1

مسئلہ استحقاق:

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈپلومیٹک سکیموں کی منظوری اور قواعد کی خلاف ورزی میں رکاوٹ (-------- سے جاری) ---------- 2

وزیر اعظم کی تقریر ملتوی کے باوجود قانونی امور میں رکاوٹ ---------- 5

اجلاس کی طلبی کا فرمان

ORDER

The exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, the 20th April 1994 at 4.00 pm., in the Assembly Chambers Lahore.

LAHORE

THE 12TH APRIL 1994.

MUHAMMAD ALTAF HUSSAIN

GOVERNOR OF THE PUNJAB.

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

بدھ 20- اپریل' 1994ء

(چہار شنبہ' 8 ذی القعد 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز' لاہور میں شام 4 بج کر 15 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب قائم مقام سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ
الْحَمْدُ فِي الْاٰخِرَةِ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ① يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي
الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاۗءِ وَمَا يَعْرُجُ
فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ② وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا
السَّاعَةُ ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ
وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ③ ۙ لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا
الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ④

سورۃ سبا آیات 1 تا 4

سب تعریف خدا ہی کو (سزا وار) ہے (جو سب چیزوں کا مالک ہے یعنی) وہ کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور آخرت میں بھی اسی کی تعریف ہے اور وہ حکمت والا (اور) خبر دار ہے۔ جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس پر چڑھتا ہے سب اس کو معلوم ہے۔ اور وہ مہربان (اور) بخشنے والا ہے۔ اور کافر کہتے ہیں کہ (قیامت کی) گھڑی ہم پر نہیں آئے گی۔ کہہ دو کیوں نہیں (آئے گی) میرے پروردگار کی قسم وہ تم پر ضرور آکر رہے گی (وہ پروردگار) غیب کا جاننے والا (ہے) ذرہ بھر چیز بھی اس سے پوشیدہ نہیں۔ (نہ) آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور کوئی چیز اس سے چھوٹی یا بڑی نہیں مگر کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔ اس لیے کہ جو لوگ ایمان لائے اور عمل نیک کرتے رہے ان کو بدلہ دے۔ یہی ہیں جن کے لیے بخشش اور عزت کی روزی ہے۔

وما علینا الا البلاغ٥

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

جناب قائم مقام سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان کر دیں۔

سیکرٹری اسمبلی،

میاں محمد افضل حیات (پی پی 97 گجرات)

جناب محمد عارف چٹھہ (پی پی 78 گوجرانوالہ)

چودھری محمد اقبال (پی پی 85 گوجرانوالہ)

حاجی محمد افضل چن (پی پی 100 منڈی بہاو الدین)

جناب قائم مقام سپیکر، پینل آف چیئرمین کا اعلان ہو گیا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ضمنی سوالات کے بارے میں پوائنٹ آف آرڈر

رانا اکرام ربانی (وزیر صحت)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ رولز آف بزنس، پنجاب گورنمنٹ کے پارٹ جی relation with the Assembly کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر، کونسا رول؟

رانا اکرام ربانی، پارٹ(جی) ہے۔ صفحہ نمبر 27 اور رول 39 ہے۔ It is relating question

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔

رانا اکرام ربانی، اس کا پارٹ جی ہے۔

"A copy of the Supplementary Question asked in the Assembly in respect of a starred question and the replies given shall be forwarded by the Assembly Secretariat to the department concerned as soon as poissible after the proceedings have been transacted.

اور اس کے بعد یہ پھر ڈیپارٹمنٹ کا آجاتا ہے۔ The department it self is responsible.

میرا خیال ہے کہ یہ exercise کبھی دہرائی نہیں گئی یا اس پر کبھی عمل نہیں کیا گیا جس کی و۔

سے بھی محکمہ کے لوگوں کو بوٹی کا چکر چلانا پڑتا ہے اور میرا خیال ہے کہ کبھی کوئی یہاں تک پہنچا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا صاحب، آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ یہاں اسمبلی میں جو رولز آف پروسیجر ہے وہ prevail کرتا ہے رولز آف بزنس یہاں prevail نہیں کرتا۔ شکریہ۔ صاحبزادہ فضل کریم پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ کا پوائنٹ آف آرڈر

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آپ کی خدمت میں اور ہاؤس کے معزز ارکان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مجھے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ ہاؤس کے تمام رولز کو سسپنڈ کر دیں۔ کیونکہ یہ ایک اہم قومی اور مذہبی نوعیت کی قرار داد ہے۔ اس سلسلہ میں، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر مجھے آپ اجازت عطا فرما دیں تو میں اسے پیش کر لوں۔ رولز کے مطابق کل میں نے یہ دے دی ہے۔

مرحومین کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ ٹھہریں۔ لاء منسٹر صاحب، کئی احباب جو فوت ہوئے ہیں ان کے بارے میں میرا خیال ہے کہ پہلے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس سلسلہ میں عرض کرنا چاہتا تھا لیکن چونکہ آپ نے پوائنٹ آف آرڈر کے لیے فلور دیا ہوا تھا اس لیے میں بیٹھ گیا۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں ایوان میں ایسے اراکین اسمبلی جن کے گھروں میں جنہیں صدمہ بردشت کرنا پڑا ہے، ان کا میں ذکر کر دیتا ہوں۔ سردار عارف نکئی صاحب کے حقیقی بھائی فوت ہو گئے ہیں، جناب مرتضٰے شیرازی صاحب کی والدہ محترمہ انتقال کر گئی ہیں جبکہ محمود ایاز خان ایم پی اے کے والد محترم انتقال فرما گئے ہیں

قائد حزب اختلاف (میاں محمد شہباز شریف)، جناب سپیکر! رانا امتیاز صاحب کی بیوی بھی فوت ہو گئی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اچھا جی۔

وزیر قانون، رانا امتیاز صاحب کی بیوی بھی فوت ہو گئی ہیں، ان سب کے لیے فاتحہ خوانی کر لی جائے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! رانا اقبال صاحب کے چچا فوت ہو گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، رانا اقبال صاحب کے چچا فوت ہوئے ہیں' ان کے لیے بھی۔

سید محمد عارف حسین بخاری، مشتاق گوندل صاحب کے بھائی فوت ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں ان کے بھائی' اور کوئی ہمارے کسی کے عزیز۔۔۔ ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

ناموس رسالت کے بارے میں متفقہ قرار داد پیش کرنے کے لیے ڈرافٹ کمیٹی کا قیام

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر 6 اپریل 1994ء کے اخبارات میں چھپا ہے کہ وفاقی کابینہ نے 295C تعزیرات پاکستان جو کہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے فرد کو سزائے موت کا وضع کیا تھا' وفاقی کابینہ نے اس قانون کو ختم کرنے کی سفارش کی ہے اور ترمیم کرنے کی منظوری دی ہے اور یہ کہا ہے کہ اس سزا کو دس سال کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وہ تو اخبارات میں تصحیح آ گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم کوئی ایسا اقدام نہیں کر رہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب! ایسی بات نہیں ہے۔ میں عرض کروں کہ وفاقی وزیر قانون صاحب نے یہ فرمایا ہے۔ وزیر داخلہ صاحب کا کچھ اور موقف ہے اور وفاقی کابینہ کے حوالے سے اخبارات شاہد ہیں۔ اب تک سرکاری طور پر اتنے اہم اور حساس مسئلہ کی کوئی تردید نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ مسئلہ انتہائی اہم نوعیت کا ہے اور پورے مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنے کے سلسلہ میں ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس ہاؤس کی تمام کارروائی کو معطل کر کے' مجھے اس قرار داد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ ابھی تک کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اخبارات میں یہ بات واضح طور پر آ گئی ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، حضور والا! یہ اخبارات میں آیا ہے اور یہ ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہے۔

یہ ایک اسلامی ریاست ہے اور اسلامی ریاست کے اندر اگر ہم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں بنائے ہوئے قانون کا تحفظ نہیں کر سکتے تو ہم کس چیز کا تحفظ کر سکتے ہیں؟ پیپلز پارٹی کی حکومت کا ' وفاقی کابینہ کا یہ فیصلہ پاکستان کے قانون سے بھی انتہائی متصادم ہے کہ آئین کے آرٹیکل (227) کے مطابق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کے مرتکب شخص کو جو قرآن و سنت سے ثابت ہے اور اس پر اجماع صحابہ ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے لے کر اب تک پوری امت کا اجماع ہے کہ جو شخص بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے گا' اس کی سزا سزائے موت ہے اور 1986ء کے ہاؤس میں متفقہ طور پر اس قرار داد کو پاس کر کے بل کی شکل بنائی گئی ہے۔ لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ مجھے یہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محض ایک اخباری بیان کے حوالے سے میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی کسی قرار داد کا کوئی جواز بنتا ہے۔ پی ڈی ایف کی جو وفاقی حکومت ہے' اس کی بھی commitment ناموس رسالت کے حوالے سے اسی طرح ہے جس طرح کسی دوسرے رکن اسمبلی کی یا عام مسلمان شہری کی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ناموس رسالت کے لیے ہم لوگ اپنی جانیں تک دینے کو تیار ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لیکن ناموس رسالت پر کسی طور پر بھی کوئی حرف نہیں آنے دے سکتے اور نہ ہی کوئی ایسی قانون سازی حکومت کے زیر غور ہے' نہ حکومت کسی لحاظ سے بھی ناموس رسالت کے حوالے سے عوام کے جذبات کے خلاف ' مسلمانوں کے جذبات کے خلاف کوئی ایسی ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جہاں تک کابینہ کے معاملات کا تعلق ہے' انہوں نے جو بات کی ہے' اس حوالے سے بھی بعد میں اخبارات میں یہ بات آ چکی ہے کہ سزا میں تخفیف کے بارے میں قطعی طور پر کیبنٹ نے کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر کسی قرارداد کا ایوان میں آنا موقع اور وقت کے مطابق نہیں اور نہ ہی یہ مناسب ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب سپیکر! وزیر قانون کے بقول ناموس رسالت کے سلسلے میں وفاقی حکومت کا کوئی ایسا مسئلہ زیر غور نہیں تو اس قرار داد کو اس ہاؤس میں پیش کرنے کے لیے کون سی آئینی اور قانونی قباحت ہے' جس کے متعلق وزیر قانون تیار نہیں ہیں۔ رہا وزیر قانون کا یہ موقف ' ان کا یہ فرمانا کہ اخباری اطلاع پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ تو آپ کو یاد ہو گا کہ گزشتہ ماہ وفاقی وزیر قانون جناب اقبال حیدر نے قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے سلسلہ میں جو ریمارکس دیے تھے ' ان کے بارے میں اخبارات کی کٹنگ یہاں پر پیش کی تھیں' تو وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ابھی آپ یہ اندازہ فرمائیں کہ سات دن قبل محترم وفاقی وزیر قانون وہاڑی تشریف لائے اور انہوں نے پھر قرآن مجید فرقان حمید کی مسلمہ آیات جن کی حدود ' تعزیرات اور قوانین ہیں' یہ فرمایا کہ موجودہ دور اور تقاضوں کے پیش نظر وہ پوری نہیں اترتیں۔ میرا آپ سے یہ سوال ہے کہ یہ ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا تھا۔ قرآن کی بالا دستی کے نام پر حاصل کیا تھا۔ پارلیمنٹ کا فرض بھی ہے ' آپ کا ' میرا ' ان کا ' یہ کوئی سیاسی مسئلہ نہیں ' یہ خالصتاً ہمارا اعتقادی اور ایمانی مسئلہ ہے۔ اس سے پورے مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ اگر وزیر قانون کی یہ بات تسلیم کر لی جائے تو اس ہاؤس میں اس قرار داد کو پاس کرنے میں کون سی شرعی قباحت موجود ہے جس کی وہ مخالفت فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ جس حوالے سے بات کر رہے ہیں کہ یہ اس قرارداد کو لینا چاہتے ہیں کہ وفاقی کابینہ نے سزا میں تخفیف کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ خبر اخبار میں آئی ہے۔ جناب والا! جب میں یہ بات کہتا ہوں کہ کابینہ نے قطعی طور پر اس بارے میں کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا۔ جناب والا! جہاں تک ناموس رسالت کا تعلق ہے نہ صرف یہ ہمارا موقف ہے بلکہ ہمارا ایمان ہے ہمارا نظریہ ہے حضور اکرم یا کسی بھی دوسرے نبی کی عزت و ناموس کی توہین کے بارے میں کوئی بھی شخص سوچے گا اس کے لیے قانون اور شریعت کے قانون اور ضابطوں کے مطابق سزا کے بارے میں ہماری حکومتوں کے فیصلے ہیں انہی فیصلوں پر ہم بھی کاربند ہیں اور جناب سپیکر قرآن پاک موجود ہے اس کی تعلیمات موجود ہیں شریعت موجود ہے لہذا اس پر ایک نئے سرے سے chapter کھولنا کہ نہیں یہ بات ہو جائے گی۔ جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس قرار داد کا کوئی

جواز نہیں بنتا اور جناب والا! ناموس رسالت کے لیے اس ایوان کے سامنے یہ بات دوبارہ دہرانا چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی کے اراکین خواہ وہ حزب اقتدار سے تعلق رکھتے ہیں خواہ وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں ہماری ایک ہی commitment ہے ہم سب مسلمان ہیں اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم شریعت کے ضابطوں کے اختلاف کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے اس لیے کسی بھی قرار داد کا جواز نہیں بنتا۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وزیر قانون کی اس یقین دہانی کے بعد .....

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر .....

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کس پر بول رہے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب میں Point of order پر بول رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے ہی بول رہے ہیں۔ تابش الوری صاحب نے پہلے پوائنٹ آف آرڈر کہا ہے۔وصی ظفر صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جب حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں اس قرارداد کے سلسلے میں اور اس کے متن کے سلسلے میں ایک رائے رکھتے ہیں تو یہ غیر متنازعہ قرارداد ہے اس لحاظ سے کہ ناموس رسالت ہم سب کا ایمان ہے اور ناموس رسالت کے لیے ہم سب اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہیں تو پھر اس قرارداد کو منظور کرنے میں انہیں کیا قباحت ہے۔ جبکہ یہ قرارداد غیر متنازعہ ہے۔ تو جناب اس قرارداد کو منظور کیا جائے اور اس ایوان کے ممبران کو اپنے جذبات کے اظہار کا موقع ملنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید تابش الوری۔ شکریہ۔۔۔ جناب وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب وزیر قانون حکومت کی طرف سے ایک واضح جواب اس ایوان میں دے دیتے ہیں کہ کسی بھی حکومت کے پاس ایسا کوئی issue نہیں نہ مرکز میں ہے اور نہ ہی صوبے میں ہے پھر کیا کوئی جواز رہ جاتا ہے کہ اس کو debate کے لیے open کیا جائے۔ یہ جناب والا میرا پوائنٹ ہے۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، جناب والا! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ حکومت کی طرف سے کوئی خاص وضاحت نہیں آئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی بات آ گئی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت دی۔ جناب وزیر قانون نے بڑے جذبات کا اظہار کیا ہے اور اپنی طرف سے یقین دہانی کرائی ہے۔ لیکن کیا میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ کیا یہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے یہ اس بات کی guarantee دے رہے ہیں؟ صاحبزادہ فضل کریم نے فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے سے یہ قرارداد پیش کی ہے اور اس میں حرج کیا ہے کہ اگر پنجاب اسمبلی متفقہ طور پر اس قرارداد کو اپنا لے۔ جناب والا! اگر مرکز کی سطح پر ایسی کوئی سوچ ہے تو کم از کم اس اسمبلی کے جذبات اور خیالات وہاں پہنچانے چاہییں اس قرارداد کا مقصد صرف اور صرف یہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔جناب غلام سرور خان۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل ممبر نے میرے حوالے سے بات کی ہے لہذا میں بات کرنا چاہتا ہوں

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں خان صاحب کافی دفعہ کھڑے ہوئے ہیں لہذا میں نے ان کو فلور دیا ہے۔ جی خان صاحب۔

وزیر زکواۃ و عشر، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جس قرارداد پر بات کرنے کوشش کی ہے الحمدللہ ہم سب مسلمان ہیں ناموس رسالت پر سب لوگ مر مٹنے پر تیار ہیں جس issue پر انہوں نے بات کرنے کی کوشش کی ہے ہم تسلیم کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ کسی اخباری خبر سے ان کی دل آزاری ہوئی ہو لیکن فیڈرل گورنمنٹ نے اس کی تردید کر دی ہے۔ جناب والا! جہاں تک resolution کی بات ہے قواعد و ضوابط کے مطابق ایک طریق کار موجود ہے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر اس پر بات کی جا سکتی ہے لہذا میرے دوست حوصلہ کریں اگر یہ اسے متفقہ resolution کی صورت میں بھی لانا چاہیں گے تو ہم اس بات کو اسی source سے مضبوط کریں گے آج اسے out of turn پیش کرنے کا کوئی جواز نہیں۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر فاضل اراکین حزب اختلاف نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ وزیر قانون تشریف رکھیں۔ دیکھیں صوبہ پنجاب آپ سے بڑی توقعات رکھتا ہے بات ابھی زیر بحث ہے اس پر ابھی کوئی رولنگ نہیں آئی ہے میں دونوں اطراف کے فاضل اراکین کی رائے سن رہا ہوں لیکن اس سے پہلے ہی آپ نے جو نعرہ بازی شروع کی ہے کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں یہ اسمبلی کا ماحول ہے یہ فاضل اراکین کا ماحول ہے ہم بھی مسلمان ہیں کھوسہ صاحب اور میاں شہباز شریف میں آپ کی بھی امداد کرتا ہوں کیونکہ یہ ایوان کسی ایک گروہ یا کسی ایک side کا نہیں ہے حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں اس ایوان کو represent کرتے ہیں اگر کسی طرف سے بھی ایسی صورتحال پیدا ہو تو سچی بات ہے اسمبلی کا ماحول وہ ماحول نہیں رہتا جو عوام ہم سے توقع رکھتی ہے۔ لہذا میری آپ سے یہی درخواست ہے کہ ہم اس ماحول کو ایک اچھا ماحول رکھیں---مہربانی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے ایوان کے جذبات کسی قرارداد یا تحریک یا کسی issue کے ذریعے وفاقی حکومت تک پہنچانے میں مجھے کسی طور پر انکار نہیں ہے۔ میں نے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے حوالے سے بات کرتے ہوئے پہلے بھی واضح کیا ہے کہ اکثریت کے حوالے سے اور مسلمان ہونے کے حوالے سے ہمارے بھی جذبات وہی ہیں جو کسی بھی راسخ العقیدہ کے ہونے چاہیں اور اس کے لیے ہم باری تعالیٰ کو جوابدہ ہیں ہم بھی مسلمان اور کلمہ گو ہیں

جناب والا! جہاں تک رولز کی بات ہے۔ ایوان کے اندر اگر ایک متفقہ قرارداد کی بات کی جاتی ہے تو جناب والا! میں ذاتی طور پر یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ ہمیں متفقہ قرارداد سے کوئی اختلاف نہیں لیکن اس کے لیے اسمبلی کے ضابطے اور طریق کار کو اس انداز میں لیا جائے اس کا طریق کار یہی ہے کہ اگر کوئی issue ایسا ہے جس پر قرارداد متفقہ طور پر آئی ہے اور رولز کو آپ نے ایک سائڈ پر کرنا ہے انہیں معطل کرنا ہے اور اسے out of turn لینا ہے تو ہمیں اس کی اہمیت سے بھی قطعاً انکار نہیں ہمیں ناموس رسالت کے حوالے سے کسی بات سے قطعی طور پر انکار نہیں کہ آپ اسے out of turn لائیے لیکن اس کے لیے اپوزیشن کے دو ممبران اور ہمارے دو ممبران کو آپ بٹھائیے وہ ایک متفقہ draft تیار کریں اس کے بعد جناب سپیکر روایات کے مطابق اسے اسمبلی میں پیش کر دیتے ہیں لیکن متفقہ قرارداد وہی ہے جو اس طریقے سے ڈرافٹ کی جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ وزیر صاحب نے یہ تو حقیقت تسلیم کی کہ ناموس رسالت کی خاطر ہماری جان بھی حاضر ۔ ہمارا خون بھی حاضر ۔ لیکن یہ ساتھ ساتھ کہتے ہیں کہ اگر یہ قرار داد ملنی ہے تو انہیں صبر کرنا چاہیے ۔ انہیں قواعد و ضوابط کا انتظار کرنا چاہیے وغیرہ وغیرہ تو جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ وہ کیسا مسلمان ہے جو اسمبلی کے قواعد کو ناموس رسالت سے معتبر رکھتا ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ حزب اقتدار کے صاحبان ایک سیکنڈ بھی نہیں لگائیں گے۔اور ہمارے ساتھ اتفاق کریں گے۔ یہ تجویز اگر وزیر قانون نے پہلے پیش کر دی ہوتی اور ایک قرارداد ڈرافٹ دے دیتے تو ہمیں اعتراض نہ ہوتا۔ لیکن ایسی قرارداد کے لیے ضوابط اور باری کی بات کرتے ہیں۔ اور اس پہ اگر ہمارے دوستوں نے اللہ کا نعرہ اٹھایا اور حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلم کا نعرہ اٹھایا تو میں بالکل معذرت نہیں کروں گا یہ ہمارے جذبات کی ترجمانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ابھی ابھی آپ نے مظاہرہ دیکھا۔ میں اسمبلی کے فلور پہ کہہ رہا ہوں کہ دونوں مولانا حضرات اور ساتھ والے صاحب نعرے مار کے نیچے بیٹھ کے ہنستے تھے اور تضحیک اڑاتے تھے۔ یہ خود توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں(قطع کلامیاں) خدا کی قسم انہوں نے مذاق اڑایا ہے۔ انہوں نے اس کا ناجائز فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔

خدا کی قسم وہ نعرے مار کر نیچے بیٹھ کر ہنس رہے تھے۔ وہ تضحیک اور تمسخر اڑا رہے تھے۔ یہ خود توہین رسالت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کیس درج کروائیں اور ان کو قائل کروائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

صاحبزادہ محمد فضل کریم، انہوں نے کہا ہے کہ شرم و حیا آنی چاہیے۔ آپ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہو رہی ہو اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہیں۔

وزیر اوقاف(چودھری محمد شاہ نواز چیمہ)، جناب والا! مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اجازت ہے۔

وزیر اوقاف، (پنجابی) میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں اور لیڈر آف اپوزیشن کو مبارک باد دیتا ہوں کہ خدا کی کرم نوازی کے ساتھ چھ مہینے کی اپوزیشن میں ان کو خدا اور خدا کا نبی یاد آ گیا۔ میں دعا کرتا ہوں پاک پروردگار سے کہ اے پروردگار سب پر رحمت کر جو رحمت ان بہنوں بھائیوں پر کی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں، میں آپ پہ یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پہلا روز ہے۔ ہمیں اسمبلی کی کارروائی کو بڑی خوش اخلاقی اور تعاون کے ساتھ آگے چلانا چاہیے۔ آپ کا ہی یہ وقفہ سوالات تھا۔ اس میں ایک قرارداد کی بات آئی۔ جو کہ ہم سب مسلمانوں کے لیے نہایت ضروری ہے لیکن میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ اس بارے میں وہاں سے تردید آ گئی ہے۔ وزیر قانون نے بھی اس پہ بڑی بات کی ہے۔ پوائنٹ آف آرڈر میں کسی نے کوئی نئی بات نہیں کی ہے۔ یہ اسی کی repetition ہے۔ ہمیں اس بات کو ایک اچھے انداز سے سلجھانا چاہیے۔ (شور) ایس اے حمید صاحب کافی عرصہ سے بات کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو بات یہاں بیان فرمائی ہے۔ اس میں ہم میں سے کسی کو شبہ نہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے تمام ممبران جو مسلم ہیں ان کا یہ عقیدہ ہے اور ایمان ہے۔ لیکن مرکزی حکومت کے بارے میں صوبائی حکومت کا کوئی وزیر یا کوئی مشیر کسی کو کوئی گارنٹی نہیں دے سکتا۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ نے اپنے ایک بیان میں یہ بات کہی تھی کہ ناموس رسالت کے بارے میں جو سزا ہے وہ بنیادی انسانی حقوق کے منافی ہے۔ اور اگر یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے تو اس سے ان کے جذبات اور احساسات اور ناموس رسالت کے ساتھ ان کا تعلق نظر آتا ہے۔ جناب سپیکر، ہائی کورٹ میں رٹ بھی موجود ہے۔ لہذا پنجاب اسمبلی کے ممبران نے یہ جو قرارداد پیش کی ہے وہ اس میں بالکل حق بجانب ہیں کہ آج ہمیں متفقہ طور پر ایک قرارداد لانی چاہیے کہ ناموس رسالت کے بارے میں قانون میں ہمیں کسی قسم کی کوئی تفریق منظور نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب مجھے فیصلہ کرنے دیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں ایک جملہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے کہ آپ فیصلہ صادر فرمائیں میں سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کا consensus ہو گیا ہے جناب وزیر قانون نے خود اس کی تصدیق

کر دی ہے۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ وزیر قانون اور محرک دونوں اس قرارداد پر فوری طور پر غور کرنے کے بعد ایوان میں پیش کر دیں۔ کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر باہر یہ معلوم ہو جائے کہ آپ نے ناموس رسالت کے سلسلہ میں قرارداد منظور کرنے سے انکار کر دیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہ اس اسمبلی کے لیے، نہ جناب سپیکر! آپ کے لیے اور نہ ہم سب کے لیے کسی طرح سے بھی قابل رشک بات ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب افضل سندھو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں

وزیر صنعت و معدنی ترقی، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جس حوالے سے بات ہو رہی ہے کہ ایک مشترکہ کمیٹی بنا دی جائے میں اس سے پہلے آپ کو لے کے جانا چاہتا ہوں کہ جیسے دونوں اطراف سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ جتنے بھی ممبران ہیں کہ اگر کوئی ایسی بات ہو تو سب کے جذبات ایسے ہی ہو سکتے ہیں کہ جن کا اظہار ہوا ہے لیکن اس کے باوجود ایک بات بڑی واضح ہے اور پہلی بات جو قاعدہ 66 میں ہے۔

66. **Method of giving notice.**- notice of a motion under rule 65, shall be given in writing in triplicate to the Secretary not less than one hour before the commencement of the sitting in which it is proposed to be moved, and the Secretary shall thereupon bring the notice to the knowledge of the Speaker and the Minister concerned.

وہ یہ ہے کہ

The right to move for an adjournment motion of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter.....

یہاں پہ بات یہ ہے کہ کوئی بات definite ہو۔ اس کے بعد آئین میں بڑی واضح بات ہے کہ

"That should be definite"..... further it says the motion must not

deal with a hypothetical case.

مفروضوں کے اوپر یا surmise کے اوپر کوئی موشن admit نہیں ہو سکتی۔ جیسی کہ بڑی واضح طور پر بات آ چکی ہے کہ ایسی کوئی چیز ہے ہی نہیں ' ایسا کوئی فیصلہ ہوا ہی نہیں ہے۔ اس کے اوپر کسی قسم کی پیش رفت ہونی نہیں چاہیے۔ جناب سپیکر' میرا خیال ہے کہ بلاوجہ وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔ جہاں تک ناموس رسالت کا تعلق ہے اس پہ ہماری جان بھی حاضر ہے۔ ہم اس پہ آگے جانے کے لیے تیار ہیں ' ہم اس پہ مرنے کے لیے تیار ہیں۔ لیکن اس کو وجہ بنا کر ملک میں کسی قسم کی افراتفری پھیلانے کی کوشش نہیں کی جانی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے فاضل رکن کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ تحریک التوائے کار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ جس چیز کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ قرارداد ہے۔ اس لیے آپ تحمل سے بات کرنے دیں

جناب وزیر قانون

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جیسا کہ انہوں نے پہلے بھی فرمایا تھا مجھے تابش الوری صاحب کی تجویز سے اتفاق ہے میں حکومت کے ایما پر آپ سے یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس تجویز کے مطابق ایوان کے اندر ہمیں عمل کرنے میں کوئی اجتناب نہیں ہے' کوئی رکاوٹ نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب میں فیصلہ دیتا ہوں۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جو ہم سب مسلمانوں کے لیے بڑا اہم ہے۔ یہ ایک قرارداد پیش ہوئی ہے۔ کیونکہ کہا یہ گیا ہے کہ اس کو بغیر باری کے لے لیا جائے تو دونوں طرف سے اتفاق رائے کیا ہے کہ یہ ہمارا مذہبی مسئلہ ہے اس کے لیے ہم جان بھی دینے کو تیار ہیں۔ تو میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ ایک محرک اور ذوالفقار علی کھوسہ اور ادھر سے وزیر قانون اور میاں افضل حیات پر مشتمل ایک ڈرافٹ کمیٹی ہے جو کہ آدھے گھنٹے کے اندر اندر وقفہ سوالات کے بعد متفقہ قرارداد لائیں ہم اسے پاس کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں اس ایوان کی جانب سے آپ کے اس فیصلے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری محمد وصی ظفر پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! چونکہ درمیان میں ایک اہم مسئلہ آ گیا حالانکہ مجھے اس پوائنٹ آف آرڈر کو پہلے اٹھانا چاہیے تھا کہ رانا اکرام ربانی نے ایک مسئلہ پیش کیا اور آپ جناب نے اس پر رولنگ دی کہ یہ رولز آف بزنس ہے اور یہ رولز آف پروسیجر ہے۔ تو جس وقت ہم سیشن میں ہوں اور جو اسمبلی کا رولز آف پروسیجر ہے وہ تو درست ہے لیکن رولز آف بزنس out نہیں ہو جاتے ورکنگ ریلیشن جو interest among the offices ہیں وہ رولز آف بزنس ہی چلیں گے اور اسمبلی کو رولز آف بزنس پہ جو inter-working relation ہیں اس پر عمل کرتے ہوئے ضمنی سوالات کی کاپیاں بھجوانی چاہیے۔ رولز آف بزنس کی بھی اسمبلی پابند ہے یہ نہیں کہ رولز آف پروسیجر کے بعد اسمبلی تمام قوانین سے بری الذمہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ چودھری وصی ظفر۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی تابش الوری صاحب فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ نے ابھی ایک متفقہ قرارداد کے سلسلے میں فیصلہ فرمایا ہے تو میری بھی ایک قرارداد ہے جو اس پورے ہاؤس کے لیے متفقہ حیثیت رکھتی ہے اور سارا پاکستان بہ یک آواز بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف سراپا احتجاج بنا ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، سید تابش الوری! آپ ایک منٹ کے لیے ذرا تشریف رکھیں کیونکہ تاج محمد خان زادہ کھڑے ہوئے ہیں اور یہ آپ سے پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہوئے تھے۔ شاید ان کا کوئی مسئلہ ہے یہ ہمارے بزرگ ساتھی ہیں لہذا پہلے ان کو بات کر لینے دیں۔ جی خان زادہ صاحب آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟

MR TAJ MUHAMMAD KHANZAD: Mr Speaker Sir, I was very upset by the very shouting, it amounts to disrespect.....

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! خان زادہ صاحب انگلش میں بول رہے ہیں کیا آپ نے ان کو انگلش میں بولنے کی اجازت دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری وصی ظفر! میں نے خود تاج محمد خان زادہ کو انگلش میں بولنے کی

اجازت دی ہے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: For God's sake keep some decorum in the House.

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری وصی ظفر! اصل میں آپ بھی *** کرتے ہیں۔

تاج محمد خان زادہ: جناب والا! اب میں اردو میں بولوں گا اس لیے کہ شاید میرے بھائی میری انگلش نہ سمجھ سکیں گو کہ میری اردو اتنی اچھی نہیں لیکن پھر بھی میں اردو میں بولنے کی کوشش کروں گا۔

میاں معراج دین: جناب والا! آپ نے ابھی ** کا لفظ استعمال کیا ہے جو کہ غیر پارلیمانی لفظ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! یہ لفظ غیر پارلیمانی تو نہیں ہے لیکن اگر آپ کو غیر پارلیمانی لگتا ہے تو میں اس کو حذف کرتا ہوں۔ جی خان زادہ صاحب آپ فرمائیے۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir we are all musalmans and feel for the greatest Prophet of the world (Peace be upon him), we all appreciate it. We are all his ghulams irrespective of whether we sit on the Treasury Benches or on the Opposition Benches and the fact has sufficiently been endorsed by you and also by the Leader of the House and by the Leader of the Opposition. Your decision is welcomed. I congratulate you for taking a decision which is in the interest of Islam and not in the interest of other party.

MR ACTING SPEAKER: Thank you Khanzada Sahib.

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir . . one thing I strongly resent that this House should not be made into such a show that where we

*** بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

keep on shouting on each other and bobbing up and down on our benches and this is some thing which is never done in legislature and never done in constitutional body. Sir, we assert your views and we can impress people. We can win people views by becoming more sobre and by becoming more sensible and being more courteous. Sir, I congratulate you and also congratulate my people along with the Leader of the Treasury Benches to agree on a common and agreed formula in favour and not in disrespect to the greatest prophet of the world I thank you.

MR ACTING SPEAKER: Thank you very much.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ نے ابھی جو کمیٹی بنائی تھی اس میں جو ہمارے ممبران تھے وہ تو باہر چلے گئے ہیں لیکن وزیر قانون صاحب ابھی تک ہاؤس میں دستخطوں میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کو بھی باہر بھیجیں تاکہ تحریک پر جلدی فیصلہ ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نیازی صاحب! میں نے اس کے لیے آدھا گھنٹہ دیا ہے اور آپ اطمینان رکھیں جو وقت دیا گیا ہے اس کے اندر اندر وزیر قانون یا میاں محمد افضل حیات تشریف لے جائیں گے۔ اور سید تابش الوری اب آپ بھی تشریف رکھیں کیونکہ جو ہم نے فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق اگر کوئی متفقہ قرارداد آجاتی ہے تو ہم اس کو ضرور لیں گے۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں نے قرارداد پیش کردی ہے اگر وہ اس میں کوئی ترمیم کرنا چاہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں سید تابش الوری ابھی تو میں نے اجازت ہی نہیں دی ہے بلکہ آپ اس کو کل لے آئیں کیونکہ آج اتنا ہی کافی ہے اور میرے خیال میں اب وقفہ سوالات کو لیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ بوسنیا میں جو قتل عام ہو رہا ہے یہ انسانی تاریخ کا بدترین المیہ ہے۔ اور میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اس بارے میں پہلی فرصت میں نوٹس لینا چاہیے اور پھر یہ ایک متفقہ قرارداد ہے۔ اس پر کسی کو اختلاف نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: تابش الوری صاحب اس کو ہم بالکل لیں گے۔ ملکی سطح پر سب اس بارے میں یک زبان ہیں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں چاہتا ہوں کہ پنجاب اسمبلی قومی اسمبلی سے بھی پہلے اس کو take up کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید تابش الوری میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس کو کل انشاء اللہ۔۔۔

جناب وزیر قانون: جناب سپیکر! سید تابش الوری جس قرارداد کو غیر متنازعہ کہہ رہے ہیں یہ واقعہ ایسا نہیں ہے جو ابھی ابھی وقوع پذیر ہوا ہو اور اس پر قرارداد لائی جائے۔ بوسنیا اور کشمیر میں جو ظلم و تشدد ہو رہا ہے اس حوالے سے یہ ایوان' یہ اسمبلی پہلے سے ہی ایک قرارداد منظور کر چکی ہے۔ اس لیے ایک ایسا ایشو جس پر یہ اسمبلی پہلے سے ہی قرارداد منظور کر چکی ہے اور اس قرارداد کو وفاقی حکومت اور متعلقہ ایجنسی کو بھجوایا جا چکا ہے اب اس پر دوبارہ اسی موقف سے کوئی نئی قرارداد out of turn نہیں لینی چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سید تابش الوری آپ مجھے چیمبر میں مل لینا۔ ہم دونوں بھائی چائے بھی پئیں گے اور اس پر بات بھی کریں گے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! میں قانون کا بے حد احترام کرتا ہوں لیکن مجھے وزیر قانون کی اس بے خبری پر بڑا افسوس ہوا ہے کہ گورازدے جو مسلم آبادی کا شہر ہے اس میں پہلی دفعہ سربوں نے قبضہ کر کے قتل عام شروع کیا ہوا ہے۔ یہ پہلے والا واقعہ نہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: سید تابش الوری اس اجلاس کے بعد ہم ملیں گے اور انشاء اللہ اس بارے میں بات کریں گے۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ جناب محمد بشارت راجا صاحب۔

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

جناب عمران مسعود: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر ۴۴۔

*44 جناب محمد بشارت راجا: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 15 تک کے کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریق کار کیا تھا؟ اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام ور عہدہ کیا ہیں؟ کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں۔ ان کے نام بھی بتائے جائیں انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا۔ جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا۔ ان افراد کے نام پتا اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 تا 15 بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد 16458 ہے۔ بھرتی خالصتاً میرٹ پر کی گئی۔ جس کی تفصیل تتمہ میں دی گئی ہے۔ میرٹ لسٹ تیار کرنے والے افسران کے نام مع عہدہ تتمہ میں درج ہیں ان پوسٹوں کے لیے جتنے افراد نے درخواستیں دیں۔ ان کے نام تتمہ میں درج ہیں۔ 35943 آدمیوں کو انٹرویو کے لیے بلایا گیا اور جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا۔ ان کے نام و پتا تتمہ میں درج ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب عمران مسعود، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب قائم مقام سپیکر، عمران مسعود ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عمران مسعود، شکریہ جناب سپیکر! وزیر تعلیم نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 18 مئی 1993ء سے لے کر 15۔ اکتوبر1993ء تک محکمہ تعلیم اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 تا 15 بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد 16458 ہے بھرتی خالصتاً میرٹ پر کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں' میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ بھرتی کے سلسلے میں جو میرٹ کی پالیسی بنائی گئی تھی اس بارے میں ذرا comments کریں کیونکہ ان کے اس جواب سے جو میرٹ پالیسی ہے وہ واضح نہیں ہوتی۔

جناب قائم مقام سپیکر، عمران مسعود صاحب کیا آپ اس میرٹ پالیسی کی بات کر رہے ہیں جس کے مطابق یہ بھرتی کی گئی؟

جناب عمران مسعود: جناب والا! سوال کے جواب میں جس میرٹ پالیسی کا ذکر کیا گیا ہے اس

بارے میں بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر تعلیم صاحب عمران مسعود صاحب کا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس میرٹ پر یہ بھرتی کی گئی اس کے main feature کیا تھے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ تمام تر بھرتی نگران حکومت کے دور میں ہوئی ہے۔ اور اس وقت کی میرٹ پالیسی already اخبارات میں بھی چھپ چکی ہے۔ اس میں انٹرویو کے کوئی نمبر نہیں تھے۔ تمام نمبرز تعلیمی معیار کے لحاظ سے دیے گئے تھے۔ یعنی جو میرٹ پالیسی نگران حکومت نے نافذ کی تھی اسی کے مطابق یہ بھرتی کی گئی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ نگران دور میں جو بھی بھرتی کی گئی ہے وہ میرٹ پر کی گئی ہے۔ جبکہ ہمارے علم میں ہے کہ میرٹ کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ اگر ان افراد کی نشان دہی کر دی جائے جو میرٹ پر بھرتی نہیں کیے گئے تو حکومت ان کو ملازمت سے نکالنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم، یقیناً اگر ہمارے کوئی فاضل رکن ایسی نشان دہی کریں جہاں پر میرٹ کے برعکس تقرریاں کی گئی ہیں تو حکومت اس کی انکوائری کے لیے تیار ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! میں نے جو پہلا سوال پوچھا ہے اس کا بھی صحیح جواب نہیں ملا۔ وزیر صاحب نے فرمایا کہ جو میرٹ پالیسی تھی وہ اخباروں میں دلوا دی گئی تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گریڈ ایک سے لے کر گریڈ پندرہ تک بھرتی کا کیا میرٹ تھا۔ میں چاہوں گا کہ وزیر تعلیم فرمائیں کہ ان کی تعلیمی قابلیت کیا رکھی گئی تھی گریڈ ایک کی تعلیم میٹرک تھی انٹر تھی یا بی اے تھی؟ اور اگر ان کو میرٹ پر نہیں رکھا گیا تو اس کے بارے میں بھی کچھ فرمائیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! میرا جواب بڑا واضح ہے۔ اگر عمران مسعود کو سمجھ نہیں آرہی تو اس میں میرا قصور نہیں۔ یہ تقرریاں اس وقت کی میرٹ پالیسی کے تحت ہوئی ہیں میرے علم میں نہیں کہ کہیں بھی میرٹ سے ہٹ کر تقرری کی گئی ہو۔ لیکن اگر فاضل رکن اس کی نشان دہی کریں تو حکومت اس کی تحقیقات کرانے کے لیے تیار ہے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! کیا وزیر محترم بتائیں گے کہ جس طرح میرے محترم بھائی

میرٹ پر سوالات کر رہے تھے ۔تو کیا 1985 میں اور اس کے بعد جو حکومت آئی انھوں نے بیس بیس بائیس بائیس سال کی relaxation دے کے بھرتیاں کیں؟

وزیر تعلیم، میں فاضل رکن کی بات سے اتفاق کرتا ہوں واقعی 1985ء سے لے کر 1993ء تک مختلف اوقات میں جو تقرریاں کی گئی ہیں اس میں رولز کو بھی relax کیا گیا ہے proceedure کو بھی relax کیا گیا ہے حتیٰ کہ تعلیم کو بھی relax کیا گیا ہے...

چودھری اختر رسول، جناب والا! یہ بھی ہمارے ساتھ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ان کا جواب تو سن لیں۔

وزیر تعلیم، حتیٰ کہ upper age کو بھی relax کیا گیا ہے below age کو بھی relax کیا گیا ہے اس لیے میں یقینی طور پر فاضل رکن کی بات کو تسلیم کرتا ہوں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ہاوس میں کوئی advisor سوال کرسکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اپنا سوال ذرا دہرا دیں۔

جناب ظہیر الدین خان، جناب والا! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ ہاوس کے اندر کوئی وزیر ' مشیر یا پارلیمانی سیکرٹری ضمنی سوال کر سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، کوئی بھی ممبر elucidation کے لیے سوال کر سکتا ہے ۔ اگر وزیر کو بھی ابہام پیدا ہو جائے تو وہ ضمنی سوال کر سکتا ہے لیکن سوال نہیں کر سکتا۔

جناب ظہیر الدین خان، جناب والا! یہ آپ کی رولنگ ہے۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری بھی ضمنی سوال کر سکتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی پارلیمانی سیکرٹری بھی کر سکتا ہے یعنی آپ کو ضمنی سوال کا مقصد سمجھنا چاہیے یعنی اگر کوئی ابہام ہے تو اسے ذرا واضح کرنے کے لیے ضمنی سوال ہو سکتا ہے ۔ جی راجہ بشارت صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری شوکت داود، پوائنٹ آف آرڈر ' جناب والا! میرا پوائنٹ آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف نے اور مشیر صاحب نے پچھلی حکومت کی کارکردگی کی نشان دہی کرنے کے لیے یہ اعتراض تو کر دیا کہ age

relaxation اور دوسری رعائتیں دے کر بھرتی کی گئی لیکن انھوں نے اپنی موجودہ حکومت کی اس پالیسی پہ جہاں انھوں نے دھاندلی کا ایک بہت بڑا منصوبہ بنایا ہے اور میرٹ پالیسی کو ختم کرنے کے لیے انٹرویو کے بیس نمبر رکھے ہیں اور انٹرویو کے یہ بیس نمبر صرف اور صرف اپنے منظور نظر لوگوں کو بھرتی کرانے کے لیے رکھے گئے ہیں...

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ جی راجہ بشارت صاحب۔

چودھری شوکت داود، 90 سے لیکر 93 کی حکومت میں ایسے کوئی نمبر نہیں دیے گئے تھے اور میرٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے بھرتیاں کی گئیں تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، I rule it out جی راجہ بشارت صاحب

راجہ محمد بشارت، جناب والا ' میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ابھی ایڈوائزر صاحب نے 1985ء سے لے کر 1993ء کی بات کی ہے۔ کہ اس دوران relaxation بھی ہوتی رہی ہے اور قواعد و ضوابط سے ہٹ کر بھرتیاں بھی ہوتی رہی ہیں۔ اور وزیر موصوف نے اس کو concede کیا ہے کہ واقعتاً ہوتی رہی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف بتانا پسند فرمائیں گے کہ اس دوران 1985ء سے 1993ء تک یہ ایڈوائزر بھی رہے ہیں اور ممبر صوبائی اسمبلی بھی رہے ہیں اور اسی جماعت کے ساتھ ان کا تعلق بھی رہا ہے جو حکمران جماعت تھی۔ تو کیا اس وقت انھوں نے اپنے ضمیر کے مطابق اس relaxation کے خلاف کسی فورم پر کوئی آواز اٹھائی

چودھری شوکت داؤد، [**********]

جناب قائم مقام سپیکر، ماحول ساز گار بنائیں اس طرح سے بات نہیں بنتی۔ خانزادہ تاج محمد صاحب نے صحیح نشاندہی کی تھی آپ سب بھائی فاضل اراکین ہیں آپ اسے ذرا متانت سے لیں۔ چودھری شوکت داود صاحب جو بیٹھے بیٹھے کمنٹری کر رہے ہیں میں ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

I rule it out

وزیر تعلیم، جناب والا! فاضل رکن راجہ بشارت صاحب نے جو سوال مجھ سے کیا ہے یقیناً اس وقت جب میرٹ کی دھجیاں اڑائی جا رہی تھیں تو میں ہر معاملے میں پارلیمانی کمیٹی میں احتجاج کرتا رہا ہوں۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

اقبال ٹکا صاحب میرے گواہ بیٹھے ہیں کہ میں ہمیشہ احتجاج کرتا تھا۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا! اقبال ٹکا صاحب تو ہنس رہے ہیں۔

چودھری اختر رسول، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! ابھی آپ نے کچھ الفاظ حذف کرائے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کون سے الفاظ حذف کرائے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، ***** وہ میں نے کارروائی سے حذف کرائے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا' میں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں کہ پوائنٹ آف آرڈر کا بھی ایک استعمال ہوتا ہے۔ یہ نہیں ہے کہ ایک آدمی دس دفعہ پوائنٹ آف آرڈر کہتا جائے اور میں concede کرتا جاؤں اس کا بھی آپ کو خیال رکھنا چاہیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر'

جناب قائم مقام سپیکر، اس وقت تین آدمی کھڑے ہیں اور میں نے تابش الوری صاحب کو floor دیا ہے۔

چودھری شوکت داود، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں میں آپ کو اجازت نہیں دیتا آپ بیٹھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر ریاض فتیانہ صاحب سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ ...

جناب قائم مقام سپیکر، سوال یا ضمنی سوال؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ سب سے پہلے تو سردار سکندر حیات خان صاحب نے ایک ایسا سوال کیا جس کا مقصد براہ راست ہماری پارٹی کی حکومت کو تنقید کرنا تھا تو محترم وزیر صاحب نے اس بات کی تائید کی اور اس کے بعد جب راجہ بشارت صاحب نے سوال کیا تو محترم وزیر نے آگے اقبال ٹکا صاحب کی تصدیق ڈال دی۔ جناب والا! ہم صوبائی اسمبلی

*** (حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

میں بیٹھے ہیں کوئی ضلع کچہری میں نہیں بیٹھے کہ ٹاوٹوں کی طرح تصدیقیں کرتے رہیں۔جناب والا! یہ پنجاب اسمبلی ہے یہاں پر مصدقہ جواب دینا چاہیے جناب والا ' اگر ہم نے کوئی بے ضابطگی کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہم اپنے ضمیر کے بھی پابند ہیں ہمارا یہ حق ہے کہ اگر ہماری حکومت یا ہماری پارٹی کوئی ایسا اقدام ....

جناب قائم مقام سپیکر، آپ خود ہی مجھے بتا دیں کہ کیا پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر کی جا سکتی ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی،جناب والا! اگر کوئی کام ہمارے ضمیر کے خلاف ہوتا ہے تو اس کو باہر آنا چاہیے اگر یہ سمجھتے ہیں کہ1985ء سے لے کر 1993ء تک بہت کچھ ہوتا رہا ہے تو یہ باہر آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں ۔ جی اگلا سوال ' ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، سوال نمبر 257

پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میانوالی کی تعمیر

*257 ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ میانوالی منظور ہو چکا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ بلڈنگ میانوالی نے تعمیر کے لیے اخبارات سے ٹینڈر بھی دیا تھا۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ انسٹی ٹیوٹ پر کتنی لاگت آئے گی۔ اور اس کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا ہے۔ نیز اس کی تعمیر کب تک شروع کی جائے گی؟

وزیر تعلیم(جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے۔

(ج) مذکورہ بالا انسٹیٹیوٹ کی عمارت کی تعمیر کی سکیم 284.10 لاکھ روپے کی تخمینہ شدہ لاگت سے منظور کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز حسن اختر اینڈ کو دیا گیا ہے۔ اور مین بلڈنگ کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو ....

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ وزیر تعلیم صاحب آپ ذرا دھیان دیں انھوں نے سوال نمبر 257 کا جواب مانگا ہے آپ کھڑے ہوں اور جواب دیں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے بھائی اب میں اگلے سوال پہ چلا گیا ہوں آپ دیکھیں کہ اجلاس شروع ہوئے کتنا وقت گزر گیا ہے اور ابھی تک صرف ایک سوال ہوا ہے۔ جی وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب والا' سوال کا جواب (الف) اور (ب) دونوں درست ہیں اور ج کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ بالا انسٹی ٹیوٹ کی عمارت۔۔۔۔

آوازیں، آواز نہیں آرہی۔

وزیر تعلیم، آپ ذرا توجہ سے سنیں تو آپ کو آواز آجائے گی۔ اور عمارت کی تعمیر کی سکیم 284.10 لاکھ روپے کی تخمینہ شدہ لاگت سے منظوری کی گئی ہے۔ اس کی تعمیر کا ٹھیکہ میسرز حسن اختر اینڈ کو دیا گیا ہے۔ اور مین بلڈنگ کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟ جی اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید، سوال نمبر 271

گوجرانوالہ کے کالجوں میں طلباء و طالبات کی تعداد

*271 جناب ایس اے حمید، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل کتنے کالجز برائے طلباء و طالبات ہیں اور اساتذہ' اور طلباء کی تعداد کالج وار کیا ہے تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کچھ کالجز ایسے ہیں جہاں طلباء و طالبات کی تعداد گنجائش سے بہت ہی کم ہے اور وہاں ملی اور قومی وسائل کا ضیاع ہو رہا ہے۔ اگر ہاں تو ان کالجوں کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ تعلیم اس بارے میں کوئی واضح پالیسی بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) مردانہ کالجز	سٹاف کی تعداد	طلبہ کی تعداد۔
1۔ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ۔	164	4730
2۔ گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ۔	89	2855
3۔ گورنمنٹ انٹر کالج گوجرانوالہ۔	20	242
4۔ گورنمنٹ ڈگری کالج وزیر آباد۔	44	515
5۔ گورنمنٹ ڈگری کالج قلعہ دیدار سنگھ۔	23	273
6۔ انٹر کالج علی پور چٹھہ۔	18	231

زنانہ کالجز

1۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سیٹیلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ۔	118	3367
2۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سٹی گوجرانوالہ۔	34	1446
3۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ۔	37	856
4۔ گورنمنٹ کالج برائے خواتین وزیر آباد۔	25	836
5۔ گورنمنٹ انٹر کالج قلعہ دیدار سنگھ۔	13	172
6۔ گورنمنٹ انٹر کالج کامونکی۔	18	417

(ب) ضلع گوجرانوالہ کے کسی کالج میں طلبہ کی تعداد گنجائش سے کم نہیں اور وہاں مالی اور قومی وسائل کا ضیاع نہیں ہو رہا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ گوجرانوالہ کے کسی کالج میں مالی اور قومی وسائل کا ضیاع نہیں ہو رہا۔

جناب ایس۔اے حمید: جناب والا! میں نے اپنے سوال کے (ب) جز میں پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ کچھ کالجز ایسے ہیں جہاں طلباء و طالبات کی تعداد گنجائش سے بہت ہی کم ہے اور وہاں مالی اور قومی وسائل کا ضیاع ہو رہا ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو ان کی تفصیل بتائی جائے۔ وزیر موصوف نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے کسی کالج میں طلباء کی تعداد کم نہیں۔ اور وہاں پر قومی ومالی وسائل کا ضیاع نہیں ہو رہا۔ کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے کہ انٹر کالج قلعہ دیدار سنگھ۔انٹر کالج علی پور چٹھہ اور ماڈل ٹاؤن کالج میں طلباء کی تعداد اساتذہ کی تعداد سے بہت کم ہے؟

وزیر تعلیم: میرے خیال میں یہ تعداد اتنی بھی کم نہیں جتنی کہ سمجھی جا رہی ہے ۔اور اساتذہ کی تعداد بھی اس وقت سے مقرر ہے جب سابق وزیر تعلیم محترم عثمان ابراہیم تھے اور انہوں نے تعداد بلا جواز بڑھائی تھی اور آج وہ اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں انہی کی غلطیوں کا خمیازہ ہمیں آج بھگتنا پڑ رہا ہے۔تاہم ہم تمام شہریوں کو تعلیم کی سہولتیں فراہم کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس۔اے حمید: جناب والا! اگر کسی پالیسی میں سابقہ حکومت کی وجہ سے کوئی کمی رہ گئی ہے تو کیا آنے والی حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ اسے درست کیا جائے؟

جناب قائم مقام سپیکر: ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی گورنمنٹ نے کوئی غلطی کی ہے تو موجودہ حکومت کا اس میں کیا کردار ہو گا؟

وزیر تعلیم: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہاں پر طلباء کی تعداد میں اضافہ ہو جائے اور اس کے علاوہ ہم پورے پنجاب کا اس سلسلے میں جائزہ لے رہے ہیں اور جہاں کہیں بھی اساتذہ اور طلباء کی تعداد میں توازن نہیں' اسے درست کیا جائے محکمہ پہلے ہی اس مسئلے پر سوچ بچار کر رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب ایس ۔ اے ۔ حمید صاحب۔

جناب ایس ۔ اے ۔ حمید: (سوال نمبر 272)

گوجرانوالہ میں سکولوں کا اجراء

*272 جناب ایس اے حمید: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 1991ء تا جون 1993ء کتنے نئے سکولوں کا اجراء ہوا۔ اور ان کے لیے

کتنی نئی عمارات تعمیر کی گئیں۔ علاقہ وار اور نام وار تفصیل کیا ہے۔

(ب) آیا متذکرہ سکولوں میں تدریس کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ اور وہاں اساتذہ کا تقرر عمل میں لا یا جا چکا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اساتذہ کی سکول وار تعداد کیا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو اساتذہ کا تقرر کب تک عمل میں لایا جائے گا۔ اور ان کی سکول وار تفصیل کیا ہو گی۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 1991ء تا جون 1993ء صرف پانچ نئے گرلز پرائمری مدارس کا اجراء ہوا۔ جو صوبائی حلقہ پی پی۔ 89 میں واقع ہیں۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔

(i)	چاہ تیلیانوالہ ضلع		گوجرانوالہ	
(ii)	ٹھیڑی سانسی	ضلع	گوجرانوالہ	ان سب سکولوں کی عمارات
(iii)	محلہ داتا گنج بخش	ضلع	گوجرانوالہ	زیر تکمیل ہیں۔ ہر عمارت
(iv)	رحمان پورہ	ضلع	گوجرانوالہ	دو کمروں، چار دیواری اور
(v)	کشمیر کالونی	ضلع	گوجرانوالہ	لیٹرین و نلکا پر مشتمل ہے

(ب) متذکرہ سکولوں میں تدریس کا سلسلہ باقاعدہ طور پر جاری ہو چکا ہے۔ ہر سکول میں دو معلمات تعینات ہیں۔

(ج) جزو "ب" کے جواب کی روشنی میں اس کی ضرورت نہیں رہتی۔

آوازیں، لوٹا لوٹا۔

وزیر تعلیم، آپ فکر نہ کریں لوٹا بھی موجود ہو گا۔ جس کے لاشعور میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اسے مل جاتا ہے آپ کو بھی لوٹا مل جائے گا۔ متذکرہ سکولوں میں تدریس کا سلسلہ باقاعدہ طور پر شروع ہو چکا ہے اور ہر سکول میں دو معلمات تعینات ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! وزیر موصوف نے جو جواب یہاں پر دیا ہے اس کے مطابق گوجرانوالہ کے صرف ایک حلقے میں پانچ سکول بنے ہیں جب کہ میرے اپنے حلقے میں سات سکول بنے ہیں۔ ان کا یہاں کوئی ذکر نہیں کیا گیا اور نہ ہی ان سکولوں میں سٹاف مہیا کیا گیا ہے۔ کیا وزیر موصوف

فرمائیں گے کہ اس کے بارے میں ان کے پاس کوئی معلومات ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ کوئی ایسا سوال نہیں جس کا جواب دیا جا سکے۔ ہم تو کوشش کر رہے ہیں کہ اور بہت سے سکولوں کا بھی اجراء ہو۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب میرے سوال کا جواب گول کر گئے ہیں۔ میں نے تو عرض کیا ہے کہ میرے اپنے حلقے میں اس عرصے میں سات سکول بنے ہیں اور ان کی عمارات بھی مکمل ہیں لیکن وہاں پر اساتذہ کی تعیناتی نہیں کی گئی۔ وزیر تعلیم اس کی وجہ بیان فرمائیں کہ آخر ایسا کیوں ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ آپ کے حلقے میں جو سکول بنے وہ جواب میں نہیں آئے۔ آپ اس کو چیلنج کرتے ہیں کہ اس سوال کا جواب غلط ہے؟ وزیر تعلیم صاحب معزز رکن فرما رہے ہیں کہ آپ نے جو جواب دیا ہے اس کا جواب غلط ہے۔ آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر تعلیم، میں نے جو جواب دیا ہے میں اس پر قائم ہوں اور فاضل رکن یہ سمجھتے ہیں کہ اس میں اگر کوئی کمی بیشی ہے وہ اس کی نشان دہی اجلاس کے بعد کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں یہ بات نہیں ہے۔ وہ تو یہ کہہ رہے ہیں کے ان کے سوال کا جو جواب آیا ہے وہ درست نہیں facts کے مطابق نہیں آپ اسے تسلیم کرتے ہیں؟ یا آپ نے ابھی اس کے متعلق محکمے سے پتا کرنا ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! میں اس کے متعلق محکمے سے معلومات حاصل کر لیتا ہوں اور اس کے بعد ہی اس کا جواب دیا جا سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، درست ہے۔ ایس اے حمید صاحب وہ definite نہیں ہیں اسی اجلاس میں وہ معلوم کر کے بتا دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ وزیر تعلیم کی معاونت فرما رہے ہیں۔ عرض یہ ہے کہ محکمے نے ایک جواب دینا ہے تو محکمے نے ان سکولوں کو کیوں جان بوجھ کر drop کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، اس پر میں یہ observation دے سکتا ہوں کہ اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہوا تو ہم اس کا نوٹس لیں گے۔

جناب ایس اے حمید: میں یہ عرض کروں گا کہ اگر محکمے نے غلط جواب دیا ہے تو میں پھر تحریک استحقاق پیش کروں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی وہ سٹیج نہیں آئی۔ چودھری شوکت داود صاحب۔

چودھری شوکت داؤد: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔

--

جناب قائم مقام سپیکر: آپ ہنس رہے ہیں آپ serious نہیں ہیں۔

چودھری شوکت داود: جناب والا میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتاہوں کیونکہ ہمارے علم میں یہ آیا ہے کہ یہ درست ہے کہ لوٹا بہت بدنام ہو چکاہے------

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں نہیں I disallowed it . I rule it out .

جناب عبدالرؤف مغل۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: اگر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر بھی چودھری شوکت داؤد جیسا ہے تو پھر میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

جناب عبدالرؤف مغل: نہیں جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر تعلیم نے کہا ہے کہ ہم مزید سکولوں کا اجراء کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوجرانوالہ میں-----

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تو ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں؟

جناب عبدالرؤف مغل: جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم مزید سکولوں کا اجراء کر رہے ہیں میں اس سلسلے میں عرض کررہا ہوں کہ گوجرانوالہ میں تین کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کی رقم محکمہ پی اینڈ ڈی نے surrender کروا دی ہے اور ان سکولوں کا اجراء رک گیا ہے جو تجاویز پیش کردی گئیں تھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ ضمنی سوال بنتا نہیں ہے۔ معذرت چاہتا ہوں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سہری صاحب۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا میرا سوال تو ابھی مکمل نہیں ہوا۔ وزیر موصوف نے جو اطلاع

فراہم کی ہے یہ فرمائیں کہ یہ اپنی انفرمیشن پر قائم ہیں ؟

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو بات آ گئی ہے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں definite نہیں ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ غلط ہے ---

جناب ایس اے حمید، جناب والا پھر یہ کب تک اس کا جواب دیں گے ؟

جناب قائم مقام سپیکر، میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں وہ اسی اجلاس کے دوران جواب دے دیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے حلقے میں جن سکولوں کا اجراء ہوا ہے ان کی تفصیل اس لیے نہیں دی گئی کیونکہ میرا تعلق اپوزیشن سے ہے اور یہ سکول میرے حلقے میں اس سال شروع نہ ہوسکیں ۔ کیا وزیر تعلیم اس بات کی تردید کرتے ہیں ؟ کیونکہ وہاں پر سٹاف بھی نہیں بھیجا گیا اور وہاں پر ان کو چالو کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی ۔

وزیر تعلیم، جناب والا جب تک محکمہ بلڈنگ عمارت ہمیں منتقل نہ کردے اور ہم اس کو take over نہ کریں اس وقت تک وہ ہمارے قبضے میں نہیں۔ گو کہ ابھی تک کچھ عمارات کی تعمیر مکمل نہیں ہوئیں جب ان کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد وہ ہمیں hand over ہوں گی تو تب ہم وہاں پر سٹاف مہیا کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیا آپ کو یہ بالکل علم ہے کہ وہ عمارات محکمہ تعلیم کو hand over ہوچکی ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جی جناب والا بالکل وہ عمارات ان کو جاچکی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے اب بات کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک طرف تو حکومت ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے کہ ہم یہ سارے کام کر رہے ہیں اور ایک طرف یہ گذشتہ ایک سال سے عمارات مکمل پڑی ہوئی ہیں۔ اور ان میں اساتذہ کا تقرر نہیں کیا جارہا۔ کیا یہ ہمارے عوام کے ساتھ ظلم نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں جی وزیر تعلیم صاحب وہ تو کہتے ہیں کہ عمارات مکمل ہیں اور پھر وہ محکمہ تعلیم والے hand over ہونے کے بعد اسے استعمال نہیں کر رہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ جیسے جیسے ہمیں عمارات منتقل ہوجاتی ہیں ہم بلاتاخیر وہاں پر سٹاف مہیا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ عمارات ہمیں ابھی منتقل نہیں ہوئیں لہذا ہم وہاں پر سٹاف کیسے مہیا کرسکتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، اگر میں یہ بات ثابت کردوں کہ عمارات ایک سال قبل مکمل ہوچکی تھیں تو پھر وزیر تعلیم اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ایس اے حمید صاحب میری بات سنیں۔ یعنی عمارتوں کو مکمل ڈیپارٹمنٹ کرتا ہے اگر مکمل کرنے پر اس ڈیپارٹمنٹ نے ابھی hand over ہی نہ کی ہوں تو پھر محکمہ تعلیم کا کیا قصور ہے؟ اور اس موقع پر انعام اللہ صاحب کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے مگر-----

انعام للہ نیازی آپ ذرا پرہیز کریں کیونکہ آپ ہر بات میں پیچھے بیٹھے بیٹھے ہی بولتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی(پی پی 38)، آپ اس بات کی تھوڑی سی وضاحت فرمائیں گے کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میں پیچھے اپنے ساتھی کی مدد کر رہا ہوں آپ مجھے روک نہیں سکتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں آپ کو یہی کہہ رہا ہوں کہ آپ behave کریں۔ آپ بیٹھیں، تشریف رکھیں اور اس میں آپ کمنٹری نہ کریں۔ جب سپیکر یا فاضل رکن بول رہا ہو تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایسی بات نہ کریں۔ جی ایس اے حمید صاحب---

جناب ایس اے حمید، جناب والا بات یہ ہے کہ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے اس لیے کسی ایم پی اے کے سکول ہوں یا حکومت کے کسی ایم پی اے کے سکول ہوں---

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں اس بارے میں وزیر تعلیم صاحب ان کا مؤقف یہ ہے کہ آپ اپوزیشن والوں کے ساتھ کوئی اور سلوک کرتے ہیں اور حکومتی پارٹی والوں کے ساتھ کوئی اور سلوک کرتے ہیں وہ یہ جواب مانگ رہے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! وہ بے فکر رہیں ہم کوئی ایسی نئی روایت قائم نہیں کریں گے جو پہلے سے یہاں روایت موجود نہ ہو۔ میں یہ ہاؤس میں یقین دہانی کرواتا ہوں ۔ اور یہ بھی پہلے حکومت میں رہے ہیں انہوں نے جو اچھی مثالیں اور روایات قائم کی ہیں اس سے ہٹ کر ہم کوئی اور روایت قائم نہیں کریں گے۔ اس کے باوجود ایس اے حمید صاحب میرے ذاتی دوست بھی ہیں۔ انہیں میں یہی یقین

دلاتا ہوں کہ اگر وہ عمارات مکمل ہوگئیں تو وہاں پر ہم سٹاف مہیا کر دیں گے۔ یہ کوئی اتنی پریشانی والی بات نہیں ہے کہ وہ پریشان ہو رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، میں ان کی اس یقین دہانی کے بعد کہ اگر عمارات مکمل ہیں تو وہ اپنا سٹاف بھجوادیں گے تو میں اپنے اس سوال پر زور نہیں دیتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پہلے جیسا پوائنٹ ہے یا کوئی نیا ہے؟

چودھری شوکت داؤد، نہیں جی وہ ختم ہو گیا اب نیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی مہربانی۔

چودھری شوکت داؤد، میرا پوائنٹ آرڈر بھی یہی ہے جیسے کہ ایس اے حمید صاحب نے فرمایا۔ اسی طرح میرے حلقے میں بھی جو سکول جو مسجد مکتب تھے پرائمری تک درجہ دے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ دو مرتبہ آچکے ہیں۔ کیا پوائنٹ آف آرڈر ایسا ہوسکتا ہے ان کا پوائنٹ آف آرڈر تو متعلقہ تھا۔

چودھری شوکت داؤد، یہ بھی متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، متعلقہ نہیں ہے۔ آپ کا نیا ضلع ہے، نئی جگہ ہے۔ آپ ضمنی سوال کر سکتے ہیں لیکن پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے۔

جناب شوکت داؤد، جناب والا جہاں میرے سوال ہیں وہاں تک تو باری نہیں آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں آپ ضمی سوال کریں۔

چودھری شوکت داؤد، میرا پوائنٹ آف آرڈر اس لیے متعلقہ ہے کہ ہاؤس میں ایک بات discuss ہو رہی ہے اور وہی کیس میرے ایک ساتھی کا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اسی کے متعلق بات کر سکتے ہیں اور آپ اپنے حلقے کے بارے میں نہیں کہہ سکتے۔

چودھری شوکت داؤد: وہی ڈیپارٹمنٹ ہے اور وہی وزیر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: I rule it out جناب ارشد عمران سلہری۔

جناب ارشد عمران سلہری: 276

دعائیہ کلمات کی درستگی

*276 جناب ارشد عمران سلہری: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کی وزارت تعلیم کے مراسلہ مورخہ 26 جون 1984ء کے ذریعے جناب نذیر احمد اعوان چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کو درسی کتب میں دعائیہ کلمات کی درستگی کے لیے تحریر کیا گیا تھا۔ اگر ہاں تو اس نوٹیفکیشن پر اب تک کیا عمل درآمد کیا گیا ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ صوبائی حلقہ نمبر 127 کی طرف سے بھی مورخہ 22 جولائی 1993ء کو چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کو درسی کتب میں دعائیہ کلمات کی درستگی کے لیے تحریک کیا جا چکا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات اٹھائے ہیں اور آیا اس ضمن میں وفاقی حکومت سے کوئی خط و کتابت کی گئی ہے اگر ہاں تو اس کی ایک نقل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) مودبانہ گزارش ہے کہ 24 اپریل 1984ء کے ہفت روزہ "رضا کار" لاہور کے اداریے میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ پر اعتراض کیا گیا کہ آئمہ کرام کے ناموں کے ساتھ "رضی اللہ عنہ" لکھا جا رہا ہے۔ "علیہ السلام" لکھا جائے۔

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے اس وقت کے چیئرمین جناب نذیر احمد اعوان نے 9 مئی 1984ء کو اسمائے اہل بیت کے ساتھ دعائیہ کلمات کے سلسلہ میں ایک مراسلہ وزارت تعلیم اسلام آباد کے مشیر اسلامی تعلیم کو لکھا کہ وہ اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں۔ پھر 17 جون 1984ء کو یاد دہانی کا ایک خط انھیں لکھا گیا جس کے بعد انھوں نے 26 جون 1984ء کو بورڈ کو وہ مراسلہ لکھا جس کا حوالہ اسمبلی میں ہونے والے سوال میں دیا گیا ہے۔

دفتر ہذا نے اس سلسلہ میں کافی غور و خوض کے بعد متنازعہ امور سے اجتناب کی خاطر فیصلہ کیا کہ دعائیہ کلمات کی طباعت سابقہ طریق جو اس وقت درسی کتابوں میں رائج ہے' کے مطابق جاری رکھی جائے۔ اس سلسلے میں 20 اگست 1984ء کو ایک سرکلر دفتر ہذا کے متعلقہ لوگوں کے لیے جاری کیا گیا۔

(ب) مودبانہ گزارش ہے کہ 23/7/1993 کا مراسلہ بورڈ کے دفتر میں موصول ہوا ہے۔ چونکہ اس سے پہلے 1984ء میں دفتر ہذا یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ جو دعائیہ کلمات نصابی کتابوں میں جیسے استعمال ہوتے آ رہے ہیں' اسی طرح استعمال کیے جائیں تاکہ کسی مذہبی فرقہ کو اعتراض کا موقع نہ ملے۔ اس لیے اس مراسلہ کی وصولی کے بعد وفاقی حکومت سے کوئی خط و کتابت نہیں کی گئی ہے۔ تفصیلی جواب مذکورہ پیرا گراف "الف" میں پیش کیا جا چکا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسلئے اہل بیت کے ساتھ دعائیہ کلمات کا یہاں پر ذکر کیا گیا ہے۔ اور وہ کون سے دعائیہ کلمات ہیں جو کہ پڑھے جائیں گے۔ وزیر موصوف وہ کلمات ذرا یہاں بیان کردیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فتیانہ صاحب۔۔۔

وزیر تعلیم، جناب والا اس میں کوئی ایسا ابہام نہیں۔ جس کی نشان دہی ارشد عمران سلہری صاحب نے یہاں پر کی ہے۔ اگر یہ نصاب اٹھا کر دیکھیں تو اس میں ہر چیز بڑی واضح لکھی گئی ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا کہ رضی اللہ عنہ اور علیہ سلام پر یہ تنازعہ کھڑا ہوا تھا۔ اس پر چونکہ پہلے ہی ایک circular موجود ہے اور فہرست چھپ رہی ہے۔ اور موجودہ حکومت نے یہ مناسب سمجھا کہ اس پر کوئی رد و بدل کیے بغیر جو پچھلے عرصہ سے سلسلہ چلا آ رہا ہے اسی کو قائم اور برقرار رکھا جائے۔ اس میں کوئی ضمنی سوال تو نہیں بنتا جو کہ میرے دوست نے کیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال جناب آفتاب احمد خان۔

جناب آفتاب احمد خان، 285۔

بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے ملازمین کی تفصیل

*285 **جناب آفتاب احمد خان،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں کل کتنے ملازم/ افسران ہیں ان کی تاریخ تقرری عہدہ جات اور تعلیمی قابلیت کیا ہے ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف ان کی تاریخ ملازمت سے لے کر اب تک کن وجوہ کی بناء پر تادیبی کارروائی کی گئی ہے اور تا حال کتنے ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی التواء میں ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں کل ملازم / افسران کی تعداد 422 ہے جن کی تفصیل نشان "الف" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملازمین جن کے خلاف تادیبی کارروائی ہو چکے ہے کی تعداد 34 ہے جس کی تفصیل نشان "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

وہ ملازمین جن کے خلاف تادیبی کارروائی زیر التواء / عمل ہے' کی تعداد 29 ہے جس کی تفصیل نشان "ج" ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

* (تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں)

جناب آفتاب احمد خان، ضمنی سوال سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ضمنی سوال۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہے کہ ملازمین جن کے خلاف تادیبی کارروائی ہوچکی ہے کی تعداد 34 ہے ان کی تفصیل اگر وزیر صاحب اپنے سامنے رکھ لیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ جن ملازمین کے خلاف تادیبی کارروائی ہوئی ہے ان کے خلاف جو الزامات ہیں وہ ہیں غلط میرٹ لسٹ ' خفیہ معلومات کو ظاہر کرنا' فرضی امیدواروں کو سرٹیفکیٹ جاری کرنا' نتیجہ میں رد و بدل کرنا' اصل امیدواروں کے نام میرٹ لسٹ میں شامل نہ کرنا' غلط پوزیشن شائع کرنا' رول نمبرسلپ میں رد و بدل' غلط ٹینڈر الاٹ کرنا اور فرضی امیدواروں کو سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔ اور وہ جتنے ملازمین ہیں ان کے خلاف کسی ملازم کو ملازمت سے برخاست نہیں کیا گیا۔ وہ ملازمین وہیں پہ نوکری کر رہے ہیں۔ چونکہ وہاں پر پیسے دے کر نمبر لگتے ہیں اور تعلیم کا معیار گر رہا ہے۔ کیا وزیر صاحب اس پر کوئی انکوائری کروانا پسند فرمائیں گے کہ وہ افسران وہاں پر کیوں تعینات ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا فاضل رکن کی اطلاع کے لیے جو میں نے ریکارڈ کا جائزہ لیا ہے یہ تمام تر سنگین قسم کے واقعات 1988ء سے 1993ء کے درمیان رونما ہوتے ہیں۔ اور میں واقعی ان کی بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ انہیں جتنی سزا ملنی چاہئے تھی انہیں اتنی سزا نہیں دی گئی۔ لیکن قواعد و ضوابط کے تحت اگر سزا کسی کو ایک مرتبہ دے دی جائے اگر ہم اس کو دوبارہ پھر شروع کرتے ہیں تو معاملہ عدالت میں چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود میں نے بطور وزیر تعلیم تمام سیکنڈری بورڈز کو ہدایت کی ہے کہ ایسے کیس جن کا جرم بہت بڑا بنتا ہے لیکن سزا کم ہے ایسے کیسوں کی تفصیل دوبارہ وزارت تعلیم کو بھجوائی جائے تاکہ ان پر قانونی مشورہ کے بعد ضروری کارروائی کی جاسکے اسی طرح اب تمام سیکنڈری بورڈز کو اور شعبہ امتحانات کو مزید ہدایت دی جاچکی ہے۔ کہ اگر آئندہ یا ایسی انکوائری جو ابھی زیر التواء ہیں جن کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا۔ خاص طور پر ہم ایک ایسا مثالی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں جس کے تحت آئندہ کوئی ملازم امتحانات کے شعبے میں بدعنوانی میں ملوث نہیں ہوسکے گا۔ اور میں آپ کی اور فاضل رکن کی مزید معلومات کے لیے بتانا چاہوں گا کہ ہماری اس نئی حکومت کے اقدامات کا نتیجہ ہے کہ اس دفعہ میٹرک کے امتحانات میں نقل بہت کم ہوئی ہے۔ اور ہمارا پورا امتحانی نظام اصلاحات کی بنا پر عبوری فیصلوں کی بنا پر' پنجاب کے عوام بھی یہ محسوس کرتے ہیں کہ شعبہ امتحانات میں نقل اور بوٹی مافیا کا ہم نے بڑی جرات اور ہمت سے مقابلہ کیا ہے۔ بالآخر آپ دیکھیں گے کہ شعبہ امتحانات میں سے ہم کرپشن کو ختم کردیں گے اور وہ گندگی جو پچھلے چند سالوں سے حکومتوں کی کمزوریوں کی بنا پر نظام تعلیم میں در آئی تھی ہم اس کو ختم کرکے ہی دم لیں گے۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ تھا کہ جن لوگوں نے کرپشن کی ہے وہ وہیں ہیں' انھیں اہم سیٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ انھیں وہاں سے کہیں آگے پیچھے کر دیں تاکہ آئندہ کرپشن رک جائے۔ دوسرے انتیس ملازمین جن کے خلاف ابھی تک کارروائی مکمل نہیں ہوئی' ان کے خلاف بڑے سنگین قسم کے چارجز ہیں۔ یہ اس میں کوئی time limit مقرر کریں کہ یہ ان کے خلاف کب تک کارروائی مکمل کر دیں گے۔ اس کے لیے میں ان سے یقین دہانی چاہوں گا۔

وزیر تعلیم، حکومت کی جانب سے پہلے ہی ایسی ہدایت جاچکی ہے کہ جتنی بھی انکوائریوں کو تین ماہ سے زیادہ مدت ہو چکی ہے ان کو فی الفور مکمل کیا جائے اور ساتھ ساتھ مجھے آگاہ کیا جائے۔ تو فاضل رکن

کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ حکومت پہلے ہی اس معاملے میں بڑی سختی کر رہی ہے ' اور یہ انتیس معاملات جو زیر التواء یا زیر انکوائری ہیں تو ہم اس وقت تک کسی کو سزا نہیں دے سکتے جب تک انکوائری میں الزام نہ ثابت ہو جائے۔ اگر وہ الزام ثابت ہو جاتا ہے تو یقیناً ان کے خلاف کوئی رو رعایت نہیں کی جائے گی۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب سپیکر' میں یہ نہیں کہتا کہ الزام ثابت نہ ہو۔ مگر میں کہہ رہا ہوں کہ جو بھی ہے۔ اگر وہ بے گناہ ہیں تو ختم ہو جائے گا۔ اگر وہ گناہ گار ہیں اور آپ نے خود فرمایا ہے کہ ہم نے time limit مقرر کر دی ہے۔ وہ time limit آپ مجھے بتائیں۔ اس بات کو بھی چھ ماہ ہو گئے ہیں۔ آپ ابھی مقرر کر دیں کہ فلاں تاریخ تک اس کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ لوگ جنھوں نے وہاں پر اتنا rowdyism کیا ہے' کرپشن کی ہے ' تعلیم کا معیار ختم کیا ہے' اس سارے سسٹم کو کس طرح improve کرنا ہے میں ان سے یہی یقین دہانی چاہ رہا ہوں کہ ان لوگوں کے خلاف کارروائی یہ کس تاریخ تک مکمل کر لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ جانتے ہیں کہ کب تک یہ کارروائی مکمل ہو جائے گی؟

جناب آفتاب احمد خان، یہ تین ماہ کی بات کر رہے ہیں' تین ماہ تو ان کی پالیسی کے بعد بھی گزر چکے ہیں۔

وزیر تعلیم، یقینی طور پر ہم انشاء اللہ تیس جون سے پہلے یہ سارے معاملات نمٹا لیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اگلا سوال 286

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*286 **جناب آفتاب احمد خان،** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں یکم جنوری 1990ء سے 19993ء تک کل کتنے ملازم کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ کو اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیے گئے ایسے تمام ملازمین کے نام و پتا جات تعلیمی قابلیت اور تاریخ تقرری سمیت تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

یکم جنوری 1990ء سے 1993ء تک بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد میں کل 211 ملازمین کی بھرتی کی گئی۔ جس کی تفصیل یوں ہے۔

1۔	جونیئر سکیل سٹینو گرافر۔	5	12	دفتری	4
2۔	کوچز۔	2	13	ریکارڈ لفٹر	4
3۔	اسسٹنٹ۔	2	14	بہشتی (ماشکی)	2
4۔	جونیئر کلرک۔	110	15	لائبریری اٹینڈنٹ	1
5۔	افسٹ مشین مین۔	1	16	مالی	1
6۔	کمپوزیٹر۔	1	17	بیلدار	7
7۔	الیکٹریشن۔	1	18	خاکروب	6
8۔	ٹریڈرل مشین مین۔	2	19	کلینر	1
9۔	ڈرائیور۔	4	20	سیکیورٹی گارڈ	20
10۔	گیسٹیٹنر آپریٹر	1	21	نائب قاصد	34
11۔	انک مین۔	2			

بھرتی کیے گئے ملازمین کے نام مع والدیت، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری، مکمل پتا جات اور ان کے بھرتی کی مجاز اتھارٹی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*435 راجہ سلطان عظمت حیات، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ماہ اگست تا نومبر 1993ء میں ضلع چکوال میں کتنے پی ٹی سی زنانہ / مردانہ اور درجہ چہارم کے افراد ملازم رکھے گئے ہر ماہ کی تفصیل بمعہ نام۔ عہدہ۔ عمر۔ رہائش اور میرٹ کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے۔

(ب) میرٹ لسٹ کس کس افسر نے تیار کی تھی اور کتنے افراد کو میرٹ لسٹ کے برعکس ملازم رکھا گیا۔ میرٹ لسٹ مہیا کی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) ضلع چکوال میں ماہ اگست تا نومبر 1993ء بھرتی کیے گئے افراد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ماہ	نام آسامی	تحصیل چکوال			تحصیل تلہ گنگ			میزان		
		زنانہ	مردانہ		زنانہ	مردانہ		زنانہ	مردانہ	
اگست	پی ٹی سی	16	28		3	-		19	28	
	درجہ چہارم	17	-		2	-		19	-	پی ٹی سی 31+ 28 =59
	پی ٹی سی	7	-		3	-		10	-	درجہ چہارم 47+ 10 =62
ستمبر	درجہ چہارم	-	-		-	-		-	-	کل 21
	پی ٹی سی	-	-		2	-		2	-	
اکتوبر	درجہ چہارم	14	6		13	9		27	15	
	پی ٹی سی	-	-		-	-		-	-	
نومبر	درجہ چہارم	-	-		-	-		-	-	

بھرتی شدہ افراد کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) میرٹ لسٹ تیار کرنے والے افسران کے نام درج ذیل ہیں۔

(i) تحصیل چکوال مردانہ ملک محمد افضل ڈپٹی ڈی ای او چکوال

" " زنانہ اصغری ملک

(ii) تحصیل تلہ گنگ مردانہ ملک ممتاز ڈپٹی ڈی ای او محمد عارف کٹانہ تلہ گنگ

زنانہ اصغری ملک /غلام زہرہ ڈپٹی ڈی او تلہ گنگ

میرٹ کے برعکس بھرتی کیے گئے ملازمین کی تعداد پی ٹی سی معلمات 18 درجہ+ چہارم کل 180 ہے۔

میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

راجہ سلطان عظمت حیات، جناب وزیر صاحب نے تفصیل بتائی۔ اس میں میری گزارش یہ ہے کہ جتنی بھی یہ بھرتیاں ہوئی ہیں اس میں میرٹ یہ رکھا گیا ہے کہ دس ہزار روپیہ ایک استانی یا استاد کا۔ اس کے خلاف عوام میں اور ضلع میں بے پناہ احتجاج ہوا۔ اس بناء پر قائم مقام ایڈیشنل کمشنر صاحب کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا۔ اور میں وزیر صاحب سے گزارش کروں گا کہ قائم مقام ایڈیشنل کمشنر کی انکوائری رپورٹ وہ ہاؤس میں لائیں۔ جس سے آپ کو پتا چلے گا کہ وہاں کیا دھاندلی ہوئی، کیا میرٹ

رکھا گیا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی طرف سے میں ان کو ضمنی سوال کرتا ہوں۔ ان کا ضمنی سوال یہ ہے کہ قائم مقام ایڈیشنل کمشنر کی جو انکوائری ہے وہ آپ کے سامنے پیش کر دی جائے تو آپ اس پر کوئی ایکشن لیں گے؟

وزیر تعلیم، جناب' یہ جو تقرریاں ہوئی تھیں یہ نگران دور میں ہوئی ہیں۔ اور ہمیں اس میں کوئی پس و پیش نہیں ہے۔ جہاں جہاں بدعنوانی سامنے آتی جائے گی ہم قانون کے مطابق سخت ترین کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔

راجہ سلطان عظمت حیات، اگر میرے اس سوال نمبر 435 کے ساتھ جناب ارشد عمران سلہری کے سوال نمبر 548 کو بھی link کر لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ بات ذرا وضاحت سے ہو جائے گی۔ اگر یہاں چکوال سے مشیر سردار غلام عباس تشریف رکھتے ہیں ان سے بھی میں گزارش کروں گا کہ یہ ان کا ضلع ہے۔ وہ بھی اپنے طور پر انکوائری کریں۔ بلکہ ان کے علم میں ہو گا کہ وہاں کیا دھاندلی ہوئی۔ اور کتنے استاد میرٹ پر رکھے گئے اور کتنی استانیاں' اور میرٹ کیا مقرر ہوا۔ میری گزارش ہے کہ وزیر موصوف نے جو فرمایا کہ تمام تقرریاں میرٹ پر ہوئیں' تو میرے خیال میں ایک بھی تقرری میرٹ پر نہیں ہوئی' بلکہ کرپشن کی انتہا ہوئی ہے۔ رشوت اور بدعنوانی کی انتہا ہوئی ہے اور ان لوگوں کا حق مارا گیا ہے کہ جو بے چارے پی ٹی سی اور تعلیم میں بھرتی کے لیے میرٹ رکھتے تھے۔ انھیں میرٹ پر نہیں رکھا گیا اور انھیں رکھا گیا ہے کہ جن کا میرٹ نہیں بنتا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ان کا سوال ہے کہ وہاں میرٹ پر نہیں رکھے گئے' بلکہ رشوت کے ساتھ تقرریاں ہوئی ہیں۔ اس بارے میں آپ بتائیں کہ کیا پوزیشن ہے؟ یہ آپ کے علم میں ہے یا وہ آپ کے علم میں لائیں تو پھر کارروائی ہو گی۔

سردار غلام عباس (مشیر برائے وزیر اعلیٰ)، جناب سپیکر' اگر آپ اجازت دیں تو یہاں پر میرا ذکر کیا گیا ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے میں وزیر موصوف کی موجودگی میں کچھ عرض کر دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' یہ تو سوال جواب کا مسئلہ ہے۔ میں نے ان کی جگہ ضمنی سوال کر دیا

ہے۔ وہ تو آپ انھیں باہر امداد دیں۔ فاضل رکن کی کوئی امداد کریں۔

سردار غلام عباس، اگر وہ پوچھنا چاہتے ہیں اور اگر وزیر صاحب اور آپ اجازت دیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ لمبی کہانی ہو جائے گی۔

وزیر تعلیم، مجھے تو اعتراض نہیں۔ اگر سردار صاحب کچھ کہنا چاہیں اور رہ نمائی کرنا چاہیں تو فرما سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس میں کچھ رہ نمائی کر سکتے ہیں تو کریں۔

وزیر تعلیم، کیونکہ یہ سارا معاملہ ہمارے دور کا تو ہے ہی نہیں۔ یہ نگران دور کا ہے۔ اس سلسلے میں کوئی بات سامنے آتی ہے تو ہم اس پر ایکشن لینے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر، اگر گزشتہ دور حکومت میں کسی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے تو کیا اس حکومت کا فرض نہیں بنتا کہ یہ اس کو درست کرے؟ یا اس کے خلاف کوئی کارروائی کرے؟

وزیر تعلیم، جناب، میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ کسی بھی جگہ آپ بدعنوانی کی نشان دہی کریں گے تو ہم بالکل آپ کو اعتماد میں لیں گے، اس کی انکوائری کروائیں گے اور کسی بھی ایسے شخص سے ذرا بھی رو رعایت نہیں کریں گے جو بدعنوانی کا مرتکب ہوا ہے، اور میرٹ کو ensure کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔

سردار غلام عباس، جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں راجہ بشارت صاحب کے سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اجازت ہے۔

سردار غلام عباس، جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے راجہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جس قسم کا بھی اطمینان چاہتے ہیں انشاء اللہ اس سلسلے میں میں پوری کوشش کروں گا اور محکمے سے جو ان کو اعتراضات ہیں اس کے لیے جو جو یہ ثبوت فراہم کریں گے اگر وہ درست ثابت ہوئے تو ہم انشاء اللہ اس کی پوری محکمانہ کارروائی کریں گے۔ دوسری بات جو میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جن چار ڈی ای او صاحبان کے نام یہاں پر لکھے گئے تو جہاں تک میرے علم میں ہے انہیں 1985ء یا 1986ء میں جب ڈپٹی ڈی او کی پوسٹیں create کی گئی تھیں اس وقت رولز کو

violate کرتے ہوئے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ہمارے فاضل دوست اور میرے محترم بھائی ملک سلیم اقبال شاید اس وقت وزیر تھے انہوں نے اپنی مرضی سے ان لوگوں کو وہاں لگوایا تھا حالانکہ کوئی ڈپٹی ڈی او اپنی تحصیل یا اپنے ضلع میں نہیں لگ سکتا۔ اور یہ بدستور پچھلے الیکشن تک وہاں پر موجود رہے۔ اور ان لوگوں نے ہی رولز کو violate کرتے ہوئے شاید یہ بے قاعدگی کی ہے۔ میں راجہ صاحب کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ ہمیں ثبوت فراہم کریں انشاء اللہ حکومت کی طرف سے ان کو پورا تعاون ملے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ جی ارشد عمران سلہری صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر۔ چونکہ میرا نام لیا گیا ہے اس لیے میں اس کا جواب دینا چاہوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا نام لیا گیا ہے؟

ملک سلیم اقبال، جی ہاں میرا نام لیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ ذاتی نکتہ وضاحت پر بولنا چاہتے ہیں؟

ملک سلیم اقبال، جی ہاں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ ہماری حکومت کے دوران میں نے بے ضابطگی کی ہے۔ تو میں اس بات کا چیلنج کرتا ہوں کہ اگر سردار صاحب یہ بات ثابت کر دیں کہ میں نے میرٹ لسٹ توڑی یا میں نے کوئی رولز کی violation کی ہے تو میں استعفیٰ دینے کو تیار ہوں۔ اگر یہ غلط ثابت ہو تو وہ بھی استعفیٰ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سردار غلام عباس، جناب سپیکر۔ میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میں نے ایک بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ چیلنج قبول کرتے ہیں تو میں اس مقابلے کے لیے تاریخ مقرر کردوں؟ ادھر سے چیلنج کیا گیا ہے اور انہوں نے قبول کیا ہے۔

سردار غلام عباس، جناب سپیکر۔ میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں۔ میری پوری بات سن لیں۔

(قطع کلامیاں) جناب سپیکر۔ میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں اور یہ اعلان کر کے کہہ رہا ہوں کہ ڈپٹی ڈی او صاحبان کی اسامیاں جس وقت create کی گئی تھی اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ 1986ء کا واقعہ ہے۔ رولز میں لکھا ہوا ہے کہ کوئی ڈپٹی ڈی او اپنے ڈسٹرکٹ میں یا اپنی تحصیل میں appoint نہیں

کیا جا سکتا۔ وزیر موصوف جو میرے فاضل رکن اور بھائی ہیں ۔ میرے لیے قابل احترام ہیں ۔ انہوں نے اپنی مرضی سے ممتاز کو اپنی تحصیل میں ڈپٹی ڈی او تعمیرات لگوایا اور اسی انداز سے دوسرے احباب جن کے نام یہاں درج ہیں ۔ ایک تو میں یہ چیلنج قبول کرتا ہوں ۔ اور ثبوت پیش کروں گا کہ انہیں appoint ملک صاحب نے کروایا تھا اور انہیں کی وجہ سے وہ آج ممبر ہے۔ حالانکہ میری شکایات اس وقت بھی تھیں۔ اور جب میں ممبر تھا اور مرحوم غلام حیدر وائیں وزیر تعلیم تھے ۔ یہ اعتراض ریکارڈ میں موجود ہوگا۔ میں نے کہا تھا کہ یہ رولز کو violate کر کے یہاں پر لوگوں کو appoint کیا جا رہا ہے ۔ اس وقت وائیں صاحب نے ایک بات on record کہی تھی کہ بات تم نے درست کہی ہے لیکن ہماری مجبوریاں ہیں۔ میں ان کے چیلنج کو قبول کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں برابر کشتی ہو گئی ہے ۔

ملک سلیم اقبال، جناب سپیکر۔ بات پی ٹی سی کی تقرریوں کی ہو رہی تھی۔ اور میرے بھائی اس وقت ڈپٹی ڈی ای او کی بات کر رہے ہیں ۔ بات پی ٹی سی کی تقرریوں کی اٹھی ہے میں نے اس چیلنج کو قبول کیا ہے ۔ (قطع کلامیاں)

سردار غلام عباس، جناب والا ۔ میں وہ چیلنج بھی قبول کرتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال ۔ ارشد عمران سلہری صاحب !

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر ۔ وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ ڈائریکٹر تعلیم راولپنڈی چودھری فضل کریم ، ڈی او چکوال خواجہ کرامت اور سپرنٹنڈنٹ عارف نے مل کر ملازمت دلانے کے لیے مسمی ارشد سے بیس ہزار روپے لیے ،لیکن ابھی تک اسے ملازمت نہیں ملی ۔ اگر ہم اس بات کو ثابت کردیں کہ وہاں پر رشوت ستانی ہوئی ہے، رشوت کے ذریعے ملازمتیں دی گئی ہیں تو وزیر موصوف ان کے خلاف کیا کارروائی کریں گے جبکہ ہم نے سوال ہی نامزد کرکے دیا ہے کہ فلاں شخص سے اتنے پیسے لیے گئے ۔ یہاں پر تو مفروضوں پر جواب دیا جاتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وزیر تعلیم!

وزیر زکوٰۃ و عشر (غلام سرور خان)، پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست آج مختلف سوالات کے حوالے سے میرٹ اور ڈی میرٹ کی بات کرتے ہیں ۔ میں 1985ء سے لے کر 1990ء تک چیلنج کرتا ہوں کہ تمام کام آوٹ آف میرٹ انہیں لوگوں نے کیے اور انہیں لوگوں نے کروائے ۔ جناب سپیکر ۔ راولپنڈی ڈویژن میں میں یہ بات ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ آج سوالات کی favour میں جوبات کی جارہی ہے یہ واقعی ریٹ انہیں کے دور میں مقرر ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، غلام سرور خان! آپ تشریف رکھیں۔ سردار صاحب ! آپ بھی تشریف رکھیں۔میں تمام فاضل اراکین سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 1990,1988,1985ء میں ادھر والوں نے اور ادھر والوں نے کام کیے تو تمام صورت حال مبہم ہے ۔ کئی اُدھر والے اِدھر ہیں اور کئی اِدھر والے اُدھر ہیں۔ (قطع کلامیاں) اس لیے میں یہ چاہوں گا کہ اس بات کو یہاں پر لائیں ہی نہ ۔ وہ کہتے ہیں وہ کر گئے ۔ وہ کہتے ہیں وہ کر گئے۔ یعنی تمام چکر تو گڈ مڈ ہے ۔ آپ کے سامنے ہے ۔ اس لیے میں چاہوں گا کہ آپ وہ پرانے مردوں والے گڑھے نہ کھودا کریں ۔ آپ present بات کریں کہ کیا صورت حال ہے ۔ جی سردار صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ ان کے وہ حضرات ان بنچوں پر بیٹھے ہیں جو قاعدہ اور بے قاعدگی کی باتیں کرتے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے وہ بات کہہ دی ہے ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، لہذا غلام سرور خان صاحب کے یہ الفاظ حذف کیے جائیں۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، غلام سرور خان صاحب! اب آپ وزیر ہیں ۔ اب آپ حزب اختلاف کے ممبر نہیں ہیں ۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ جی خواجہ صاحب' فرمائیے !

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر ۔ میں آپ کی توجہ فاضل رکن عظمت حیات جو ہمارے بھائی ہیں جنہوں نے ہاؤس کے سامنے یہ بات کہی ہے اور وزیر تعلیم کے سامنے کہی ہے ' نہ صرف وزیر تعلیم کے سامنے بلکہ وزراء کی جو فوج وہاں پر بیٹھی ہوئی ہے ان کے سامنے کہی ہے کہ میرٹ کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے دس دس ہزار روپیہ رشوت لے کر وہاں پر ملازمین کو بھرتی کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر!

آپ اچھی طرح واقف ہیں کہ لوگ انصاف کے لیے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ اس ملک میں ' اس پنجاب میں رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ آج یہ وزراء صاحبان چھ مہینے سے وزیر بنے ہوئے ہیں اور ہر بات پہلی حکومت پر ڈالتے ہیں۔ اگر تین مہینے اور گزر گئے تو اس کے بعد ان کا کیا بنے گا۔ چھ مہینے تو پہلے ہیں تین مہینے اور گزر جائیں گے۔ لوگوں نے ان کو ووٹ دیے ہیں ۔ حکومت ان کے پاس ہے ' یہ لوگوں کے کام کریں۔ یہ پچھلے دور کے طعنے دیتے رہتے ہیں۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ہمارے بھائی عظمت حیات نے جو مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے اس کو serious لیں۔ یہ افسروں کی فوج جو ہر محکمے میں آپ نے بھرتی کی ہوئی ہے ' جس پر کروڑوں روپے ہر سال بجٹ میں رکھ کر خرچ کیے جاتے ہیں ۔ تو یہ کیا کرتے رہتے ہیں ۔ گول مول سوالات کے جوابات دے رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس کا بجٹ ضائع کر رہے ہیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی شکریہ ! جی چودھری وصی ظفر ! میرے خیال میں آپ کو بعد میں وقت دیں تاکہ زیادہ محاذ آرائی نہ شروع ہو جائے۔ (قطع کلامیاں)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب یہ absent minded بیٹھے ہیں ۔ یہ سوال interim گورنمنٹ کے بارے میں تھا یا سابقہ دور کے بارے میں تھا۔ اس دور کے بارے میں تو سوال ہی نہیں تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں۔ میں نے پہلے رولنگ دی ہے کہ آپ ان باتوں کو نہ چھیڑیں کیونکہ وہ کسی نہ کسی دور کی ہو گی ۔ اس لیے آپ یہ بات یہاں ہی رہنے دیں ۔ اس لیے آپ present چلیں کہ کیا صورتحال ہے ' کیا بات ہے ۔ جی اگلا سوال نمبر 438۔ میاں شیخ محمد چوہان ۔

اساتذہ کی بھرتی کی تفصیل

*438 میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

نگران حکومت کے دور میں کتنے افراد کی بطور پی ایس ٹی اور ایس ایس ٹی تقرری کی گئی۔

ان کے ناموں کی فہرست مع تواریخ تقرری اور تعلیمی قابلیت مہیا کی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

نگران حکومت کے دور میں پنجاب میں ایس ایس ٹی کی 1000 اور ای ایس ٹی کی 1283 اسامیوں پر بھرتی کی گئی۔ ان کے ناموں کی فہرست مع تاریخ اور تعلیمی قابلیت ڈویژن

وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

	ڈویژن	ایس ایس ٹی			ای ایس ٹی		
		مرد	زنانہ	میزان	مرد	زنانہ	میزان
1۔	لاہور	105	83	188	33	217	250
2۔	گوجرانوالہ	108	33	14	197	227	424
3۔	راولپنڈی	40	58	98	34	55	89
4۔	فیصل آباد	135	39	174	62	101	163
5۔	سرگودھا	56	-	56	12	72	84
6۔	ملتان	26	156	182	55	86	141
7۔	ڈیرہ غازی خان	-	-	-	3	34	37
8۔	بہاولپور	123	48	161	55	40	95
	میزان	583	417	1000	451	832	1283

چودھری محمد موصی ظفر، جناب والا۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وقفہ سوالات ختم ہوچکا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں سپیکر ہوں۔ میں نے ٹائم نوٹ کیا ہوا ہے۔ اور پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگلا سوال میاں شیخ محمد چوہان۔ 439

بطور پروفیسر ترقی پانے والوں کی تعداد

*439 میاں شیخ محمد چوہان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

نگران حکومت کے دور میں اسسٹنٹ پروفیسر سے بطور پروفیسر ترقی پانے والوں کی تعداد کتنی ہے۔ ان کے ناموں کی فہرست مع تعلیمی قابلیت مہیا کی جائے نیز انھیں ترقی دیتے وقت کیا معیار اپنایا گیا تھا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

نگران حکومت کے دور میں کسی بھی اسسٹنٹ پروفیسر کو بطور پروفیسر ترقی نہیں دی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، جناب! اس میں بڑا واضح ہے کہ نگران دور میں کسی بھی اسسٹنٹ پروفیسر کو بطور

پروفیسر ترقی دی ہی نہیں گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ تو پھر تو ضمنی سوال ہی نہیں۔

(سوال نمبر 439 پر ضمنی سوالات نہیں پوچھے گئے۔)

آگے ہے سید تابش الوری۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*468 سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت سے بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی، کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) اس موقعہ پر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اتنا بڑا محکمہ ہونے کے باوجود کہ جس میں ساڑھے پانچ لاکھ کے قریب اسٹیبلشمنٹ ہے، ہمارے محکمے کے ملازمین کے خلاف صرف 21 بدعنوانی کے الزامات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آپ سابقہ دور 1985ء سے 1993ء تک اور اب اس چھ ماہ کے دوران کی ریشو نکالیں تو کرپشن کو ہم نے سختی سے کنٹرول کیا ہے اور ہم پچھلا کرپشن اور بدعنوانی کا گند صاف کر رہے ہیں تو اس سے ہماری حکومت کی کارکردگی سامنے آتی ہے۔

(ب) کارروائی کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو اس پر کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید تابش الوری، جناب والا! کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اکیس شکایات کے سلسلے میں کتنے افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی اور کتنے افراد کو معطل کیا گیا؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ پوری تفصیل رکھی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ زیادہ بہتر ہوتا اگر فاضل رکن اس کا مطالعہ کر لیتے۔ اس میں پوری تفصیل دی گئی ہے اور رولز کے مطابق جو طریق کار ہے، ہم نے باقاعدہ اقدامات کیے ہیں اور ہم نے سب کو لکھا ہوا ہے۔

سید تابش الوری، میں نے میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے وہ پڑھ لی ہے۔ اسی کی روشنی میں، میں نے ان سے یہ پوچھا ہے کہ شکایات تو موصول ہوئی ہیں، کسی کے خلاف تادیبی کارروائی کیا کی گئی اور کتنے لوگوں کو معطل کیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ اس تفصیل میں نہیں جو ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے؟

سید تابش الوری، نہیں جناب، اس میں یہی ہے کہ شکایت موصول ہوئی اور اس سلسلے میں انکوائری ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، بس۔

سید تابش الوری، جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، آگے نہیں ہے؟

سید تابش الوری، نہیں

جناب قائم مقام سپیکر، وہ پوچھتے ہیں کہ میرے سوال کا جو مکمل جواب ہے، اس پر جو ریکارڈ رکھا ہوا ہے، وہ اس میں نہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! تمام شکایات کی جو ہمارا سروس رولز کا طریق کار ہے اس کے مطابق پہلے ابتدائی انکوائری ہوتی ہے۔ اس کی رپورٹ آنے کے بعد باقاعدہ انکوائری ہوتی ہے۔ اس میں انہیں چارج شیٹ کیا جاتا ہے جس کا وہ تحریری جواب دیتے ہیں۔ یہ پورا طریق کار ہمارے رولز میں طے ہے اور بتایا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یعنی اس process میں ابھی بات ہے۔

وزیر تعلیم، اس process میں ابھی کام ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ ان بدعنوانیوں میں مجموعی طور پر کتنی رقم کی بدعنوانی شامل ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی کوئی ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! پہلے سوال میں اس کا ذکر نہیں تھا اب اگر فاضل رکن یہ چاہتے ہیں تو اس کا fresh notice دے دیں تو پھر میں اس کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔ آپ اپنے بقیہ جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سائنس ٹیچرز کے بغیر ہائی سکولز کی تفصیلات

*529 چودھری غلام احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب بھر میں کتنے ہائی سکولز طلباء اور طالبات کے سائنس ٹیچرز نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں سائنس ٹیچرز کو اے ای او کی اسامی پر تعینات کیا گیا ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس کی اصلاح کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):-

(الف) ایسے سکول جن میں سائنس اساتذہ موجود نہیں ہیں ان کی تعداد 682 (295 مردانہ+387 زنانہ) ہے۔ تفصیل ذیل ہے جب کہ سکولوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام قسمت	مردانہ سکول	زنانہ سکول	میزان
1۔	لاہور	10	37	47
2۔	گوجرانوالہ	10	10	20
3۔	ملتان	60	43	103
4۔	فیصل آباد	48	109	157

5۔	راولپنڈی	85	139	224
6۔	سرگودھا	37	22	59
7۔	ڈیرہ غازی خان	26	11	37
8۔	بہاولپور	19	16	35
	میزان	298	387	682

(ب) درست ہے۔

قواعد کے مطابق ایسے ایس ایس ٹی سائنس ٹیچرز جن کی مدت ملازمت 5 سال سے زائد ہو، کو اے ای او کی آسامی پر تعینات کیا جا سکتا ہے۔

سلانوالی میں تدریسی عملہ کی تعیناتی

*549 جناب فرخ جاوید گھمن، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سلانوالی ضلع سرگودھا کو تحصیل کا درجہ دیے ہوئے تین سال گزر چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک وہاں پر ڈپٹی ڈی ای او زنانہ اور مردانہ کی تعیناتی نہیں کی گئی۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔ اور وہاں پر کب تک مطلوبہ سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔ جبکہ دونوں اسامیاں منظور بھی ہو چکی ہیں۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ڈپٹی ڈی ای او زنانہ اور مردانہ سلانوالی ضلع سرگودھا کی تعیناتی کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔ تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ ڈپٹی ڈی ای او سلانوالی ضلع سرگودھا کی اسامی حال ہی میں نومبر 1993ء میں منظور ہوئی ہے۔

(ب) جواب "الف" کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

مڈل اور ہائی گرلز سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر

*550 جناب فرخ جاوید گھمن، کیا وزیر تعلیم ازرہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حلقہ PP27 سرگودھا میں کتنے ایسے مڈل اور ہائی گرلز سکول ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے۔ اور کیا حکومت ان اداروں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر

نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

حلقہ PP27 سرگودھا میں 24 گرلز مڈل اور 7 گرلز ہائی مدارس کے ارد گرد چار دیواری تعمیر کردہ نہیں حکومت نے اس ضمن میں مرحلہ وار پروگرام تیار کر رکھا ہے اور وسائل کے مطابق ہر سال گرلز مدارس کی چار دیواریاں تعمیر کرائی جا رہی ہیں۔ سال 94-1993 کے دوران ضلع سرگودھا کے پانچ گرلز مڈل مدارس کے ارد گرد چار دیواری تعمیر کرانے کے لیے فنڈز جاری کیے جا چکے ہیں۔

چبہ پرانا کے سکول کو مڈل کا درجہ دینا

*587 جناب احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پرائمری گرلز سکول اور مڈل سکول چبہ پرانا تحصیل بھلوال میں ابھی تک بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے جس کی وجہ سے بچیوں کی پڑھائی کا حرج ہو رہا ہے اگر ایسا ہے تو کیا حکومت وہاں بجلی پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارچ 1993ء میں وزیر اعلیٰ نے پرائمری گرلز سکول چبہ پرانا کو مڈل کا درجہ دینے کا حکم دیا تھا لیکن آج تک سکول کو مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو مڈل کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نفی میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) یہ اس حد تک درست ہے کہ ان سکولوں میں تا حال بجلی مہیا نہیں کی گئی ہے لیکن اس وجہ سے بچوں کی پڑھائی کا حرج نہیں ہو رہا اور مدارس باقاعدگی سے چل رہے ہیں جہاں تک بجلی کی فراہمی کا تعلق ہے۔ فنڈز کی فراہمی کی صورت میں 95-1994ء کے مالی سال میں یہ ضرورت پوری کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ سکول کا درجہ بڑھانے کے لیے اضافی عمارت کی تعمیر کی خاطر فنڈز تا حال دستیاب نہیں ہو سکے۔ جونہی مالی وسائل مہیا ہوئے سکول مذکورہ میں اضافی عمارت تعمیر کرانے کے بعد اس کا درجہ بڑھایا جا سکے گا۔ اگر فاضل رکن اسمبلی اپنے صوابدیدی فنڈ میں سے رقم مہیا فرما دیں تو تعمیر اضافی عمارت کا کام فوراً شروع کرا دیا جائے گا۔

ہائی سکول دھوری کی تعمیر

*588 جناب احمد خان ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول دھوری ضلع سرگودھا تحصیل بھلوال کو 1986ء سے ہائی سکول کا درجہ دیا جا چکا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں طلبہ کی نسبت کمروں کی تعداد کم ہے اور سکول کی چار دیواری بھی نہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کو ابھی تک بجلی مہیا نہیں کی گئی جبکہ دھوری گاؤں میں بجلی موجود ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں کمرے بڑھانے چار دیواری کرنے اور بجلی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکول میں تعداد طلباء 482 اور کمروں کی تعداد 15 ہے۔ جو تعداد کے لحاظ سے کافی ہیں سکول کی چار دیواری سکول انتظامیہ نے اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کرائی ہوئی ہے۔

(ج) سکول میں بجلی موجود ہے۔ مگر کمروں میں ابھی وائرنگ نہیں ہوئی۔

(د) جز ہائے بالا کے جواب کی روشنی میں اضافی کمروں اور چار دیواری کی ضرورت نہیں رہتی۔ البتہ آئندہ مالی سال کے دوران کمروں میں وائرنگ کرانے اور بجلی مہیا کرنے کے لیے فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر اور ڈپٹی ایجوکیشن افسر کی تعیناتی

*591 جناب عبدالرؤف مغل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی اسامی خالی پڑی ہے اور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر بھی تین ماہ سے رخصت پر چلے گئے ہیں جس کی وجہ سے عوام کو بے حد پریشانی ہو رہی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسامیوں پر تعیناتی نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور ان اسامیوں پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی۔ تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) گوجرانوالہ کے ضلعی آفیسر تعلیم سیکنڈری کی آسامی خالی تھی۔ جہاں محمد بشیر کھوکھر کو لگا دیا گیا ہے۔ مسٹر غلام عباس ضلعی آفیسر تعلیم (ایلیمنٹری) گوجرانوالہ لمبی چھٹی پر تھے جنھیں تبدیل کرکے ان کی جگہ مسٹر ذوالفقار کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ مسٹر عبدالرؤف بطور ڈپٹی ایجوکیشن آفیسر کام کر رہے ہیں۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

حلقہ PP 11 کے سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*592 راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ PP 11 میں سال 1992-93ء میں تعمیر وطن پروگرام کے تحت موضع بندوٹ، بھیر کلیال اور رنجالی کے سکولوں کو پرائمری سے مڈل کا درجہ دینے کے لیے فی سکول چھ لاکھ روپے فراہم کیے گئے تھے جن کی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں مگر ابھی تک وہاں کلاسوں کے اجراء کے لیے سٹاف مہیا نہیں کیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے علاقہ کے بچے تعلیم سے محروم ہیں اور عمارتیں خراب ہو رہی ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکولوں میں کب تک سٹاف مہیا کیا جائے

گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے۔ موضع بندوٹ میں مڈل سکول 1990ء سے چل رہا ہے جب کہ درست ہے کہ دیگر دو سکولوں بھیر کلیال اور رنجالی کے لیے تعمیر وطن پروگرام کے تحت فی سکول چھ لاکھ روپے فراہم کیے گئے تھے بھیر کلیال میں عمارت ابھی تک مکمل نہیں ہوئی۔ جب کہ رنجال میں عمارت مکمل ہو چکی ہے' اور 8-2-94 کو محکمہ تعلیم کے حوالے کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔

(ج) رنجال میں مڈل کلاسز کے اجراء کے لیے کارروائی شروع کر دی گئی ہے۔ جب کہ بھیر کلیال کی عمارت مکمل ہونے کے بعد مناسب کارروائی شروع کی جا سکے گی۔

ایم اے کی کلاسز کا اجراء

*606 ملک نواب شیر وسیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا گورنمنٹ ڈگری کالج جڑانوالہ میں ایم اے کی کلاسز کے اجراء کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کتنے عرصہ تک عمل درآمد ہو جائے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

(ب) کالج سے کامیاب ہونے والے طلباء کی محدود تعداد کے پیش نظر اور قریب ہی فیصل آباد کے تین کالجوں میں آٹھ مختلف مضامین میں ایم اے / ایم ایس سی کی کلاسز ہونے کی وجہ سے تجویز زیر غور نہ ہے۔

کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جڑانوالہ کی عمارت کی تعمیر

*607 ملک نواب شیر وسیر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جڑانوالہ کی عمارت کتنے عرصے سے زیر تعمیر ہے اس کی تکمیل میں مزید کتنا عرصہ لگے گا اور مذکورہ ادارہ کب تک کرائے کی بلڈنگ سے نئی عمارت میں منتقل ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ جڑانوالہ کی عمارت کی تعمیر کے لیے ترقیاتی سکیم برائے -/45,14000 روپے 1989ء کو منظور ہوئی اور تعمیراتی کام مالی سال 90-1989ء میں شروع ہوگیا۔ لیکن ٹھیکیدار نے 30-6-92 کو کام بند کر دیا اور محکمہ بلڈنگز نے ضابطہ کی کارروائی شروع کر دی۔

دریں اثناء تعمیراتی کاموں کے نرخوں میں اضافہ ہوگیا اور با اختیار اتھارٹی نے 92-1991ء اور 93-1992ء میں ترمیم شدہ تخمینہ جات کی منظوری بھی دے دی۔ اب یہ منصوبہ تکمیل کے آخری مراحل میں ہے اور توقع ہے کہ مذکورہ ادارہ رواں مالی سال کے اختتام تک نئی عمارت میں منتقل ہو جائے گا۔

فیصل آباد میں نئے پرائمری سکولوں کی تعداد

*615 میاں محمد فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں ایسے نئے پرائمری گرلز و بوائز سکولوں کی تعداد کیا ہے۔ جن کی عمارت مکمل ہونے کے باوجود تا حال ان میں تدریسی عملہ مہیا نہ ہونے کی وجہ سے تعلیمی سرگرمیاں شروع نہ ہو سکی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نیو پرائمری گرلز سکول 245 رب تحصیل فیصل آباد اور نیو پرائمری سکول 84 گ ب میں تدریسی عملہ اب تک مہیا نہیں کیا گیا۔ اگر ہاں تو ان سکولوں میں تدریسی عملہ کب تک فراہم کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت تین پرائمری سکولوں کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ لیکن باضابطہ طور پر محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں ہوئیں۔ جونہی یہ عمارات محکمہ تعلیم

کے حوالے ہو گئیں۔ عملہ کی فراہمی کے لیے کارروائی کی جا سکے گی۔

(ب) گرلز پرائمری سکول چک 245 ر ب کی عمارت نا مکمل ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد تدریسی عملہ کی فراہمی کے لیے کارروائی کی جا سکے گی۔ جہاں تک چک 84 گ ب میں عمارت کی تعمیر کا تعلق ہے۔ اس کے ابھی تک فنڈز بھی نہیں ہوئے۔

فیصل آباد کے پرائمری سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*616 میاں محمد فاروق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں نیو پرائمری گرلز و بوائز اور مڈل گرلز و بوائز سکول کتنے ہیں جن میں تدریسی عملہ تو متعین ہے لیکن وہ عموماً غیر حاضر رہتا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ نیو پرائمری سکول 244 ر ب اور نیو پرائمری سکول 659 ر ب آبادی لفٹین و آبادی پازواں کے سکولوں میں تدریسی عملہ اکثر غیر حاضر رہتا ہے اگر ہاں تو حکومت اس صورت حال کے تدارک کے لیے کیا اقدام کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ایسا کوئی سکول نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

تقرریوں پر نظر ثانی

*629 چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے تحصیل صادق آباد میں ماہ ستمبر اکتوبر اور نومبر 1993ء میں تقرریاں کی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہ تقرریاں میرٹ کو نظر انداز کرکے کی گئی ہیں اور ان کے متعلق ڈی سی رحیم یار خان کے پاس انکوائری ہو رہی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان تقرریوں پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) محکمہ تعلیم نے تحصیل صادق آباد میں ماہ ستمبر، اکتوبر اور نومبر میں کل 12 تقرریاں مختلف اسامیوں پر کی ہیں۔

(ب) یہ تمام تقرریاں میرٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے کی گئی ہیں۔ تاہم کچھ سیکورٹی گارڈز نے ان تقرریوں کے خلاف اپیل ڈی سی رحیم یار خان کے پاس کی ہوئی تھیں۔ جن میں سے کچھ کا فیصلہ محکمہ کے حق میں ہو گیا ہے۔ اور کچھ کی اپیلیں زیر سماعت ہیں۔

(ج) جز "ب" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

حلقہ پی پی 239 میں کام کی تکمیل

*632 چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ PP 239 صادق آباد میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت 1992-93ء میں 70 لاکھ روپے کی گرانٹ سے سکولز کی چار دیواری کمرہ جات اور مسجد مکتب سکول کو پرائمری تک درجہ دینے کی گرانٹ خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) اگر ہاں تو کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور بقایا کام کب تک مکمل ہو جائے گا۔ کتنے سکولز کا اجراء ہو چکا ہے اور کتنے سکولز بقایا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام کے تحت PP 239 میں 70 لاکھ روپے کے منصوبے منظور کیے گئے تھے بلکہ ان کے لیے تقریباً -/24,31000 روپے کی رقم مختص کی گئی تھی جس میں سے 31-1-94 تک تقریباً -/10,40,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ب) اب تک تقریباً 50 % کام مکمل ہو چکا ہے اور باقی کام جون 1994ء تک تکمیل پا جانے کا امکان ہے۔ ابھی تک کسی بھی سکول کا اجراء نہیں ہوا کیونکہ عمارات ابھی زیر تعمیر ہیں۔

پرائمری سکول کو مڈل کا درجہ دینا

*642، سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دوہنہ عظمت ضلع حافظ آباد میں پرائمری سکول جو 1919ء سے قائم ہے

عوام کے بار بار مطالبات کے باوجود اسے ابھی تک مڈل کا درجہ نہیں دیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اسے کب تک اپ گریڈ کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) یہ درست ہے کہ مذکورہ پرائمری سکول 1919ء سے قائم ہے۔ لیکن اس کا مڈل تک درجہ بڑھانے کے لیے کوئی درخواست زیر غور نہیں آئی۔

(ب) سکول مذکورہ طلباء کی تعداد اس وقت صرف 86 ہے۔ جس میں جماعت پنجم کے 10 طلباء بھی شامل ہیں۔ لہٰذا سردست اس سکول کا درجہ مڈل تک بڑھانا ممکن نہیں۔

منڈی بہاؤالدین کے سکولوں میں عملہ کی تعیناتی

*657 جناب احمد یار گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1985ء سے 1988ء تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں پرائمری اور مڈل سکول کی کتنی عمارتیں تعمیر کی گئیں۔ ان میں سے کتنی عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں اور کتنی نامکمل ہیں نیز نامکمل عمارات کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) جو عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں آیا ان میں سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے سٹاف کی صورت حال سکول وار بتائی جائے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) 1985ء سے 1988ء تک ضلع منڈی بہاؤالدین میں پرائمری سکولوں کی 75 عمارتیں (2 بوائز اور 73 گرلز) جب کہ مڈل سکولوں کی 26 عمارتیں (9 بوائز اور 17 گرلز) تعمیر کی گئیں۔ تمام عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں۔

(ب) تمام سکولوں میں جن کی عمارات مکمل ہیں، سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے۔ صرف ایک سکول بوائز پرائمری ڈیرہ غلام حیدر و شیر محمد جس کی عمارت مکمل ہے۔ مگر سٹاف ابھی منظور نہیں ہوا، جلد منظور ہو جائے گا۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اقراء پراجیکٹ کے تحت پرائمری سکول کی تعمیر

*662 ملک مختار احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) موضع بھٹے والا چنگی جنوبی ضلع خوشاب میں اقراء پراجیکٹ کے تحت کون سے پرائمری سکول کی عمارت کب تعمیر ہوئی ہے۔

(ب) کیا مذکورہ عمارت مکمل ہو چکی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو آیا حکومت مذکورہ سکول کی عمارت مکمل کر کے وہاں طلباء کے لیے سکول کا اجراء کرنا چاہتی ہے یا طالبات کے لیے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) موضع بھٹے والا چنگی جنوبی میں گرلز پرائمری سکول کے اجراء کے لیے عمارت تعمیر کرنے کی منظوری 1989ء میں دی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ عمارت زیر تکمیل ہے۔

(ج) گرلز پرائمری سکول کے اجراء کے لیے سٹاف کی منظوری دی جا چکی ہے جونہی عمارت مکمل ہو کر محکمہ تعلیم کے حوالے ہوئی، کلاسوں کا اجراء کر دیا جائے گا۔

بوائز مڈل سکول جابلر میں سٹاف کی تعیناتی

*663 ملک مختار احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے ہ موضع جابلر ضلع خوشاب میں بوائز مڈل سکول کی عمارت ایک رکن پارلیمنٹ کے فنڈز سے مکمل ہو چکی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اسی سال مذکورہ سکول میں سٹاف مہیا کر کے اس کا اجراء کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست نہ ہے۔ ابھی عمارت زیر تعمیر ہے۔

(ب) جونہی عمارت مذکورہ مکمل ہو گی۔ باضابطہ محکمہ تعلیم کے حوالے ہونے کے بعد سٹاف کی فراہمی کے لیے اقدامات کیے جا سکیں گے۔

پرائمری سکول کی چار دیواری کی تعمیر

*671 پیر شجاعت حسین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ پرائمری سکول چک نمبر 8/16 پی آر ' میاں چنوں کی چار دیواری اہالیان دیہہ نے کافی عرصہ قبل اپنی مدد آپ کے تحت تعمیر کروائی تھی مگر وہ اب گر گئی ہے۔ جس کی وجہ سے اساتذہ اور بچوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) سوشل ایکشن پروگرام کے تحت حکومت کی پہلی ترجیح گرلز پرائمری سکولوں کی چار دیواری مہیا کرنا ہے۔ اس کی تکمیل کے بعد بوائز پرائمری مدارس کو چار دیواری فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا جائے گا۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت دستیابی کی صورت میں فنڈز فراہم کیے جائیں گے۔

اساتذہ کی تبدیلی

*679 حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

15 اکتوبر 1993ء کے بعد کمالیہ سے کتنے اساتذہ کو تبدیل کیا گیا ہے۔ ان کے تبادلوں کی وجوہات کیا تھیں۔ اور یہ تبادلے کس کی سفارش پر کیے گئے نیز ان اساتذہ کو کن کن مقامات پر تبدیل کیا گیا ہے۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

15 اکتوبر 1993ء کے بعد کمالیہ سے سات اساتذہ (مرد و خواتین) کو انتظامی امور کے تحت تبدیل کیا گیا۔

	ای ایس ٹی	عربی ٹیچر	پی ٹی سی	میزان
مرد اساتذہ۔	2	1	2	5
معلمات	2	-	-	2
میزان	4	1	2	7

نمبر شمار نام اسٹاف	نام سکول جہاں سے تبدیلی ہوا۔ تاریخ تبادلہ	وجہ تبادلہ	نام سکول جس جگہ تبادلہ ہوا۔
1۔ عبدالعزیز ای ایس ٹی	گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول کہلیہ 5-12-1993	زائد مدت	گورنمنٹ مڈل سکول 261 گ ب ایک ہی سکول
2۔ محمد شریف رضا ای ایس ٹی	گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 کہلیہ 28-12-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ مڈل سکول 742 گ ب
3۔ محمد حنیف ظاہر عربی ٹیچر	گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 1 کہلیہ 28-12-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ ہائی سکول 264 گ ب
4۔ محمد اقبال پی ٹی سی	گورنمنٹ ایلنٹری کالج کہلیہ 22-11-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ پرائمری حویلی پیراں
5۔ اللہ رکھا پی ٹی سی	گورنمنٹ ہائی سکول نمبر 2 کہلیہ 30-12-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ پرائمری سکول 699/41 گ ب
6۔ افتخار بیگم ای ایس ٹی	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کہلیہ 30-12-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ گرلز ایلنٹری سکول 714 گ ب
7۔ شہناز بھٹی ای ایس ٹی	گورنمنٹ گرلز ایلنٹری کالج کہلیہ 30-12-1993	انتظامی امور	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 721 گ ب

اے ای اوز کی تعیناتی

*702 پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نگران دور حکومت میں محکمہ تعلیم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اے ای اوز اپنی ہوم تحصیل سے باہر تعینات کیے جائیں گے۔ جس کے باعث کئی اے ای اوز کا تبادلہ تحصیل سے باہر کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اے ای اوز کو سیکنڈری سکول ٹیچرز میں سے لیا جاتا ہے' جو دو تین ہزار روپے تنخواہ کا ملازم ہوتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا موجودہ حکومت بھی نگران حکومت کے فیصلہ پر عمل پیرا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو آیا حکومت اے ای اوز کو ہوم تحصیل میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست ہے۔

(ب) سیکنڈری سکول ٹیچرز سے لیے جانے کی حد تک درست ہے۔

(ج) موجودہ حکومت نگران حکومت کے فیصلہ پر عمل پیرا نہ ہے۔ بلکہ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق اے ای اوز اپنے ہوم مرکز میں تعینات نہیں کیے جاتے۔

ملازمین کے تبادلے

*708 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع خانیوال میں 10 اکتوبر تا 30 دسمبر 1993ء کے دوران کتنے ملازمین کے تبادلے کن وجوہات کی بناء پر کیے گئے اور ان میں سے کتنے تبادلے انتظامی وجوہات کی بناء پر کیے گئے تبدیل کیے جانے والے ملازمین کے نام اور عہدہ جات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) انتظامی معاملات میں مداخلت کی بناء پر جن افراد کے تبادلہ جات کیے گئے آیا حکومت کی طرف سے اس سلسلے میں کسی افسر نے انکوائری کی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ضلع خانیوال میں 10 اکتوبر تا 30 دسمبر 1993ء کے دوران کل 23 ملازمین کے تبادلہ جات کیے گئے جن میں سے 10 ملازمین کو باہمی رضامندی/ ان کی اپنی درخواستوں پر اور باقی ماندہ 13 ملازمین کے انتظامی امور پر تبادلہ جات کیے گئے۔ تفصیل لف ہے۔

(ب) انتظامی وجوہات کی بناء پر جو تبادلہ جات کیے گئے۔ وہ شکایات موصول ہونے پر ہوئے۔

تبدیل کیے جانے والے ملازمین

نمبر شمار نام	عہدہ	از	تا	وجہ
1۔رب نواز	ایس ایس ٹی	ہائی سکول درکھانہ۔	ہائی سکول 127/15-L	باہمی تبادلہ
2۔جیون علی	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 127/15-L	ہائی سکول درکھانہ	باہمی تبادلہ
3۔عصمت بانو	ایس ایس ٹی (سائنس)	گورنمنٹ ہائی سکول مخدوم پور	گورنمنٹ ہائی سکول 12/1-AH	باہمی تبادلہ
4۔رخسانہ تبسم	ایس ایس ٹی (سائنس)	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 12/1-AH	گورنمنٹ ہائی سکول مخدوم پور	باہمی تبادلہ

5۔ فرید اقبال	ایس ایس ٹی	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول با گڑ سرگانہ	گرلز ہائی سکول جونہ سنگھ والا	اپنی درخواست پر
6۔ کشور سردار	ایس ایس ٹی	گرلز مڈل سکول 78-B-15L	گرلز مڈل سکول 9/2 R	اپنی درخواست پر
7۔ دلاور خان	انسٹرکٹر انگریزی	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ کبیر والا	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ وہاڑی	"
8۔ محمد امجد	" اردو	"""" فاتیوال	""""""میاں چنوں	اپنی درخواست پر
9۔ منیر احمد شکوری	" "	""""میاں چنوں	""""""فاتیوال	اپنی درخواست پر
10۔ مہین رضا	ہیڈ کلرک	"""" کبیر والا	ریجنل ڈائریکٹر ٹیکنیکل ایجوکیشن ملتان	"""
11۔ راشد محمود	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 11/15L	ہائی سکول 15/7L	انتظامی امور
12۔ اللہ دتہ	" " "	ہائی سکول 15/7L	ہائی سکول 15/110L	انتظامی امور
13۔ محمد مقصود	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 15/100L	ہائی سکول ٹانک پور	انتظامی امور
14۔ منظور حسین	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 15/110L	ہائی سکول 15/124L	انتظامی امور
15۔ عبدالشکور	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 15/124L	ہائی سکول 15/119L	انتظامی امور
16۔ محمد حسین	ایس ایس ٹی	علم دین ہائی سکول میاں چنوں	ہائی سکول 15/09L	انتظامی امور
17۔ وحید خان	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 9/7R	ہائی سکول 15/84L	انتظامی امور
18۔ محمد اسلم جاوید	ایس ایس ٹی	ہائی سکول 15/84L	ہائی سکول 9/7R	انتظامی امور
19۔ ظفر اقبال ظفر	ایس ایس ٹی	مڈل سکول 15/1-9L	مڈل سکول ابراہیم پور	انتظامی امور
20۔ محمد نعیم عباس	ایس ایس ٹی	مڈل سکول ابراہیم پور	مڈل سکول 10/109L	انتظامی امور
21۔ غلام فرید چشتی	ایس ایس ٹی	ہائی سکول معین السلام میانچنوں	ہائی سکول 15/110L	انتظامی امور
22۔ رانا محمد اسلم	اسسٹنٹ	ریجنل ڈائریکٹوریٹ ٹیکنیکل ایجوکیشن ملتان	گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ ملتان	انتظامی امور
23۔ حضرت بانو	ٹائپ اسسٹنٹ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ (خواتین) ٹوبہ ٹیک سنگھ	گورنمنٹ ووکیشنل انسٹیٹیوٹ (خواتین) میاں چنوں	انتظامی امور

سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*790 سردار حسن اختر موکل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں گریڈ سترہ کے اساتذہ کی ریگولر اسامیاں کتنی ہیں۔

(ب) خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے ایس ایس ٹی مدرسین کو ترقی نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) لاہور ڈویژن میں ایس ایس ٹی معلمات کی کل کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں اور ان میں سے کتنی معلمات کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔ کتنی اس سے محروم ہیں اور اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) سکول کیڈر کے گریڈ 17 اور 18 کے کتنے اساتذہ سلیکشن گریڈ کے مستحق ہیں ان میں سے کتنے اساتذہ کو سیکشن گریڈ دیا گیا اور کتنے محروم رہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) ریگولر گریڈ 17 کی اسامیاں

لاہور ڈویژن	728
راولپنڈی ڈویژن	915
ڈیرہ غازی خاں	551
بہاولپور ڈویژن	317
فیصل آباد ڈویژن	459
سرگودھا ڈویژن	955
ملتان ڈویژن	404
گوجرانوالہ ڈویژن	835
میزان	5164

(ب) خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے اساتذہ کی ترقی کا کام جاری ہے جونہی ان کے کیس بمعہ خفیہ رپورٹیں اور دوسرے کاغذات مکمل ہو کر ڈی پی آئی دفتر سے موصول ہوں گے۔ ان مستحق ایس ایس ٹی کی ترقی کرائے گی۔

(ج) تعداد 2707 ہے۔ 845 معلمات کو سلیکشن گریڈ دیا گیا ہے۔ بقایا 61 کو ان کا ریکارڈ مکمل ہونے پر جس تاریخ سے سلیکشن گریڈ واجب الادا ہے دے دیا جائے گا۔

(د) مردانہ سلیکشن گریڈ :

سلیکشن گریڈ 18-17 کی کل تعداد 1323 ہے۔ ان میں سے 203 کو مل چکا ہے۔ 204 سے 305 تک کی DPC 24-7-93 کو ہو چکی تھی لیکن ایس اینڈ جی اے ڈی کے نمائندہ کے اعتراض پر مذکورہ 102 افراد کا کیس فنانس ڈیپارٹمنٹ کو وضاحت کے لیے بھیجنا پڑا کہ آیا ان ہیڈ ماسٹرز میں سے جو ایس ایس لگے ہیں وہ سلیکشن گریڈ 18 کے مستحق ہیں یا نہیں۔ مزید برآں

سلیکشن گریڈ کے بارے میں عدالت عالیہ میں کیس چل رہا ہے اور فیصلہ ہونے پر عمل درآمد کیا جائے گا۔

زنانہ سلیکشن گریڈ

242 کو سلیکشن گریڈ مل چکا ہے اور 210 کو سلیکشن گریڈ دینا باقی ہے۔ جونہی ان کے کیس مکمل ہو کر سیکرٹریٹ میں وصول ہوں گے ڈی پی سی کی میٹنگ کا انتظام کیا جائے گا اور مستحقین زنانہ اساتذہ کو سلیکشن گریڈ دے دیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

اقراء سکیم کے تحت سکولوں کی منتقلی

*318 راجہ ریاض احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد میں اقراء سکیم کے تحت کتنے سکول محکمہ تعلیم کو منتقل کیے گئے ہیں۔ یہ کن مقامات پر واقع ہیں اور ان میں کس جماعت تک تعلیم کی سہولتیں میسر ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

ضلع فیصل آباد میں اقراء سکیم کے تحت کل 127 مردانہ و زنانہ مدارس محکمہ تعلیم کو منتقل کیے گئے جن میں پانچویں جماعت تک تعلیم دی جاتی ہے۔ (مردانہ مدارس 93' زنانہ مدارس 34) ان سکولوں کے مقامات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گورنمنٹ کالج علامہ اقبال روڈ فیصل آباد کی خود مختاری

*334 جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق وزیر اعلیٰ نے گورنمنٹ کالج علامہ اقبال روڈ فیصل آباد کی سالانہ تقسیم اسناد سے خطاب کرتے ہوئے مذکورہ کالج کو خود مختار ادارے میں تبدیل کرنے کا اعلان کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود تا حال حکومت نے متذکرہ اعلان کے باوجود کالج متذکرہ کو خود مختار حیثیت دینے سے متعلق باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری

نہیں کیا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک وزیر اعلیٰ کے اعلان پر عمل درآمد نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور اس سلسلے میں کب تک نوٹیفکیشن جاری کر دیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

(ب) جی۔ یہ درست نہیں۔

(ج) وزیر اعلیٰ کے حکم پر عملدرآمد کرتے ہوئے گورنمنٹ کالج، علامہ اقبال روڈ فیصل آباد کو نوٹیفکیشن نمبر ایس او (بورڈز)2-24/89 مورخہ 28 مئی 1990ء کے تحت مورخہ یکم جولائی 1990ء سے خود مختار ادارہ کی حیثیت دے دی گئی ہے۔ اور وہ یکم جولائی 1990ء سے خود مختار ادارہ کی حیثیت سے باقاعدہ کام کر رہا ہے۔

گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں ملازمین کی تفصیل

*335 جناب آفتاب احمد خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ کالج علامہ اقبال روڈ فیصل آباد میں اس وقت کل کتنے لیکچرار انسٹرکٹرز، اسسٹنٹ پروفیسر اور ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ اور یہ کن مضامین سے متعلق ہیں ان کی تاریخ تقرری کیا ہے۔ اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کن کالجوں میں تعینات رہے ہیں۔ نیز ان کا ڈومی سائل کہاں کا ہے۔ تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ اساتذہ میں سے کالج کے ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کون ہیں۔ اور ان کی تقرری بطور سربراہ شعبہ ہائے کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی نے کی ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) گورنمنٹ کالج علامہ اقبال روڈ فیصل آباد میں اس وقت لیکچرار 29، اسسٹنٹ پروفیسر 80، ایسوسی ایٹ 59 ہیں۔ ان کے مضامین، تاریخ تقرری مختلف کالجوں میں تعیناتی اور ڈومی سائل کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) متذکرہ اساتذہ میں سے سربراہان شعبہ جات کے نام اور تاریخ تقرری و مجاز اتھارٹی کا نام بھی

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

سندھی طلباء کو انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ کی سہولت

381 راجہ ریاض احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) تعلیمی سال 1988,89,90 کے دوران کن انجینئرنگ کالجوں میں ایسے کون سے طالب علموں کو داخلہ دیا گیا جنھوں نے صوبہ سندھ کے تعلیمی اداروں سے میٹرک اور ایف ایس سی پاس کیا ہو۔ ایسے طالب علموں کے نام ولدیت اور پتے کیا ہیں اور انھوں نے بالترتیب میٹرک اور ایف ایس سی میں کتنے نمبر حاصل کیے تھے۔ ہر طالب علم کے کوائف سے حاصل کردہ نمبر بتائے جائیں۔

(ب) متذکرہ طالب علموں کو کس کس کی سفارش اور حکم پر انجینئرنگ کالجوں میں داخلہ دیا گیا ایسے حکم ناموں اور سفارشوں کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) تعلیمی سال 1988,89 اور 1990ء کے دوران صوبہ سندھ کے جن طالب علموں کو انجینئرنگ کالج، یونیورسٹی لاہور میں داخلہ دیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، پتہ جات، حاصل کردہ نمبر بالترتیب میٹرک اور ایف ایس سی فہرست نشان " الف " ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	سال	تعداد
1۔	1988ء	12
2۔	1989ء	12
3۔	1990ء	12

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں صوبہ سندھ کی 14 نشستیں مخصوص کی گئی ہیں۔ جو داخلہ کے منظور شدہ طریق کار کے مطابق پر کی جاتی ہیں۔ سیکرٹری تعلیم حکومت سندھ کراچی ہر سال ان مخصوص نشستوں کے لیے نامزدگی کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں چند طلباء جنھوں نے میٹرک اور ایف ایس سی کے امتحانات اگرچہ ان تعلیمی

اداروں سے ہی پاس کیے تھے جو کہ سندھ میں واقع ہیں۔ مگر یہ طلباء صوبہ پنجاب کے رہائش پذیر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ ان کے کوائف نشان "ب" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مزید انجینئرنگ یونیورسٹی ٹیکسلا نے صرف 1994ء میں داخلہ جات کے لیے درخواستیں طلب کی ہیں۔ اس سے پیشتر 93-10-10 تک یہ یونیورسٹی کالج آف انجینئرنگ کے نام سے منسوب تھی جو کہ انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کا ذیلی کالج تھا اور اس کے تمام داخلہ جات بھی وہاں پر ہی مکمل ہوتے تھے۔

(ب) تعلیمی سال 1988.89 اور 1990ء کے دوران یونیورسٹی میں کوئی طالب علم کسی کی سفارش یا کسی آفیسر کے حکم پر داخل نہیں کیا گیا۔ تمام داخلے میرٹ کی بنیاد پر ہی کیے گئے ہیں۔

محکمہ تعلیم میں گریڈ 18 اور اس سے اوپر کی اسامیوں کی تعداد

426 سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں اس وقت کتنے ڈائریکٹوریٹ آف کالجز کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے کتنے اور کون سے ڈائریکٹر بہاولپور ڈویژن کے ڈومی سائل ہیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ب) صوبہ میں اس وقت کتنے ڈائریکٹرز آف سکولز ہیں۔ ان میں سے کتنے اور کون سے ڈائرکٹر بہاولپور ڈویژن کے ڈومی سائل ہیں۔

(ج) محکمہ تعلیم سیکرٹریٹ پنجاب میں گریڈ 18 اور اس سے اوپر گریڈ کی کتنی اسامیاں ہیں اور ان میں سے کتنے اور کون سے افسر بہاولپور ڈویژن کے ڈومی سائل ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) اس وقت صوبہ میں آٹھ نظامت تعلیم (کالجز) ہیں۔ کوئی ڈائریکٹر تعلیم (کالج) بہاولپور ڈویژن کا ڈومیسائل نہ ہے ڈائرکٹر کی اسامی پر تعیناتی کے لیے ڈومیسائل کا لحاظ نہیں ہوتا۔ بلکہ اچھی شہرت کے حامل انتظامی امور کے ماہر اور سینئر افسران کو تعینات کیا جاتا ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں ڈائرکٹر آف سکولز کی 22 نظامت تعلیمات (سکولز) ہیں۔ بہاولپور ڈویژن کے تین مندرجہ ذیل ڈائرکٹرز بہاولپور کا ڈومیسائل رکھتے ہیں۔

(i) مسز رقیہ سرفراز ڈائرکٹر (ایڈمن) ڈی پی آئی (ایلیمنٹری) ایجوکیشن لاہور

(ii) چودھری محمد افضل ڈائرکٹر (ایلیمنٹری) ایجوکیشن گوجرانوالہ

(iii) مسز تابندہ عمار ڈائرکٹر (سیکنڈری) ایجوکیشن بہاولپور

(ج) محکمہ تعلیم پنجاب سول سیکرٹریٹ میں گریڈ 18 اور اس سے اوپر افسران کی کل تعداد 13 ہے اور ان میں سے کوئی افسر ضلع بہاولپور کا نہیں ہے جو محض ایک اتفاق ہے۔

اس کے علاوہ دو اسامیاں BS19 افسر بکار خاص کی خالی ہیں جو کہ محض کسی افسر کو تنخواہ دینے کے لیے ہیں جو تقرری کے منتظر ہوں۔

پروفیسر برکت علی سہروردی کی تعیناتی

427 سید تابش الوری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروفیسر برکت علی سہروردی پرنسپل گورنمنٹ ڈیرہ نواب کالج احمد پور شرقیہ (بہاولپور ڈویژن) کو نوٹیفکیشن مورخہ 10 فروری 1993ء کے ذریعہ ان کے استحقاق کے باوجود گریڈ 20 نہیں دیا گیا۔ جبکہ مذکورہ پروفیسر پورے پنجاب میں سینئر ترین کالج پرنسپل ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو انھیں ابھی تک ڈائرکٹر کالجز کیوں نہیں لگایا گیا؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست نہ ہے۔ اس لیے کہ پنجاب بھر کی سنیارٹی لسٹ کے مطابق ان کا نمبر 70 ہے۔

(ب) جزو الف کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

سوشل ایکشن پروگرام کے تحت سکولوں کی تعمیر

527 چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوشل ایکشن پروگرام 93-1992ء کے تحت حلقہ پی پی 239 میں جن سکولز یا ان کی چار دیواری اور کمرہ جات تعمیر کرنے کی سکیم تھی وہ مکمل ہو گئی ہے اگر نہیں تو کون کون سی سکیمیں ابھی باقی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چند سکولز کی تعمیر ابھی شروع بھی نہ ہوئی تھی لیکن ان کی سائٹس تبدیل کی جا رہی ہیں اگر ہاں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر تعلیم،

(الف) 1992-93ء میں سوشل ایکشن پروگرام کے تحت حلقہ PP 239 منظور شدہ سکیموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(i) چار دیواری گرلز پرائمری سکولز، چاروں منظورہ شدہ مکمل ہو چکی ہیں۔

(ii) مسجد مدارس کو پرائمری کا درجہ دینا، چار میں سے دو پر کام مکمل ہو چکا ہے۔ ایک پر کام جاری ہے۔ ایک پر کام الاٹ نہیں ہوا۔

(iii) پرائمری سکولز میں اضافی کمرے، تین پر کام شروع ہے۔ چوتھے سکول میں کام جلد شروع ہو جائے گا۔

(iv) نئے بوائز سکولز کا اجراء، ایک پر کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ دوسرے پر شروع نہیں ہو سکا۔

(v) نئے گرلز سکولز کا اجراء، ایک پر کام شروع ہے۔ باقی چھ پر کام شروع نہیں ہو سکا

(vi) شیلٹر لیس سکول بلڈنگز: تینوں مقامات پر ابھی تک کام شروع نہیں ہو سکا۔

(ب) PP 239 کے کسی بھی Site کی تبدیلی کی کوئی تجویز اس وقت حکومت کے زیر غور نہیں۔

سوسائٹیوں کو اراضی کی فروخت

545 میاں فضل حق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ایجوکیشن فاؤنڈیشن پنجاب کے زیر اہتمام یکم دسمبر 1993ء کے بعد سے اب تک کتنی سوسائٹیوں کو سکول قائم کرنے کے منصوبوں کے تحت ترقیاتی ادارہ لاہور کی مختلف بستیوں میں زمین الاٹ کی گئی۔

(ب) ہر سوسائٹی کا نام اس کے صدر اور جنرل سیکرٹری کا نام بھی بتایا جائے۔

(ج) ایسی اراضی سوسائٹیوں کو کس بھاؤ فروخت کی گئی اور ہر سوائٹیوں کو کتنی کتنی اراضی الاٹ کی گئی؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) یکم دسمبر 1993ء کے بعد سے اب تک پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام کسی بھی سوسائٹی کو سکول قائم کرنے کے منصوبے کے تحت ترقیاتی ادارہ لاہور کی کسی بھی بستی میں زمین الاٹ نہیں کی۔

(ب) مزید جواب کی ضرورت نہیں۔

(ج) مزید جواب کی ضرورت نہیں۔

لیکچراروں کی تعیناتی

546 میاں فضل حق، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے کے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالجوں میں مرد اور خاتون لیکچرار کی کتنی آسامیاں خالی ہیں۔

(ب) یکم دسمبر 1993ء سے 28 فروری 1994ء تک صوبے میں کتنے مرد اور خواتین کو لیکچرار کی اسامیوں پر کس نے تعینات کیا۔

(ج) کالجوں میں لیکچرار کی خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لیے کیا طریق کار اختیار کیا جاتا ہے اور ان خالی اسامیوں کو کب تک پر کرنے کا پروگرام ہے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔

(الف) اس وقت صوبے کے انٹرمیڈیٹ اور ڈگری کالجوں میں مردانہ اور زنانہ لیکچراروں کی 921 اسامیاں خالی ہیں۔ ان میں سے 539 مردانہ اور 382 زنانہ لیکچرار کی ہیں۔

(ب) اس دوران مرد اور خواتین میں سے کسی کی تقرری عمل میں نہیں آئی۔

(ج) قواعد و ضوابط کے مطابق کالجوں میں لیکچراروں کی تعیناتی پبلک سروس کمشن کی سفارشات پر کی جاتی ہیں۔ لیکچراروں کی (مردانہ و زنانہ) اسامیاں کمیشن کو بھجوائی جا رہی ہیں۔ کمشن کی طرف سے سفارشات موصول ہونے پر تعیناتی کر دی جائے گی۔ اس کے علاوہ اشد ضرورت کے تحت وقتاً فوقتاً محکمانہ طور پر ایڈہاک اور کنٹریکٹ پر بھی لیکچرار بھرتی کیے جاتے ہیں تاہم سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق تمام اسامیاں پہلے سے اخبارات میں مشتہر کی جاتی

ہیں اور کنٹریکٹ / ایڈہاک بنیاد پر تعیناتی باقاعدہ میرٹ پر ہوتی ہے۔

548 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈی ای او چکوال خالدہ کرامت نے سپرنٹنڈنٹ عارف اور کلرک اعجاز کے ساتھ مل کر بغیر میرٹ کے پی ٹی سی میں تیس اسامیاں بھرتی کیں اور ہر اسامی سے -/10000روپے وصول کیے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دو عربی اسامیاں بغیر میرٹ اور دوران بین (ban) بھرتی کی گئی ہیں جن سے -/10000 روپے فی کس وصول کیے گئے۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈی ای او خالدہ کرامت کو ملازمت سے معطل کر کے اس کے خلاف انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) درست نہ ہے۔ ضلعی تعلیمی آفیسر (زنانہ) پی ٹی سی اسامیوں کی تقرری کی مجاز نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) جزو "الف" اور ب" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔ تاہم مسماۃ خالدہ کرامت کو چکوال ضلع سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔

محکمہ تعلیم کے افسران کے خلاف رشوت ستانی کے تحت کارروائی کرنے کے لیے اقدامات

549 جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر تعلیم راولپنڈی چودھری فضل کریم ڈی ای او چکوال خالدہ کرامت اور سپرنٹنڈنٹ عارف نے مل کر ملازمت دلوانے کے بہانے مسمی ارشد سے مبلغ 20,000/- روپے وصول کیے جسے آج تک ملازمت نہیں دلوائی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت چودھری فضل کریم ڈائریکٹر تعلیم راولپنڈی ڈی ای او چکوال خالدہ کرامت اور سپرنٹنڈنٹ عارف کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) رقم لینے کی حد تک درست نہ ہے۔ تقرریاں میرٹ پر کی گئی تھیں۔

(ب) جزو "الف" کے جواب کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

فیصل آباد کے تعلیمی اداروں کی تفصیلات

561 رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے پرائمری سکولز، مڈل سکولز، ہائی سکولز، ہائر سیکنڈری سکولز اور ڈگری کالج پوسٹ گریجویٹ کالج ہیں اور کتنے عرصے سے قائم ہیں اور ان میں طلباء و طالبات کی کتنی گنجائش ہے نیز کتنے طلباء و طالبات زیر تعلیم ہیں تفصیل سکول وار اور کالج وار ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ اداروں میں سے کتنے ادارے پیشہ ور ادارے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں۔

(ج) متذکرہ تعلیمی اداروں میں کون کون سے کھیل اور مضامین کے لیے بنیادی سہولتیں میسر ہیں تفصیل الگ الگ ادارہ وار ایوان میں پیش کی جائے۔

(د) متذکرہ تعلیمی اداروں میں سے کن کن تعلیمی اداروں کے پاس اپنی لائبریری کی سہولتیں موجود ہیں تفصیل الگ الگ ادارہ وار ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ):

(الف) ضلع فیصل آباد میں بالترتیب پرائمری سکولز، مڈل سکولز، ہائی سکولز، ہائر سیکنڈری سکولز، ڈگری کالجز، پوسٹ گریجویٹ کالجز کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پرائمری سکولز	2187	ڈگری کالجز	9
مڈل سکولز	307	پوسٹ گریجویٹ کالجز	3
ہائی سکولز	302	پیشہ ور ادارے	5
ہائر سیکنڈری سکولز	19		

(ب) پیشہ ور ادارے 5

(ج) متذکرہ تعلیمی اداروں میں کھیلوں اور مضامین کے لیے بنیادی سہولتیں موجود ہیں۔

(د) متذکرہ تعلیمی اداروں میں لائبریری کی سہولت موجود ہے۔

گرلز ہائی سکول کو متفرق اخراجات کے لیے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل

575 پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
مالی سال 1990ء سے لے کر آج تک گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چک 16-8/BR میاں چنوں کو متفرق اخراجات کے لیے کتنی رقم فراہم کی گئی اور کس کس مد میں خرچ کی گئی اس میں سے کتنی رقم اس سکول کے ملازمین کو بطور ٹی اے ڈی اے ادا کی گئی مکمل تفصیل بمعہ رسیدات فراہم کی جائے؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،
گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 16-8/BR میاں چنوں متفرق اخراجات کی تفصیل اور ملازمین کے ٹی اے ڈی اے کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1989-90	سٹیشنری گرانٹ	500/- روپے
	متفرق سٹور	1100/- روپے
	ہاٹ اور کولڈ چارجز	200/- روپے
	اخبارات	900/- روپے
	میزان	2700/- روپے

مندرجہ بالا رقم متعلقہ ہیڈ مسٹریس نے
خرچ کیے ٹی اے ڈی اے۔ 1078/80 روپے

تفصیل	راحت بشیر ایس ایس ٹی	664/- روپے
	راحت بشیر ایس ایس ٹی	238/- روپے
	مس شہباز اختر ای ایس ٹی	176/80 روپے
	میزان	1078/80 روپے

1990-91ء	خرچ ڈاک	484/- روپے
	اخبارات	1000/- روپے
	متفرق سٹور	7500/- روپے
	بجلی	1000/- روپے

	ہاٹ اینڈ کولڈ چارجز	-/300 روپے
	سٹیشنری	-/380 روپے
	دیگر اخراجات	-/850 روپے
	میزان	-/11514 روپے

مندرجہ بالا رقوم متعلقہ ہیڈ مسٹریس نے خرچ کی۔

ٹی اے ڈی اے	توصیف سخاوت ای ایس ٹی	170/40 روپے
	دیگر اخراجات	-/500 روپے
	ہاٹ اینڈ کولڈ چارجز	-/340 روپے
	اخبارات	-/1500 روپے
	متفرق و دیگر اخراجات	-/2000 روپے
	سٹیشنری	-/960 روپے
	خرچ و ڈاک	-/600 روپے
	میزان	-/5900 روپے
ٹی اے ڈی اے عبداللطیف جے سی۔		257/52 روپے
1992-93ء	خرچ ڈاک	-/224 روپے
	بجلی	-/2000 روپے
	ہاٹ اینڈ کولڈ چاجز	-/371 روپے
	سٹیشنری	-/900 روپے
	اخبارات	-/1500 روپے
	دیگر اخراجات	-/607 روپے
	متفرق	-/268 روپے
	میزان	-/5870 روپے

کوئی ٹی اے ڈی اے کلیم نہ کیا۔

اور متعلقہ ہیڈ مسٹریس نے چرچ کیے۔

1993-94ء	خرچ ٹکٹ	-/189 روپے

بجلی	-/602 روپے
ہاٹ اینڈ کولڈ چارجز	-/111 روپے
سٹیشنری	-/459 روپے
اخبارات	-/517 روپے
دیگر اخراجات	-/394 روپے
متفرق	-/80 روپے
میزان	-/2352 روپے

مندرجہ بالا رقم متعلقہ ہیڈ مسٹریس نے خرچ کی۔ کوئی ٹی اے ڈی اے کلیم نہ کیا گیا۔

سکول کو فرنیچر کی فراہمی

576 پیر شجاعت حسنین قریشی: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1990ء سے لے کر آج تک گورنمنٹ پرائمری سکول چک 16-8/BR میاں چنوں میں سٹیشنری فرنیچر اور دیگر کون کون سا سامان فراہم کیا گیا تفصیلاً بیان کریں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس سکول کے اساتذہ کی کرسیاں ٹوٹی ہوئی ہیں جبکہ دیگر سامان تو فراہم ہی نہیں کیا گیا

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کو کرسیاں ٹاٹ، فرنیچر اور دیگر سٹیشنری کا سامان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)،

(الف) گورنمنٹ پرائمری سکول چک 16-8/BR میاں چنوں کو 2 بلیک بورڈ بمع سٹینڈ، ایک ظلالین بورڈ 2 ڈسٹر 6 ڈبے چاک سفید، 6 ڈبے رنگین چاک فراہم کیے گئے۔ فرنیچر و دیگر سامان مہیا نہیں کیا۔ پہلے سے موجود فرنیچر کسی حد تک مرمت طلب ہے۔ تاہم زیر استعمال ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔ البتہ کرسیاں قابل استعمال ہیں۔ اگلے مالی سال میں فنڈز مختص کروانے کی کوشش کی جائے گی جس سے مرمت طلب فرنیچر مرمت کروایا جائے گا اور ضرورت کے مطابق نیا فرنیچر مہیا کیا جائے گا۔

(ج) جزو "ب" میں مذکور ہے۔

اگلے مالی سال میں محکمہ تعلیم ضرورت کا سامان فراہم کرنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے۔

وزیر تعلیم، تو باقی تمام نشان زدہ اور غیر نشان زدہ سوالوں کے جوابات موجود ہیں جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہوا۔ اب قرار داد جو ہم نے فیصلہ کیا تھا

جناب پیٹر گل، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! پاکستان کے آئین میں اقلیتوں اور ان کی املاک کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔ 295(C) کی آڑ میں اقلیتوں پر ماضی میں جو بھی ظلم ڈھائے گئے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو یہ کیا ہوا پوائنٹ آف آرڈر؟ وہ تو ہوتا ہے۔ آپ میری بات سنیں۔ آپ گورنمنٹ پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کس وقت raise ہو سکتا ہے؟

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! 295(C) کی آڑ میں مسیحیوں پر جو ظلم ڈھائے گئے ہیں میں اس بارے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، میں اس بات کو نہیں لیتا۔ یعنی بات یہ ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر raise کب ہوتا ہے؟ کون سا مسئلہ اسمبلی کے سامنے ہے جس پر آپ یہ 295(C) کی بات کر رہے ہیں۔

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ منظور مسیح کو ہائی کورٹ کے باہر قتل کر دیا گیا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بات اس وقت زیر بحث نہیں ہے۔ پھر میں آپ کو طریقہ کار بتاؤں گا۔ اس طرح سے لانا۔ اب مہربانی کر کے آپ تشریف رکھیں۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

جناب پیٹر گل، جناب سپیکر! منظور مسیح کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ یہ بڑا ظلم ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی بیٹھیں۔ تشریف رکھیں نا۔ تشریف رکھیں میرے بھائی۔

جناب عادل شریف گل، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم اور فوری نوعیت کا معاملہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ یہ بات نہیں ہے۔ اس وقت یہ مرحلہ نہیں ہے۔

جناب جانسن مائیکل، جناب سپیکر ، منظور مسیح کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔ ہم اس پر احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب پیٹر گل، جناب عادل شریف گل، جناب جانسن مائیکل ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب قائم مقام سپیکر، میں رولز کے مطابق چلوں گا۔ اس طرح سے بات نہیں بنتی جس طرح آپ صاحبان یہ بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے کہا بھی ہے کہ آپ کو میں بتاؤں گا کہ کس طرح یہ مسئلہ take up ہوتا ہے۔

میں نے کہا تھا کہ جب وقفہ سوالات ختم ہو گا تو ہم وہ متفقہ قرار داد لائیں گے تو اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔ لاء منسٹر صاحب تحریک پیش کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میں تحریک پیش کرنے سے پہلے یہ عرض کروں گا کہ میاں افضل حیات اور چودھری عمیر الدین صاحب سے کہا جائے کہ مینارٹی ممبرز جو باہر تشریف لے گئے ہیں انہیں وہ ایوان میں واپس لے آئیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ شاہنواز چیمہ اور غلام سرور خان ' آپ دونوں جائیں اور ہمارے فاضل اراکین جو مینارٹی سے تعلق رکھتے ہیں ان کو ایوان میں واپس لائیں۔ ان کی بات ہم سنیں گے۔ جو فیصلہ ہوا تھا اس پر ہم ابھی بات کر رہے ہیں۔ اس کے بعد ان کی بات بھی سنیں گے۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! اگر آپ مجھے ایک منٹ دیں تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو ابھی قرار داد پیش ہونے والی ہے ' ہم ہر گز یہ نہیں چاہتے کہ اس سے کسی قسم کا کوئی غلط تاثر ہو۔ یہ متفقہ طور پر ایوان میں آ رہی ہے۔ اگر اس سلسلے میں ہمارے مسیحی بھائی کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ انہیں موقع دیں اور ان کا point of view سنیں اور اس کے بعد جو ہاؤس کی concensus ہو گی اس پر بھی بات ہو گی۔ ان کی بات سن لی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے بھائی میں نے یہی کہا تھا نا کہ یہ مسئلہ take up کر لیں۔ اس کے

بعد ان کی بات لیتے ہیں۔ یعنی اب یہ ایک بات ہمارے سامنے آئی ہوئی ہے' جو ہم نے وعدہ کیا تھا کہ وقفہ سوالات جب جونہی ختم ہو گا' ہم اس کو لیں گے۔ یہ بات ریکارڈ پر ہے۔جی۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں رولز آف پروسیجر کے قاعدہ 202 کے تحت رول 92 کو معطل کر کے' ایک متفقہ قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں' اس کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' اب آپ وہ رول سسپنڈ کرنے کی تحریک پیش کریں نا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ رول 202 کے تحت قاعدہ نمبر 92 کو معطل کر کے مجھے متفقہ قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

متفقہ قرار داد پیش کرنے کے لیے قواعد کی معطلی

جناب قائم مقام سپیکر، جی یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ قواعد کو معطل کر کے متفقہ قرار داد بابت دفعہ 295(PPC) کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، جی اب وزیر قانون قرار داد پیش کرتے ہیں جو سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ' میاں محمد افضل حیات اور صاحبزادہ محمد فضل کریم صاحب کی طرف سے تصور ہو گی۔

قرار دادیں

ناموس رسالت پر حملے کے مرتکب افراد کی سزائے موت بحال رکھنا۔

وزیر قانون ، "یہ ایوان متفقہ طور پر وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ۔

"قانون رائج الوقت اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔ سی کے مطابق حضور اکرم محمد (صلی اللہ و علیہ وسلم) کی شان اقدس میں گستاخی یا توہین کرنے کے مرتکب فرد یا افراد کو موت کی سزا قائم رکھی جائے اور اسمیں کسی طور بھی کوئی تخفیف نہ کی جائے اور دیگر انبیاء علیہ السلام و مرسلین کی توہین اور گستاخی کے مرتکب فرد یا افراد کے لیے بھی اسی قانون کے تحت عملدرآمد کرتے ہوئے سزا دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ۔

"یہ ایوان متفقہ طور پر وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قانون رائج الوقت

اور تعزیرات پاکستان کی دفعہ 295۔ سی کے مطابق حضور اکرم محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شان اقدس میں گستاخی یا توہین کرنے کے مرتکب فرد یا افراد کو موت کی سزا قائم رکھی جائے اور اس میں کسی طور بھی کوئی تخفیف نہ کی جائے اور دیگر انبیاء علیہ السلام و المرسلین کی توہین اور گستاخی کے مرتکب فرد یا افراد کے لیے بھی اسی قانون کے تحت عملدرآمد کرتے ہوئے سزا دی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر، اب Minority کے جو دوست ہیں وہ ایوان کے اندر تشریف لائیں۔جیسے میں نے ان سے کہا تھا کہ جی آپ کو موقع دیتے ہیں کیونکہ اس وقت اس سارے ایوان نے جو فیصلہ کیا تھا کہ وقفہ سوالات کے جوابات جب ختم ہونگے تو ہم متفقہ قرارداد لائیں گے تو وہ لمحہ تھا اور اس وقت Point of Order ہو نہیں سکتا تھا اور میں نے ان سے کہا تھا کہ جونہی وقت آتا ہے میں آپ کو موقع دیتا ہوں لیکن وہ جلد بازی میں چلے گئے۔ بات جو میں محسوس کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ کسی کا دل بھی نہ دکھے اصل میں ہم پریس میں اپنا نام کسی نہ کسی طرح لانا چاہتے ہیں یہ بات ہوتی ہے کہ پریس والے کہیں کہ انہوں نے جھگڑا کیا ہے تاکہ ہماری اقلیت کے لوگ ان سے خوش رہیں ہم ان کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا یہ قطعاً مقصد نہیں ہے۔لیکن ذرا صبر کی ضرورت ہونی چاہیے۔ اگر تھوڑا سا صبر ہو تو سارا کام صحیح معنوں میں ہو جاتا ہے سچی بات تو یہ ہے تو میں فاضل اراکین کو جو اقلیت سے تعلق رکھتے ہیں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لائیں ہم ان کو موقع دیتے ہیں کہ ان کا جو جائز مطالبہ ہے اس کو مانیں وہ ویسے ہی ہم سے روٹھ کر باہر چلے گئے۔

(اس مرحلہ پر فاضل ممبران اقلیت ایوان میں تشریف لے آئے)

میں تو ان کو وقت دینا چاہتا تھا لیکن وقت کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے اب مناسب وقت ہے۔ دونوں اطراف یعنی اپوزیشن والے بھی اور اقتدار والے بھی دونوں آپ سے اچھے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں ہم آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں------ کل صاحب۔ اب آپ اپنی قرارداد کو پیش کریں۔

منظور مسیح کے قاتلوں کی گرفتاری اور کڑی سزا کے لیے قرار داد

جناب پیٹر گل : جناب سپیکر۔ "پاکستان کے آئین میں ان کے مذاہب کے تحفظ کی یقین دہانی کرائی گئی ہے ۲۹۵۔ سی ۔ پی ۔ آر میں اقلیتوں پر ماضی میں بھی ظلم ڈھائے گئے اور آئندہ بھی اسی طرح کی توقع ہے جس کی مثال پانچ اپریل کو ہائی کورٹ کے سامنے باہر منظور مسیح کا قتل کیا گیا اور اقلیتیں عدم تحفظ کا شکار ہیں اور ان کے حقوق کو سلب کیا جا رہا ہے منظور مسیح کے قاتلوں کو ابھی تک گرفتار نہیں کیا گیا۔اور ہم مسیحی ممبران اور ساری قوم اس واقعے کی مذمت کرتے ہیں کیونکہ ابھی تک اس حکومت نے ملزموں کو گرفتار نہیں کیا ۔ ان کو گرفتار کر کے ان کو کڑی سے کڑی سزا دی جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر : جی وزیر قانون صاحب ۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! کوئی بھی criminal واقعہ ہو خواہ اس سے minorities متاثر ہوں یا ہمارے شہر میں جو اکثریتی طبقہ ہے اس سے اس کا تعلق ہو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا قانون سب کے لیے برابر ہے اور اس میں human rights کا تصور بھی موجود ہے اور ہمارے ملک کے اندر کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ جس کے تحت minorities کے لیے کوئی مختلف طریقہ کار ہو اور مسلمانوں کیلئے کوئی الگ قانون اور ضابطے موجود ہوں۔ جناب سپیکر جس قتل کے حوالے سے میرے یہ ساتھی بات کرنا چاہتے ہیں قتل ہوتے ہیں منظور مسیح کو بھی جس کسی نے قتل کیا ہے اس نے جرم کیا ہے اور ان ملزمان کی گرفتاری کیلئے متعلقہ اتھارٹیز مکمل طور پر سرگرمی کے ساتھ کاروائی کرنے میں مصروف ہیں اس سلسلے میں حکومت کی طرف سے قطعی طور پر کوئی کوتاہی نہیں ہے ۔

جہاں تک تعزیرات پاکستان کی دفعہ کے حوالے سے انہوں نے بات کی ہے جناب والا ابھی جو یہاں پر قرارداد پیش کی گئی تھی اس کے متعلق شاید فاضل رکن کے ذہن میں کوئی بات موجود تھی اور ان کی دل آزاری ہوئی اور انہوں نے بات کی حالانکہ ہم نے جو متفقہ طور پر قرارداد پیش کی ہے اس میں ہم نے جو مؤقف اختیار کیا ہے وہ تمام مسلمانوں کا مؤقف ہے خواہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں یا کوئی دوسرے نبی ہوں کوئی انبیاء السلام یا مرسلین جتنے بھی ہیں جناب سپیکر ہم سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جس طرح ہم حضور اکرم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں

اور ان کے ناموس رسالت کے لیے اپنے آپ کو اور اپنی جانوں تک کو پیش کر سکتے ہیں اسی طرح دوسرے انبیاء السلام جو حضور اکرم محمد (صلی اللہ و علیہ وسلم) سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی بھی عزت اور ان کا بھی احترام ان کا بھی تقدس اور ان کے مرتبے کے لیے جناب سپیکر ہم اسی طرح commitment رکھتے ہیں اس لیے میں فاضل ممبران اسمبلی کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ان کے حقوق تحفظ کے لیے یہ حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی اور اس بارے میں جناب سپیکر قطعی طور پر کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے جی۔

آوازیں۔ ٹھیک ہے

مسئلہ استحقاق

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ ----- اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ ایک تحریک استحقاق نمبر 8 جو پچھلے سیشن میں ملتوی کی گئی تھی اور یہ وصی ظفر صاحب کی طرف سے تھی چونکہ وہ پڑھی جا چکی تھی اب وزیر قانون صاحب نے اس کا جواب دینا ہے اس لیے وصی ظفر صاحب سے پوچھیں گے کہ آیا وہ مطمئن ہیں یا کیا صورتحال ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ملتوی تھی۔ اس کے بارے میں ابھی ان سے میری بات ہوئی ہے کہ اس کا کل جو جواب آیا ہے اس کے مطابق میں چاہتا ہوں کہ یہ کل تک کے لیے ملتوی ہو جائے شاید فاضل ممبر اس سے اتفاق کر لیں لہذا اسے ایوان میں زیر بحث نہ لایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کیوں وصی ظفر صاحب۔ ٹھیک ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ جی۔ یہ کل تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔ اب تحاریک نمبر 1,2 اور 5 لیتے ہیں یہ ایک ہی قسم کی ہیں تحریک استحقاق نمبر 1 میاں عمران مسعود صاحب کی ہے اور نمبر 2 جناب ایس اے حمید صاحب اور نمبر 5 سید افضال علی شاہ صاحب گیلانی۔ ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔ جناب ارشد عمران سلہری تحریک استحقاق نمبر 5 میں بھی ہیں اور جناب ہارون اختر خان صاحب۔ ملک سلیم اقبال صاحب۔ خواجہ ریاض محمود صاحب۔ جناب انعام اللہ نیازی۔ ملک محمد عباس کھوکھر سید تابش

الوری ۔ حاجی عبدالرزاق۔ میاں عبدالستار۔ میاں معراج دین جناب امان اللہ المعروف بابر خان جناب عبیداللہ شیخ اور سید ظفر علی شاہ صاحب۔ یہ سب فاضل ممبران تحریک استحقاق نمبر 5 میں ہیں۔ تحاریک استحقاق نمبر 1 اور 2 کے فاضل اراکین کا میں نے نام بولا ہے ۔ یہ تمام تحاریک ایک ہی نوعیت کی ہیں میں میاں عمران مسعود صاحب کو کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق کو پڑھیں ۔

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈویلپمنٹ فنڈز سے محرومی

میاں عمران مسعود، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کا فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بجٹ تقریر کے دوران وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا تھا کہ ہر ممبر کو پچاس لاکھ روپیہ ڈویلپمنٹ فنڈ دیا جائے گا یہ رقم بجٹ میں اس مد کے لیے مختص کر دی گئی تھی اس کے بعد محکمے نے سکیمیں بھی طلب کر لیں جو کہ بروقت اور قانون کے مطابق A.D.L.G کو پہنچا دی گئی تھیں۔

محکمہ پی اینڈ ڈی میں یہ سکیمیں پہنچ گئی ہیں ایک عرصہ ہو گیا ہے لیکن اس پر کسی قسم کی کوئی کاروائی نہیں ہو رہی۔ پتہ کرنے پر یہ حقائق سامنے آئے کہ بے شمار ممبران جن کا تعلق مسلم لیگ سے نہیں ہے ان کو فنڈ دے دیا گیا ہے لیکن مجھے یہ فنڈ نہیں دیا گیا اور یہ بات خصوصاً دیکھنے میں آئی ہے کہ مسلم لیگی ممبران کو یہ فنڈز نہیں دیے گئے اور باقی ممبران کو جن کا تعلق پی پی پی سے ہے انہیں دے دیا گیا ہے ۔ یہ امتیازی سلوک کیوں۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

میاں عمران مسعود، یہ تحاریک استحقاق اکٹھی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ سید تابش الوری صاحب بھی اس کو پیش کر لیں

جناب قائم مقام سپیکر، اس سے پہلے جناب ایس اے حمید صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ پہلے وہ ہو جائے۔

ایک معزز ممبر، وہ نماز پڑھنے گئے ہوئے ہیں۔

(جناب ایس اے حمید ایوان میں موجود نہیں تھے)

جناب قائم مقام سپیکر، سید تابش الوری صاحب۔

حزب اختلاف کے حقوق کی پامالی

سید تابش الوری، (تحریک استحقاق نمبر 5)

میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ۔

رواں سال 94-1993ء کے بجٹ اجلاس میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں منظور احمد وٹو نے جہاں بجٹ کی "خوبیاں" بیان کی تھیں وہاں یہ "اعلان بھی بڑے طمطراق سے کیا تھا کہ بجٹ 94-1993ء میں صوبہ بھر میں ترقیاتی کام بڑے زور و شور سے جاری کیے جائیں گے اور اسمبلی کے جملہ اراکین کو بلا امتیاز ترقیاتی فنڈز مہیا کیے جائیں گے۔ مگر ان کا یہ اعلان صدا بہ صحرا ثابت ہوا۔ موجودہ پوزیشن یہ ہے کہ صرف اور صرف پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں کے اراکین اسمبلی کے ہی ترقیاتی کام کیے جا رہے ہیں اور فنڈز بھی انھی کو مہیا کیے جا رہے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اور اس کی حلیف جماعتوں کے کسی بھی رکن اسمبلی کو نہ تو فنڈ مہیا کیے جا رہے ہیں اور نہ ہی ان کے ترقیاتی کام کیے جا رہے ہیں۔

پیپلز پارٹی سے مرعوب مخلوط برسر اقتدار موجودہ حکومت نے پنجاب کے تقریباً 6 کروڑ عوام سے سیاسی انتقام لینے کی ایک ایسی بھونڈی مثال قائم کی ہے جس سے جمہوریت کے نام پر ایسا بدنما دھبہ لگا ہے۔ جسے پنجاب کے غیور عوام ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔ عوام کے خون پسینے کی کمائی صرف پیپلز پارٹی کے "جیالوں" کی خوشنودی حاصل کرنے اور ان کے تصرف میں دینے سے آدھا پنجاب ترقیاتی کاموں سے محروم ہو گیا ہے اور لوگ سراپا احتجاج بن کر رہ گئے ہیں۔ غضب تو یہ ہے کہ سابقہ حکومت نے حزب اختلاف کے جن اراکین کے حلقوں میں ترقیاتی کام شروع کرائے تھے وہ بھی بند کرا دیے گئے ہیں اور اس طرح حکومت کا کروڑوں روپیہ خاک میں مل گیا ہے۔ صوبائی اسمبلی کے اس معزز ایوان کے نصف اراکین کو ترقیاتی فنڈز نہ دینا اور ان کے حقوق کی پامالی کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ یہ ایوان عوام کا منتخب ادارہ ہے اور آئین کے مطابق ہر معزز شہری کے یکساں حقوق ہیں۔ چونکہ ہم بھی ایک شہری اور عوامی نمائندے ہیں اور اس تفاوت سے آئین میں دیے گئے حقوق کو صریحاً پامال کیا گیا ہے اس لیے ہمارا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا

استدعا ہے کہ اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ ہم بحیثیت رکن اسمبلی کسی رعایت کی بھیک مانگنے کو تیار نہیں لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جہاں تک پنجاب کے عوام کے حقوق کا تعلق ہے ہم اپنی بے پناہ صلاحیتوں اور توانائیوں کے ساتھ ان کے حقوق کی حفاظت کریں گے۔ جناب والا' یہ پنجاب کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔ کہ آدھا پنجاب ترقیاتی کاموں سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ اور پنجاب کے عوام کو جو بنیادی شہری سہولتیں فراہم ہونی چاہییں' انھیں ان سے محروم کیا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر' آپ سمجھتے ہیں کہ پنجاب کے عوام کا مشترکہ طور پر اس ایوان پر حق ہے۔ ایوان میں بجٹ کے ذریعے ترقیاتی امور کے لیے مختلف منصوبے منظور کیے تھے۔ آج اس منظور شدہ بجٹ سے انحراف کیا جا رہا ہے۔ اور اپنی من مانی کارروائیوں کے ذریعے اپنے اراکین کو سیاسی رشوت کے طور پر یہ رقوم مہیا کی جا رہی ہیں۔ جناب والا' یہ اس ایوان کا متفقہ اور مشترکہ مفاد ہے کہ پنجاب کے عوام کی ترقیاتی سکیمیں بلا امتیاز منظور کی جائیں۔ اور ان کو آئین کے تحت مساوات کی بنیاد پر جو حقوق حاصل ہیں ان سب کو ان کا مستحق سمجھا جائے۔ لیکن پیپلز پارٹی اور اس کی حلیف جماعتوں نے پنجاب کے عوام کو 'پنجاب کی نصف آبادی کو ایک سازش کے تحت ترقیاتی امور سے محروم کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سے پنجاب کے عوام کو ان کی اجتماعی ترقی کے برابر کے حصے سے بھی محروم کیا جا رہا ہے۔ پنجاب پہلے ہی سے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں زرعی اعتبار سے پس ماندگی کا شکار ہے۔ اور اگر ان بنیادی شہری حقوق کے سلسلہ میں ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں اور صنعت وزراعت کے شعبہ میں سیوریج کے سلسلہ میں پانی کی سپلائی کے سلسلہ میں سڑکوں کی تعمیر کے سلسلہ میں اگر آدھے پنجاب کو محروم کر دیا گیا تو پنجاب سالہا سال ترقی کے میدان میں پیچھے چلا جائے گا۔ جناب والا' ہم سمجھتے ہیں کہ اس بنیادی مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ زیر بحث لایا جائے۔ کیونکہ یہ کسی ایک شخص کے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ پورے پنجاب کے استحقاق کا مسئلہ ہے۔ جہاں پورے پنجاب کے عوام کا استحقاق پامال ہو رہا ہو تو ہم خاموش تماشائی نہیں بن سکتے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے توسط سے اس تحریک استحقاق کو تفصیلی طور پر زیر بحث لایا جائے۔ اور بتایا جائے کہ وہ کیا عوامل ہیں اور وہ کیا محرکات ہیں جن کے تحت پنجاب کے عوام کو پس ماندگی کا شکار کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اور پنجاب کے کروڑوں عوام کو

کیا محض اس لیے سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دیا تھا اور پیپلز پارٹی کو مسترد کر دیا تھا۔ جناب والا ' آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ اگر آپ نے کسی بھی علاقے کے عوام کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بنایا تو پھر یہ لاوا اگلے گا۔ پھر صرف ووٹ نہیں پڑیں گے صرف ووٹوں میں ہی آپ کو شکست نہیں ہو گی بلکہ گلیوں اور کوچوں میں شہروں اور قریوں میں آپ کو جواب دہ ہونا پڑے گا۔ آپ کو پنجاب کے حقوق کا تحفظ کرنا ہو گا۔ کیونکہ آپ اس وقت جو فیصلہ کر رہے ہیں وہ حزب اختلاف کو سزا نہیں دے رہے ہیں بلکہ پنجاب کے عوام کو سزا دے رہے ہیں۔ اس لیے ہم یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ بجٹ میں جو سکیمیں منظور کی گئی ہیں۔

سردار سکندر حیات، جناب والا' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، سردار سکندر حیات پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

سردار سکندر حیات، جناب والا' آپ کی اجازت سے میں اپنے بھائی سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب 1988ء میں مسلم لیگ کی حکومت تھی۔ اور پیپلز پارٹی کے اراکین اسمبلی اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت ان کا ایک پروگرام جس کا نام انہوں نے تعمیر وطن رکھا ہوا تھا اس کے بارے میں میں نے کہا تھا کہ یہ تعمیر وطن نہیں بلکہ تعمیر نواز شریف ہے کیا اس بات کو بھی یہ condemn کرتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، Point of personal explanation

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اس کو خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔ اس پہ explanation کی ضرورت نہیں۔

سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ، اس کو کارروائی سے حذف کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے اسے خلاف ضابطہ قرار دے دیا ہے۔ حذف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ یہ جائز بات نہیں ------- تابش صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ' میں سمجھتا ہوں کہ بجٹ ایک مقدس دستاویز ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تابش صاحب ' آپ یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ آپ نے تحریک استحقاق پڑھ

دی ہے ۔ اب اس پہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر، بجٹ ایک مقدس دستاویز ہوتا ہے اور بجٹ تقریر کا بھی اپنی جگہ ایک اہم ترین اور معتبر مقام ہے ۔ اس کے ایک ایک لفظ کو اہمیت دی جاتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! ابھی تابش الوری صاحب نے کہا ہے کہ بجٹ جو ہے وہ ایک مقدس دستاویز ہے ۔ کیا یہ کوئی آسمانی کتاب ہے جو کہ مقدس ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب یہ ان کا اپنا خیال ہے ۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب اختر رسول، جناب والا ! کیا وصی ظفر صاحب کی سیٹ کے نیچے کھٹمل تو نہیں ہیں کیونکہ وہ بار بار کھڑے ہوتے ہیں۔

جناب ظہیر الدین خان، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ جی فرمائیے۔

جناب ظہیر الدین خان، جناب والا ! ابھی تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے کہ بجٹ ایک مقدس دستاویز ہے اور وصی ظفر صاحب اس سے اختلاف کرتے ہیں ۔ بجٹ چونکہ رقم اور پیسے سے متعلق ہے اور ایک طبقہ ایسا ہے جو کہ پیسے کو لکشمی کہتا ہے اور لکشمی کو مقدس جانتا ہے ۔ اس لیے وصی ظفر صاحب کو اختلاف نہیں کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ شکریہ ظہیر الدین خان صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں۔ تابش الوری صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں اور اسے جلدی ختم کریں کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ نماز کے وقفے سے پہلے ہم اس کو dispose of کر لیں۔

سید تابش الوری، جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ بجٹ ایک مقدس دستاویز ہوتا ہے اس اعتبار سے کہ یہ پورا ایوان اسے منظور کرتا ہے ۔ یہ پورا ایوان اس کا custodian بنتا ہے ۔ اگر ہم نے یہ روایت اختیار کر لی کہ پورا ایوان جس دستاویز کو منظور کرے ہم اس کی دھجیاں بکھیر دیں ' اگر ہم

نے یہ روایت اپنائی کہ یہ ایوان جس منصوبے کی منظوری دے ہم اس کو مسترد کر دیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کا تقدس' اس ایوان کا استحقاق اور اس ایوان کا اختیار بھی ختم ہو کر رہ جائے گا۔ آئین کے تحت تمام لوگوں کو مساوی طور پر ترقی کرنے کی ضمانت دی گئی ہے ۔ آئین میں یہ وضاحت کی گئی ہے کہ اس ملک کے ہر شہری کو مساوی طور پر ترقی کرنے کے مواقع حاصل ہوں گے لیکن اس امتیاز کے ذریعے' اس تفاوت کے ذریعے آئین کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی کی جا رہی ہے اور عوام کے بنیادی حقوق پامال کیے جا رہے ہیں ۔ جناب والا ! ابھی ہمارے دوست نے یہ اعتراض کیا ہے کہ 1988ء میں-----

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، سہیل احمد نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا سہیل احمد نون،۔ جناب والا ! اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے کچھ عجیب سی آوازیں آ رہی ہیں ۔ ایسے لگتا ہے جیسے کوئی پٹا چل رہا ہو دوسری عرض یہ ہے کہ تابش الوری صاحب نے جس فصاحت و بلاغت کا استعمال اپنی گفتگو میں کیا ہے---

جناب قائم مقام سپیکر ، سہیل احمد نون صاحب یہ کوئی پوئنٹ آف آرڈر نہیں ہے لہذا آپ تشریف رکھیں ۔ تابش الوری صاحب آپ بھی ذرا اپنی بات کو مختصر کریں۔

سید تابش الوری ، جناب سپیکر ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ 1988ء میں مسلم لیگ کی حکومت نے حزب اختلاف کو فنڈز مناسب طور پر مہیا نہیں کیے تھے لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ 1988ء ہی میں مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی ----(قطع کلامیاں)

سردار سکندر حیات، جناب سپیکر! تابش الوری صاحب نے ابھی مناسب کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ عالی جناب! الوری صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں ۔ اس وقت تو پیپلز پارٹی کے ممبران کو فنڈز دیے ہی نہیں گئے تھے۔ جب نواز شریف کی حکومت تھی اور ہمارے علاقے کی مائیں اور بہنیں پانچ پانچ میل دور سے پانی کا ایک گھڑا لے کر آتی تھیں ۔ کیا اس وقت ان کو اس علاقے کا یا اس پانی کے مسئلے کا خیال نہیں تھا۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ انعام اللہ خان نیازی صاحب' سردار سکندر حیات صاحب'

عمران مسعود صاحب آپ سب حضرات براہ کرم تشریف رکھیں۔

سید تابش الوری، جناب والا ! میں صرف دو جملے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ سب تشریف رکھیں ۔ تابش الوری صاحب کو اپنے دو جملے کہہ لینے دیں ۔ جی تابش الوری صاحب فرمائیے۔

سید تابش الوری، جناب والا ! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ------(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ سردار سکندر حیات صاحب ' انعام اللہ نیازی صاحب ' تابش الوری صاحب ' وصی ظفر صاحب آپ سب براہ کرم تشریف رکھیں ۔ ہاؤس کو in order کریں۔یہ تمام کارروائی جو میری اجازت کے بغیر تابش الوری صاحب کو interrupt کرنے کے بعد ہوئی ہے ۔ آپس میں جو بھی فقرے بازی میری اجازت کے بغیر دونوں اطراف سے ہوئی ہے اس کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں ۔ تابش الوری صاحب آپ بھی اپنی بات کو ذرا جلدی ختم کیجیے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر ! 1988ء کا ذکر کیا جاتا ہے تو اس حوالے سے یہ جان لینا چاہیے' سمجھ لینا چاہیے کہ 1988ء میں مرکز میں پیپلز پارٹی کی حکومت تھی اور پیپلز پارٹی کی حکومت نے وفاقی سطح پر اپوزیشن کے ایک بھی حلقہ نیابت میں ایک پیسہ بھی نہیں دیا تھا ۔ اور پھر اسی کے جواب میں ان کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا لیکن جب 1990ء میں مسلم لیگ کی حکومت مرکز اور صوبوں میں بھی تھی تو آپ نے دیکھا کہ ہم نے مرکز اور صوبوں میں اپوزیشن کے ممبران کو فنڈز دیئے تھے اور ہم نے مساوات برقرار رکھی ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ۔ تابش صاحب اب آپ تشریف رکھیں کیونکہ آپ کی بات پہلے ہی بڑی لمبی ہو چکی ہے ۔

جناب وزیر زکواۃ و عشر (غلام سرور خان)، جناب سپیکر ! یہ غلط بات کر رہے ہیں ۔ ہم ان کو غلط بات کرنے کی اجازت نہیں دیں گے لہذا مجھے اس کا جواب دینے کی اجازت دی جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، غلام سرور اعوان صاحب براہ کرم آپ تشریف رکھیں ۔ میرے خیال میں اب میں وزیر قانون کو کہوں کہ وہ اس پر بات کریں ------

جناب عمران مسعود، جناب سپیکر ! میں بھی اس پر short statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، آپ بھی اس پر short statement دینا چاہتے ہیں حالانکہ بات تو ایک ہی ہے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(ملک مشتاق احمد اعوان)، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ملک صاحب فرمائیے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! میری گزارش یہ ہے کہ یہ تینوں تحاریک استحقاقات جو اس معزز ایوان میں پیش کی گئی ہیں ان کا نفس مضمون ایک ہی ہے اور اگر ان تینوں، کو سیاق و سباق کے حوالے سے پڑھا جائے تو ان میں ایک بات جو مشترک ہے وہ ہمارے ایم پی اے حضرات کے فنڈز سے متعلق ہے۔ جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اکتوبر 1993ء میں اس ملک میں غیر جانبدارانہ الیکشن ہونے اور اس کے نتیجے میں یہ معزز ایوان معرض وجود میں آیا۔ -----(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ ایس اے حمید صاحب ' انعام اللہ خان نیازی صاحب آپ ملک مشتاق صاحب کو بات تو مکمل کر لینے دیں ۔ آپ سپیکر کے فرائض انجام تو نہ دیں ۔ کیونکہ سپیکر کے فرائض تو میں نے انجام دینے ہیں آپ نے تو نہیں دینے ۔ ابھی تو میں ملک مشتاق اعوان صاحب کی بات کو سمجھ بھی نہیں سکا ۔ ان کو اپنی بات مکمل کر لینے دیں پھر اس پر فیصلہ کریں گے۔ آپ میرے conduct پر ایسی بات نہیں کر سکتے ۔ ملک صاحب آپ بھی to the point بات کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس الیکشن کے بعد جو گذشتہ سال ہوئے اور جس میں بجٹ افراتفری کا شکار ہوا -----

جناب قائم مقام سپیکر ، ملک صاحب ! ایک منٹ کے لیے آپ میری بات سنیں میرے خیال میں یہ آپ نے بطور منسٹر جواب دینا ہو گا۔

جناب وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! میں اب اپنے point کی طرف آ رہا ہوں۔ جناب سپیکر میری گزارش یہ ہے کہ میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ملک مشتاق صاحب ! ابھی یہ مرحلہ نہیں آیا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر ! آپ میری بات تو سنیں ۔ جناب میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ میزانیہ میں کوئی specific ترقیاتی فنڈز وزیر اعلیٰ کی تقریر میں درج شدہ نہیں ہیں اور نہ ہی انہوں نے بیان کیے ہیں ۔ یہی میرا نکتہ اعتراض تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ملک صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ ایس۔ اے حمید صاحب ' وصی ظفر صاحب ' انعام اللہ نیازی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، میاں عبدالستار صاحب میں ابھی ملک مشتاق اعوان صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا ہوں لہذا آپ ابھی پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھا سکتے ۔ اب تو آپ کو اس بارے میں کافی تجربہ ہو جانا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ ملک مشتاق اعوان صاحب اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کرنا چاہتے تھے وہ یہ تھی کہ اصل میں وہ آپ کی تحریک پر جواب دینا چاہتے تھے لیکن ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا ۔ جب وہ مرحلہ آئے گا تو ان کو جواب دینے کا پورا وقت ملے گا ۔ لیکن میں آپ کو short statement کے بارے میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ short statement میں " میں " کا لفظ ہے "shall" نہیں ہے ۔ یہ آپ کا حق نہیں۔ اس میں چونکہ نفس مضمون ایک ہے۔ اس لیے میں سمجھ رہا تھا کہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ۔ چونکہ 10/8 فاضل اراکین کے نام لکھے ہوئے ہیں اب ہر فاضل رکن شارٹ سٹیٹ منٹ نہیں پڑھے گا ایک رکن پڑھے گا ۔ لیکن میں اس میں بھی یہ کر رہا ہوں کہ میں نے ایک دو اور پانچ کو علیحدہ علیحدہ پڑھنے کا موقع دیا ہے ۔میں شارٹ سٹیٹ منٹ لینا چاہتا ہوں اور اس میں بھی may کا لفظ ہے سپیکر نے دیکھنا ہے shall نہیں ہے کہ آپ right claim کریں کہ ضرور کرنا ہے ۔ اگر مقصد پورا ہو جاتا ہے تو کوئی ضروری نہیں اب ایس اے حمید صاحب نمبر 2 پڑھیں گے

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر ' اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

رب اعوذ بک مِن ھمزٰتِ الشیطٰین ۔ اے خدا مجھے ان شیطانوں سے پناہ دے۔

جناب قائم مقام سپیکر، This is not a point of order. جی عبدالستار صاحب ۔

سید تابش الوری، جناب والا ' وصی ظفر نے جو کچھ کہا ہے یہ غیر متعلقہ ہے غیر ضروری ہے لہذا اسے کارروائی سے حذف کیا جائے ۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ میں پہلے میاں عبدالستار صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر سن لوں کیونکہ

وہ کافی دیر سے کھڑے ہیں۔

میاں عبدالستار، جناب والا ' میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی تحریک استحقاق ایک دو اور پانچ پیش کی جا رہی ہیں اور ابھی آپ نے اسے properly پیش بھی نہیں کیا اور یہاں پر حکومتی بنچز پر وزراء صاحبان اور ایڈوائزر صاحبان کو یہ پتا بھی نہیں کہ ہاؤس کو کس طریقے سے چلانا ہے اور کس طریقے سے بات کرنی ہے۔ جناب والا ' آپ کی وساطت سے میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ وہ کم از کم اپنے وزراء صاحبان کی ٹریننگ ضرور کرائیں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ ۔ جی ایس اے حمید صاحب ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ' پوائنٹ آف آرڈر '

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کوئی نیا ہے یا پرانا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ' آپ اس اجلاس میں بطور سپیکر اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں ہماری بھر پور کوشش ہے کہ اجلاس کی کارروائی پرامن طریقے سے چلے اور لوگوں کی نظریں آپ پر ہیں لیکن حکومتی بنچز کی طرف سے چند افراد جن کی یہ کوشش ہے کہ وہ اپنے آپ کو نمایاں کر سکیں چاہے ہاؤس کا ماحول کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو ۔ ابھی وصی ظفر صاحب نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں قرآنی آیات کا سہارا لے کر اس نے اپوزیشن کی طرف جو اشارہ کیا ہے شاید آپ نے بھی نوٹ کیا ہو ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے انھیں منع کیا ہے ۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا ' میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اگر یہ گندی زبان استعمال کرتے ہیں تو ہم ان سے زیادہ سخت بات کر سکتے ہیں ان سے زیادہ سخت انداز سے نپٹ سکتے

ہیں۔ یہاں بھی اور جہاں یہ چاہیں وہاں بھی بات کر سکتے ہیں ...

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کی مہربانی۔ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، انھیں چاہیے کہ دھیان کریں انھی کے حرکتوں نے انھی جیالوں کی حرکتوں نے اپنے لیڈر کو پھانسی کے تختے تک پہنچوایا۔ انھیں اپنے لیڈر کے انجام سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔ اور ان جمہوری اداروں کو چلتے رہنا دیکھنا چاہیے۔ یہی ان کے جیالے ان ایوانوں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ براہ کرم ان کو پٹا تو نہیں بلکہ موٹی موٹی بھاری زنجیر ڈالیں اور ان کی زبانوں کو لگام دیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نماز کا وقت ہو گیا ہے میں مغرب کی نماز کے لیے 20 منٹ کے لیے ہاؤس کی کارروائی کو ملتوی کرتا ہوں۔

(اس مرحلے پر ہاؤس کی کارروائی نماز مغرب کے لیے بیس منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)۔

(جناب قائم مقام سپیکر سات بج کر پانچ منٹ پر کرسیٔ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، ایس اے حمید صاحب۔

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈویلپمنٹ سکیموں کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی میں رکاوٹ

جناب ایس اے حمید، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ تعمیر وطن پروگرام کے تحت جو سال 94-1993ء کے لیے وضع کیا گیا ہے حزب اختلاف کا رکن ہونے کے ناطے نہ تو میری سکیموں کو منظور کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کے بارے میں مطلوبہ پچاس لاکھ کے فنڈز مہیا کیے گئے ہیں۔ جب کہ حکومتی پارٹی کے تمام اراکین کے فنڈز جزوی یا مکمل طور پر جاری کر دیے گئے ہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسمبلی میں واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ اپوزیشن کے ارکان کو برابر کے فنڈز ملیں گے۔ اپریل کا مہینہ شروع ہو چکا ہے۔ مالی سال ختم ہونے کو ہے لیکن ابھی تک ہماری سکیموں کی منظوری تک نہ دی گئی ہے۔ فنڈز کی فراہمی تو دور کی بات ہے۔ مسلم لیگ (ن) کی سابقہ حکومت نے بلا امتیاز و تفریق فنڈز تمام اراکین حزب اقتدار اور اختلاف کو

دیے تھے۔ حکومت کا موجودہ طرز عمل یکطرفہ' جانبدارانہ' متعصبانہ اور غیر جمہوری ہے جس کے نتیجہ میں میرا استحقاق متاثر ہوا ہے۔ میری اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے تحریک استحقاق میں بنیادی باتیں بتائیں ہیں' میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب میاں منظور احمد وٹو صاحب ایوان کے قائد بنے اس وقت وزیر خزانہ کا portfolio خالی تھا اور انھوں نے ہی بجٹ تقریر اس ایوان میں پڑھی۔ اس تقریر میں واضح طور پر یہ بات کہی گئی بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا بڑے فخریہ انداز میں ذکر کیا کہ میں پچاس لاکھ روپیہ بلا امتیاز تمام اراکین اسمبلی کو ان کے حلقوں کے لیے دے رہا ہوں۔ یہاں ہاؤس میں بھرپور تالیوں سے ان کی اس بات کا سواگت کیا گیا' استقبال کیا گیا۔ لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ پنجاب جو پورے پاکستان کا دل ہے اور جس کی آبادی بھی سات کروڑ کے قریب ہے اس کا وزیر اعلیٰ تقریباً اڑھائی سو ممبروں کے سامنے' پنجاب کے عوام کے سامنے ایک بات کہے اور اس کے بعد اس بات پر عمل ہونے کا نشان تک نہ ملے....

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! پہلے بھی کئی بار جناب کے نوٹس میں یہ بات لائی جا چکی ہے کہ جب ہاؤس کی کارروائی جاری ہو تو وزراء صاحبان کو ہاؤس کی کارروائی پر توجہ دینی چاہیے' نہ کہ دستخط کرنے پر۔ اور میرے خیال میں جس وقت سے ہاؤس کی کارروائی شروع ہے منسٹر صاحبان دستخطوں میں مصروف ہیں اور ہاؤس کی کارروائی کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اس لیے جناب سے استدعا ہے کہ اس بات کا نوٹس لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے اب تو سارے ٹھیک ٹھاک بیٹھے ہوئے ہیں۔ وزیر تعلیم صاحب اس بارے میں بتائیں۔

جناب وزیر تعلیم، جناب والا! راجہ بشارت صاحب کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اسمبلی میں جو بزنس زیر بحث ہے اس پر ہم آپس میں قریب قریب بیٹھ کر مشورہ کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ راجہ بشارت صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ٹھیک ہے۔

آئندہ بھی میرے خیال میں اس چیز کا خیال رکھا جانا چاہیے ۔ پنجاب کا صوبہ سب سے بڑا ہے۔ یہ ادارہ اس کا ہے۔ اور مقدس ادارہ ہے ۔ اگر یہاں بھی ہم اس طرح کا مظاہرہ کریں کہ ہاؤس میں فاضل اراکین تقاریر کر رہے ہوں اور چند دوست اس میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف ہوں یا کوئی اور بزنس کر رہے ہوں جو اس ہاؤس کا نہ ہو ، کیونکہ اس ہاؤس میں غیر متعلق بزنس نہیں ہونا چاہیے چاہے وہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو؟

راجہ محمد بشارت، جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میرے پوائنٹ آف آرڈر کے جواب میں جناب منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ مجھے یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ ہاؤس میں بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں سے اسی بزنس کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں۔ کیا وہ حلفاً یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ وہ کس سلسلے میں مشورہ کر رہے تھے؟ اس کے برعکس میں یہ حلفاً کہتا ہوں کہ وہ دستخط کر رہے تھے ۔ اور اس ہاؤس کے بزنس سے اس کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ تو یہ غلط بیانی سے کام کیوں لیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں آگے ہم نے تحاریک التوائے کار بھی لینی ہیں لہذا اس مسئلہ کو اب ہم dispose of کریں ۔ جی ایس اے حمید صاحب۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیراعلیٰ کا یہ بیان ---

ایک معزز رکن: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان کی جو دو تین درخواستیں رہ گئی ہیں وہ دے دیں ہم دستخط کر دیتے ہیں۔

راجہ محمد بشارت: جناب سپیکر ۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کے مزاج کی بات ہو گی کہ درخواستیں لے کر پیچھے پھریں۔ ہم اس قسم کے لوگ نہیں ہیں ۔ اور ہمارا ضمیر زندہ ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اس ملک کے سب سے بڑے صوبے اور اس کے سب سے بڑے انتظامی امور کے سربراہ جناب وزیر اعلیٰ جب ہاؤس میں یہ بیان دیتے ہیں کہ بلاامتیاز تمام لوگوں کو فنڈز ملیں گے۔ اب اپریل کا مہینہ ختم ہونے کے باوجود اگر ہماری سکیموں کی رسمی منظوری تک نہ کی جائے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ پنجاب کے تقریباً ساڑھے تین کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر! یہ بات بڑی غور طلب ہے اور ماضی میں اس کا

بہت تلخ تجربہ ہو چکا ہے اور 18 اپریل 1993ء سے لے کر آج 20 اپریل 1994ء ہے ' ایک سال دو دن گزر چکے ہیں اور پورے پنجاب میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا۔ تو جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ نہ صرف کوئی ترقیاتی کام تعمیر وطن پروگرام کے تحت نہیں ہوا بلکہ ایک اور کام یہ کیا کہ تمام بلدیاتی اداروں کو توڑ دیا گیا۔ ان کو ختم کر دیا گیا۔ تاکہ تھوڑا بہت کام جو ان کے ذریعے ہوتا تھا اس کا بھی مکمل طور پر خاتمہ ہو سکے۔ جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسمبلی کے فلور پر بیان دینے کے بعد یہ بات قائد ایوان کو زیب نہیں دیتی کہ وہ اس معاملے میں مزید تاخیر کریں۔ میری یہ درخواست ہو گی کہ انہیں بلا تاخیر اس بارے میں اپنا پالیسی بیان دینا چاہیے اور ہمارے فنڈز کو دو ٹوک طور پر بحال کرنا چاہیے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم نے اگر تاریخ سے سبق سیکھا ہوتا تو آج یہ کچھ نہ ہوتا۔ کیوں کہ پیچھے جو کچھ ڈرامہ ہوا کہ پنجاب اسمبلی اس ملک میں تمام منتخب اداروں کو توڑنے کا موجب بنی۔ اور پنجاب کے ماتھے پر ایک بدنما دھبا بھی لگا کہ پنجاب کے نمائندے اپنی وفاداریاں کس طرح تبدیل کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! آپ جانتے ہیں کہ ساڑھے تین کروڑ عوام جن کے حلقوں میں کام نہ ہو وہ اپنا سخت ردعمل ثابت کریں اور اپنے سخت ردعمل کے طور پر سڑکوں پر نکل آئیں' اس لیے کہ انہوں نے مسلم لیگ کو ووٹ دئے تھے۔ جناب سپیکر! اگر اس بارے میں کوئی دوٹوک فیصلہ نہ کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ایکشن کا ری ایکشن بہت ہی سخت ہو گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کے نتیجے میں پھر پنجاب کے عوام کو اور پاکستان کے عوام کو مزید نقصان اٹھانا پڑے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اپنی بات کو لمبا نہیں کرنا چاہتا صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کے پاس 46.7 کروڑ روپے کا صوابدیدی فنڈ پہلے ہی موجود ہے جو انہوں نے بجٹ میں اپنے پاس رکھا تھا۔ اب اکاون کروڑ روپیہ اپوزیشن کا بھی لینا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیت المال سے انہوں نے تقریباً جتنا پیسہ خرچ کیا ہے اس کی یہاں پر اس ایوان میں آپ نے باز گشت پہلے بھی سنی تھی اور ابھی جو بیت المال کے نام پر ایک آرڈیننس بھی آ رہا ہے اس کے معنی بھی ہم

سمجھتے ہیں۔ کہ اس کے ذریعے کیا کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ بیت المال کا پیسہ، صوابدیدی پیسہ اور اس کے بعد ابھی اکاون کروڑ روپیہ جو موجودہ ہے اس کو بھی اپنے استعمال میں لا کر صرف اپنے پسند کے اور اپنے پیپلز پارٹی کے جو حواری ہیں یہ پیسہ ان کو دینا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس بات سے کوئی اعتراض نہیں کہ وہ جو صوابدیدی کوٹہ ہے، جو رقم ہے وہ انہیں دیں۔

راجہ محمد بشارت، جناب سپیکر! آپ ملاحظہ فرمائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ریاض فتیانہ صاحب! میں نے پہلے بھی ایک رولنگ دی تھی اب پھر میں بتاتا ہوں کہ ایک فاضل رکن نے نشاندہی کی، آپ نے اس کی تردید کی لیکن آپ پھر دستخطوں میں مشغول ہیں۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے۔ اگر ایک سپیکر کی بات اور اسمبلی میں اس پر عمل نہ کیا جائے اور پھر بھی وہ فاضل وزیر تعلیم، اور تعلیم جو ہمیں سکھاتی ہے کہ کس طرح ایک آدمی صحیح بنتا ہے۔ اگر اس پر عمل نہ ہو تو میرے خیال میں یہ اچھی بات نہیں ہے۔

جناب وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جو کچھ اس ہاؤس میں میرے بھائی، محترم، مکرم، معظم جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب یہاں وزیر تعلیم تھے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ اس بات کو نہ لیں کہ فلاں وقت میں اگر کسی نے غلط کام کیا ہو یعنی پچھلے وقت میں تو ہم کہیں کہ اس نے غلط کیا ہے تو اس لئے ہم بھی غلط کرتے ہیں۔ تو یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں) پہلے اس بات کو dispose of کر لیں۔ خواجہ صاحب تشریف رکھیں۔ میں نے پہلے بھی کہا تھا اور میرے بارے میں یہ خبر آ گئی کہ منظور موہل نے وزیروں کو، پتا نہیں کیا لکھا ہوا تھا، میں نے اس وقت بھی مودبانہ التماس وزراء کرام سے کی تھی۔ یہ ہماری ایک روایت پہلے بھی ہے جو غلط ہے۔ وہ روایت غلط تھی۔ اگر کوئی بھی دوست یا جب سے یہ اسمبلی بنی ہے اگر اس طرح سے ہاؤس کا جو بزنس ہے اس میں وزیر کی بجائے عام رکن جو صرف فاضل رکن ہے اس کو بھی دل چسپی لینی چاہیے۔ وزیر پر تو زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ گورنمنٹ کا حصہ ہیں۔ وہ گورنمنٹ ہے۔ اس لیے میری خواہش یہی ہے کہ ہم نئی روایات پیدا کریں۔ اچھی بات پیدا کریں۔ کوئی بھی بات خواہ کسی طرف سے ہو، کوئی اعتراض ہو اگر وہ اعتراض ٹھیک ہے تو ہمیں اسے تسلیم کرنا چاہیے۔

جناب ظہیر الدین خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب ظہیر الدین خان، جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا وزراء صاحبان کو یہاں پر بیٹھ کر نوٹس لینے سے بھی اجتناب کرنا چاہیے؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ نوٹس تو لے سکتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) تو میرے خیال میں آئندہ۔

جناب ظہیر الدین خان، آپ ان کو بالکل لکھنے سے منع فرما رہے ہیں جناب؟

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ لکھنے سے میں انکار نہیں کر رہا۔ ہمارے فاضل اراکین کی جو درخواستیں ہیں اس سے انکار کر رہا ہوں۔

جناب ظہیر الدین خان، لیکن لکھنے سے جناب منع نہیں فرما رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک بات میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جو ہم فاضل رکن ہیں سارے معزز ممبر ہیں۔ ان پر عوام کی ذمہ داری ہے، میں یہ تسلیم کرتا ہوں۔ لیکن یہ ہاؤس ان سب باتوں سے مقدس ہے یہاں ہاؤس کی کارروائی میں دل چسپی لی جا سکتی ہے چاہے جتنا بھی ضروری کام ہے، یہ لابی اسی لیے بنی ہوئی ہے کہ اگر کوئی اور بات ہاؤس کے بزنس کے علاوہ ہے، مشورہ ہے یا کوئی بات ہے تو اس لابی میں کی جاسکتی ہے۔ (قطع کلامیاں) ایک منٹ رکیے۔ خواجہ صاحب! میں ابھی بول رہا ہوں۔ تو میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کیونکہ یہ ایک غلط روایت ہے۔ پہلے بھی تھی وہ بھی غلط روایت تھی۔ اس لیے میں اس کا نوٹس لیتا ہوں کہ ہمارے جو وزراء کرام ہیں وہ بہت ہی فاضل ہیں، قابل احترام ہیں وہ بھی ممبران کے لیے کرتے ہیں۔ ان کی خود خوشی نہیں ہے۔ لیکن وہ مجبور ہیں۔ میں فاضل اراکین سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی دستخطوں کے لیے برائے مہربانی وزراء کے پاس سیٹ پر نہ جائیں جب کارروائی شروع ہو۔ (قطع کلامیاں) بس ٹھیک ہے، اب اس سے بڑھ کر کیا بات ہو سکتی ہے۔ جی جناب ایس اے حمید صاحب! آپ ذرا مختصر کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں ختم کر دیتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو آپ ختم کریں تاکہ ہم آگے چلیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آخری بات کر رہا ہوں کہ یہ اگر کل ہمیں فنڈز دیے گئے اور جون میں پھر یہ فنڈز lapse ہو جائیں گے تو میں یہ چاہوں گا کہ مہربانی کر کے اس کے بارے میں وزیر اعلیٰ دوٹوک بیان دیں اور یہ فنڈز جون میں lapse نہیں ہونے چاہییں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ'

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی آپ نے وہ پڑھ دی تھی۔ شارٹ سٹیٹمنٹ اسی کے ساتھ ہوتی ہے۔ عمران مسعود صاحب ایسے نہ کریں۔ آپ کی نمبر 1 تھی وہ آپ نے پڑھ دی۔ نمبر 2 میرا خیال ہے کہ ایس اے حمید صاحب نماز پڑھنے گئے ہوئے تھے' ہم نے نمبر 5 کو treat کیا۔ نمبر 5 تابش الوری صاحب نے پڑھی اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دی۔ تو اب ہم آگے ان کا بیان لیں اور مقصد حل کریں کیونکہ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس بارے میں کوئی واضح پالیسی آئے۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! مجھے آپ کی ساری باتیں منظور ہیں۔ آپ کا حکم آ گیا ہے۔ میں مانتا ہوں۔ مجھے صرف وزیر قانون یا پی اینڈ ڈی کے منسٹر اس بات کی commitment دے دیں' ہماری اس تحریک استحقاق کے حق میں اگر وہ وزیر اعلیٰ کے behalf پر ایک سٹیٹمنٹ دے دیں کہ کتنے عرصے میں ہمارے فنڈز مل جائیں گے تو میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو میں بات کرنے کی اجازت دے رہا ہوں۔ جی وزیر پی اینڈ ڈی۔ ملک مشتاق احمد صاحب۔

آوازیں، تعارف تو کرا دیں۔

ملک مشتاق احمد اعوان (وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ)، جناب والا! میرا نام ملک مشتاق احمد اعوان ہے۔ پی پی 137 شیخوپورہ سے میرا تعلق ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہم تو ان کو پہچانتے بھی نہیں۔

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، ہم بھی آپ کو نہیں پہچانتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نیازی صاحب' تشریف رکھیں۔

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، ہم بھی آپ کو نہیں پہچانتے۔ بہرحال دونوں میں ایک ہی بات ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! آپ میری گزارش سنیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کس پوائنٹ پر ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر ! اس تحریک استحقاق میں ' میں نے بڑے شوق سے اپنا نام دیا تھا۔ میں چاہتا تھا کہ اس سبجیکٹ پر میں بھی بول سکوں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ مجھے بھی موقعہ دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، کتنے منٹ آپ لینا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب ! یہ تو میرے stamna پر depend کرتا ہے۔ (قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں ' نہیں۔ یہ پھر آپ مجھ سے commitment کریں نا۔ آپ کتنے منٹ لینا چاہتے ہیں؟

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب ! پانچ منٹ ہی دے دیں۔ کافی ہے

جناب قائم مقام سپیکر، پانچ منٹ آپ کو دیئے جاتے ہیں۔ مہربانی۔ آپ پانچ منٹ کے اندر اپنی بات کو ختم کریں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر ! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' آپ نے تو اپنا right ختم کر لیا ہے۔ ان کی ابھی turn تھی۔ جی انعام اللہ صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! اس میں میرا نام بھی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں' اب بات یہ نہیں ہے کیونکہ ایک ہی دوست نے کہا ہے۔ کیونکہ کم از کم میں نے ان سے پانچ منٹ لیے ہیں۔ باقیں تو وہی ہیں۔ آپ دیکھیں ' پھر میں آپ کے بارے

میں بھی جس طرح وزیر تعلیم کے بارے میں ' میں نے بات کی ہے' آپ کے بارے میں بھی بات بتا دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ میں کچھ کروں۔ ہاں جی' انعام اللہ نیازی صاحب ۔ اب آپ کا نام پکارا ہے۔ برائے مہربانی آپ پانچ منٹ سے زیادہ نہ لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں۔ آپ نے مجھے مخالفت کے باوجود بھی موقعہ دیا۔مجھے پتا ہے کہ آپ مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔ (قہقہے)

جناب محمد ظہیر الدین خان، ٹھیک سمجھتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ترقیاتی فنڈز کے بارے میں میری چند گزارشات ہیں۔ جہاں پر پورے پنجاب کو اس حق سے محروم کیا جا رہا ہے ' جہاں پر ان لوگوں کو جنھوں نے مسلم لیگ پر اور اپنے لیڈر میاں نواز شریف صاحب پر اعتماد کا اظہار کیا۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، وصی ظفر صاحب ' پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! ان کا مائیک بند کرا دیں کیونکہ ان کی اپنی آواز ہی کافی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان کی سیٹ چیک کرائیں کوئی چیز نیچے پڑی ہوئی ہے۔

(قہقہے)

جناب قائم مقام سپیکر، بس تسی اپنی تقریر جاری رکھو۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ان لوگوں سے اتنا بھیانک اور گندہ انتقام لینا کہ جن لوگوں نے مسلم لیگ کے حق میں ووٹ دیے اور ان نمائندوں کو اس اسمبلی میں بھیجا۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اس سیاسی بلیک میلنگ کو جو پیپلز پارٹی کی اشیرباد سے معرض وجود میں آئے ہیں' ان کے بارے میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ یہ سیاسی بلیک میلنگ جس بھونڈے انداز سے ہمارے ان علاقوں پر مسلط کی جا رہی ہے' ہمارے وہ علاقے جہاں پر پورے پنجاب کی آدھی عوام ہے اور اس آدھی عوام پر جس انداز میں زیادتی کی جا رہی ہے' اس جگہ پر میں اپنے علاقے کے بارے میں کچھ گزارشات کرتا چلوں۔ وہ علاقہ جہاں پر پانی کی بوند کو ترسنے والے لوگ ' وہ علاقہ جہاں پر

پرائمری ایجوکیشن ابھی تک مکمل طور پر نہیں پہنچائی گئی' وہ علاقہ جہاں پر سڑکوں کی شکل کو لوگ ترستے ہیں' وہ علاقہ جہاں میاں والی شہر ' ضلع جو ساٹھ ستر ہزار کی آبادی پر مشتمل ہے' اس میں سیوریج کا بندوبست نہ ہو۔ وہ علاقہ جس میں ایک گرلز کالج ہو ' ایک بوائز کالج ہو اور اس کا عملہ بھی پورا نہ ہو۔ اس under developed علاقے کے لیے جس انداز میں اس سیاسی بلیک میلنگ کو استعمال کیا جا رہا ہے۔ آفرین ہے ان لوگوں پر جن لوگوں نے ہمیں نمائندہ بنا کر اس ایوان میں بھیجا۔ جب ہم جا کر ان کے سامنے حکومت کی اس حرکت کو بیان کرتے ہیں تو آفرین ہے ان لوگوں پر ' اٹھ کر کہتے ہیں کہ خدا کے لیے ہمیں یہ ترقیاتی فنڈ نہیں دیتے نہ دیں لیکن ہمارے لیڈر اور ہماری مسلم لیگ کو کہیں شرمندہ نہ ہونے دیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آج میں یہ واضح طور پر بیان کرتا چلوں کہ یہی ترقیاتی فنڈ جس انداز میں روکے جا رہے ہیں۔ یہاں پی اینڈ ڈی کے منسٹر صاحب ' جن کی شکل آج میں نے دیکھی ہے اور غالباً یہاں پی اینڈ ڈی کے سیکرٹری صاحب بھی موجود ہوں گے جن کو کل تک دیکھنے کا ہمیں شرف حاصل نہیں ہوا۔

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں۔

وزیر ہاوسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ، کم از کم میں ان کی شکل ہر روز جب بھی اجلاس ہوتا ہے دیکھتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ' مہربانی۔جی

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! **********

جناب قائم مقام سپیکر، آپ جاری رکھیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، آپ اپنے الفاظ واپس لیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ شکریہ جی۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ کارروائی سے حذف کر دیے جائیں کیونکہ انہوں نے خود بھی تسلیم کر لیا ہے۔ مندرجہ بالا الفاظ کارروائی سے حذف ہوئے۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا ! جب ہماری سکیمیں اس ضلع سے جہاں سے میں منتخب ہوا ہوں جب سکیمیں لی گئیں تو ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ان سکیموں کے آپ کو ہر صورت میں فنڈز مہیا کیے جائیں گے تاکہ ہم اس وقت آواز نہ اٹھا سکیں۔ جب وہ سکیمیں چلی گئیں اور اس کے بعد ان لوگوں کو آسرا نظر آیا جن بچیوں اور بچوں کی پرائمری سکول کی چھت نہ تھی ' ان کو جب یہ بتایا گیا کہ آپ کے لیے یہ فنڈز مخصوص کیے جا رہے ہیں ' آج وہ لوگ جن کو یہ آسرے دیے گئے' جب یہ پی اینڈ ڈی میں مسئلہ آیا تو غلاظت کی انتہا دیکھیں کہ یہاں کے افسروں نے' یہاں کی بیورو کریسی نے اپنی جان چھڑاتے ہوئے یہ الفاظ کہے کہ ہمیں مجبور کیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت نے مجبور کیا ہے کہ اعتراضات لگا کر اپوزیشن کی سکیمیں واپس بھیج دی جائیں۔

آوازیں، شیم شیم

جناب انعام اللہ خان نیازی، میں لعنت بھیجتا ہوں ۔ شرم آنی چاہیے کہ حکومت جو تحفظ کی باتیں کرتی ہے' جو ترقیاتی کاموں کی باتیں کرتی ہے' جو یہ وعدے دیتی ہے' جو یہ میاں نواز شریف بننا چاہتے ہیں' آج میں ان کو بتا دوں ---

جناب غلام سرور خان(وزیر زکوۃ و عشر)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، غلام سرور خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زکواۃ و عشر، (point of order) جناب سپیکر! زبان ہم بھی منہ میں رکھتے ہیں ہم بھی ان کی ہر بات کا جواب اسی انداز میں دینا جانتے ہیں اور دے بھی سکتے ہیں لیکن جو ان کی تحریک استحقاق ہے انہیں اس سے متعلقہ ہی گفتگو کرنی چاہیے ٹھیک اپنے فنڈز کے لیے آپ بات کریں ہم آپ کو جواب دیں گے شرم آپ کو بھی آنی چاہیے کہ 1988ء سے لے کے 1990ء تک پاکستان کی جمہوری تاریخ میں دنیا کی جمہوری تاریخ میں جب پیپلز پروگرام چلانے کی بات کی گئی تھی تو اس وقت پیپلز پارٹی کے کارکنوں کو پابند سلاسل کیا گیا تھا انہیں جیلوں اور تھانوں میں بھیجا گیا تھا ان کے خلاف پرچے درج کیے گئے تھے یہ ذلیل حرکتیں آپ کے دور میں ہوئی تھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، point of order جناب والا! میں اس point of order پر کھڑا ہوا ہوں کہ یہ اپنے آپ کو وزیر کہتے ہیں اور وزارت کے بنچ پر بیٹھے ہیں آج تک یہ چوتھی دفعہ

elect ہو کر آئے ہیں اور آج تک ان کو یہ آداب نہیں آئے کہ آپ سے کیسے مخاطب ہونا چاہیے اور cross talk نہیں کرنی چاہیے اور پھر---

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں ٹھیک ہے۔(وزیر زکواۃ و عشر سے) آپ تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھ تو جائیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اور پھر مزید برآں جناب والا جس موضوع پر وہ بات کر رہے ہیں وہ نہایت relevant ہے وہ تو اپنے development funds کی بات کر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ irrelevant بات کر رہے ہیں۔ لہذا ان کے لیے ہدایت ہے کہ یا تو یہ وزیر تعلیم سے تعلیم حاصل کریں اور آپ سے ہاؤس کے آداب سیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی جی۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، جناب والا! مجھے فخر ہے کہ میں چوتھی بار منتخب ہوا ہوں تین بار میں نے اپوزیشن بنچز پر بیٹھ کے اسی طرح تنقید کی تھی مگر ان کی زبان استعمال نہیں کی تھی ہمیں افسوس ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے آپ بیٹھیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر، یہ متعلقہ گفتگو کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نیازی صاحب۔ اب میں وہ interruption کا period کاٹ رہا ہوں اور وہ میں نے کاٹ دیا۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! مجھے wind up کرنے دیں۔ جناب والا! جو یہاں پر جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں جو یہاں پر عوام کی بھلائی کی باتیں کرتے ہیں جو یہاں پر پنجاب میں رہتے ہوئے میاں نواز شریف بننا چاہتے ہیں آج میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب والا! یہ جو شور مچا رہے ہیں ان کو اس بات کا اندازہ نہیں کہ یہ حکومت میں مسلم لیگ کی بدولت بیٹھے ہوئے ہیں یہ مسلم لیگ کے طفیلی بیٹھے ہوئے ہیں ان کو اس بات کا اندازہ نہیں ان کو مسلم لیگیوں کے ذہن کا پتہ نہیں ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، order plese آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ویسے اب آپ کی کافی بات ہو گئی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وہ مجھے بولنے دیں گے تو میں بولوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہربانی۔ سات منٹ ہو گئے ہیں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ۔ جب آپ اپنی جماعت کے لیڈر اور پارٹیوں کے نام لیتے ہیں دوسری طرف سے ردعمل ہوتا ہے تقریر کرنے کا ایک انداز ہوتا ہے آپ بات بھی کہہ جائیں لیکن کسی کو offend بھی نہ کرنے دیں۔ یہ دونوں طرف سے ہو رہا ہے یہ میں نہیں کہتا کہ ایک طرف سے ہوتا ہے۔۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب ہر آدمی کا اپنا ایک انداز ہوتا ہے میرا اپنا انداز ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اب آپ یہ کریں آپ نے جو وعدہ کیا تھا۔۔۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس انداز میں ہمیں محروم رکھا جا رہا ہے جس انداز سے عوام کو ان کا حق دینے سے ہمیں پیچھے رکھا جا رہا ہے یہاں پر میں یہ بتاتا چلوں کہ وہ عوام۔۔۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر۔ point of order

جناب قائم مقام سپیکر، اب وہ ختم کرنے والے تھے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! جب ہم کالج میں پڑھتے تھے۔ [**********]

جناب قائم مقام سپیکر، This is no point of order I rule it out میں نے اسے rule out کر دیا ہے۔ نیازی صاحب۔ میں نے اسے expunge بھی کر دیا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری بھی بات سن لیں جب یہ کالج میں پڑھا کرتے تھے تو [**********]۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں اب آپ کافی کچھ فرما چکے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا.....

جناب قائم مقام سپیکر، یہ جو الفاظ وصی صاحب نے کہے ہیں اور یہاں پر جو اس طرح سے بولے

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

گئے ہیں مثلاً بھونکہ وغیرہ ان سب کو میں کاروائی سے حذف کرتا ہوں۔۔۔ وصی ظفر صاحب بیٹھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! point of order

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر بہت ضروری ہے؟

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جی بہت ضروری ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! میرے فاضل دوست کی تقریر کے دوران جس رد عمل کا اس طرف سے اظہار کیا گیا تھا میں آپ کی وساطت سے ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نواز شریف کے نام پر بڑے ہی چڑتے ہیں لیکن ان سے پوچھیئے کہ آج یہ میاں نواز شریف کی محنت کے صلے میں حکومت کر رہے ہیں (ج) گروپ جس کو حرف عام میں "جماں جنج نال" کہا جاتا ہے جب ان کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے دل میں خوف کیا ہے ان کی سیاست کا آپ اندازہ کیجیے۔۔۔

MR ACTING SPEAKER: This is no point of order.

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، ان کی سیاست کا آپ اندازہ کیجیے جو کالج کی سطح پر

[**********]

MR ACTING SPEAKER: This is no point of order. Yes Minister for Planning and Development.

چودھری محمد عارف چٹھہ، جناب والا! یہ بہت ہی غلط الفاظ استعمال کرتے ہیں اگر ان کو اتفاق لیگ کہا جائے تو پھر یہ کیا کہیں گے۔ یہ جناب اتفاق لیگ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! .....

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ ملک مشتاق احمد اعوان' وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر۔۔۔

*** (بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا) ***

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں جی اب وہ بات کریں گے۔ اس تمام صورت حال کو میں rule out کرتا ہوں اس طرح تو کام ہی نہیں چل سکتا اس طرح سے اگر بیس نام لکھ دیے جائیں حسن اختر مؤکل صاحب۔ ان کو میں نے یہ ساری بات سمجھائی ہے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

میاں معراج دین، جناب سپیکر۔ .....

جناب قائم مقام سپیکر، میاں صاحب۔ آپ تشریف رکھیں۔ ایک مناسب وقت پر میں آپ کو ایک موقع دوں گا۔ میں آپ کو دو منٹ دوں گا۔ ..... ان کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں اس تحریک استحقاق کی اس بنیاد پر مخالفت کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق قانون کی نظر میں بنتی نہیں ہے۔ جناب والا! جہاں تک میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے .....

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! وزیر موصوف کیا تحریک استحقاق کا جواب دے رہے ہیں یا پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ یہ جواب دے رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب میں جواب دے رہا ہوں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا۔ ابھی تو میری تقریر ہی ختم نہیں ہوئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ آپ کی تقریر ختم ہو گئی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب کیسے ختم ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، دیکھیں۔ آپ کا کیسا طریقہ کلام ہے کہ "کیسے ختم ہو گئی ہے"۔ پھر آپ باتیں تو ایسی کر رہے ہیں۔ آپ بیٹھ جائیں۔ Please have a seat please. (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، This is not the way. آپ کے ساتھ میں نے اتنا اچھا سلوک کیا آپ پھر بھی ایسے کر رہے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! یہ تینوں تحاریک استحقاق اس لیے نہیں بنتیں کہ ان تینوں کے سیاق و سباق پر اگر غور کیا جائے اور اس کو ایک ساتھ پڑھا جائے تو اس میں کسی خاص

واقعہ کی کسی خاص استحقاق کی کسی خاص نکتے کی نشان دہی نہیں ہوتی۔ جناب والا! جہاں تک قواعد و ضوابط کا تعلق ہے تو میں جناب کی توجہ قاعدہ نمبر 55 کی طرف دلاتا ہوں اور وہ ہے۔

55۔ مسئلہ استحقاق پیش کرنے کا حق مندرجہ ذیل شرائط کے تابع ہو گا۔

(اول) مسئلہ آئین کسی قانون یا کسی قانون کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت عطا کردہ استحقاق سے متعلق ہو گا۔

(دوم) کسی نشست میں ایک ہی رکن ایک مسئلہ استحقاق سے زائد پیش نہیں کرے گا۔

(سوم) مسئلہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے کسی مخصوص معاملہ سے متعلق ہو گا۔

(چہارم) مسئلہ ایسا ہو گا جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہو۔۔۔۔۔اور

(پنجم) مسئلہ استحقاق میں گورنر کے ذاتی طرز عمل پر اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

جناب والا' یہ جو قانون کی چاروں پانچوں پروویژنز ہیں اگر آپ ان تینوں تحاریک استحقاق کو سامنے رکھیں تو نہ تو یہ کسی خاص وقوعہ کی نشاندہی کرتا ہے' نہ کسی خاص نکتہ کی طرف جاتا ہے۔ نہ کسی خاص بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ تو میں عرض کروں گا کہ یہ وزیر اعلیٰ کی میزانیہ کی اس تقریر کو بنیاد بناتے ہیں۔ جو انہوں نے اس ایوان میں فرمائی تھی۔ وہ میرے سامنے ہے۔

رانا محمد اقبال خان، ہمارے معزز وزیر صاحب نے شاید بجٹ اچھی طرح نہ پڑھا ہو بجٹ میں باقاعدہ طور پر لکھا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ابھی اس پہ بیان دے رہے ہیں۔

رانا محمد اقبال خان، میں ان سے گزارش کروں گا کہ بجائے اس کے کہ ایک لمبی بحث میں پڑا جائے وزیر اعلیٰ صاحب کی وہ تقریر جو انہوں نے اس دن کی تھی اس کی ایوان میں ٹیپ چلوائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی' ملک مشتاق صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں یہ ریفرنس کے طور پر پیش کر رہا ہوں۔ یہ نمبر 25 پہ انہوں نے لکھا ہے مقامی مسائل اور اس کے حل کو عوامی نمائندوں سے بہتر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

ان کا اپنے حلقہ انتخاب سے بالواسطہ رابطہ ہوتا ہے۔ آج مجھے ایوان میں یہ کہتے ہوئے انتہائی فخر محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کی حکومت نے تمام تر مالی مشکلات کے باوجود 94-1993ء میں ہر عوامی نمائندے کے لیے پچاس لاکھ روپے مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ حالانکہ پچھلے سال یہ رقم 37,50,000 روپے تھی۔ اور گزشتہ سالوں میں بھی پچاس لاکھ سے متجاوز نہیں ہوئی تھی۔ امید ہے کہ اس سے نا صرف عوام کے مسائل حل ہوں گے بلکہ جمہوریت کی مزید ترجیح ہو گی۔ جناب والا' میں عرض کرتا ہوں کہ حکومت کے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈویژن نے تمام ڈپٹی کمشنرز کو یہ تمام سکیمیں جن میں Identification of scheme under MPA`s programe (2) جناب والا! چیف منسٹر صاحب کی تقریر کی روشنی میں یہ پی اینڈ ڈی نے ان کے لیے پلان بنایا۔جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ فاضل ممبرانِ اپوزیشن کو یہ کس طرح پتا چل گیا ہے اور ان کے پاس کون سے ذریعہ ہے اور تحریک استحقاق میں وہ کون سی چیز ہے جو انہوں نے بیان کی ہے کہ ہم ان کو فنڈز نہیں دے رہے۔ جناب سپیکر' ہم نے ہر چیز کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اور میرے فاضل دوست کہتے ہیں۔ اگر یہ میرے پاس آتے تو ضرور میری شکل سے بھی واقف ہوتے۔ میں اس ملک میں چوتھی بار ایم پی اے ہوا ہوں تین دفعہ ایم این اے منتخب ہوا ہوں اور فیڈرل منسٹر رہا ہوں۔ اگر پچھلی تاریخ دہراؤں تو ایوان کا وقت ضائع ہو گا۔ میں مختصر سی تقریر کرنے کے بعد آپ سے اجازت لوں گا۔ ہم نے اپوزیشن کے اور حزب اقتدار کے ایم پی اے صاحبان سمیت کے کیسوں کا بغور جائزہ لیا ہے۔ اور ہم نے ایک ایک شق پر جو بھی اعتراض لگایا گیا ہے ان ایم پی اے صاحبان سے کہا ہے کہ اس کو دور کر کے ہمیں پی اینڈ ڈی میں پہنچائیں۔ اسی طرح اپوزیشن ارکان کی جتنی بھی سکیمیں ہیں اور انہوں نے سکیم غلط فورم پہ دی ہے تو وہ ہمارا قصور نہیں ہے۔جیسے کہ ایک تحریک استحقاق میں یہ لکھا گیا ہے کہ جیسے عمران سلہری صاحب نے لکھا ہے کہ ہم نے سکیم اے ڈی سی جی کو دی ہے۔ جبکہ میرے فاضل ممبران اپوزیشن کو پتا ہونا چاہیے کہ ہر ضلع میں ڈپٹی کمشنر متعلقہ پروگرام کا انچارج ہے۔ اور وہ تمام سکیمیں جو ضلعی ڈپٹی کمشنر کے پاس گئی ہیں اور وہ ہمارے پاس پی اینڈ ڈی میں آئی ہیں۔ ہم نے ان کا بغور جائزہ لیا ہے اور لے رہے ہیں۔ جو جو سکیم بمع اپوزیشن کے ارکان کے کلیئر ہو جاتی ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر! وزیر موصوف بالکل درست فرما

رہے ہیں کہ ہمیں یہ سکیمیں اے ڈی ایل جی یا ڈی سی صاحبان کو دینی چاہییں تھیں۔ اور ان کی سکروٹنی کی گئی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ابھی ان کا بیان مکمل نہیں ہوا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب والا! یہ بالکل متعلقہ بات ہے۔ہماری بات یہ ہے کہ جو سکیمیں ہم نے بھیجی تھیں وہ منظور نہیں کی گئیں اور جو سرور خان صاحب اور چودھری خالد صاحب کی سکیمیں تھیں وہ منظور ہو چکی ہیں۔ ہمارا کیا قصور ہے۔ ہم جو دو دو تین تین دفعہ بنے ہیں ہم نے غلطیاں کی ہیں انہوں نے غلطیاں نہیں کیں۔

چودھری شاہد ریاض ستی، جناب سپیکر' پوائنٹ آف آرڈر'

جناب قائم مقام سپیکر، آپ بھی میرے خیال میں یہی بات کہیں گے۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب عالی' میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ یہ جو سکیمیں ہیں----

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو وہی بات ہے ۔ میں نے سن لی ہے ۔ آپ وہی بات کہہ رہے ہیں جو آفریدی صاحب نے کی ہے۔ آپ کسی بات کو ختم ہونے دیں۔ ملک مشتاق صاحب

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر' ایم پی اے حضرات چاہے ان کا تعلق مسلم لیگ نواز گروپ سے ہو یا برسراقتدار گروپ سے ہو ان کو ہم process کرا رہے ہیں اور ان پر جو بھی اعتراض ہوئے ہیں اور ان سکیموں پر جو بھی اعتراضات ہوئے ہیں ان کے بارے میں میں اپنے اپوزیشن کے فاضل ممبران سے استدعا کروں گا کہ جتنے بھی اعتراضات ہوئے ہیں ان کو دور کرتے چلے جائیں ہم ان کو منظور کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گے۔ اس لیے کہ ہم اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اور جو بھی ہمارے پاس آئے گا کہ انہوں نے اعتراضات دور کر دیے ہیں تو ہم انشاء اللہ ان کے کیس پر بغور جائزہ لیں گے۔ اس کو ہم کبھی بھی دفن نہیں کریں گے۔ ان کو اتنا ہی حق ملے گا جتنا کہ دوسرے برسر اقتدار گروپ کے ممبران کو دیا جاتا ہے۔

جناب شاہد ریاض ستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، اگر آپ کا وہی نکتہ اعتراض ہے تو میں اس کو خلاف ضابطہ قرار دے چکا ہوں۔ کیونکہ آفریدی صاحب نے وہ بات کی تھی کہ ہماری سکیمیں جان بوجھ کر منظور نہیں کی گئیں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب میری بات سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، سنائیں جی۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب عالی ' ہم باقاعدہ ڈی سی صاحبان کے پاس گئے ہیں

جناب قائم مقام سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے۔؟ یہ تو آپ کا اختلاف ہے۔

جناب شاہد ریاض، آپ میری بات تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں ایک سپیکر کی کرسی پہ بیٹھا ہوں۔ میں نے آپ کی ساری بات سن لی ہے اور ساری بات سمجھتا ہوں۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب عالی! ان کے ممبر صاحبان ن Co-ordinating Committee میں نہیں گئے تھے ان کے ممبنڈر بھی ہو چکے ہیں اور ان کے کام بھی جاری ہیں۔ میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں۔

رانا سہیل احمد نون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا کیا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ ان کا تو پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے آپ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب سپیکر' میرا جو مسئلہ ہے وہ پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ پورے پنجاب کے اندر جس طرح جوئے' ہیروئن اور کلاشنکوف کو سیاست کے اندر فروغ دیا گیا ہے میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ کا بجٹ اس وقت متوازن ہو گا جب آپ پنجاب سے جوئے ' ہیروئن اور کلاشنکوف کا خاتمہ کرتے ہوئے ان کے سرپرستوں کا بھی قلع قمع کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ غلط بات ہے ۔میں اس کو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، آپ ریاض صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر تو سنیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیا ہے۔ وہ تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بیٹھیں' تشریف رکھیں۔ جناب امتیاز صاحب۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر، آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز۔ آپ تشریف رکھیں۔ میں نے امتیاز صاحب کو فلور دیا

ہے۔ ان کی پہلے بات سن لیں پھر آگے چلیں گے۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے ہماری سکیموں کے بارے میں فرمایا ہے کہ ان پر اعتراضات لگے ہیں۔ میں ان اعتراضات کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اعتراضات کیا ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں امتیاز صاحب ایسے نہیں۔

جناب امتیاز احمد، جناب سپیکر! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں پھر آپ جو مناسب سمجھیں جواب دیں۔ میں ان اعتراضات پر بات کرنا چاہتا ہوں جو ہماری سکیموں پر لگے ہیں۔ آپ ہماری بات ہی نہیں سنتے۔ پہلے آپ میری بات تو مکمل سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، امتیاز صاحب پہلے آپ میری بات سمجھیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ پوائنٹ آف آرڈر ہوتا کیا ہے۔ دیکھیں ابھی وزیر موصوف نے بات کی ہے اس کے بعد معراج دین صاحب ہیں، سلہری صاحب ہیں جن کی یہ تحریک ہے ان سے میں پہلے بات کروں گا۔ میں تو ایک سسٹم کے تابع ہوں یعنی جو قانون ہے، جو روایت ہے میں اس کے مطابق چلنا چاہتا ہوں۔

جناب امتیاز احمد، جناب آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، امتیاز صاحب! میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اپنا سارا مؤقف بیان کر لیں۔ جب وہ اپنا مؤقف بیان کر لیں گے تو پھر اس وقت آپ کو بات کرنے کا پورا موقع دیا جائے گا۔ لیکن ابھی تو وزیر صاحب اپنا بیان مکمل بھی نہیں کر پائے ہیں اور آپ نے پہلے ہی پوائنٹ آف آرڈر اٹھا دیا ہے حالانکہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر وہی ہے جو وزیر صاحب کی تقریر کے بعد آپ نے اپنی وضاحت کرنی ہے۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان کو سن لیں پھر آپ کو سن لیں گے پھر اس پر فیصلہ کیا جائے گا لہذا آپ مہربانی کریں اور تشریف رکھیں۔ جی ملک مشتاق اعوان صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مختلف سکیموں پر جو اعتراضات ہوئے ہیں ان میں برسراقتدار گروپ کے ایم پی اے حضرات بھی شامل ہیں اور ان کی سکیمیں بھی under process ہیں۔ جو ایم پی اے حضرات برسراقتدار گروپ کے آتے

ہیں ہم ان کو بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ اعتراضات آپ ڈسٹرکٹ کمیٹی سے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی سے دور کروا کر ہم تک پہنچائیں تاکہ ہم ان سکیموں کو جلد از جلد process کروائیں۔ لہذا میں حزب اختلاف کے ایم پی اے حضرات سے بھی یہی عرض کروں گا۔ میں نے پہلے بھی واضح طور پر بتایا ہے کہ ہم حزب اختلاف کے ساتھ کسی قسم کا کوئی امتیازی سلوک نہیں کریں گے اور نہ ہی ایسا کرنے کا ہمارا کوئی ارادہ ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ ان کی سکیموں پر جتنے بھی اعتراضات ہیں وہ دور کر کے لائیں process کرانا ہمارا فرض ہے۔ ہم ان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں ہم ان کو چھوڑنا نہیں چاہتے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اجازت فرمائی۔ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات نے on the floor of the House ایک statement دی ہے کہ صرف اپوزیشن کے ممبران کی سکیموں پر ہی نہیں بلکہ چند حزب اقتدار کے ممبران کی سکیموں پر بھی اعتراضات لگائے گئے ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ ہمارے سب کے سب ممبران کی سکیموں پر اعتراضات لگائے گئے ہیں اور ان کے صرف چند ممبران کی سکیموں پر اعتراضات لگے ہیں۔ ان کے جن چند ممبران کی سکیموں پر اعتراضات لگے ہیں شاید وہ جائز ہوں گے اور محکموں کی طرف سے لگے ہوں گے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس میں وزیر موصوف سے یہ commitment چاہوں گا کہ جو اعتراضات ہماری سکیموں پر لگے ہیں یا ان کے چند ممبران کی سکیموں پر لگے ہیں وہ اگر یہ ایک ہفتہ کے اندر اندر دور کروا دیں اور ہم سے commit کریں کہ اگر دیر محکمے کی طرف سے ہو گی تو ہماری سکیموں کے فنڈز lapse نہیں ہوں گے۔ وہ non lapseable funds declare کر دیے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ملک مشتاق احمد اعوان صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہر حلقے کی سکیم کی ایک اپنی نوعیت ہے اور اپوزیشن کے ایم پی اے حضرات نے اپنے صوابدیدی سالانہ ترقیاتی فنڈز میں سے

ایسی سکیمیں دے رکھی ہیں جو کہ ناقابل عمل ہیں۔ ان سکیموں میں ابہام ہے۔ اب اگر یہ ابہام / اعتراضات سات دن تک دور نہ ہو سکتے ہوں تو وزیر commitment کیسے دے سکتا ہے؟ تاخیری حربے انھوں نے پہلے بھی تین مہینے تک استعمال کیے ہیں۔ جس وزیر کی یہ شکل سے واقف نہیں ہیں اس سے یہ سکیمیں کیسے process کرائیں گے۔ میں اس بارے میں صرف یہی کہوں گا کہ یہ اپنے اعتراضات درست طریقے سے دور کروانا چاہتے ہیں تو تشریف لائیں میرے دروازے ہر وقت ان کے لیے کھلے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ وزیر موصوف نے رولز کا بھی حوالہ دیا ہے اور ایک لمبی چوڑی وضاحت بھی کی ہے۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس لحاظ سے تو commitment کی ہے کہ اپوزیشن کے جو منصوبے ہیں ہم ان کو مکمل کرنے کے لیے تیار ہیں۔ جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ عرض کروں گا کہ یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے کہ ان اداروں کو خود ہی ایک منصوبے کے تحت dirvert کر دیا گیا ہے لوکل باڈیز کے منصوبوں کی طرف۔ اس وقت لوکل باڈیز بھی معلوج ہیں۔ ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ نہیں کہا تھا کہ وہ پالیسی statement دیں۔ ہم نے اس وقت کوئی request نہیں کی تھی کہ وہ پالیسی statement دیں۔ ابھی وزیر موصوف نے کہا ہے کہ یہ کوئی recent واقعہ نہیں ہے اور اس پر انھوں نے رولز کا حوالہ بھی دیا ہے۔ جناب سپیکر یہ ریکارڈ کی بات ہے کہ 9۔ اکتوبر کو اس ہاؤس کے انتخابات ہوئے 17۔ اکتوبر کو گورنمنٹ کا اجلاس بلایا گیا وہ اس لیے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے منتخب ہونا تھا، جناب سپیکر صاحب نے منتخب ہونا تھا اور ہم نے بھی آئینی طور پر حلف لینا تھا۔ اس کے بعد آج پہلی بار گورنمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہے۔ پورے 6 مہینے کا عرصہ گزر گیا۔ اب ممکن ہے کہ وزیر موصوف یہ کہیں کہ یہ بات غلط ہے کیونکہ اس کے درمیان میں ایک اجلاس سینٹ کے الیکشن کے سلسلے میں بھی ہوا تھا۔ جناب سپیکر وہ دو دن کا اجلاس اپنے ممبران کو اکٹھا کرنے کے لیے بلایا گیا تھا that was a political برادری۔ اب چھ

مہینے کے وقفے کے بعد جو ہاؤس اپنی کمیٹیاں نہیں بنا سکا اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟ یہ فنڈز ہمیں اپنی ذات کے لیے نہیں چاہیے۔ کسی اپوزیشن ممبر نے اپنا غسل خانہ ٹھیک کروانے کے لیے منصوبہ نہیں دیا' کسی اپوزیشن ممبر نے اپنا لان ٹھیک کرانے کے لیے منصوبہ نہیں دیا۔ ہم نے جو منصوبے دیئے ہیں وہ اپنے علاقے کے لوگوں کی ترقی کے لیے دیئے ہیں۔ اگر ایک گلی میں پچاس ووٹرز مسلم لیگ کے ہیں تو وہاں پر 35/25/15 پیپلز پارٹی کے ووٹرز بھی ہیں۔ اور پھر جو یہ کہا جا رہا ہے کہ اس میں ان کے اپنے ممبران بھی ہیں جناب سپیکر! political victimization اور لوگوں کو خریدنے کا یہ بہت پرانا طریق کار ہے۔ اب بھی بہت سارے ممبران کو اشارے ملتے ہیں جو ان کے اپنے ممبران باغی ہونا چاہتے ہیں ان کی سکیموں پر بھی اعتراضات لگ جاتے ہیں' ان کو بھی دبایا جاتا ہے۔ جن اعتراضات کی یہ بات کرتے ہیں اس سلسلے میں' میں اپنے حلقے کی مثال عرض کرتا ہوں کہ 2۔ فروری 1994ء کو یہاں سے اعتراض لگ کر گیا اور میرے پاس جناب والا! اس اعتراض کی فائل اے ڈی ایل جی کے دفتر سے چل کر 14۔ اپریل کو آئی۔ یعنی اس آدمی کے پاس جو کہ اے ڈی ایل جی کے دفتر سے چند قدموں کے فاصلے پر چوبیس گھنٹے رہتا ہے۔ اور پھر یہ جو فنڈز فنڈز کی بات کرتے ہیں اس سے بھی عوام میں ایک قسم کی غلط فہمی پیدا ہوتی ہے اور جب ہم لوگوں کے پاس جاتے ہیں تو لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ جناب آپ کو تو فنڈز ملے ہیں تو ہم انہیں سمجھاتے ہیں کہ ہم فنڈز نہیں لیتے' نہ ہی ہم فنڈز مانگتے ہیں۔ ہمیں تو وزیر اعلیٰ صاحب نے خود کہا ہے کہ آپ منصوبے دیں سو ہم نے منصوبے دے دیئے اب ان منصوبوں پر عمل درآمد انہوں نے کرنا ہے۔ ایک ہی دفعہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں پر آ کر پالیسی statement دے دیں کہ ہم حزب اختلاف کے علاقوں کی development نہیں کرنا چاہتے' ان کے دیئے ہوئے منصوبوں پر عمل درآمد نہیں کرنا چاہتے تو ہم ان کا شکریہ ادا کر کے خاموش ہو جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شاہ صاحب میرے خیال میں کافی باتیں ہو گئی ہیں لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں آخری بات کرنے کے بعد ختم کر دوں گا۔ جناب یہ جو تحریک استحقاق ہے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ قواعد کے مطابق نہیں ہے غلط ہے۔ یہ بالکل قواعد کے

مطابق ہے۔ اگر یہ وزیر اعلیٰ صاحب کی بات کو honour کرنا چاہتے ہیں تو پھر اس تحریک استحقاق کو منظور کیا جائے۔ اسے کمیٹی کے حوالے کیا جائے اور اس کی رپورٹ تین دن کے اندر اندر لی جائے تا کہ معلوم ہو سکے کہ اصل وجوہات کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ منصوبے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچ سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ شاہ صاحب۔ اس پر میں وزیر قانون صاحب کا مشورہ لینا چاہتا ہوں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ترقیاتی فنڈز کے حوالے سے پہلے بھی تحاریک استحقاقات ایوان میں آئی ہیں اور rule out ہوئی ہیں۔ میں انہی تحاریک استحقاقات میں سے ایک تحریک استحقاق نمبر 5 کے حوالے سے صرف ایک فقرہ پڑھتا ہوں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب والا! تحریک استحقاق نمبر 5 میں کہا گیا ہے کہ "پاکستان مسلم لیگ نواز گروپ اور اس کے حلیف جماعتوں کے کسی بھی رکن اسمبلی کو نہ تو فنڈز مہیا کیے جا رہے ہیں اور نہ ہی ان کے ترقیاتی کام کیے جا رہے ہیں" جناب سپیکر! رولز 55 کے تحت یہ جو issue اٹھایا گیا ہے قطعی طور پر یہ رولز 55 کے زمرے میں نہیں آتا۔ اور یہ تحریک قابل پذیرائی نہیں بنتی۔ کوئی رکن اسمبلی یا شخص اگر یہ کہے کہ جس طرح سے میں کوئی ترقیاتی منصوبہ دوں تو اس کے لیے فنڈز ضرور دیے جائیں یہ قطعی طور پر کسی ممبر اسمبلی کا استحقاق نہیں۔ جناب والا' جہاں تک فنڈز کا تعلق ہے کہ اتنے فنڈز حلقے میں لگنے چاہییں۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس عزم کا تہیہ کیا ہوا ہے کہ پورے پنجاب میں بلا تفریق و تخصیص عوام کی بھلائی کے لیے ترقیاتی منصوبوں پر عمل کیا جائے گا۔ اور اس ضمن میں ایسے حلقے جہاں بے شک حکومتی اراکین اسمبلی نہیں بلکہ حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی ہیں ان حلقوں کے اندر بھی village electrification کے تحت بھی پراجیکٹس منظور ہوئے ہیں اور محکمہ خزانہ نے ان کے لیے فنڈز ریلیز کیے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے پرائمری سکولوں کا ذکر کیا ہے۔ پرائمری سکول کے قیام کے لیے بھی اور سکول کی upgradation کے لیے بھی میرے علم کے مطابق فنڈز منظور ہوئے ہیں اور کئی حزب اختلاف سے تعلق رکھنے والے اراکین اسمبلی کے حلقوں میں بھی منظور ہوئے ہیں۔ جناب والا' سیورج سکیموں کے بارے میں بھی میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی کے حلقوں میں سیوریج سکیموں کے لیے فنڈز ریلیز ہوئے ہیں۔ بہر حال قطع نظر اس کے کہ کس کس حلقے

میں فنڈز ریلیز ہوئے ہیں اور کس کس میں ریلیز نہیں ہوئے بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو تین تحاریک استحقاق ڈسکس ہوئی ہیں یہ ٹیکنیکلی تحاریک استحقاق نہیں بنتیں اور یقیناً یہ وقوعہ حال کا بھی نہیں ہے اس لیے انھیں rule out کیا جائے۔

سید تابش الوری، جناب والا' میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر ، تابش صاحب ایک منٹ' ہم نے آج تین تحاریک استحقاق لی ہیں لیکن مقصد ایک ہی ہے۔ یہ ایک نہایت اہم مسئلہ ہے اسی لیے میں نے اسے زیادہ وقت دیا ہے۔ تاکہ ہم یہ مسئلہ کسی اچھے طریقے سے حل کر سکیں فاضل منسٹر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بھی اپنا موقف بیان کیا۔ لا منسٹر صاحب نے بھی اور آپ کی طرف سے بھی موقف بیان کیا گیا اور آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت ہی اہم مسئلہ ہے وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اور وزیر قانون وزیر اعلیٰ سے بھی اس بارے میں مزید بات کریں اور میں اس کو کل تک موخر کرتا ہوں۔ میں کل اس پر اپنا فیصلہ دوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا' جو پوائنٹ وزیر قانون نے اور وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اٹھایا ہے۔ تو میرا حق ہے کہ میں ان کو جواب دے سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ اب میں نے کل پہ رکھ دیا ہے اس لیے اس پر کل بات ہو گی۔ جی خان زادہ صاحب۔

خانزادہ تاج محمد خانزادہ، جناب سپیکر' سوال یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ فنڈز کی بات ہو رہی ہے میرے خیال میں وزیر نے جو commitment اس ہاؤس میں کی ہے اور ہمارے کھوسہ صاحب نے اسے endorse کیا ہے

That is a commitment irrespective of any discrimination against any individual. If the schemes are proper and correct funds should be released. Mr Speaker Sir, my own submission is that he should give time now when the Assembly is in session. The Members whose funds have not been released they should see the Secretary or see the Minister to remove all the short-comings. I expect that

the short-comings can be removed within ten days and funds can be released to under take works before the next budget. I think this is what we want.

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر، انشاء اللہ ہم کل اس پر فیصلہ کریں گے اب میں تحاریک التوائے کار کو لیتا ہوں۔

میاں عمران مسعود، جناب والا میں اسی مسئلے پر دو منٹ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ اب ہم نے یہ مسئلہ ختم کر دیا ہے اب ہم تحاریک التوائے کار کو لے رہے ہیں آدھ گھنٹہ وہ ہے بڑا وقت ہو گیا ہے۔ تحاریک التوائے کار کے متعلق میں عرض کرتا ہوں چونکہ میں تو موجود نہیں تھا حزب اختلاف اور لاء منسٹر کے درمیان افہام و تفہیم سے ایک فیصلہ ہوا ہے چونکہ آپ نے لاء اینڈ آرڈر پہ بحث کرنی ہے مہنگائی پہ بحث کرنی ہے اس لیے وہ تحاریک التوائے کا جو ان سے متعلقہ ہیں ان کو ہم نے exclude کیا ہے اور میرے خیال میں بحث کے لیے دو دن مقرر ہیں۔ اگر کوئی کام بچے گا تو پرائیویٹ ممبر ڈے والے دن کوئی وقت بچے گا تو ہم اس کو لے لیں گے۔ ابھی اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ قاعدہ نمبر 67(e) قواعد و ضوابط انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تابع مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار جو قیمتوں پر اضافہ کے زمرے میں آتی ہیں چونکہ قیمتوں میں اضافہ پر بحث کے لیے 94-4-25 کا دن مختص کر دیا گیا ہے اس لیے ان تحاریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے اور ان کے نمبر درج ذیل ہیں۔19 . 21 . 58 . 64 ہم ان کو مختص شدہ دن کو treat کر لیں گے۔ اسی طرح اس امر کی وضاحت کی جاتی ہے کہ قاعدہ 67 (e) قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے تابع مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار جو امن عامہ کے زمرہ میں آتی ہیں چونکہ 94-4-24 کو امن عامہ پہ بحث کے لیے دن مختص کیا گیا ہے اس لیے ان تحریکوں کو خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ ان کے نمبر درج ذیل ہیں

2, 3 , 4 , 8 , 9 , 10 , 11 , 13 , 14 , 15 , 16 , 17 , 18 , 22 , 23 , 25 , 26 , 33, 35 , 38 , 39 , 40 ,
43 , 45 , 47 , 48 , 49 , 50 , 51 , 54 , 56 , 57 , 63 , 67 , 68 ,

یہ نمبر ان تحریکوں کے ہیں جو آج تک اسمبلی میں داخل ہوئی ہیں۔

میاں محمد شہباز شریف (قائد حزب اختلاف)، جناب والا، گزارش یہ ہے کہ آپ نے لاء اینڈ آرڈر اور مہنگائی پر بحث کرنے کے لیے دو یا اڑھائی دن مختص کیے ہیں اور اس کے بدلے میں آپ ان تحاریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دے رہے ہیں۔ حالانکہ یہ تحاریک وہ ہیں جو کسی مخصوص واقعہ پر محیط ہوں گی۔ مخصوص particular واقع کو refer کر رہی ہیں۔ جبکہ debate تو جنرل nature کی ہو گی۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ مہربانی کر کے ان تحاریک کو in order رکھیں اور ان کو invalid قرار نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے (e) 67 کا حوالہ دیا ہے وہ اس بارے میں specific ہے۔

The motion shall not anticipate a matter for consideration of which a date has been previously appointed. In determining whether a motion shall be disallowed on the ground of anticipation; due regard shall be had to the probablity of the matter anticipated being brought before the Assembly within a reasonable length of time;

چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ جو مسئلہ زیر بحث آرہا اور اس کے لیے دن مخصوص کر دیے گئے ہیں۔ امن و امان کے متعلقہ جو تحریکیں لوٹ مار یا اسی طرح کی اور تھیں ہم نے ان کو kill کیا ہے باقی کو نہیں باقی stand کرتی ہیں۔ ہم نے as a whole kill نہیں کیا۔ صرف ان کو kill کیا ہے جن کا امن و عامہ سے واسطہ ہے۔ جی سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جو تحاریک التواء کار مہنگائی سے متعلق ہیں ان کو بے شک آوٹ آف آرڈر قرار دے دیں کیونکہ اس کے متعلق عام بحث میں معزز رکن اپنا نقطہ نظر بیان کر سکیں گے۔ لیکن جو تحاریک التوائے کار کسی خاص واقع سے متعلق ہیں جیسے کہیں ڈاکہ پڑا ہو گا یا کسی کے ساتھ ناانصافی ہوئی ہو گی اورر معزز رکن اس پر بات کرنا چاہتا ہے تو اسے kill نہ کیا جائے------

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب آپ کو پتہ ہے ہم 1988ء میں اور 1990ء میں یہاں پر اکٹھے رہے ہیں اس وقت بھی یہی صورت حال تھی۔ میرے سامنے سابقہ ڈپٹی سپیکر بھی بیٹھے ہیں ان کو

بھی صورت حال کا پتا ہے ۔ مقرر اپنی تقریر میں اس خاص واقعہ کا ذکر کر سکتے ہیں۔ نام لے سکتے ہیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے یہ بات ہوئی ہے اس individual واقعہ کا ذکر کر سکتے ہیں اور یہ رول کے عین مطابق ہے اور یہ بات نہیں ہے کہ میری اپنی کوئی رولنگ ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ کسی خاص واقعہ کو بعض اوقات کسی کمیٹی کو سپرد کرنے کی استدعا کی جاتی ہے

جناب قائم مقام سپیکر، میں آپ کو ایک بات بتا دوں کہ تحریک التوائے کار اگر ایڈمٹ بھی ہو جائے تو وہ کسی کمیٹی کے سپرد نہیں ہوتی اس پر صرف یہی ہوتا ہے اور سید تابش الوری صاحب کو معلوم ہے ہم اس مسئلے پر بحث کرنے کے لیے کوئی دن مقرر کرتے ہیں کہ اس مسئلے پر دو گھنٹے کے لئے بحث کی جائے ۔رزلٹ اس کا کچھ بھی نہیں ہوتا نہ اس پر ووٹنگ ہوتی ہے lam light کرنا ہوتا ہے گورنمنٹ اس سے سمجھ جاتی ہے کہ یہ مسئلہ ہے لیکن اس پر ووٹنگ نہیں ہوتی۔ نہ اس پر انکوائری ہوتی ہے اور نہ اسے کسی کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب والا! اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا اور آپ نے ازخود بھی وضاحت کی ہے کہ تحریک التوائے کار اگر باضابطہ بھی قرار دے دی جائے تو بحث کے لیے منظور کی جاتی ہے کسی کمیٹی کے سپرد نہیں کی جاتی اور یہ بات کہ کوئی تحریک التوائے کار کسی مخصوص واقعہ کے بارے میں ہے اس لیے اسے الگ ٹیک اپ کیا جائے اور اسے رول 67(e) کے تحت رول آوٹ نہ کیا جائے یہ بات درست نہیں ہے۔ میں جناب قائد حزب اختلاف کی بڑی قدر کرتا ہوں اور احترام کرتا ہوں لیکن رولز کے حوالے سے یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ مخصوص واقعہ والی تحریک التوائے کار بھی رول 67(e) کے زمرے میں آئے گی اور اب ہم نے امن عامہ کے لیے وقت بھی متعین کردیا ہے۔اور مخصوص واقعہ کے متعلق میں ایک تحریک کے بارے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ رول 65 میں لکھا ہوا ہے کہ۔

> کسی ایسے مخصوص معاملہ پر جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو اور فوری اہمیت کا حامل ہو بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کاروائی کے التواء کی تحریک سپیکر کی رضامندی سے پیش کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر کوئی تحریک التوائے کار ہوتی اس وقت ہے جب کوئی مخصوص واقعہ ہو اور جب مخصوص معاملات کے بارے میں مختلف تحاریک التوائے کار ایوان میں آئی ہوئی ہوں اور اسی کے دوران امن عامہ کے لیے وقت مقرر ہو جائے تو اس کے بعد رول 67(e) لاگو ہوتا ہے۔ لہذا چونکہ وقت مقرر ہو چکا ہے اب وہ یہاں پر زیر بحث نہیں لائی جا سکیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب قائد حزب اختلاف۔

میاں محمد شہباز شریف، جناب والا! آپ نے جو کچھ فرمایا درست فرمایا اور ہم آپ کے اس حکم سے متفق ہیں کہ چونکہ ہم نے امن عامہ پر بحث کے لیے ایک دن مقرر کردیا ہے اور آپ کی مہربانی سے مقرر کردیا ہے۔ آپ اتنا فرما دیں کہ جن معزز ممبران نے تحاریک move کی ہیں ان کو آپ انفرادی طور پر پانچ دس منٹ دے دیں گے تا کہ وہ اپنے اس مخصوص معاملے پر بات کر سکیں

جناب قائم مقام سپیکر، ان کو ہم بحث کے وقت ترجیح دیں گے۔ شکریہ۔

سکول برائے طالبات کی بلڈنگ کے صحن میں ناجائز کمرے کی تعمیر

سردار حسن اختر موکل، (تحریک التوائے کار نمبر ایک طبع شدہ پیش کی گئی)

میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں مورخہ 18-3-94 کو اپنے حلقہ کے ایک گاؤں موضع لکھوکی میں اپنے ایک دوست ملک ارشد کو ملنے گیا تو وہاں کے لوگوں نے مجھے بتایا کہ گورنمنٹ پرائمری سکول برائے طالبات کی بلڈنگ کے صحن میں ایک ناجائز کمرہ تعمیر کرکے گاؤں کے ایک شخص بشیر ولد نور دین نے اپنے دیگر بھائیوں محمد شریف اور محمد دین کے ساتھ مل کر مویشی باندھ رکھے ہیں جس کی وجہ سے طالبات اور عملہ کی باپردہ خواتین اساتذہ کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ میں نے موقع پر جا کر دیکھا تو واقعہ درست پایا۔ میرے پوچھنے پر معززین دیہہ نے بتایا کہ محکمہ کے افسران کو بار بار بتایا گیا ہے۔ انتظامیہ تحصیل چونیاں کو بھی درخواست دی گئی مگر چونکہ قبضہ گروپ حکومتی پارٹی کے خاص کارکنان ہیں۔ اس لیے افسران مجاز نے سکول خالی کروانے سے معذوری ظاہر کر دی متذکرہ واقعہ سے دیہہ ہذا و دیگر دیہات جن کی بچیاں سکول ہذا میں تعلیم کے لیے آتی ہیں۔ اس واقعہ سے عوام میں سخت اشتعال اور بے چینی پائی جاتی

ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کرکے تحریک پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر تعلیم، جناب والا فاضل رکن نے جو تحریک التوائے کار یہاں پیش کی ہے اس میں میرا نقطہ نظر محکمے کی جانب سے یہ ہے کہ جس گاؤں کا انہوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں ذکر کیا ہے وہ سرے سے موجود ہی نہیں البتہ اس سے ملتا جلتا نام ملکھو کی ہے اور اس میں ایک سکول موجود ہے جو کہ دو کمروں پر مشتمل ہے اور اس کی چار دیواری نہیں اور اس سکول کے بالمقابل ایک دوسری جگہ پر اس کی چار دیواری موجود ہے۔ گاؤں کے لوگوں نے اپنی سہولت کے تحت وہاں بھی کلاسسز کا اجراء کیا ہے۔ نہ تو وہاں پر کسی شخص کا کوئی کمرہ تعمیر شدہ ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی شخص قابض ہے اور کوئی ایسی بات وہاں پر جائزہ لینے کے بعد سامنے نہیں آئی۔ البتہ وہاں پر چونکہ چار دیواری موجود نہیں ہے فاضل رکن کی یہ بات کچھ حد تک درست ہے کہ جب سکول بند ہو جاتا ہے وہاں سے شام کے وقت مویشی گزرتے ہیں۔ بہرحال میں اس موقع پر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ شکایت مکمل طور پر درست نہیں ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی ناجائز طور پر قابض ہے اور نہ ہی وہاں پر مویشی باندھے گئے ہیں اور نہ ہی وہاں پر کوئی کمرہ تعمیر شدہ ہے۔ البتہ فاضل رکن کی اگر یہ خواہش ہو تو وہاں پر ہم آئندہ مالی سال میں حکومت پنجاب کی جانب سے چار دیواری تعمیر کردیں گے تاکہ وہاں پر عام گزر گاہ ختم ہو سکے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ سکول آج کا نہیں بنا ہوا اور نہ ہی اب چھ ماہ میں بنا ہے بہت پرانا سکول ہے اور فاضل رکن خود ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی رہے ہیں اور حکومت میں بھی ان کا بڑا عمل دخل تھا اور یہ بات زیادہ خوش آئند ہوتی جب وہ حکمران تھے اور حکومت میں تھے تو وہاں پر نئے کمرے بھی بنا دیتے اور نئے کمرے بھی تعمیر کروا دیتے۔ تاہم ان کی جو کوتاہی ہے اس کا ازالہ ہم کردیں گے اور انشاء اللہ چار دیواری بھی بنوا دیں گے۔ لہذا میں فاضل رکن سے یہ بھی گزارش کرونگا کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں اور اپنی تحریک کو واپس لے لیں۔ شکریہ۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! اس سلسلے میں ایک تو یہ عرض کروں گا کہ misprint ہونے کی وجہ سے وزیر موصوف کو یہ کہنے کا موقع ملا کہ اس نام کا کوئی گاؤں نہیں۔ اس سلسلے میں اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملے کو ذرا تنبیہہ کر دی جائے کہ ٹائپ کرتے ہوئے ذرا دیکھ لیا کریں۔ وزیر موصوف

نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہاں پر ایک موضع مکھوکی ہے اور اس میں سکول بھی ہے۔ میں جناب معذرت کے ساتھ یہ کہوں گا کہ وزیر تعلیم کے پاس ایک بہت بڑی assignment ہے لیکن انہوں نے محکمے پر بھروسہ کیا ہے اور محکمے نے ان کو جو جواب دیا وہی انہوں نے پڑھ کر سنا دیا۔ اس پر جناب والا! مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے 1950ء کی بات ہے میں اس وقت پرائمری میں پڑھتا تھا مجھے کچھ واقعہ یاد آتا ہے۔ جناب والا یہ 1950ء کی بات ہے اور میں اس وقت گاؤں میں پرائمری سکول میں پڑھتا تھا۔ ایک دن شام کے وقت ریڈیو آن کیا تو اس میں ایک ڈرامہ نشر ہو رہا تھا۔ اس میں انہوں نے بتایا کہ گاؤں کا ایک سکول ہے وہاں پر ایک استاد بچوں سے کہہ رہا ہے کہ صبح سب بچے اچھے کپڑے پہن کر آئیں گے اور صاف ستھرے بن کر آئیں گے۔ کیونکہ صبح وزیر تعلیم صاحب تشریف لا رہے ہیں۔ اس لیے آپ بچوں نے ان کو خوش آمدید بھی کہنا ہے اور یہاں پر اچھے طریقے سے آنا ہے۔ ایک لڑکے نے سوال کیا کہ ماسٹر جی بڑا ہی شور ہے' یہ وزیرتعلیم کیا ہوتا ہے؟ ماسٹر صاحب نے کہا کہ بیٹھ جاؤ۔ زیر تعلیم سے پہلے "و" لگا دو تو وزیر تعلیم بن جاتا ہے۔

جناب والا! میں وزیر تعلیم صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے فرمایا' گو کہ میں اسے پریس نہیں کرتا۔ لیکن میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ میرا حلقہ ہے۔ جس گروپ نے وہاں پر قبضہ کیا ہوا ہے وہ گروپ اتنا با اثر ہے کہ وہ موجودہ ایم این اے کے رشتے دار ہیں۔ مجھے یہ کہتے ہوئے اس میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ ضلع قصور کی انتظامیہ اس گروپ کے سامنے اتنی بے بس ہو چکی ہے۔ کہ اسی گروپ نے ایک فیکٹری کے مالک کے بالکل سامنے اپنا کھوکھا رکھا اور اسی کھوکھے پر فائرنگ ہوئی۔ اور قائم مقام کمشنر قصور بنفس نفیس چل کر وہاں ان بدمعاشوں کا کھوکھا رکھوانے کے لیے گئے۔ اور وہ شرفا جن کی وہ جائیداد تھی ان پر کیس بنائے گئے اور ان کو اندر کر دیا گیا۔ ان میں سے ایک دو آدمی ابھی تک جیلوں میں ہیں۔ اور اسی کھوکھے کی باز گشت سے ڈی ایس پی چونیاں کو تبدیل کر دیا گیا۔ میں حلفاً یہ کہتا ہوں کہ اگر یہاں پر آئی جی صاحب موجود ہیں تو ان کے نوٹس میں یہ ہو گا کہ سابقہ مشیر اعلیٰ کے پاس بھی یہ واقعہ آیا تھا اور مشیر اعلیٰ نے ڈی آئی جی صاحب سے کہا کہ یہ کھوکھے کا کیا مسئلہ ہو گیا وہاں پر ڈی ایس پی بات کیوں نہیں مانتا۔ ڈی ایس پی کا قصور یہ تھا کہ وہ کہتا تھا کہ انصاف کروں گا اور یہاں پر کسی کی جائیداد پر کسی دوسرے کا قبضہ نہیں ہونے دوں گا۔

جناب والا میری یہ گزارش ہے کہ جہاں تک کمرہ نہ ہونے کا تعلق ہے یا وزیر تعلیم صاحب کو ان کے

محکمے کی طرف سے انہیں غلط feed کرنے کا' میں ان سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ اپنا کوئی آدمی بھیج کر پتہ کروالیں کہ وہاں پر کمرہ ہے یا نہیں۔ جہاں تک چار دیواری بننے یا نہ بننے کا تعلق ہے۔ آئندہ بھی کچھ تحاریک آرہی ہیں میں بعد میں اس وقت اس پر بات کروں گا۔ یہ کس بات پہ ناز کرتے ہیں۔ جو ایک سال پہلے میرے حلقے میں سکول منظور ہوئے وہ سارے کے سارے drop کردیے گئے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ وہ پرائمری سکول تک لازمی تعلیم قرار دے رہے ہیں دوسری طرف یہ ان کو drop کر رہے ہیں۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ سکول جب بنا اس وقت پالیسی یہ تھی کہ پیسے کم تھے فنڈز کم تھے کہ چار دیواری نہ بن سکی۔ یہ تو بڑا سیدھا مسئلہ ہے کہ دو کنال کی جگہ تو ایک سکول کے لیے مختص ہوتی ہے۔ اگر دو کنال کی جگہ میں' اس کی حدود میں اگر کوئی ناجائز کمرہ بنایا گیا ہے تو کیوں؟ اور وہ سکول تو بچیوں کا سکول ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مختصر مسئلہ یہ ہے کہ انہوں نے یعنی وزیر تعلیم نے جواب دیا۔ انہوں نے کہا کہ کمرہ نہیں ہے اور آپ کہتے ہیں کہ کمرہ ہے۔ بات یہی ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جی یہی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، تو وزیر تعلیم صاحب بتائیں کہ وہاں پر کمرہ ہے یا نہیں ہے؟ یا پھر ہم یہاں پر دو فاضل اراکین کو depute کریں کہ وہ وہاں جا کر دیکھیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا بس میں ایک بات کہہ کر ختم کرتا ہوں کہ یہاں پر میرے فاضل دوست وزیر موصوف ہیں۔ یہاں پر کس کس کی بات پر اعتماد کریں یہاں پر آپ کے سامنے بجٹ کی کاپی یہ میزانیہ پڑا ہے۔ جس پر اس سے پہلے ایک وزیر نے deny کیا اور خود پڑھا بھی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ کوئی بات نہیں کی تھی کہ اختیار سب کو دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، انہوں نے deny نہیں کیا۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! وہ خود پڑھ بھی رہے تھے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہے تھے۔ میری یہ گزارش ہے اور مجھے آپ کی اس بات پہ اتفاق ہے کسی معزز رکن اسمبلی کو بھیج دیجئے اور پتہ کروا لیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر تعلیم صاحب بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سکول کی حدود میں

کسی پرائیویٹ اشخاص نے بزور قوت کمرہ بنا لیا ہے اور قبضہ کرلیا ہے۔ آپ کے محکمے کا جواب کیا ہے؟ آپ نے کہا ہے کہ کمرہ نہیں ہے۔ اس پر میں آج کوئی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ یہی بات ہے کہ جو محکمے feed کرتے ہیں وزیر اسی کی تقلید کرتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں' اپنے محکمے والوں سے بھی پوچھ لیں اگر وہ جواب کو صحیح سمجھتے ہیں تو ہم ان کو آپ کی طرف سے چیلنج کر دیتے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہم ان کو کہیں گے کہ آپ ایسے ہی شور شرابا کیوں کرتے ہیں۔

چودھری محمد منیر اظہر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔ منیر صاحب۔۔۔۔۔۔

چودھری محمد منیر اظہر، جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس معزز ہاؤس سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس ایک کچے کمرے کا ہی پنجاب میں شور ہے یا ان تمام سکولوں کا بھی ہے جو دیہات اور شہروں میں ان مہربانوں نے اور ان کے رئیسان شہر نے وہاں دوکانیں دے دے کر بیچ ڈالے ہیں' سڑکیں بیچ ڈالی ہیں' چوک بیچ ڈالے ہیں اور جناب والا تمام ادارے بیچ ڈالے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ تمام سکولوں میں جتنی بھی دوکانیں تعمیر ہوئیں' جتنے بھی ناجائز قبضے ہیں' جتنی بھی ناجائز الاٹمنٹیں ہیں پورے پنجاب میں وہ صاف ہونی چاہییں' وہ گرائی جانی چاہییں اور ہٹائی جانی چاہییں اور یہ ہاؤس اسے پاس کرے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ بھی آپ کی بات ٹھیک ہے۔ لیکن میرے سامنے ایک مسئلہ اب یہ زیر بحث ہے کہ اصل شکل میں جو طریق کار ہوتا ہے' یہ پوائنٹ آف آرڈر سے بات نہیں بنتی۔ آپ بھی اسی طرح سے اس کو لائیں' اس مسئلے کو آپ بھی اسی رنگ میں لائیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ بات اس حلقہ کے عوام کے لیے زیادہ لمحہ فکریہ ہے کہ جو شخص وہاں پر تین مرتبہ رکن اسمبلی منتخب ہوا۔ اسے اپنے حلقہ کے گاؤں کے نام کا بھی صحیح اندازہ نہیں۔ اور مجھے اس بات کا بھی احساس ہے کہ محترم سردار صاحب کا حلقہ انتخاب بھارتی پنجاب کے بہت قریب ہے۔ اس میں کوئی دو رائے یا فکر کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہاں پر کسی نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ہم تو اس حق میں ہیں وہ تو ایک سکول کی بات ہے۔ کہ پورے پنجاب میں سے سڑکوں پر سے خواہ کسی نے کوئی بھی تجاوزات قائم کی ہوئی ہیں' خواہ پھاٹک بنے ہوئے ہیں خواہ جنگلے لگے ہوئے ہیں' خواہ کسی

شہر میں سینکڑوں کنال زمین کسی کے قبضے میں ہے یہ تمام چیزیں واپس لے کر عوام کی چیزیں عوام کو لوٹائی جائیں گی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کسی لمحے پر بھی کسی سکول پر قبضہ کرنے کی کوشش کی گئی تو میں آپ کے ساتھ جا کے ختم کروادوں گا۔ بے فکر رہیں۔

سردار حسن اختر موکل، ختم کروائیں گے؟

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ایک specific سوال کیا تھا اور وزیر موصوف اس کا بھی جواب نہ دیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، وزیر صاحب آپ یہ بتائیں کہ وہاں پر قبضہ ہے یا نہیں؟

جناب محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ' اس کو ختم کرلیں یا اسی کے متعلق ہے؟

جناب محمد وصی ظفر، اسی کے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔۔۔

جناب محمد وصی ظفر، جناب والا! انہوں نے specific جواب تو دیا ہے کہ سڑکوں پہ جنگلے لگا کے جو شامل کرلی گئی ہیں یہ وہ بھی ہٹائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اس کی بھی تحریک التواء لائیں کہ فلاں جگہ پہ ہے۔

جناب محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ کیا چاہتے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! بات تعلیم کے متعلق ہو رہی ہے اور یہ اس سے divert کر کے دوسری طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پہلے تعلیمی اداروں کی بات کرلیں۔ اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے کہتا ہوں کہ یہ ہمارا منہ نہ کھلوائیں' ہم بھی ایک ایک بات جانتے ہیں۔

(اس موقع پر جناب غلام عباس کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو قائم مقام سپیکر نے کہا)۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں کسی بات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ بات واضح ہے۔ وزیر تعلیم صاحب آپ اس مسئلے کو assure کرلیں reassure کرلیں۔

(اس موقع پر شاہنواز چیمہ صاحب کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو۔)

جناب قائم مقام سپیکر، ایک منٹ شاہنواز چیمہ صاحب۔ مسئلہ یہ ہے کہ بعد کی نسلوں نے بھی ہماری کارروائی کو پڑھنا ہے کہ اسمبلی میں کیا بات ہوئی تھی' وہاں پر کیا فیصلہ ہوا تھا' ہم آئندہ نسل کا مذاق نہیں بننا چاہتے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کو آپ مذاق نہ بنائیں۔ اس پر آپ سوچیں اگر کوئی ایسی بات ہے تو عام بات ہے۔ جیسے آپ نے خود کہا ہے کہ ہر جگہ پہ قبضے ہیں اگر وہاں پہ ہو گیا تو کون سی بڑی بات ہے۔ آپ reassure کریں اور ان کو کہیں کہ ہم قبضہ ختم کرواتے ہیں کیونکہ یہ محکمہ تعلیم کا فرض ہے۔ جی غلام عباس صاحب آج نہیں اٹھے میں انہیں موقع دیتا ہوں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! آپ کی بہت مہربانی۔ میرے محترم دوست نے بڑے واشگاف الفاظ میں کہا کہ ہماری زبان نہ کھلوائی جائے۔ جناب والا! اگر ہمارے پاس کوئی ناجائز قبضہ ہے تو آپ ضرور زبان کھولیے ضرور بتائیے۔

سردار حسن اختر موکل، اس ملک پر پیپلز پارٹی کا ناجائز قبضہ ہے۔

جناب غلام عباس، ہاں اس ملک پر یقیناً ناجائز قبضہ رہا ہے۔

جناب امان اللہ خان نیازی، یہ کیوں بھول گئے کہ یہ اس ملک پر ناجائز قبضہ کرکے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نیازی صاحب تشریف رکھیں۔ رانا صاحب وہ ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں میں نے ان کو وقت دیا ہوا ہے۔ اگر وہ بات ٹھیک ہے تو ہم admit کرتے ہیں ورنہ میں rule out کردوں گا۔

جناب غلام عباس، جناب والا! یقیناً اس ملک پر ناجائز قابضین سو سال تک قابض رہے ہیں۔ اور جس طریقے سے انہوں نے قبضے کیے ہیں وہ آپ کے بھی علم میں ہے اور اگر جھگڑے ہٹانے کی بات ہوئی ہے تو میرے خیال میں یہ کوئی ایسی بری بات نہیں ہے۔ اگر سڑکوں پر قبضہ ہوا ہے' عوامی پلاٹوں پہ قبضہ ہوا ہے تو وہ ختم ہونا چاہئے۔ وہ قبضہ خواہ ہماری طرف سے ہو یا کسی اور طرف سے ہو۔ میرے بھائی نے یہ خوبصورت بات کی کہ سکول میں جو کمرہ ہے اسے ہٹایا جائے۔ میں اس میں ایک اور تحریک شامل کروں گا۔ کہ پنجاب یونیورسٹی کے اندر سو سال میں جو سات آٹھ سو ناجائز گھر بنے ہیں جس میں حال ہی میں موجود ایک رکن اسمبلی کا بھی وہاں پر ڈیرا بنا ہوا ہے۔ ایک سابق ایم پی اے

میاں محمود الرشید صاحب کی بھی وہاں پر حویلی ہے۔ اور آٹھ سو ناجائز گھر بنے ہوئے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر، ماشاء اللہ کیا خوبصورت تجویز پیش کی ہے۔ بلڈوزر سے پنجاب اسمبلی گرانے کی تجویز پیش کر رہے ہیں۔

سردار غلام عباس، جناب والا! میں نے یونیورسٹی میں ناجائز قابضین کی بات کی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسئلہ یہ ہے کہ ادھر تو آپ کہتے ہیں کہ کوئی کام کیا جائے۔ اسمبلی اس صوبے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ وہ آپ کی مرضی کے مطابق intervention کر سکتی ہے۔ میں نے تو وزیر تعلیم سے صرف اتنا پوچھا ہے کہ اگر وہاں قبضہ ہے تو آپ assure کرائیں۔ اگر قبضہ نہیں تو کہیں کہ قبضہ نہیں ہے۔ بات معمولی سی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر، میں نے یہ بڑی واضح بات کی ہے کہ وہاں کسی کا قبضہ نہیں۔ دوسرے میں نے آپ کو یہ یقین دہانی کروائی ہے کہ وہاں پر چونکہ چار دیواری نہیں، حکومت پنجاب اپنے وسائل سے چاہیے تو تھا کہ ایم پی اے صاحب اپنے وسائل فراہم کرتے، بہرحال حکومت پنجاب اپنے وسائل سے وہاں چار دیواری تعمیر کرنے کا اعلان کرتی ہے۔ میں تیسری اور آخری بات کہنے لگا ہوں اور میں یہ ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ نہ وہاں پر قبضہ ہے۔ اگر کسی نے قبضہ کرنے کی کوشش کی تو ہم حکومت کی پوری طاقت سے اس کو وہاں سے ختم کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مؤکل صاحب، نہیں۔ وزیر تعلیم صاحب نے categorically بیان دیا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، ایک فقرے میں بات ختم کرتا ہوں۔ مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ وزیر تعلیم صاحب میرے بہت پیارے دوست ہیں، لیکن محکمے کے ہاتھوں میں یہ کھیل رہے ہیں۔ اتنے یقین سے یہ نہ کہیں۔ مجھے تھوڑی سی شرم محسوس ہوتی ہے کہ میں کل کو ان کے خلاف تحریک استحقاق لے آؤں۔ یہ پھر پتا کر لیں۔ ان کی ایک بات بڑی خوبصورت ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے کہ وہاں پہ قبضہ ختم کروایا جائے گا۔ جب یہ حقائق کو اس انداز سے پیش کرتے ہیں کہ ہے نہیں، اگر ہوگا تو نہیں ہونے دیا جائے گا۔ میں اس حلقے سے جیسا کہ انھوں نے فرمایا چوتھی بار ایم پی اے منتخب ہوا ہوں۔ مجھے وہاں کے ہر گاؤں کی گلیوں کا اندازہ ہے۔ مجھے ایک ایک گھر کا اندازہ ہے۔ یہ میری بات کو چیلنج کرنے سے پہلے ذہن میں رکھیں کہ کیا میں ان کے حلقے کے متعلق کوئی بات کر

سکتا ہوں؟ نہیں صاحب۔ یہ کھیل رہے ہیں۔ انھیں محکمہ اپنی انگلیوں پہ نچا رہا ہے۔ محکمہ ان کے ساتھ مل کر جو کارستانی کر رہا ہے۔ وہاں پارٹی بازیاں ہیں۔ وہاں بچیوں کو بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں ملتی۔ وہاں پر اس سے پہلے ایک جھگڑا بھی ہو چکا ہے جب ایک معزز خاتون ٹیچر نے یہ بات کی تھی کہ یہاں سے آپ نکل جائیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ نہ صرف تعلیم کا مسئلہ ہے بلکہ یہ تو ماؤں بہنوں اور قابل احترام اساتذہ کی جنھوں نے اس قوم کو بنانا ہے، جنھوں نے اس قوم کے معمار تیار کرنے ہیں' جنھوں نے اس قوم کو تعمیر کرنا ہے' یہ تو ان کی عزت کا مسئلہ ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اگر وزیر تعلیم صاحب خود محسوس کریں تو یہ کسی کو یہاں سے بھیج کر پتا کروالیں۔ میں پھر یہ عرض کروں گا اور بات ختم کرتا ہوں کہ یہ نہ کہیں کہ وہاں پر ہے نہیں۔ پھر تو مجھے یوں لگتا ہے کہ وہ قبضہ گروپ اے سی' ڈی سی سے آگے چلتا ہوا وزیر صاحب کے اوپر بھی اثر انداز ہو رہا ہے اور جب وہ لوگ اثر انداز ہوں گے اور یہ ہمارے اداروں کی بات ہو گی تو جناب' یہ قوم کہاں جائے گی؟

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب بتائیں' کیونکہ منسٹر موصوف نے categorically ایک بات کہی ہے۔ پھر دوسرے لفظوں میں دوسری بھی کہہ دی ہے۔ آپ اس میں اپنی قانونی رائے دیں۔ کیونکہ یہ بھی مجھے پتا ہے کہ اس کے consequences یہ ہوتے ہیں کہ یہ اگر ایڈمٹ بھی ہو گی تو اس پر دو گھنٹے صرف بحث ہو سکتی ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ یہاں جو تحریک التواء آئی ہے اور محکمہ فاضل وزراء کی جو غلط رہ نمائی کر دیتا ہے تو اس کا کوئی چیک ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ ہم سب کے بھلے میں بات ہے۔ یہ ہماری حکومت کے لیے بہتری ہو گی۔ اگر یہاں غلط جواب دیا جائے تو سچی بات ہے کہ اچھا تاثر نہیں ملتا۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، چیمہ صاحب کب سے بے قرار ہیں؟

وزیر اوقاف، جناب سپیکر' آپ نے بہت اچھی بات کہی کہ کسی فاضل ممبر کو بھیج دیا جائے جو وہاں جا کر پتا کر لے کہ آیا قبضہ ہے یا نہیں۔ لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ میرے ساتھ ابھی انھیں داتا دربار بھیج دیں۔ وہاں یہ مسجد میں قرآن اٹھا کے کہہ دیں تو کہ یہ سچے ہیں۔ وہاں جانے کی ضرورت ہی نہیں۔

سردار حسن اختر موکل، میں اس بات کے لیے تیار ہوں، بشرطیکہ کوئی سچا مسلمان میرے ساتھ جائے۔ میں چیمہ صاحب کے ساتھ جانے پر تیار نہیں، کیونکہ میں قرآن کی بے حرمتی نہیں چاہتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے فرمایا تھا کہ دو ممبران اسمبلی کی کمیٹی بنا دی جائے....

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے رولنگ نہیں دی تھی رائے دی تھی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، رائے دی تھی، رولنگ نہ تھی۔ ہم اس رائے سے اتفاق کرتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی دو ممبران نامزد کر دیں اور اس مسئلے کو مٹا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، چودھری فاروق صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! معاملہ ایک پرائمری سکول کے اوپر ناجائز قبضے کے حوالے سے ہے اور وہاں پر جو انھوں نے گزرگاہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی منسٹر اپنے محکمے سے متعلقہ جوابات جب اس ایوان کے اندر دیتے ہیں تو وہ یقیناً اپنی مکمل ذمہ داری سے جواب دیتے ہیں۔ آج سے پہلے جو بھی صورت حال تھی اس کے بارے میں محترم وزیر تعلیم صاحب نے واضح تفصیل سے بات بتائی ہے اور وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ جس سکول کے حوالے سے کمیٹی بنانے کی بات ہوئی ہے وہ میرے خیال میں اس لیے ضروری نہیں ہے کہ فاضل محرک کا احترام اپنی جگہ، ان کی عزت اپنی جگہ، لیکن انھیں تو خود گاؤں کے نام کا بھی نہیں پتا اور سکول پر قبضے کی بات کرتے ہیں کہ سکول پہ کسی نے قبضہ کر لیا ہے۔ جناب سپیکر، فاضل محرک نے تحریک پڑھی ہے کہ لکھوکی گاؤں میں پرائمری سکول کے اوپر کچھ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اس ایریا میں لکھوکی گاؤں کا کوئی سکول ہی نہیں۔

سردار حسن اختر موکل، میں نے وضاحت کی ہے کہ یہ مس پرنٹ ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجھے وہ اصل تحریر دکھائی جائے جو انھوں نے پیش کی ہے۔ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، اس میں مس پرنٹ ہوا ہے۔ یہ لکھوکی آیا ہے۔ ریکارڈ منگوا کے دیکھ لیں، میں نے لفظ لکھوکی کہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے پاس اصل ہے۔ موکل صاحب کا version درست ہے۔ انھوں نے بکھو کی ٹھیک لکھا ہے۔ ہمارے اسمبلی سٹاف نے اس کو غلط پرنٹ کیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

یہ آپ کا طریقہ ٹھیک نہیں۔ میں نے اصل کاپی اس لیے منگوائی ہے کہ غلط پرنٹ ہو سکتا ہے۔ اسی کا سہارا لے کر کسی کو اس طرح سے نہ کہیں۔ ان سے بھی توقع کی جاتی ہے کہ وہ بھی غلط نہ کہیں۔ کیونکہ ہمیں یہاں ایک باوقار طریقہ بنانا چاہیے۔ وزراء کی طرف سے اگر صرف یہی بات آئے کہ جناب، انھیں تو اپنے گاؤں کے نام کا نہیں پتا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انھیں اپنے گاؤں کے نام کا پتا نہ ہو، کیونکہ وہ تو ان کا حلقۂ نیابت ہے۔ میں نے اصل تحریر اس لیے دیکھی ہے۔ اصل نام ان کا ٹھیک ہے۔ یہ ہمارے سٹاف کی غلطی ہے کہ انھوں نے مس پرنٹ کر دیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے طرفین کی تصحیح کرا دی۔ مجھے بھی اسی بات پر حیرت تھی کہ میرے فاضل دوست اتنی دفعہ وہاں سے منتخب ہو کے آئے ہیں۔ حیرت ہے کہ ان کے منہ سے بکھو کی کے بجائے لکھو کی نکل رہا ہے۔ جناب سپیکر! وہاں کی صورت حال یہ ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت کی حالت تسلی بخش نہیں ....

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ بلڈنگ ایک سال پہلے بنی ہے اور اس کی حالت بہترین ہے۔ مجھے پھر افسوس ہوتا ہے کہ وزیر قانون صاحب بھی اسی بات پر چل نکلے ہیں۔ بات تو چھوٹی سی ہے جو وزیر تعلیم صاحب نے خوبصورت کہی۔ لیکن اپنی خوب صورتی کو ہی بعد میں دوسری بات کہہ کے بدصورتی میں بدل دیا کہ اس کو خالی کروایا جائے اور جن کا قبضہ ہے ان کے خلاف کارروائی ہو۔ اب یہ چل پڑے کہ اس کی حالت ہی تسلی بخش نہیں۔ جناب، ایک سال پہلے وہ بنی ہے ....

وزیر قانون، جناب سپیکر، میری بات مکمل ہو لینے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔

سردار سکندر حیات خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ پاکستانی کی حیثیت سے اور پنجاب کے پارلیمنٹیرین کی حیثیت سے ہم سب مل کر تہیہ کریں کہ سردار صاحب نے فرمایا کہ ناجائز قبضہ ہے۔ اگر یہ درست ہے تو حکومت کو چاہیے، ہمارے ممبرز کو چاہیے کہ وہ جا کر ان کی امداد کریں۔ پاکستان کی چیز ہے۔ جہاں جہاں ناجائز قبضے ہوئے ہیں، وہ سب ہم چھوڑیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں بات کر رہا تھا۔ اور مجھے بات مکمل کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ آپ نے خود فلور مجھے دیا ہے۔

مجلس خصوصی کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب قائم مقام سپیکر، اس کو بھی ہم کل لیں گے' کیونکہ وقفہ ختم ہو گیا ہے۔ اس کو پھر میں کل لوں گا (قطع کلامی) ایک منٹ' بھائی' میری بات تو سن لیں۔ میں وزیر تعلیم کی خدمت میں یہی کہوں گا کہ یہ وقت ختم ہو گیا ہے۔ آپ کل تک اس کو determine کریں کہ وہاں قبضہ ہے یا نہیں ہے۔ اگر قبضہ ہے تو کہیں کہ قبضہ ہے اور اسے ختم کروائیں۔ کیونکہ سکول کی عمارت ہماری قومی ملکیت ہے۔ سب کی ملکیت ہے۔ سارے عوام کی ملکیت ہے۔ کسی خاص طاقت ور گروپ کو اس پر قابض نہیں ہونا چاہئے۔

مہر غلام دستگیر خان لک، جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> سوال نمبر 219 پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، مہر غلام دستگیر خان لک یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ۔

> سوال نمبر 219 پیش کردہ راجہ ریاض احمد ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کردی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

جناب قائم مقام سپیکر، جناب افضل حیات صاحب۔۔۔۔

میاں محمد افضل حیات، جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ چودھری نذر عباس بھٹی ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 12 پیش کردہ چودھری نذر عباس بھٹی ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

میاں محمد افضل حیات، جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

میں تحریک استحقاق نمبر 13 پیش کردہ چودھری شفقت عباس ربیرہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 13 پیش کردہ چودھری شفقت عباس ربیرہ ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

میاں محمد افضل حیات، جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ رانا محمد اقبال خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

تحریک استحقاق نمبر 5 پیش کردہ رانا محمد اقبال خان ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1994ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

راجہ محمد بشارت، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی فرمائیے۔

راجہ محمد بشارت، جناب والا۔ میرا یہ خیال ہے کہ یہ جو مجلس قائمہ خصوصی بنائی گئی ہے اس میں آپ نے اس وقت تک جتنی بھی تحاریک بھیجی ہیں ان پر وہ extention لے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے پاس کام زیادہ ہے۔ تو کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ حکومت متعلقہ کمیٹیاں بنا دے تاکہ ہر کمیٹی کو اپنا اپنا کام سونپ دیا جائے اور اس صورت حال سے بچا جائے۔ کیونکہ جس ممبر کی تحریک استحقاق آئی ہے اور اس پر توسیع پہ توسیع آ رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے اس کا مقصد فوت ہوجاتا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کمیٹیاں بنائی جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بالکل ٹھیک ہے۔ اس پوائنٹ آرڈر کو میں جائز قرار دیتا ہوں۔ اور میں یہ حکومت اور حزب اختلاف دونوں سے یہ کہوں گا کہ یہ کوشش کریں کہ اسی اجلاس میں یہ کمیٹیاں بن جانی چاہییں۔

وزیر قانون، آپ کی عدم موجودگی میں اس معاملے میں ہماری آپس میں میٹنگ بھی ہوچکی ہے اور تقریباً 70 فیصد کام اس بارے میں مکمل ہوچکا ہے۔ اور اسی اجلاس کے دوران مجالس قائمہ کے اراکین کے نام ایوان میں پیش کر دیے جائیں گے۔ اور اس سلسلے میں انشاء اللہ دوبارہ کوئی ایسا مسئلہ اٹھانے کی نوبت پیش نہیں آئے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی تابش صاحب آپ اسی کے متعلق کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سید تابش الوری، جی اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرا خیال ہے کہ آپ ایک منٹ رکیں وصی ظفر صاحب تحریک پیش کرلیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔

> مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بینک مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب بینک مصدرہ 1993ء مسودہ قانون نمبر 8 بابت 1993ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 30 جون 1993ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

مجلس خصوصی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! میں مسودہ قانون (ترمیم) سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1994ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر، مسودہ قانون (ترمیم) سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ پنجاب مصدرہ 1994ء مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1994ء کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کردی گئی ہے۔ جی تابش الوری صاحب۔۔۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں آپ کی توجہ قاعدہ 139 کی طرف مبذول کرواتا ہوں۔ جس میں کہا گیا ہے کہ مجلس کی رپورٹ چیئرمین یا مجلس کا کوئی دیگر رکن یا رکن متعلقہ اسمبلی میں پیش کرے گا۔ ابھی کچھ دیر پہلے جناب دستگیر صاحب نے ایک رپورٹ پیش کی ہے اور اس میں توسیع بھی چاہی ہے۔ تو میں یہ جاننا چاہوں گا کہ انہوں نے یہ کس حیثیت میں رپورٹ پیش کی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس میں ایک خصوصی کمیٹی بنی تھی اس میں ان کو چیئرمین بنایا گیا تھا۔ کیونکہ آپ کی مجالس قائمہ نہیں ہیں۔ اس لیے وہ چیئرمین بنائے گئے تھے۔ تو اب بھی وہ اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! یہ تو استحقاق کمیٹی کی بات کر رہے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ ایک سوال کے متعلق تھا۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب قائم مقام سپیکر، محمد اقبال خان خاکوانی پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا! یہاں ہمارے ایک فاضل دوست وصی ظفر صاحب ابھی اپنے ایک دوست سے فرما رہے تھے کہ میں نے سپیکروں کو باندھ کر رکھا ہوا ہے۔ اس پر اس دوست نے کہا کہ آپ نے کس طرح باندھ کر رکھا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس طرح باندھ کے رکھا ہوا ہے۔ اور ان کے سامنے آپ دیکھیں کہ انہوں نے دونوں سپیکروں کو باندھ کے رکھا ہوا ہے۔(قہقہہ)

جناب قائم مقام سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ میں نے دیکھ لیا ہے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب والا۔ میں سمجھتا ہوں کہ کافی عرصہ پہلے ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر ایک اشتہار آیا کرتا تھا۔ کہ فلاں بینک میرا بینک ہے میرا بینک ہے اور ایک بچی کہتی ہے کہ میرا بھی تو ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ میرے بھی سپیکر ہیں۔ آپ مجھے بھی اتنے ہی پیارے ہیں جتنے ان لوگوں کو پیارے ہوں گے۔ شاید ان سے بھی زیادہ۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ میرے سپیکر کا یہ کہنا کہ میں نے سپیکروں کو باندھ کے رکھا ہوا ہے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اور ان سے کہیں کہ وہ ان کو کھولیں۔ (قہقہہ)

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وصی ظفر صاحب۔ ایسی بات نہیں ہونی چاہئے۔ (قطع کلامیاں) اگر آپ اس ہاؤس کے تقدس کا خیال نہیں کریں گے تو.....

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے۔ اصل میں انہیں پتہ نہیں ہے ان میں سے ایک مائیک خراب ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جس پر آپ تقریر کرتے ہیں وہ سپیکر ہے۔ جو آپ نے باندھے ہوئے ہیں یہ اچھی بات نہیں ہے۔ جی وزیر قانون صاحب۔

جناب قائم مقام سپیکر، میرے خیال میں وصی ظفر صاحب ایسی بات نہیں ہونی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ پھر یہ بتا دیں کہ اگر یہ سپیکر ہیں تو ڈپٹی سپیکر کون ہیں؟ (قہقہے)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم)بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد کار مجریہ 1973 کے قاعدہ 77 کو معطل کر کے قاعدہ 160 کے تحت...

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میں نے ان ہنگامی قوانین کے بارے میں ایک قرار داد دی ہوئی ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون یہ ہنگامی قوانین آئین کے آرٹیکل 128 اور صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار قاعدہ نمبر 104 کے تحت، میں نے جو قرار داد دی ہوئی ہے اس کے مطابق یہ پیش نہیں کر سکتے۔ میں نے اس کی dis-approval کے لیے قرار داد دی ہوئی ہے۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں وہ قرار داد پیش کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایس اے حمید صاحب، آپ نے سپیکر صاحب کی خدمت میں ایک قرار داد پیش کی تھی کہ فہرست کارروائی میں درج ہنگامی قوانین کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ یعنی ایوان میں پیش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس کو سپیکر صاحب نے reject کر دیا تھا، تو پیش کرنے سے کوئی روک نہیں سکتا۔ پیش ہونے کے بعد آپ اس پر dis-approval کے لیے کہہ سکتے ہیں لیکن پیش ہونے سے پہلے آپ اس کو نہیں کہہ سکتے۔ اس کے بعد آپ نئی قرار داد دے سکتے ہیں جب وہ پیش ہو جائے۔ یہ تو ابھی پیش ہی نہیں ہوا تھا تو آپ کہہ رہے ہیں کہ اس کو اسمبلی میں پیش کرنے کی اجازت ہی نہ دی جائے۔ تو کوئی ایسا نہیں ہے۔

وزیر قانون صاحب آپ پڑھیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ پیش ہونے سے پہلے کی بات ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، اب رولنگ آ چکی ہے۔ سپیکر صاحب لکھ گئے ہیں۔ اس پر میں نے ان کی رولنگ آپ کو quote کر دی ہے۔ جی۔۔۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر میری بات تو سنی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں، وہ پہلے کی آپ نے دی ہو گی نا۔ سپیکر صاحب، رامے صاحب، اس پر فیصلہ کر گئے ہیں۔ میرا یہ فیصلہ نہیں ہے۔ وہ فیصلہ کر گئے ہیں۔ میں نے تو صرف announce کیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! dis-approval کے تحت ایک پروویژن موجود ہے، اس کے

تحت میں نے یہ قرار داد دی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کا جو مقصد ہے ' آپ dis-approval کی بات کرتے ہیں۔ وہ آگے آئے گا۔ جب وہ مرحلہ آئے تو اس وقت آپ یہ پوائنٹ ریز کر سکتے ہیں لیکن اس مرحلہ پر آپ کا یہ پوائنٹ ریز نہیں ہو سکتا ۔ اگر آپ کے پاس constitution ہے۔ تو اس میں دیکھیں کہ آرٹیکل 128(2) میں واضح ہے کہ ---

128(2) An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance-

اور 128(1) میں بھی ہے۔

The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session , if satistied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action , make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہ جو میں نے ریزولیوشن دیا ہے یہ dis-approval کے لیے دیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، میری رولنگ آ گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

جناب ایس اے حمید: آپ مجھے چیک تو کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے یہ کہا تھا کہ اس کو اسمبلی میں پیش نہ کیا جائے۔ سپیکر اس کو روک دے۔

جناب ایس اے حمید، dis-approval کے معنی یہی ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں نہیں ' dis-approve تو یہاں ہاؤس کے اندر کیا جاتا ہے۔ تو آپ نے کہا تھا کہ یہاں اس ہاؤس میں وزیر قانون اس کو put ہی نہ کریں۔تو put نہ کریں ' یہ کوئی

قدغن نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید، اچھا put کریں تو بعد میں، میں یہ دوں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ ہاں بعد میں آپ dis-approval کے لیے کہہ سکتے ہیں۔جی۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

کورم کا سوال

جناب انعام اللہ خان نیازی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں کورم ٹوٹ چکا ہے۔ آپ بیشک گنتی کروالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ نے اپنا صحیح فرض ادا کیا ہے۔ جی گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب قائم مقام سپیکر، ہاؤس میں کورم نہیں ہے پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میری نیازی صاحب سے بات ہوئی ہے ۔ وہ کہہ رہے ہیں میں نے تو مذاق میں بات کی ہے میں سنجیدہ نہیں ہوں ۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، ہاں نیازی صاحب ۔ اپنا اعتراض واپس لیتے ہیں کیا یہ ٹھیک بات ہے ۔

آوازیں، جناب! اب یہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقاما سپیکر، نہیں ۔ میں ایوان سے sense لوں گا ۔

آوازیں، نہیں جناب اب یہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا کوئی بھی قانون نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں رول نہیں ہے لیکن sense لے لیتے ہیں۔

آوازیں، جناب والا! ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب قائم مقام سپیکر، مجبوری یہ ہے کہ جو point out کرے وہ اسے واپس نہیں لے سکتا ۔ ہم کوئی غلط روایت نہیں ڈالنا چاہتے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اصل بات تو یہ ہے کہ انہوں نے سنجیدگی سے یہ بات کی ہی نہیں تھی ،

ان کا یہ مطلب تھا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر ، نہیں اب میرے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے میں کیسے اپنی آنکھیں بند کر لوں۔

وزیر قانون، آپ ایوان سے پوچھ لیجیے۔

جناب قائم مقام سپیکر، ایوان کورم میں ہی نہیں ہے بات ہی نہیں ہو سکتی۔ جب ایوان میں کورم ہی نہیں ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ ایوان میں کورم نہیں تھا)۔

ایک مشیر ، جناب والا! آپ ایوان کی کاروائی شروع کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، جناب مشیر عزیز کورم کی نشاندہی ہو چکی ہے اور رولز میں کوئی provision نہیں ہے کہ اسے واپس لیا جا سکے۔ اور ہم ایسی کوئی روایت پیدا نہیں کرنا چاہتے۔

ایوان میں کورم نہیں ہے اور ہم اب پندرہ منٹ گھنٹیاں نہیں بجا سکتے کیونکہ اب نو بج چکے ہیں اور اسمبلی کا وقت ویسے ہی ختم ہو چکا ہے لہذا اب ہم کل نو بجے صبح ملیں گے۔

(ایوان کی کاروائی رات 9 بج کر 4 منٹ سے صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

جمعرات' 21۔اپریل 1994ء

(پنج شنبہ' 9 ۔ ذی القعد' 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر' میاں منظور احمد موہل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ
سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ﴿۳۸﴾
الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا
اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ
عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع

سورۃ الاحزب آیات 38 تا 40

پیغمبر پر اس کام میں کچھ تنگی نہیں جو اللہ نے ان کے لیے مقرر کر دیا اور جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں ان میں بھی اللہ کا یہی دستور رہا ہے۔ اور اللہ کا حکم ٹھہر چکا تھا اور جو اللہ کے پیغام (جوں کے توں) پہنچاتے اور اس سے ڈرتے اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے تھے۔ اور اللہ ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبر اور نبیوں (کی نبوت) کی مُہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں) اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے۔

وما علینا الاالبلاغ ۔

مسئلہ استحقاق

مسلم لیگ (ن) کے اراکین اسمبلی کی ڈویلپمنٹ سکیموں کی منظوری اور فنڈز کی فراہمی میں رکاوٹ

(.....بحث جاری)

جناب قائم مقام سپیکر، آج Call Attention Notice کا دن ہے ۔ وزیراعلیٰ نے جواب دینا ہے۔ وہ کسی مصروفیت کی وجہ سے نہیں آسکے ۔ اور اس سوال کے محرک میاں عثمان ابراہیم بھی اس وقت موجود نہیں ہیں۔ لہٰذا اسے گیارہ بجے take up کریں گے۔ اس کے بعد تحاریک استحقاق ہیں۔ تو ایک تحریک نمبر 8 جو گزشتہ اجلاس سے چلی آ رہی ہے جس کو وزیر قانون نے کل pending کروایا تھا۔ اس تحریک کے محرک جناب وصی ظفر بھی نہیں ہیں ۔ اس لیے اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔اگلی تحاریک التوائے کار نمبر 1' 2 اور 5 ہیں جن پر ہم کل بات کرتے رہے ہیں۔ وہ pending کی گئی تھیں۔ اس بارے میں' میں نے کہا تھا کہ وزیراعلیٰ سے مشورہ کر لیجئے ۔اور یہاں پر واضح جواب دیں تاکہ اس پر فیصلہ کیا جاسکے جی وزیر قانون۔

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر اس سلسلے میں بات واضح ہے کہ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے کوئی ایسی ambiguity نہیں۔ اس میں حکومت کا موقف بالکل واضح ہے۔ کہ یہ تحریک تکنیکی طور پر تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ یہ رول 55 کے زمرے میں نہیں آتی۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی شوکت داؤد صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا۔ چونکہ اس وقت محرک موجود نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، محرک موجود ہے ۔

چودھری شوکت محمود، ٹھیک ہے جناب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر' میں نے تکنیکی طور پر بھی اس پر کل بات کی تھی۔ جہاں تک وہ وزیر اعلیٰ کے حوالے سے حکومت کا موقف چاہتے ہیں تو اس سے بھی بات واضح ہے کہ وزیر اعلیٰ کی طرف سے کسی حزب اختلاف کے رکن کے حلقے کے اندر ترقیاتی کام روکنے کے بارے میں کوئی ہدایات ہیں نہ ہی انہوں نے کہا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان کے حلقوں میں ترقیاتی کام روک دیئے جائیں ۔ قانون اور ضابطے کے مطابق محکمانہ طریقہ کار کے مطابق محکمہ پی اینڈ ڈی اور وہ محکمہ جات جن کے متعلقہ سکیمیں ہیں ۔ اور جو انہوں نے ڈویلپمنٹ کے لیے حکومت کی طرف سے جو coordinators مقرر کئے ہیں ۔ ان سب کے ذریعے جو طریق کار طے کیا گیا ہے اس کے مطابق کسی بھی منصوبے کی منظوری حسب ضابطہ ہونے کے بعد پی اینڈ ڈی سے اس کے لیے advices جاری ہونے کے بعد محکمہ فنانس کو انہوں نے ہدایات دے رکھی ہیں۔ کہ کسی کام پر بھی فنڈنگ نہ روکی جائے۔ لہٰذا وزیر اعلیٰ کی

طرف سے یہ واضح ہے کہ وہ بلا تمیز اور بلا تاخیر تمام حلقوں کے اندر ترقیاتی کام کروانا چاہتے ہیں اور کوئی ترقیاتی کام روکنے کا انہوں نے فیصلہ نہیں کیا۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

جناب امان اللہ خان۔ جناب والا۔ جہاں تک اس چیز کا تعلق ہے کہ اپوزیشن اور سرکاری ارکان کے ترقیاتی کاموں میں کوئی امتیاز نہیں۔ تو اس کی زندہ مثال میرا ضلع نارو وال ہے جہاں سے صرف ایک ممبرحزب اقتدار سےتعلق رکھتا ہے۔ اور باقی ہم سات آٹھ ممبرحزب اختلاف سےتعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ زندہ مثال ہے کہ ضلع نارووال میں صرف اسی ممبر کے فنڈز پہنچے ہیں جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتا ہے۔ اور باقی سات ممبر جو حزب اختلاف سے ہیں ان کی ایک سکیم بھی حکومت نے وہاں نہیں بھیجی۔ اور ہمارے فنڈز کا کوئی حصہ بھی نارو وال میں نہیں بھیجا۔ اور میں یہ معذرت سے کہوں گا کہ وزیر قانون غلط بیانی کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں یہ الفاظ نہ کہیں۔ دیکھیں ہاؤس کے فلور پر وزیر قانون پر ایسا الزام نہیں لگانا چاہئے۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا۔ میں تو زندہ مثال پیش کر رہا ہوں۔ ضلع نارو وال آپ کے سامنے ہے۔ ہم سات ممبران حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ہم سات ممبروں کی حکومت نے ایک سکیم بھی منظور نہیں کی۔ ایک سکیم کا فنڈ بھی نارو وال نہیں پہنچا۔ اوروہ ایک رکن جو حزب اقتدار سے تعلق رکھتا ہے صرف اسی کے فنڈز پہنچنا کیا یہ سب کے ساتھ برابری ہے؟ کیا یہی مساوات ہے؟ کیا یہی حکومت ہے؟ کیا یہ ان کے قول و فعل میں تضاد نہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر، شکریہ آپ تشریف رکھیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر، شوکت داؤد صاحب دیکھیں میں نے کل بھی اس پر دو گھنٹے صرف کئے ہیں۔ میں نے کل یہ نہیں کہا تھا کہ اس پر ہم بات شروع نہیں کریں گے۔

چودھری شوکت داؤد۔ جناب والا۔ آپ نے وزیر قانون کی رائے لی ہے۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ ہاؤس میں جو بات ہوتی ہے وہ on record ہوتی ہے۔ اور ہاؤس کا تقدس اس بات کا متقاضی ہے کہ جو بندہ اس ہاؤس میں commitment کرے اسے وہ پورا بھی کرے۔ اس سے پہلے وزیر اعلیٰ نے بھی اپنی بجٹ تقریر میں یہ وعدہ کیا تھا کہ ہر ممبر کو اس کے حلقہ نیابت کے لیے پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ دی جائے گی۔ ہم زبانی کلامی باتیں نہیں کرتے۔ آپ بجٹ کی کاپی دیکھ لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر، بات سنیں جب سپیکر بول رہا ہو تو اس وقت بیٹھ جانا چاہئے۔ آپ اپنی سیٹ پہ تشریف رکھیں۔ یہی بات کل ہم دو گھنٹے یہاں پر کرتے رہے ہیں۔ یہی ایک بات واضح ہے آپ سب کا موقف ایک ہے کہ وہ فنڈز نہیں دیے جا رہے اور امتیازی سلوک ہو رہا ہے۔ یہ بات کل بھی ہر فاضل رکن نے بار بار کی ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں اور نہ ہی یہ پوائنٹ آف آرڈر بنتا ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں آخر میں ایک بات کہنی چاہوں گا۔ باقی آپ جو مرضی کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر، میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر رول آؤٹ کر دیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں ایک بات کہنی چاہوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، تشریف رکھیں نا۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں نے کل کہا تھا کہ وزیر اعلیٰ سے مشورہ کیجیے۔ آج میں نے خود اخبار میں پڑھا ہے جو وزیر اعلیٰ نے بیان دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ کوئی امتیازی سلوک نہیں رکھیں گے۔ سب کو مساوی حصہ دیں گے اور اپوزیشن والوں کو بھی دیں گے۔ تو گو یہ ٹیکنیکل بنیاد پر نہیں بنتی۔ میں اس کو Rule out کرتا ہوں لیکن وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ اس پر ممبران کو مساوی حصہ دیا جائے۔ تحاریک استحقاق نمبر 1,2,5 ڈسپوز آف کی جاتی ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی پوائنٹ آف آرڈر چودھری شوکت داؤد۔

چودھری شوکت داؤد، ٹھیک ہے آپ تحریک کے بارے میں جو بھی کہتے ہیں۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ ہمیں اس بات کی assurance دی جائے کہ 30 جون 1994ء تک یہ حق رکھیں کہ ان فنڈز کو lapse ہونے سے بچایا جائے گا۔ یہ assurance دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ دیکھیں کہ یہ جو فنڈز ہوتے ہیں یہ سال کے 30 جون تک کے لیے ہوتے ہیں۔

چودھری شوکت داؤد، یہ assurance دے دیں کہ ان کو lapse ہونے سے بچایا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہ تو لاء منسٹر نے واضح کہہ دیا ہے۔ میں نے رولنگ دے دی ہے۔ وزیر اعلیٰ کا بیان بھی آج کے اخبارات میں واضح طور پر ہے۔

چودھری شوکت داؤد، جناب والا! اس پر خدشہ نہیں بلکہ ہمارا یہ ایمان ہے کہ یہ ایک سازش تیار کی گئی ہے۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! اجازت ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر، جی سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ کل جب اسی موضوع پر بحث ہو رہی تھی تو اس وقت وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ یہاں موجود تھے اور وزیر قانون بھی یہاں موجود تھے اور آپ نے اسے آج کے لیے اس لیے مؤخر کر دیا تھا کہ وزیر اعلیٰ سے اس پر مشورہ کر کے ہاؤس میں مثبت جواب دیں گے۔ اس مسئلہ پر مثبت جواب دیں گے کہ حکومت کا کیا ردعمل ہو گا! اب یہ وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی کل کی یہ statement تھی کہ صرف اپوزیشن ممبر کی ہی نہیں بلکہ کچھ حزب اقتدار بنچز کے ممبرز کی بھی objections لگی ہیں جس پر آپ کو جناب والا یاد ہو گا کہ میں نے یہ

اعتراض کیا تھا کہ اپوزیشن بنچز کے تمام ممبران کی اور ممکن ہے کہ حزب اقتدار کے چند ممبران کی سکیمز پر objections لگی ہوں گی۔ تو میں نے یہ آپ سے درخواست کی تھی کہ ان کو ہدایت کی جائے کہ ایک ہفتہ کے اندر یا ایک معقول پیریڈ کے اندر وہ objections دور کر کے ہمیں یہ assurance دے دی جائے کہ یہ فنڈز lapscable نہیں ہوں گے یہ فنڈز non-lapscable قرار دے دیے گئے ہیں۔ اگر یہ assurance ہمیں دے دی جائے تو ہم اس motion پر press نہیں کریں گے لیکن اس وقت تک گورنمنٹ بنچز سے ہمیں یہ assurance نہیں دی جا رہی۔

جناب قائم مقام سپیکر، کھوسہ صاحب، میں نے تو اب اس بارے میں رولنگ دے دی ہے۔ میں نے کہا ہے کہ یہ ٹیکنیکل بنتی نہیں ہے تاہم میں نے یہ کہا ہے کہ وزیر اعلیٰ کے بیان کی روشنی میں آپ کا حق بنتا ہے۔ آپ کو انشاء اللہ تعالیٰ مساوی دی جائے گی۔ شکریہ۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 3 فاضل رکن جناب محمد اکبر شاہ صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لیے یہ dispose of تصور ہوتی ہے۔ تحریک استحقاق نمبر 4 جناب ارشد عمران سلہری صاحب کی ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے۔ یہ بھی dispose of تصور ہو گی۔ تحریک استحقاق نمبر 5 کو ہم کر چکے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 6 سید تابش الوری صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ بھی ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ تحریک استحقاق نمبر 7 جناب ایس اے حمید صاحب کی ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ بھی ڈسپوز آف تصور ہو گی۔ تحریک استحقاق نمبر 8 چودھری شوکت داؤد صاحب کی ہے۔ چودھری شوکت داؤد صاحب اپنی تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کریں گے۔

چودھری شوکت داؤد، اس کی ایک کاپی دے دی جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے بھی اس کی ایک کاپی دے دی جائے۔

وزیر قانون کی یقین دہانی کے باوجود ترقیاتی امور میں رکاوٹ

چودھری شوکت داؤد۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ بحیثیت عوامی نمائندہ کے مجھے جو فنڈز 93-1992ء میں بجلی کے سلسلہ میں ملے تھے یا Japani Loan کے تحت جو دیہات میں نے بجلی فراہم کرنے کے لیے اپنے حلقہ میں دیے تھے، ان کے سروے کے بعد حکومت کا پیسہ بھی Nespak کو مل چکا ہے اور ورک آرڈر بھی جاری ہو چکے ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل دیہات ہیں۔

چک 186/p، چک 184/p، چک 183/p، چک 155p۔ پی پی 239 تحصیل صادق آباد، رحیم یار خان جو معیار پر بھی پورے اترتے ہیں لیکن اب کام بند کرایا گیا ہے جبکہ وزیر قانون نے یقین دہانی بھی کروائی تھی کہ کام کروایا جائے گا۔ اب حلقہ میں میری پوزیشن کافی خراب ہوئی ہے۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا درخواست ہے کہ میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ کام تو اور بھی رکے ہیں لیکن یہ چار دیہات جو ہیں' ان کی منظوری Nespak کے سپرد کی گئی۔ Nespak کو تقریباً چالیس ہزار روپیہ ان کے سروے کرنے کے لیے دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قومی دولت کو خرچ کرنے کے باوجود حتیٰ کہ ٹھیکیدار کو ورک آرڈر بھی جاری کر دیے گئے اور مختلف مواقع پر متعلقہ حکام نے مجھے یقین دہانی کرائی کہ یہ آپ کا کام جاری کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ وزیر قانون صاحب نے مجھے یہ یقین دلایا کہ میں متعلقہ حکام کو بلاؤں گا۔ آپ کے ساتھ میٹنگ کرواؤں گا اور اس میٹنگ میں آپ کے کام کو جاری کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ میں نے ان کی ان یقین دہانیوں پر ایک آس اپنے علاقے کے عوام کو دلائی ہوئی تھی اور ہمیشہ میں جب بھی علاقے میں جاتا' میں کہتا کہ ایک ہفتہ کے اندر آپ کا کام شروع ہو جائے گا' دوسرے ہفتہ کے اندر شروع ہو جائے گا۔ لیکن اب میری پوزیشن یہ ہے کہ میں اس علاقے میں شرمندگی کی وجہ سے نہیں جا رہا۔ حالانکہ یہ سارے کا سارا قصور حکومت کا ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کرتے ہوئے' انہوں نے ہمارے کام تو بند کروا دیے ہیں جبکہ پیپلز ورکس پروگرام 1988ء پر جو کام رکے ہوئے تھے ان کو جاری کر دیا گیا ہے اور جو 1992-93ء کے کام تھے اور موجودہ ہم نے جو کام دیے ہوئے تھے' ان کو صرف اس لیے بند کروا دیا گیا ہے کہ ہم اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں۔

میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ جو کام منظور ہو چکے ہیں۔ جن کا پیسہ حکومت خرچ کر چکی ہے' جن کے ورک آرڈر جاری ہو چکے ہیں' ان کاموں کو جاری کیا جائے تاکہ جو قوم کا پیسہ خرچ ہو چکا ہے وہ ضائع نہ جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ' جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! بے شک یہ تحریک استحقاق ابھی ابھی مجھے ملی ہے۔ بہرحال اس میں میری یقین دہانی کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور جناب فاضل محرک فرماتے ہیں کہ مذکورہ منصوبے جو ہیں ان میں سے انہوں نے چار چکوک کے بارے میں لکھا ہے کہ ان کا پیسہ Nespak کو مل چکا ہے اور ورک آرڈرز بھی جاری ہو چکے ہیں۔ انہیں جب میں نے یقین دہانی کروائی تھی تب ایک ان کی تحریک استحقاق تھی جس میں لوکل گورنمنٹ اور مختلف دوسرے ترقیاتی کاموں کے حوالے سے' بجلی کے حوالے سے بھی انہوں نے ایک ہی تحریک استحقاق میں ذکر کیا تھا۔ لیکن اس بارے میں' میں اب بھی ان سے یہ بات کہتا ہوں' آج تو انہوں نے بہرحال تفصیل سے چکوک کا لکھا ہے' تب انہوں نے مجموعی ایک تحریک استحقاق دی تھی جس میں تفصیل درج نہیں تھی۔ میں آج بھی ان سے یہی گزارش کرتا ہوں کہ یہ کم از کم مجھے کوئی وقت فراہم کریں کہ جس وقت میں ان کی موجودگی میں بیٹھ کر متعلقہ محکموں سے بات کر سکوں۔ تکنیکی وہی بات آتی ہے لیکن میں تکنیکی لحاظ سے یا تکنیکی رولز کے لحاظ سے اس تحریک کا جواب دینے سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل محرک کے بجلی کے حوالے سے ان دیہات کے منصوبہ جات جن کے پیسے Nespak کو موصول ہو چکے ہیں' ٹینڈرز جاری ہو چکے ہیں اور خاص طور پر یہ

کہ ورک آرڈرز جن کے جاری ہو چکے ہیں۔ ان میں سے جتنے آج تک فنڈز مذکورہ محکموں کو ملے ہیں اور ورک آرڈرز جاری ہوئے ہیں میں آج بھی اپنے اور صوبائی حکومت کے اثر و رسوخ کے ذریعے سے ان کے یہ کام مکمل کروانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا لیکن یہ کام بہرحال وفاقی حکومت کا ہے۔ بجلی کا جو کام ہے یہ وفاقی حکومت سرانجام دیتی ہے' صوبائی حکومت سرانجام نہیں دیتی لیکن میں فاضل محرک سے آج پھر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنا وقت یہاں پر صرف کرتے ہیں اس سے کوئی آدھا وقت ' agitate کرنے میں جتنا یہ وقت صرف کرتے ہیں اس سے آدھا وقت مجھے دے دیں' میں ان کا مشکور ہوں گا اور ان کے حلقوں کے ان مذکورہ معاملات اور جو مذکورہ منصوبہ جات ہیں ' ان کے لیے خلوص نیت کے ساتھ ان کے یہ کام کروانے کے لیے اب بھی میں پوری کوشش کروں گا اور انشاء اللہ جن پر ورک آرڈرز جاری ہوئے ہیں' ان پر کام کروائیں گے اور کروا کر انھیں انشاء اللہ دکھائیں گے۔

جناب سپیکر! بہرحال تکنیکی لحاظ سے یہ تحریک استحقاق رول 55 کے زمرے میں نہیں آتی۔ یہی تحریک استحقاق نہیں بنتی اور یہ خلاف ضابطہ ہے۔ بہرحال تکنیکی لحاظ سے جناب سپیکر یہ تحریک استحقاق قواعد و ضوابط کے ضمرے میں نہیں آتی اور یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اور یہ خلاف ضابطہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی چودھری شوکت داؤد۔ میرے خیال میں ان کی یہ بات کافی ہے۔

چودھری شوکت داؤد، آپ کا شکریہ۔ اور میں وزیر موصوف کا بھی شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ہمدردی سے میرے اس مسئلے پر غور کیا ہے۔ جناب والا۔ کام تو میں نے وہ بتائے ہیں جن کے Work order جاری ہو چکے ہیں باقیوں کا تو چلیں میں ذکر نہیں کرتا اور technically بھی واپڈا کام کرنے کے لیے تیار ہے۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ جتنے Bureaucrats دنیا میں طوطا چشم ہوتے ہیں اتنا اور کوئی نہیں ہوتا جو بھی حکومت ہوتی ہے اس کو خوش کرنے کے لیے وہ دن رات خوشامد میں لگے رہتے ہیں کیونکہ جناب والا مجھے پتہ چلا ہے کہ شاید یہ اپوزیشن کا رکن ہے اگر اس کا کام کر دیا تو کوئی ناراض نہ ہو جائے۔ تو جناب میں آدھا وقت تو کیا پورا وقت دینے کو تیار ہوں یہ اجلاس کے دوران ان کو بلالیں اور میرے ساتھ ایک میٹنگ کروا دیں میں اسے press نہیں کرتا میرا مسئلہ حل کروا دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ ٹھیک ہے مہربانی ----- وزیر قانون صاحب انہوں نے مہربانی کی ہے وہ press نہیں کرتے لیکن آپ نے جو کہا ہے اس کی تکمیل ضرور ہونی چاہیے۔

وزیر قانون، بالکل جناب سپیکر۔ میں انہیں بلانے کو تیار ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ مہربانی۔ شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں کل میں نے تحریک التوائے کار نمبر 1 ملتوی کی تھی۔

سید تابش الوری، جناب والا۔ میری ایک تحریک استحقاق ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے بھی ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر، وہ تو جناب dispose of ہو گئی۔ وہ تو ختم ہو گئی۔

سید تابش الوری، جناب والا۔ کون سی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نمبر 8 ابھی میں نے dispose of کی ہے۔

سید تابش الوری، لیکن اس کا نمبر تو 6 ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ وہ تو ہم اب آگے چلے گئے ہیں۔ میں نے آپ کا نام بلایا تھا مگر آپ حاضر نہیں تھے۔ آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔

سید تابش الوری، لیکن جناب تحریک استحقاق کا وقت تو ابھی آیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں۔ جو فاضل رکن اس وقت نہیں ہو گا جب اس کو call کیا جاتا ہے تو وہ dispose of تصور ہوتی ہے۔ اسے ملتوی نہیں کیا جا سکتا۔

سید تابش الوری، جناب والا۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کی یقین دہانی یہ تھی کہ تحریک استحقاق----

جناب قائم مقام سپیکر۔ وہ تو راے صاحب۔ سپیکر صاحب نے کہا تھا اور وہ بھی ایک دو کے بارے میں کہا تھا اور اس کے کہا تھا کہ آئندہ ہم یہ نہیں کریں گے۔

سید تابش الوری، لیکن ایسا اعلان تو نہیں ہوا۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں اعلان ہوا ہے۔

سید تابش الوری، یہ میرے خیال میں آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، نہیں یہ پہلے کا فیصلہ ہے۔ دیکھئے کل میں نے کہا تھا کہ ہم کل نو بجے ضرور آئیں گے پھر بھی میں تو بجکر بیس منٹ پر یہاں آیا ہوں۔ تلاوت کلام پاک ہوئی ہے۔ ساڑھے نو بجے کاروائی شروع ہوئی ہے اس کے بعد پھر یہ صورت حال ہے اگر فاضل اراکین کو اپنے حقوق کو خود ہی احساس نہ ہو اور آپ کو یہ بھی پتہ ہے کہ آج وقفہ سوالات بھی نہیں تھا تو اس میں یہ ہونا تھا مہربانی شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا یہ میرا ہی استحقاق نہیں بلکہ یہ پورے ایوان کا استحقاق ہے آڈیٹر جنرل کی رپورٹ پورے صوبے کے حسابات سے متعلق ہوتی ہے اور اسے اس صوبے کے سب سے بڑے ایوان میں پیش کیا جانا چاہیے یہ صرف میرا ہی نہیں آپ کا بھی استحقاق ہے۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر۔ Point of order۔

جناب قائم مقام سپیکر، جی۔ ایس۔ اے حمید صاحب۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب سپیکر۔ میں نہایت ہی ایک اہم قومی اہمیت کے مسئلے کی طرف آپ توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ قرارداد ایٹمی پروگرام کے بارے میں ہے کہ۔

"یہ ایوان مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی سالمیت اور استحکام کے حامل ایٹمی پروگرام کو ------

وزیر قانون، جناب والا۔ یہ تحریک کس سلسلے میں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔ جناب ایس۔ اے حمید صاحب میری بات تو سنیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں۔ ہم نے اس ایوان کو قانون اور قاعدے کے مطابق چلانا ہے آپ سے بڑھ کر قانون اور قاعدہ کون جانتا ہے آپ پچھلی اسمبلی میں بھی ممبر تھے اب بھی ہیں آپ کافی سمجھ دار فاضل رکن ہیں اپوزیشن میں بھی آپ بڑے مقتدر ہیں جب آپ گورنمنٹ پارٹی میں تھے اس وقت بھی آپ بڑے مقتدر تھے آپ ماشاء اللہ کافی سمجھ دار ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے فاضل اراکین۔ تابش الوری جیسے منشاء اللہ بٹ۔ شوکت داؤد جو فاضل اراکین کام میں دلچسپی لیتے ہیں اگر یہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کہ رولز یہ ہیں ان کی خلاف ورزی کریں تو میرے خیال میں یہ بہتر روایت نہیں ہوگی کیونکہ اس طرح کے پوائنٹ آف آرڈر کا نام لے کر اپنے قرارداد کو پڑھنا شروع کر دینا میرے خیال میں ہمارے نئے آنے والے دوسرے ساتھیوں کے لیے اچھی رہنمائی نہیں ہو گی تو میں آپ سے یہی اپیل کرتا ہوں کہ جو بھی طریق کار ہے اور جو بھی Rules of Procedure ہیں ان کے مطابق اس ایوان کو چلائیں اس میں ہماری عظمت ہو گی۔ مہربانی۔

جناب ایس۔ اے حمید، جناب والا۔ میں آپ کی بات کو دل سے تسلیم کرتا ہوں۔ آپ نے بالکل ٹھیک بات کہی ہے لیکن جو بات میں آپ کو point out کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ میں نے آپ کو صرف اس کا متن بتایا ہے۔ آپ مجھے موقع تو دیں تاکہ میں بات کر سکوں۔

جناب قائم مقام سپیکر۔ آپ میری بات تو سنیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی emergency ہے تو اسے آپ چیمبر میں سپیکر کے نوٹس میں لائیں اور وہ وزیر قانون کو بلائیں اور وہ دیکھیں۔۔۔۔۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب والا۔ یہ میں نے جمع کروائی ہوئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر، قرارداد کا تو ایک طریقہ ہوتا ہے۔ ہم وزیر قانون سے پوچھ لیتے ہیں اگر ان کے نوٹس میں ایسی کوئی بات ہے۔۔۔۔۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں انتہائی مودبانہ طریقے سے آپ کی خدمت میں بھی عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے فاضل اراکین اپوزیشن سے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسمبلی کا اجلاس اپنے طور پر ایک اہم واقعہ ہوتا ہے اور اسی طریقے سے جو اسمبلی کا بزنس ہوتا ہے اسے کسی طور پر بھی۔ اس کے ایجنڈے کے کسی حصے کو بھی اہم قرار دینا مناسب بات نہیں۔ resolutions کے لیے بھی ایک طریقہ کار ہے تحاریک التوائے کار اور تحاریک استحقاقات کے لیے بھی ایک طریقہ کار ہے ان کی urgency کے بارے میں اور ان کی اہمیت کے بارے میں اور فوری نوعیت کا معاملہ ہونے کے بارے میں رولز موجود ہیں اور آئے روز ایک نئے معاملے کو لے کر آنا اور یہ کہنا کہ جناب سپیکر رولز معطل کر کے قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے یہ مناسب روایات نہیں ہیں قراردادوں کے لیے resolutions کے لیے Private Members day موجود ہے اس روز ان قراردادوں کو اہم سمجھتے ہیں

انہیں یہ اس روز لا سکتے ہیں لیکن آج ان ہی تحریک التوائے کار کے لیے جو وقت مقرر ہے اور یہ ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ فوری نوعیت کی ہیں یہ ضروری ہیں اس لیے جناب سپیکر آئے روز رولز معطل کرنے کی حمایت نہیں کر سکتا اور پھر اگر کوئی بہت ضروری بات ہے تو انہیں چاہیے کہ یہ آپ کے نوٹس میں بھی لائیں اور مجھے بھی بتائیں اس وقت جس قرارداد کی یہ بات کر رہے ہیں اس کی تو میں ابھی تک صورت بھی نہیں دیکھی مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ اس کے الفاظ کیا ہیں اور وہ تحریک کیا مقصد رکھتی ہے یا وہ قرارداد ۔ اس لیے جناب سپیکر اسے Out of turn کی اجازت نہ دی جائے اور ایوان کی اعلیٰ روایات کو قائم رکھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے ۔ شکریہ جناب سپیکر ۔

جناب ایس ۔ اے ۔ حمید ، جناب سپیکر! میں آپ کی بات سے متفق ہوں ۔ لیکن یہ اہم اس لیے ہے کہ پاکستان کی آزادی اور اس کی سالمیت کے منافی یہ پروگرام تیار کیا جا رہا ہے کیا ہم رولز اور ضوابط میں الجھے بغیر اس بات کو زیر بحث نہیں لا سکتے ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے اس کا باقاعدہ نوٹس دیا ہے میں صرف اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب رولز ہمیں اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ ہم انہیں معطل کر کے قومی اہمیت کے مسئلے پر بات کر سکتے ہیں تو میں نہیں کہ اس میں اپوزیشن اور سرکاری بنچوں کا کوئی اور موقف ہو جناب سپیکر یہ بہت مسئلہ ہے معین قریشی صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ پاکستان اپنا ایٹمی پروگرام cap کر چکا ہے ۔ اب امریکہ کے اشارے پر جناب سپیکر پاکستان کی آزادی کے منافی بات اور پاکستان کی سالمیت کے منافی بات کو ہم تسلیم کر لیں اور یہاں پر قرارداد کو اس لیے نہ آنے دیں ------

جناب قائم مقام سپیکر ۔ آپ ایسا کریں۔ آپ وزیر قانون صاحب سے مل لیں اور اس کی کاپی دیکھ لیں اس کے بعد میں اس بارے میں بات کروں گا۔

اب ہم جناب لیتے ہیں جی ------

جناب امان اللہ خان، (Point of order) جناب والا ۔ یہاں پر بات تو روایات کی ہو رہی تھی تو جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کہاں کی روایت ہے کہ ایوان میں کورم پورا نہ ہو اور ایوان کی کاروائی چلتی رہے ۔ لہذا میں کورم کی نشان دہی کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر ۔ آپ نے کیا بات کی ہے ۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا میں نے تو اردو میں بات کی ہے اور یہ ہماری قومی زبان ہے ۔ یہاں پر بات روایات کی ہو رہی تھی ۔ تو جناب والا یہ کہاں کی روایت ہے کہ ایوان میں کورم نہ ہو اور اس کی کاروائی چل رہی ہو ۔ لہذا میں کورم کی نشان دہی کرتا ہوں ۔

جناب قائم مقام سپیکر، آپ کورم کی نشان دہی کرتے ہیں ۔

جناب امان اللہ خان، جی جناب والا ۔

جناب قائم مقام سپیکر، کورم point out ہوا ہے ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ پانچ منٹ کے لیے

گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(نو بج کر پچاس منٹ پر گھنٹیاں بجنی شروع ہوئیں)

(جناب قائم مقام سپیکر دس بج کر چونتیس منٹ پر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب قائم مقام سپیکر، گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ..... ہاؤس میں کورم نہیں لہٰذا اجلاس اتوار شام چار بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس

اتوار' 24۔ اپریل 1994ء

(یک شنبہ' 12 ذی القعدہ' 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبرز' لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر' محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ
الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا
فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ
جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾
وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا

سورۃ الزمر آیات 46 تا 48

کہو کہ اے خدا (اے) آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے (اور) پوشیدہ اور ظاہر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں میں ان باتوں کا جن میں وہ اختلاف کرتے رہے ہیں فیصلہ کریگا۔ اور اگر ظالموں کے پاس وہ سب (مال ومتاع) ہو جو زمین میں ہے اور اس کے ساتھ اسی قدر اور ہو تو قیامت کے روز برے عذاب (سے مخلصی پانے) کے بدلے میں دے دیں۔ اور ان پر خدا کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا جس کا ان کو خیال بھی نہ تھا۔ اور ان کے اعمال کی برائیاں ان پر ظاہر ہو جائیں گی اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

وما علینا الا البلاغ○

پوائنٹ آف آرڈر

ترقیاتی منصوبوں کو معرض التواء میں رکھنا

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کو ایک خوش گوار سفر سے واپسی پر دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتا ہوں اور آپ کے گوش گوار صرف اتنی بات کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی عدم موجودگی میں ہمارے ساتھ بہت زیادتی کی گئی ہے۔ خاص طور پر پنجاب کے تقریباً ساڑھے تین کروڑ عوام کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کرنے کے لیے ایک پروگرام کے تحت ان کے تمام ترقیاتی منصوبوں کو آج تک معرض التواء میں رکھا گیا ہے۔ اور اس بارے میں ہم نے یہاں جتنی بھی تحاریک پیش کیں ان کو guillotine کیا گیا' ان کو kill کیا گیا۔ جناب سپیکر' میری آپ سے استدعا ہے کہ پنجاب کے عوام کی بہتری کے لیے اور ان عوام کے لیے جنھوں نے خاص طور پر اس ملک کو بنانے میں بہت ہی اہم کردار ادا کیا ہے' لاکھوں قربانیاں پیش کی ہیں' ان کے حقوق کے تحفظ کے لیے ایسی کوئی بھی کوشش آپ کے ہوتے ہوئے۔ کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں۔ آپ کے ہوتے ہوئے ایسی کسی بھی کوشش کو پذیرائی نہیں ملنی چاہیے۔ اور ان تمام سکیموں کو جو وزیر اعلیٰ صاحب نے یہاں ہاؤس میں واضح طور پر کہا تھا کہ پنجاب کے تمام علاقوں میں شروع کی جائیں گے۔ جناب سپیکر! ان کو بلاامتیاز شروع کرنے کے لیے آپ کو اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، مہربانی۔ لاء منسٹر صاحب' آپ فرمائیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میرے خیال میں صورت حال ایسی ہے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر بے شک آپ ہی کو رولنگ دینی ہے۔ لیکن جس حوالے سے فاضل ممبر نے ذکر کیا ہے' میں آپ کے نوٹس میں صرف اتنی بات لانا چاہتا ہوں کہ جن تحاریک کے kill کیے جانے کی بات کی گئی ہے' یہ اسی چیئر کی رولنگ ہے۔ جناب ڈپٹی سپیکر' بلکہ وہ آپ کی عدم موجودگی میں یہاں پر بطور قائم مقام سپیکر کے فرائض انجام دے رہے تھے' انھوں نے مذکورہ تحاریک پر رولنگ دی ہوئی ہے۔ اور سپیکر کی رولنگ کے خلاف میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی نیا پوائنٹ آف آرڈر اسی سے متعلقہ قابل پذیرائی نہیں۔ شکریہ جناب

سپیکر۔

جناب ایس اے حمید، میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید، یہ پوائنٹ آف آرڈر کی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ ان تحاریک کو kill کیا گیا۔ حالانکہ اگر وزیر اعلیٰ یہاں پر فرماتے ہیں کہ ترقیاتی فنڈ سب کو ملیں گے۔

جناب سپیکر، کیا جن لوگوں نے یہ تحریکیں پیش کی تھیں وہ موجود تھے۔

جناب ایس اے حمید، جناب، کچھ موجود تھے، کچھ موجود نہ تھے۔ لیکن یہ تحریک تو سب کی طرف سے پیش کی گئی تھی۔

جناب سپیکر، آپ ایسا کیجیے کہ آپ نے بات تو کر لی ہے۔ اور دوسری طرف سے بھی مؤقف بیان ہوا ہے۔ آپ میرے پاس بھی تشریف لائے تھے، کچھ بات کی تھی۔ آپ میرے پاس چیمبر میں تشریف لائیے۔ اس پر میں آپ سے تفصیل سے بات کروں گا کہ آپ کو کیا شکایت ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ ایک ممبر کی بات نہیں۔ یہ پنجاب کے ساڑھے تین کروڑ عوام کی بات ہے اور وزیر اعلیٰ کی بات ہے۔ یا تو یہ categorically انکار کر دیں کہ ہم نہیں دینا چاہتے۔ ہم ان سے بھیک نہیں مانگنا چاہتے۔ انھوں نے جو کچھ دینا ہے، اپنی حکومت کے نام پہ عوام کو دینا ہے۔ اگر یہ عوام کو کچھ نہیں دینا چاہتے تو یہ categorically کہہ دیں کہ ہم کچھ نہیں دینا چاہتے۔ یہ میری بات نہیں۔ یہ ایک ممبر کی بات نہیں۔

جناب سپیکر، شیخ صاحب، میری بات سنیے۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ ایک کارروائی ہے جو ہو چکی ہے۔ اس پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں۔ آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہے۔ اس دوران بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں۔ آپ اپنا جو مؤقف بیان کرنا چاہتے ہیں وہ بیان کریں۔ لیکن جہاں تک جو سپیکر کے فیصلے ہیں، جس طرح سے وہ ہو گئے ہیں ان کو تو نہیں دہرایا جا سکتا۔ یہ جو مؤقف آپ پیش کر رہے ہیں، اگر آپ کا یہ احساس ہے، آپ اس احساس کے مطابق آج اپنی تقریروں میں بات کیجیے، اور اس کے علاوہ میں آپ کو پیش کش کر رہا ہوں کہ جس طرح آپ یہاں کھڑے ہو کر صرف اپنی نہیں، بہت سے دوستوں کی طرف سے بات کر رہے ہیں، اسی طرح آپ میرے پاس تشریف لائیے اور میرے ساتھ بھی تفصیل سے

بات کیجیے۔ جہاں کہیں کوئی ایسی بات ہے جس سے پنجاب کے عوام کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا ان کا حق مارا جاتا ہے، میں اس حق کی داد رسی کے لیے یقیناً اپنا کردار ادا کروں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ بات کی تہ تک پہنچ گئے ہیں۔ جناب سپیکر، مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہمارے سی اینڈ ڈبلیو کے وزیر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ سکیموں پر اعتراضات لگائے ہیں۔ اور وہ خوش قسمتی سے تمام سکیمیں ایسی ہیں جو اپوزیشن کے ارکان کی ہیں۔اور پھر کچھ لوگوں کو کسی قسم کا اعتراض ملا ہی کوئی نہیں۔ ان کی سکیموں کو ویسے ہی لپیٹ دیا گیا ہے۔ بغیر کسی اعتراض کے لپیٹ دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ اپنی تقریروں میں یہ سارے پوائنٹ بیان کیجیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ تقریروں کا مسئلہ نہیں۔ لاء اینڈ آرڈر کی بات علیحدہ ہے۔ اگر یہ ہمارے عوام کو ان کے بنیادی حقوق نہیں دینا چاہتے تو لاء منسٹر، وزیر اعلیٰ دو ٹوک کہیں۔ اس کے بعد ہم فیصلہ کریں گے کہ ہم نے اگلا step کیا لینا ہے۔

جناب سپیکر، جی، لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل ممبر کہتے ہیں، "ساڑھے تین کروڑ عوام"۔ وہ کہتے ہیں کہ ساڑھے تین کروڑ عوام کی فلاح و بہبود اور ترقیاتی کاموں اور جن منصوبوں سے انہیں فائدہ پہنچنا ہے اس کے بارے میں ہم کوئی واضح بات کریں۔ جناب سپیکر! یہ ایوان ساڑھے چھ کروڑ عوام کا منتخب کردہ ایوان ہے۔ حکومت ساڑھے چھ کروڑ عوام کی ہے۔ میں بھی، میرے ساتھی بھی اور حکومت بھی اور جناب وزیر اعلیٰ بھی ساڑھے چھ کروڑ عوام کی خدمت کا تہیہ کیے ہوئے ہیں۔ ان کی خدمت کے لیے، باقاعدہ فلاح و بہبود کے لیے منصوبہ جات بنائے جا رہے ہیں اور حکومت اپنی طرف سے عوام کی خدمت کے لیے کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جناب وزیر اعلیٰ صاحب عوام کی خدمت کے لیے اپنی commitment پر قائم ہیں اور عوام کی وہ خدمت کر رہے ہیں۔ ہم ساڑھے چھ کروڑ عوام کی نمائندگی اور ترجمانی اور خدمت کر رہے ہیں۔ لیکن جن تحاریک کے حوالے سے اب یہ بات کرنا چاہتے ہیں، وہ rule out ہو چکی

ہیں اور اس ایوان میں سپیکر صاحب کی رولنگ کے ذریعے سے تحاریک رول آؤٹ ہو چکی ہیں وہ دوبارہ اسی سیشن میں زیر بحث نہیں لائی جا سکتیں۔

جناب سپیکر، یہ ان کا مطالبہ بھی نہیں کہ انہیں کو لایا جائے۔ وہ تو ایک جنرل بات کر رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے یہ بات تسلیم کر لی ہے کہ ہماری تحاریک rule out ہو چکی ہیں لہذا ہم انہیں کوئی فنڈز نہیں دینا چاہتے۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ انہوں نے اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ جناب سپیکر! یہ لوگ ایوان میں جھوٹ تو نہ بولیں۔ انہیں جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ اگر یہ عوام کو پیسہ نہیں دینا چاہتے ----

جناب سپیکر، شیخ صاحب! آپ ذرا زیادتی کر رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order آپ خود دیکھیے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ چار چار آدمی اگر حزب اختلاف کی طرف سے ایک وقت بولیں گے تو کیا ہو گا۔ آپ ذرا اندازہ کیجیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں صرف اتنی گزارش کرتا ہوں کہ آپ کی بات ٹھیک ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے پیسے خود نہیں لینے۔ ترقیاتی سکیمیں عوام کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ جناب میاں منظور احمد موہل جو قائم مقام سپیکر تھے انہوں نے ہمارے پانچ منٹ لیٹ آنے کی وجہ سے ان تحاریک کو rule out کر دیا۔ اگر پنجاب کے عوام کو کسی قسم کی سکیم یہ دینا نہیں چاہتے۔ تو یہ بتا دیں۔ اس کے بعد ہم اپنا لائحہ عمل بنائیں گے۔

جناب سپیکر، وہ تو بتا رہے ہیں کہ وہ ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ وہ سب کو حق دینا چاہتے ہیں۔ آپ ان کی statement کو کیوں اور معنی پہنا رہے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ اجازت لے کر بات کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں اتنی عرض کر رہا ہوں کہ اپریل کا مہینہ ختم ہو گیا ہے۔ مئی کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ اور ایک مہینے میں اگر ہماری سکیمیں ہی منظور نہیں ہوئیں تو جناب سپیکر فنڈز کہاں سے آئیں گے۔ مینڈز کیسے ہوں گے؟

جناب سپیکر، آپ نئی تحریک استحقاق پیش کر دیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! تحریک استحقاق کی بات نہیں۔ جناب سپیکر! یہ بڑی سادہ سی بات

ہے کہ وزیر اعلیٰ نے ہاؤس کے فلور پر یہ commitment دی ہے کہ تمام علاقوں میں ترقیاتی کام بلا امتیاز اور بلاتفریق کیے جائیں گے۔ جناب سپیکر! یہ بجٹ تقریر میں بھی لکھا گیا۔ اس کے بعد ہاؤس میں یقین دہانیاں بھی کرائی گئیں ہیں۔ اگر ان تمام باتوں کے باوجود یہ کچھ نہیں کرنا چاہتے تو یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر، وہ تو بتا رہے ہیں کہ وہ کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، جی۔

جناب ایس اے حمید، کب کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب بتائیے۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب کو میں نے call کیا ہے ان کے بعد آپ کی باری ہے۔

میاں فضل حق، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ۔ وزیر قانون صاحب کے بعد آپ بول سکتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے آپ کے سامنے بھی عرض کیا ہے۔ یہ صرف ساڑھے تین کروڑ عوام کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے تو واضح کہا ہے کہ ہماری حکومت ساڑھے چھ کروڑ عوام کے لیے بلا تمیز، بلا تفریق ترقیاتی منصوبہ جات بنا بھی رہی ہے، ان پر عمل بھی کر رہی ہے اور پورے صوبہ پنجاب میں ہم کسی بھی علاقے کو نظر انداز نہیں کر رہے۔ سارے عوام کا اس حکومت پر حق ہے۔ اور سارے عوام کی بلاتمیز خدمت کے لیے جناب وزیر اعلیٰ احکامات اور ہدایات متعلقہ محکمہ جات کو دے کر وہاں پر ترقیاتی رفتار تیز کر رہے ہیں اور تیز کرنے کی ہدایات دی گئی ہیں۔ اس لیے کہیں بھی کسی بھی حلقے میں، کسی بھی علاقے میں عوام کے ساتھ تفریق کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں۔ یہ خواہ مخواہ ایک بات کو issue بنایا جا رہا ہے۔

وزیر اوقاف (چودھری محمد شاہنواز چیمہ)، جناب سپیکر! مجھے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔

وزیر اوقاف، (پنجابی) جناب سپیکر ! میرے معزز دوست صحیح فرما رہے ہیں۔ ان کے ساتھ آپ کی غیر حاضری میں بہت ناانصافی ہوئی ہے۔ہمیشہ سے پنجاب گورنمنٹ میں یہ روایت تھی۔ رواج تھا اور یہ رواج کے خلاف کے بات ہوئی ہے کہ پیسے ممبر لیتے تھے۔ وہ یہ پیسے اپنے ذاتی استعمال پر خود خرچ کرتے تھے۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ یہ روپیہ منصوبوں پر خرچ ہونا ہے ۔ اور ان کی خواہش ہے کہ منصوبوں پر خرچ نہ ہو بلکہ ہمارے اوپر خرچ ہو۔

جناب سپیکر، میاں فضل حق !

میاں فضل حق، جناب سپیکر! تلاوت قرآن پاک کے بعد جو چیز ہم آپ کے نوٹس میں لائے ہیں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ وزیرصاحب نے تین دفعہ کھڑے ہوکر ساڑھے چھ کروڑ عوام کی بات کی ہے۔ میں مانتا ہوں کہ آپ یہاں پنجاب کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ہمارے جو اپوزیشن کے حلقے ہیں ان کے لیے انہوں نے کون سی سکیمیں اپنے طور پر ہماری سکیمیں ردکر کے تیار کی ہیں۔ بات تو یہ ہے کہ ہم اپنے حلقوں کی بات کر رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے کہ پورے پنجاب میں ایسا چیف منسٹر صاحب کر رہے ہیں۔ ضرور کریں۔ وہ ہیں بھی اسی کام کے لیے۔ اگر وہ چیف منسٹر ہیں تو ان کو چاہیے کہ پنجاب کی ڈویلپمنٹ کے لیے کام کریں۔ چیمہ صاحب نے بات کی ہے کہ پیسے جیب میں جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ غلط بات کر رہے ہیں۔ انہوں نے ہاؤس کے فلور پر بات کی ہے۔ یہ ثابت کریں کہ کسی ممبر کو آج تک کیش ملا ہو ۔ ہمیشہ ڈویلپمنٹ سکیمیں دی جاتی ہیں۔ ٹینڈر کال ہوتے ہیں اور اس کے بعد وہ سکیمیں واسا ' ایل ڈی اے کے ذریعے کنٹریکٹرز کو دی جاتی ہیں۔ جب آپ کے منسٹر یہ فرما رہے ہیں کہ ہم ڈویلپمنٹ ضرور کریں گے۔ ہم کہتے ہیں ضرور کریں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ ہماری اپوزیشن کی سکیموں کو رد کر دیا گیا ہے۔ میں معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ لاہور سے ہیں ۔ آپ کی سکیموں کے متعلق میں اور پیٹر گل صاحب گواہی دینے کو تیار ہیں کہ جب اسمبلیاں وجود میں آئیں ان کے پندرہ دنوں کے بعد ان کے لیے فنڈ release کردیا گیا۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں میں یہ ثابت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ without any scheme money was released in his favour .Why this was done? They

have been doing like this. This is unfair. This is not parliamentary system. جس کے اندر آپ اپوزیشن کے ساتھ ایسی بات کرتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، جناب والا! ابھی کچھ دیر پہلے یہاں کے وزیر دربار کچھ فرما رہے تھے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جس دن سے وزیر صاحب نے چارج لیا ہے ہسٹری میں پہلی دفعہ چار ڈاکے درباروں پر پڑے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، جناب والا! میں کچھ وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، I rule it out . It is not a point of order . کیونکہ یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، right Sir میں اصل مقصد پر آتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب انعام اللہ خاں نیازی، جناب والا! بات یہ ہے کہ یہ ہماری اسمبلی اس وقت میرا خیال ہے کہ پنجاب میں سب سے superior وہ ڈیپارٹمنٹ ہے جہاں قانون سازی ہوتی ہے۔ ساری حکومت پنجاب کی اور ممبران اس اسمبلی کے ساتھ چلتے ہیں۔ میں جناب والا! آپ کے گوش گزار ایک ایسا مسئلہ کرنا چاہتا ہوں اور اس کا کوئی جواب بھی چاہیے۔ خالی یہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات ختم نہیں ہونی چاہیے۔ بات یہ ہے کہ جو ہمارے وزراء یا ممبر حضرات فلور پر کھڑے ہوکر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں۔ غلط نگرز دیتے ہیں، غلط سٹیٹمنٹ دیتے ہیں اور اس اسمبلی کا مذاق اڑاتے ہیں تو اس کا کوئی سدباب کیا جا سکے گا یا نہیں؟ آج ہم جس بات پر رو رہے ہیں، ہم جس بات پر چیخ رہے ہیں وہ ہیں ہمارے ترقیاتی فنڈز۔ جناب وزیر اعلیٰ نے، جناب وزیر قانون نے اور جناب وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے فرمایا کہ ہم فنڈز دے رہے ہیں۔ ہم فنڈز دیں گے۔ 101 ممبران کی سکیموں کی غلطیاں نکلیں اور ہمارے وہ علاقے جہاں پر غریب پانی کی بوند کو ترستے ہیں۔ ہمارے وہ علاقے جن کے معصوم بچے پرائمری تعلیم کو ترستے ہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیے پوائنٹ آف آرڈر لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہوٹنگ تو بند کرائیں۔

جناب سپیکر، آپ مختصر کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! ہوا یہ ہے کہ 246 کے ہاؤس سے صرف 101 بندے (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، آپ مختصر کریں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! بات یہ ہے کہ (قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER: I call the House to order.

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! کیا ہمارے ہی 101 بندوں کی سکیموں سے غلطیاں نکلیں؟ میرے علاقے کے حاجی اکرام اللہ خاں بیٹھے ہیں۔ عبدالرحمان خاں بیٹھے ہیں' ان کی سکیموں کے ٹینڈر ہوگئے۔ ان کے ہاں تعمیراتی کام شروع ہو چکے ہیں۔ لیکن وہاں کے ہم دو مسلم لیگی ممبر ہیں جن کے فنڈز کے متعلق ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! اس بارے میں وزیر قانون صاحب اور وزیر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے یہ پوچھا جائے کہ ٹھیک ہے ہمیں یہ فنڈز دیں گے۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں نے اس روز بھی جناب کی عدم حاضری میں ہاؤس کو بڑے مختصر طریقے سے عرض کیا تھا' آج بھی میرے مختلف معزز ممبران نے اسی مسئلہ پر پوائنٹ آف آرڈر کیے ہیں اور انشاء اللہ میں بڑے مختصر طریقے سے ہاؤس کو عرض کروں گا۔ اگر ریکارڈ سے دیکھا جائے تو جناب والا! میں نے اس روز بھی اپنے معزز ممبران اسمبلی کو یقین دہانی کرائی تھی اور میرے معزز ممبران کو اگر یاد ہو تو میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ ترقیاتی فنڈز جو ہیں' یہ صوابدیدی فنڈز جو ہیں' یہ as right کسی ممبر کا حق نہیں وزیر اعلیٰ کی تقریر جو انہوں نے بجٹ کے دوران کی' انہوں نے بھی لفظ عوامی نمائندگان کا استعمال کیا ہے' نہ اس میں یہ لکھا ہے کہ ایم این اے کو دیا جائے گا' ایم پی اے کو دیا جائے گا' کسی کونسلر کو دیا جائے گا۔ بہرحال انہوں نے عوامی نمائندگان کا لفظ استعمال کرتے ہوئے میزانیہ میں تقریر کی۔ تو جناب سپیکر! میں نے اس روز بھی ان سے عرض کیا تھا کہ ہم نے ایک

ایک کیس کا بغور جائزہ لیا ہے اور ہم لے رہے ہیں۔میرے فاضل ممبران جو اس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ وہ تو میری شکل سے واقف نہیں۔ میں واشگاف الفاظ میں آپ کو یہ اعلان کرتا ہوں کہ میرے ایک دوست نے اس روز بھی پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کی تھی وہ یہی تھی۔ میں نے کہا بھئی آپ میرے پاس اگر گذشتہ چھ ماہ میں تشریف لاتے تو آپ مجھے بخوبی جانتے' میں آپ کو جانتا۔ ساتھ ہی ساتھ میں یہ عرض کر دیتا ہوں کہ ہم نے ان کے اعتراضات جان بوجھ کر نہیں لگائے۔ انہوں نے خود اعتراضات لگائے ہیں۔ انہوں نے غلط فورم پر اپنی جو چیزیں تھیں وہ داخل کیں۔

جناب والا ! ایک محرک نے تحریک استحقاق پیش کی ہے' اس نے بجائے اس کے کہ ڈسٹرکٹ کمیٹی کا ڈپٹی کمشنر انچارج ہوتا ہے' اس نے ADCG کو وہ سکیم دے دی ہے۔

جناب سپیکر! ان کے جو اعتراضات تھے' میں نے اس روز بھی ان سے یہ عرض کیا تھا کہ ان پر ہی نہیں بلکہ برسراقتدار گروپ کے میرے کافی ساتھی' جو میرے پاس بار بار آتے ہیں' میں ان سے بھی یہی سلوک کرتا ہوں کہ آپ اس کو دور کرائیں گے تو تب آپ کو فنڈز دیے جائیں گے۔ کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔ کسی سے امتیازی سلوک اس لیے نہیں کیا جائے گا کہ امتیازی سلوک جب برسراقتدار سے ہو سکتا ہے تو ان سے ---(قطع کلامیاں) میں کہتا ہوں کہ یہ میرے پاس تشریف لائیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب سپیکر! یہ اسمبلی کے فلور پر کھڑے ہو کر غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نیازی صاحب ' behave your self

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! یہ میرے پاس تشریف لائیں۔ میں نے اس روز بھی ان سے عرض کیا تھا کہ میرے دروازے آپ کے لیے' معزز ممبران' ہر ممبر کے لیے کھلے ہیں۔ ایمان داری' دیانت داری سے پہلے بھی کام کیا ہے۔ اب بھی ایمان داری سے کام کریں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: مؤکل صاحب۔

سردار حسن اختر مؤکل: جناب سپیکر ! میں بڑے افسوس سے یہ عرض کروں گا کہ میرے نہایت ہی محترم وزیر صاحب نے اس دن بھی یہی بات کی کہ میرے پاس کوئی آتا۔ میری شکل سے واقف نہیں ہم بغور جائزہ لے رہے ہیں۔ بے شمار غلطیاں ہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ ہے کہ جیسے میرے محترم وزیر

قانون بار بار فرما رہے تھے کہ ہمارے بنچز سے ساڑھے تین کروڑ عوام کی بات ہو رہی ہے۔ وہ اس لیے ہو رہی ہے کہ ہم آدھے ہاؤس کو represent کرتے ہیں' آدھی آبادی کو represent کرتے ہیں۔ پنجاب کی آدھی آبادی کو اس سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ بات یہ نہیں ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ پیسے ہمیں دے دیں۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ان حلقوں میں جہاں کے عوام نے ہم پر اعتماد کرتے ہوئے ہمیں elect کیا ہے۔ ان حلقوں میں ترقیاتی سکیمیں جاری ہونی چاہییں۔ ہمیں اس سے کوئی محبت نہیں کہ یہ کسی اپنے وہاں کے ورکر کے through وہاں پر کرائیں یا کسی ڈیپارٹمنٹ کے through کرائیں یا وہاں کسی اپنے ایم این اے کے through کرائیں' یہ کسی کے through کرائیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، یہ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جناب چیمہ صاحب! ادھر دھیان دیجیے۔ جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اعتراض ہے تو صرف اس بات پر ہے کہ ان عوام کا کیا قصور ہے؟ جنہوں نے حکمران پارٹی کے لوگوں کو ووٹ نہیں دیا۔ کیا وہ پنجاب کے رہائشی نہیں؟ کیا وہ پنجاب کے رہنے والے نہیں؟ جہاں تک وزیر موصوف کی بات کا تعلق ہے۔ اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ لوگ ان کی شکل سے واقف نہیں تو کوئی ایسی بات نہیں۔ یہاں پر بے شمار ممبرز ایسے ہوں گے جو ایک دوسرے سے واقف نہیں۔ اس میں اتنا ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ اگر شکل سے واقف کروانے کا یہی حل انہوں نے سوچا ہے تو یہ بہت نازیبا بات ہے۔ یہ تو بڑی غلط بات ہے۔ جہاں تک بغور جائزہ لینے کا تعلق ہے تو وہ جائزہ لیتے رہیں۔

خاک ہو جائیں گے ہم ان کو خبر ہونے تک

جناب والا! ان کی ایک بات کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ یہ فرماتے ہیں کہ through ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی جو ہے اس کو یہ بتا دیا گیا کہ کہاں پر کیا نقص ہے؟ میں اس ہاؤس کے فلور پر کھڑے ہو کر چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ صرف زیادہ کی بات نہیں ایک ہی بات یہ اپنے وثوق سے پھر اٹھ کر کہہ دیں کہ ضلع قصور میں مجھے وہاں کی ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی یا ڈپٹی کمشنر نے یہ بتایا ہو کہ تمہارے منصوبہ جات پر یہ اعتراضات لگ کر آتے ہیں تو ہم سب منصوبہ جات چھوڑتے ہیں نمبر ایک۔ نمبر دو بات یہ ہے کہ اگر ہم لوگ جو پبلک کے نمائندگان ہیں' اگر ہماری باتوں میں اتنا وزن نہیں تھا' اگر ان میں

اخلاقی جرأتیں نہیں تھیں تو یہ اس وقت ہم سے منصوبے مانگنے کیوں گئے؟ ایک دن ہمارے پاس اے ڈی ایل جی آیا کہ جناب کل شام تک منصوبہ جات چاہئیں۔ اے ڈی ایل جی ہمارے پاس بیٹھے۔ ہم کہتے رہے کہ جناب والا ! تین چار دن ٹھہر جائیے۔ ہم دیکھتے ہیں اور ترجیحی بنیادوں پر جو منصوبہ جات ہیں وہ بتاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہمیں تو ڈپٹی کمشنر کا پیچھے سے حکم ہے کہ ابھی لے کر آؤ۔ وہ منصوبے دیے۔ تیسرے دن ڈپٹی کمشنر کی چٹھیاں آئیں۔ اگر وزیر منصوبہ بندی' یہ فرمائیں تو میں ان چٹھیوں کی نقول ان کو مہیا کر سکتا ہوں کہ وہ اے ڈی ایل جی کو جو منصوبے آپ نے دیے تھے ان کو چھوڑیں' نئے سرے سے submit کریں۔ نئے سرے سے ایک دو دن کے اندر کریں۔ دو دن کے اندر وہ submit کیے ہیں تو اس کے بعد آج تک میں یہ فلور آف دی ہاؤس پر حلفاً کہتا ہوں۔ وزیر منصوبہ بندی میرے اس چیلنج کو قبول کریں کہ ڈپٹی کمشنر قصور سے یہ پوچھیں یا یہ ثابت کر دیں کہ آج کے دن تک جبکہ میں یہاں بول رہا ہوں اگر انہوں نے ایک مرتبہ بھی ہمیں یہ کہا ہو کہ یہ منصوبہ جات جو feasible نہیں ہیں' دوبارہ بنا کر دو۔

جناب والا! رہی بات feasibility کی تو یہ کس feasibility کی بات کرتے ہیں۔ کون ان سے یہ کہتا ہے کہ دریائے ستلج پر آپ fly over بنا دیں یا اسے انڈر گراؤنڈ بنا دیں۔

جناب والا ! سکولوں کا بننا' سولنگ کا لگنا' چار دیواری کی تعمیر ہونی' اس میں feasible ہونے یا نہ ہونے کی بات کیا ہے۔

جناب والا! میں بات کو ختم کرتا ہوں' میں آپ کا رجحان بھی دیکھ رہا ہوں۔ آپ بھی سچے ہیں۔ میں آخر میں یہ کہتا ہوں کہ یہ جو جمہوریت کے چیمپئن بنتے ہیں۔ اس فلور آف دی ہاؤس پر ' جمہوریت کا جو سب سے بڑا ادارہ گنا جاتا ہے' یہ پنجاب اسمبلی کا ایوان جو ہے ' یہاں پر کھڑے ہو کر اخلاقی جرأت کا مظاہرہ کریں اور یہ کہہ دیں کہ پنجاب کے وہ لوگ' وہ حلقہ جات ' جن کو یہ لوگ represent کر رہے' ہم جو ان بنچز پر بیٹھے ہیں' ہم represent کر رہے ہیں' ہم نمائندگی کر رہے ہیں' ان کو ترقیاتی فنڈز نہیں دیے جائیں گے' وہاں ترقیاتی کام نہیں کیے جائیں گے۔ ہم معاف کرتے ہیں۔ ہم ان لوگوں سے کہہ دیں گے کہ آپ نے بھی سن لیا' ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ بھنی نہیں دیتے' کیا کریں؟

جناب سپیکر، اب تشریف رکھیں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! آخر میں پھر عرض کروں گا۔۔۔۔

جناب سپیکر، اب آپ تشریف رکھیے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! ایک آخری بات۔۔۔۔ جو یہ ساتھ ساتھ کہتے ہیں کہ ہمارے بھی کچھ ممبرز کے منصوبہ جات نہیں ہیں۔ میں یہ کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتا کہ وہ ' وہ ممبرز ہوں گے' وہ ان کے اراکین ہوں گے' وہ ان کے دوست ہوں گے کہ جن پر ان کو یقین نہیں کہ شاید یہ ہمیں کل کو چھوڑ دیں۔ان کے منصوبہ جات رکھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر !۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ بیٹھیں۔ میں بات کرنا چاہتا ہوں اور یہ اس سلسلے میں آخری بات ہے۔ میں نے اس موضوع پر اتنی لمبی گفتگو کی اجازت اس لیے دی ہے اور وقفہ سوالات کو چھوڑ کر اس پر تفصیل سے بات ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی سب سے بڑی ذمہ داری پنجاب کے عوام کی طرف یہ ہے کہ پنجاب کے کسی بھی شخص وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتا ہو' کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو' کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو' جس طرح اس کی جان 'مال' عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اسی طرح اس کی معاشی ترقی بھی حکومت پر فرض ہے۔ خواہ وہ کسی جماعت کا ووٹر ہو کسی جماعت کا سپورٹر ہو اور اسی نے نقطہ نظر کے تحت یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔ اور میں حکومت سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ پنجاب کے تمام علاقوں کی تمام ترقیاتی سکیموں پر ایک نظر کے ساتھ یکساں مساویانہ طور پر عمل کیا جائے اور اس پر کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر، اب اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات۔ وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ سوالات کے جوابات دیں گے۔ سوال نمبر 2۔

میاں عمران مسعود، (ان کے ایما پر) سوال نمبر 2

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! آپ کی بات کے بعد کچھ عرض کرنا مناسب نہیں لگتا لیکن

میں بہت دیر سے کھڑا ریکارڈ کی درستگی کے لیے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، اگر تو پرانے مسئلے پر بات ہے تو نہ کریں۔

وزیر صحت، یہ آپ کی تائید کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، میں شکریہ بھی نہیں چاہتا اور تائید بھی نہیں چاہتا۔ میں وقفہ سوالات کو شروع کر چکا ہوں۔ اب وقفہ سوالات پہ ہی بات ہو گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، میں ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو آپ نے ابھی ہدایات دی ہیں ہماری حکومت ہو بہو ان ہدایات کے مطابق پہلے ہی عمل کر رہی ہے۔

جناب سپیکر، راجہ جاوید اخلاص

میاں عمران مسعود، (ان کے ایما پر)

چودھری اختر رسول، جناب والا! یہ ہمارے معزز ممبر ہیں۔ انہوں نے بات کیا کہی ہے۔ اور یہ کون کرتا ہے ہاؤ بہاؤ؟

جناب سپیکر، انہوں نے ہو بہو کہا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، میں قواعد و انضباط کار پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، سوال کا جواب شروع ہو جانے پھر آپ سے بات کرتے ہیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، ہمیں جو ایجنڈا دیا گیا ہے ۔ 163 رولز کے مطابق ہمیں یہ سوالات دو دن پہلے ملنے چاہییں۔ ہمیں جو پہلے ایجنڈا دیا گیا ہے اس میں آج کی کارروائی کے بارے میں دیا گیا ہے۔ ایک ایجنڈا آج یہ ہمیں دے رہے ہیں آپ ہمیں بتائیں کہ ہم نے آج کس ایجنڈے کے اوپر بحث کرنی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہمیں یہ ایجنڈا بروقت نہیں ملا۔ یہ ترمیم شدہ ایجنڈا ہے جو ہمیں یہاں کرسی پر بیٹھے ہوئے ملا ہے۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب ذرا وضاحت فرمائیں کہ کیا مسئلہ ہے؟

سیکرٹری اسمبلی، گزارش یہ ہے کہ سوالات کے جوابات کی فہرست اسمبلی ایڈوانس چھپوا لیتی ہے وہ آپ کو ایک دن ایڈوانس circulate کر دیتی ہے جیسے کل کی فہرست کارروائی آج circulate کر دیں

گے۔ اس کے بعد جب ایجنڈا تیار ہوتا ہے تو ہمیں محکمہ کی طرف سے updated reply موصول ہو جاتے ہیں۔ کچھ ایسے جوابات بھی ہمیں موصول ہو جاتے ہیں کہ جن کا جواب پہلے ہم print کرواتے ہیں تو اس وقت ان کا جواب موصول نہیں ہوا ہوتا۔ لیکن جب ہم آج آپ کے سامنے ایجنڈا لا رہے ہیں تو وہ جوابات ہمیں موصول ہو گئے ہیں۔ وہ ہم ان کو annex کر کے آپ کو پیش کر دیتے ہیں۔ اس لیے ان دو میں ان کو تھوڑا سا فرق محسوس ہوتا ہے۔ہم آپ کو up date reply دیتے ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، میری گزارش یہ ہے کہ ہمیں آج جو ایجنڈا ملا ہے اور اس میں جو دوستوں نے سوالات کیے ہیں انہوں نے اس کے اوپر ضمنی سوالات بھی کرنے ہیں۔ ہمیں تیاری بھی کرنی ہوتی ہے۔ اس کا ہمیں موقع تو ملنا چاہیے۔ کیا رولز میں یہ نہیں کہ ہمیں دو دن پہلے ایجنڈا ملنا چاہیے۔ اب ہم اس کی تیاری کر کے آئے ہیں جو ہمیں چوبیس تاریخ کو ایجنڈا ملا تھا اور جو آج ہمیں آپ ایجنڈا دے رہے ہیں اس کے اوپر ہم کیسے حصہ لے سکتے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ آج اسے مؤخر کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ تو انھوں نے اپنی طرف سے efficiency دکھائی ہے کہ جو جواب آ گئے ہیں ان کو بھی اس میں شامل کر دیا ہے۔ ورنہ آسانی سے کہہ دیتے کہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔ آپ اسے زیر بحث نہیں لانا چاہتے نہ لائیں۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر! اگر آپ غور فرمائیں تو یہ وہی سوالات ہیں جو اپوزیشن کے ممبران کے ہیں۔ ان کے سوالات کے جوابات آج آ رہے ہیں۔ یہ ہم پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتے ہیں اگر آپ نوٹ فرمائیں تو ان میں دو تین سوالات میرے ہیں کچھ سلہری صاحب کے ہیں۔ یہ باتیں اپنی جگہ ہیں۔ مانتے ہیں کہ یہ efficiency دو تین دن پہلے دکھا دیتے اور یہ ہمارے پاس آ جاتے۔ یہ سوالات بڑے اہم ہیں۔ آخر جن کے اوپر بات کی جاتی ہے اور جن کے اوپر ضمنی سوالات آنے ہیں اور حکومت کو ان کے جوابات دینے ہیں۔ اگر ضمنی سوالات کریں گے تو پھر منسٹر صاحب کہیں گے کہ اس کا تازہ نوٹس آنا چاہیے۔

جناب آفتاب احمد، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ان کا پوائنٹ آف آرڈر سن لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد، جیسے سلہری صاحب نے فرمایا ہے ہمارے سوالات کے جوابات ابھی موصول نہیں ہوئے تھے۔ قواعد انضباط کار 1973ء کے مطابق جو سوال admit ہو جاتا ہے اس کا آٹھ دن کے اندر اندر

جواب آنا لازمی ہوتا ہے۔ یہ آپ کے سیکریٹریٹ کی ذمہ داری ہے کہ ان کو remind کروائیں۔ اگر جواب نہ آئے تو اس سے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ یہ ایک روایت بن گئی ہے کہ وقت پر جوابات نہیں آتے ہیں۔ یہ وقفہ سوالات بہت اہم ہوتا ہے۔ یہ غلط کہہ رہے ہیں کہ ان کو موخر کر دیا جائے۔ ان کو یہ نہیں پتا کہ اس سوال کی باری ایک سال کے بعد آتی ہے۔ کیونکہ بجٹ سیشن میں وقفہ سوالات نہیں ہوتا۔ جمعرات اور ہفتہ کو بھی نہیں ہوتا۔ اس طرح ایک محکمہ کی باری سال میں ایک دفعہ آتی ہے۔ اس لیے میری ان سے گزارش ہے کہ جو جوابات آ گئے ہیں اور انہوں نے سوالات کیے ہیں ان کے مطابق اس ایوان کو چلنے دیں کیونکہ جو ہماری بنیادی ذمہ داری ہے وہ قانون سازی ہے۔ اس سے ہم ادھر ادھر ہو رہے ہیں۔ یہ نمبر پلیٹیں لگا کر گاڑیوں میں نہ پھریں۔ جو جرائم بڑھ رہے ہیں وہ اسی سے بڑھ رہے ہیں۔ ہم 248 ممبر ہیں اور 2048 گاڑیوں پر ایم پی اے لکھا ہوا ہے۔ ہم اس ایوان پر توجہ دیں اور اسے sovereignity سے چلائیں۔ اور عوام جن کی ہم پر نظر ہے وہ دیکھ سکیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر، اللہ ہم سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب سپیکر، راجہ جاوید اخلاص! سوال نمبر 2

میاں عمران مسعود، ان کے ایما پر سوال نمبر 2

تعمیر وطن پروگرام کی جاری سکیم کے لیے رقم کی فراہمی

*2۔راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ نے اپنے مراسلہ نمبر LGRD/AD(P)100/92-93 مورخہ 16 جون 1993ء کے ذریعے تعمیر وطن پروگرام کی جاری سکیم کے لیے 65 ہزار روپے کی رقم کا مطالبہ کیا تھا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مذکورہ رقم کب اور کس تاریخ کو محکمہ مقامی حکومت کو منتقل کی۔ اگر آج تک مطلوبہ رقم مہیا نہیں کی گئی تو اس کی وجوہات بیان کریں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) معزز رکن اسمبلی نے سوال میں اس جاری سکیم کی نشان دہی نہیں کی جس کے لیے ڈائریکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ نے سوال میں مذکورہ مراسلہ کے تحت مورخہ 16 جون 1993ء کو 65 ہزار روپے کی رقم کا مطالبہ کیا تھا۔ تاہم مذکورہ مراسلہ کے تحت حلقہ نمبر PP-97 ضلع گجرات میں سابقہ ایم پی اے میاں طارق محمود نے ایک سکیم تعمیر نالیاں و گلیاں موضع برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کو ختم کر کے ایک نئی سکیم برائے تعمیر حفاظتی دیوار برائے راستہ PCO برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے لیے مبلغ 65 ہزار روپے کی رقم مہیا کرنے کا مطالبہ کیا تھا جس کی کاپی منسلکہ (الف) پر دی گئی ہے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے اپنے مراسلہ نمبر 1(17)RO(ADP)P&D/93-TWP مورخہ 27 جون 1993ء کے ذریعے مذکورہ بالا نئی سکیم کے لیے مطلوبہ رقم فراہم کر دی تھی جس کی کاپی منسلکہ (ب) پر دی گئی ہے۔

(ب) جیسا کہ جزو (الف) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے۔ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مطلوبہ رقم 27 جون 1993ء کو بذریعہ چٹھی نمبر 1(17)RO(ADP)P&D/93-TWP محکمہ لوکل گورنمنٹ کو فراہم کر دی تھی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال راجہ جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

میاں عمران مسعود، ان کے ایما پر سوال نمبر 52

ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*52۔ جناب راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

"18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریقہ کار کیا تھا۔ اگر میرٹ پر بھرتی کی گئی تو میرٹ لسٹ تیار کرنے والے محکمہ کے افسران کے نام اور عہدے کیا ہیں۔ کتنے آدمیوں نے ہر پوسٹ کے لیے درخواستیں دیں ان کے نام بھی فراہم کیے جائیں۔ انٹرویو کے لیے کتنے امیدواروں کو کال کیا گیا جن افراد کو ان پوسٹوں پر تعینات کیا گیا۔ ان افراد کے نام پتہ اور دیگر کوائف فراہم کیے جائیں؟"

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(ملک مشتاق احمد اعوان)،

"18مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ 1 سے گریڈ 15 تک کل 34 ملازمین کو بھرتی کیا گیا۔ بھرتی کا طریقہ کار حکومت کی مروجہ پالیسی کے تحت تھا۔ دیگر تفصیلات درج ذیل ہیں۔"

محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات

اس محکمہ میں مذکورہ عرصہ کے دوران دو ملازمین بھرتی کیے گئے(جن میں ایک نائب قاصد اور ایک جونیئر کلرک تھا)۔ یہ دونوں آسامیاں وزیر اعلیٰ کی اجازت سے محکمانہ بھرتی کمیٹیوں نے بالترتیب 28-7-93 اور 21-7-93 کو پر کیں۔ جن محکمانہ کمیٹیوں نے ان دو آسامیوں کی بھرتی کی سفارش کی ان کے ممبران کے نام درج ذیل ہیں۔

(i) برائے جونیئر کلرک

(i) سید محمد حامد ایڈیشنل سیکرٹری (ایڈمن)

(ii) محمد لطیف سیفی ممبر (رابطہ) پی اینڈ ڈی بورڈ

(iii) رائے نعمت علی اسسٹنٹ چیف پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ

(ii) برائے نائب قاصد

(i) محمد عامر ڈپٹی سیکرٹری (ایڈمن)

(ii) محمد لطیف سیفی ممبر (رابطہ) پی اینڈ ڈی بورڈ

(iii) رائے نعمت علی اسسٹنٹ چیف پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ

جن افراد کو ان آسامیوں پر تعینات کیا گیا ان کے نام اور دیگر کوائف درج ذیل ہیں۔

1۔ محمد ساجد حسین ولد خوشی محمد نائب قاصد(بی ایس۔ 1) مکان نمبر 151 ' بلاک نمبر B-4 ٹاؤن شپ لاہور۔

2۔ امجد علی ولد محمد شریف جونیئر کلرک (بی ایس۔5) مکان نمبر 13 ' گلی نمبر 3' صدیقیہ کالونی' نواں کوٹ لاہور۔

(i) پنجاب اکنامک ریسرچ انسٹیٹیوٹ (PERI) لاہور

اس ادارے میں 18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء کے عرصے میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

(ii) آباد (ABAD) راولپنڈی

اس ادارے میں بھی مذکورہ عرصے کے دوران کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

(iii) شعبہ شماریات (BOS) لاہور

18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک BOS میں گریڈ 1 میں 31 ملازمین بھرتی کیے گئے۔ جبکہ گریڈ 2 تا 15 میں کوئی بھرتی نہیں ہوئی۔ جو بھرتی ہوئی وہ حکومت پنجاب کی جاری کردہ ریکروٹمنٹ پالیسی کے پیش نظر میرٹ پر اور بھرتی کی محکمانہ کمیٹی کی سفارشات کے مد نظر کی گئی۔ مذکورہ کمیٹی میں مندرجہ ذیل افسران شامل تھے۔

1۔ محمد رمضان نائب ناظم انتظامیہ شعبہ شماریات پنجاب لاہور چیئرمین

2۔ محمد لطیف سیفی ممبر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ ممبر

3۔ رائے نعمت علی اسسٹنٹ چیف پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ ممبر

شعبہ شماریات کی خالی آسامیوں پر بھرتی کے لیے درخواست گزاران کی تعداد مندرجہ ذیل تھی۔

نائب قاصد	353
چوکیدار	74
فراش	11
خاکروب	20

بغرض انٹرویو 364 امیدواران کو بلایا گیا جبکہ نااہل امیدواروں کو کال نہیں کیا گیا۔ جن امیدواروں کی تعیناتی عمل میں لائی گئی ان کے نام، عہدہ، جگہ، تعیناتی اور پتہ جات ضمیمہ (الف) پر لف ہیں۔ دیگر امیدواروں کے نام ضمیمہ (ب) پر ہیں۔

(iv) چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی (CDA) بہاولپور

اس ادارے میں عرصہ ہذا میں ایک پٹواری (بی ایس۔5) کی بھرتی کی گئی تھی۔ اس ایک آسامی

کے لیے پانچ امیدواروں کے انٹرویو کیے گئے جن میں مشتاق احمد ولد خوشی محمد کی تعیناتی بطور پٹواری کی گئی۔ انٹرویو لینے والی کمیٹی کے ارکان میں مینجنگ ڈائرکٹر اور کالونائزیشن آفیسر شامل تھے۔ مینجنگ ڈائریکٹر CDA کی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کیا اس پہ کوئی ضمنی سوالات ہیں؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال راجہ ریاض احمد۔

جناب آفتاب احمد خاں، (ان کے ایما پر) سوال نمبر 160

حلقہ PP-55 کی سکیموں کی تفصیل

*160۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

"محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مالی سال 91-1990ء سے 94-1993ء کے دوران حلقہ PP-55 فیصل آباد کے لیے کون کون سی سکیموں کے لیے کس کس کی تجویز پر کتنی کتنی مالیت کی منظوری دی ایسی تمام تجاویز منظور شدہ سکیموں اور فنڈ جاری کرنے کی تفصیلات اور جو سکیمیں جس ادارے کی جانب سے مکمل کی گئیں ان کی تفصیلات سے مطلع فرمایا جائے۔"

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مشتاق احمد اعوان)،

سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رقوم کی تخصیص حلقہ وار نہیں کی جاتی بلکہ پانچ سالہ منصوبہ کے اہداف اور حکومت کی مروجہ پالیسی/ حکمت عملی کے تحت شعبہ وار پروگرام وار رقوم مختص کی جاتی ہیں لہذا صوبائی اسمبلی کے حلقہ وار مختص شدہ رقوم کی منصوبہ وار تفصیل نہیں بنتی اور اس کی فراہمی ممکن نہیں۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر، میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسے وزیر موصوف نے کہا کہ حلقہ وار تفصیل نہیں بنتی حالانکہ پچھلے سوال کا جواب دیتے ہوئے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسٹر طارق محمود PP-97 اور سوال کے جواب میں پوری تفصیل فراہم کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہر سکیم کی اور ہر فنڈ کی ایک تفصیل ہوتی ہے۔ یہ انہوں نے جواب نہ دینے کے لیے بہانہ تراشا ہے کہ حلقہ وار تفصیل نہیں ہوتی۔

سردار سکندر حیات، میں آپ کی اجازت سے انگریزی میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر، فرمائیں۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT: My honourable Member from other side has mentioned about the previous answer. The previous answer specifically mentions that lists were made. Honourable Minister has not said that lists are not made halqa wise. It is done on different times on different basis about disrict wise, tehsil wise or halqa wise. Therefore Minister has said that details have not yet been completed. He has not said anything. When the detail will be read he can easily get.

چودھری شوکت داؤد، یہ کس پوائنٹ پر بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ کیا منسٹر صاحب اس بات کا جواب دیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! جیسے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے یہ سوال ایم پی اے کے پروگرام کا نہیں۔یہ سوال پوری اے ڈی پی کے لیے ہے۔ اور اے ڈی پی سے متعلق ہے۔ اے ڈی پی میں مختلف سکیمیں ہوتی ہیں۔اور ان سکیموں میں پیسے allocate ہوتے ہیں نہ کہ حلقہ وار پیسے allocate کیے جاتے ہیں۔

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! سوال میں جو بات پوچھی گئی ہے وہ وزیر موصوف نے جو جواب دیا ہے اس میں صحیح طور پر بات نہیں بتائی گئی۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر یہ سوال موخر کر دیا جائے تاکہ اس کا جواب صحیح طریقے سے مل جائے تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میں نے اپنے ریکارڈ کے مطابق اپنے محکمہ کے مطابق اور اپنی معلومات کے مطابق اس ایوان کو صحیح طریقے سے مطلع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ یہ بتائیں کہ اس میں تشنگی کیا رہ گئی ہے؟

میاں عمران مسعود، جناب سپیکر! اس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ PP-55 فیصل آباد کے لیے کون کون سی سکیموں کے لیے کس کس کی تجویز پر کتنی کتنی مالیت کی منظوری دی گئی ہے۔ منسٹر

صاحب نے تو technicalities پہ سوال کو ناک آؤٹ کر دیا ہے لیکن سوال کرنے والے نے یہی پوچھا ہے کہ PP-55 میں 1990-91ء سے 1993-94ء کے دوران حلقہ وائز تفصیل پوچھنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اسے ڈی پی کا ذکر یہاں کر دیا ہے۔ منسٹر صاحب نے technicalities کا سہارا لیتے ہوئے سوال کو ناک آؤٹ کر دیا ہے۔سوال پوچھنے والے نے جو سوال پوچھا ہے اگر اس کا سوال موخر کر دیا جائے تا کہ اس کا جواب انہیں صحیح طریقے سے مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، راجہ ریاض احمد صاحب ہیں جن کا یہ سوال ہے؟

(راجہ ریاض احمد ایوان میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب ایس اے حمید صاحب۔

کوالیفائیڈ ریسرچ افسران کی تعیناتی

*546- جناب ایس اے حمید، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جو ریسرچ آفیسرز ستمبر 1993ء میں منتخب ہوئے ان کی تقرری روک دی گئی اگر جواب اثبات میں ہو تو ان کی تعداد کیا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب نفی میں ہے تو سوا سال گزرنے کے باوجود پنجاب پبلک سروس کمیشن سے کوالیفائیڈ ریسرچ افسران کو ابھی تک ملازمتیں نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں۔ اور کیا حکومت مستقبل قریب میں انھیں ملازمتیں دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) و (ب)۔ مورخہ 26 ستمبر 1993ء کو پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 13 امیدواروں کو بطور ریسرچ آفیسرز تقرر کرنے کی سفارشات محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیجی تھیں۔ ان منتخب امیدواروں کو تقرری کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ایس اے حمید، کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ تقرری کے احکامات کس تاریخ کو جاری کیے گئے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، تاریخ پائے کے لیے اگر فاضل ممبر تازہ سوال کا نوٹس دے دیں تو

میں تاریخ وار جواب دینے کی پوزیشن میں ہوں گا کہ کس کس تاریخ ہائے کو تقرریاں کی گئیں

جناب ایس اے حمید: اگر تقرری کے احکامات جاری کیے گئے ہیں تو وزیر موصوف کو تقرریوں کی تاریخ کا پتا ہونا چاہیے۔ یہ سوال کا جزو ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اپنی فائل میں دیکھ لیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، تقرری کی تاریخ درج نہیں اس کے لیے مجھے وقت درکار ہے۔ اس کی تقرری پنجاب پبلک سروس کمشن نے کی ہے۔ وہاں سے ہم اس سے متعلق مواد منگوا کر ان کو اطلاع دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ ان کو آج یا کل لا کر ان کو بتا دیں

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک مشتاق اعوان صاحب! آپ پھر ایسا کریں کہ اگر ایس اے حمید صاحب آپ سے آج یا کل ملیں تو آپ انہیں اس کی تاریخ تقرری بتا دینا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: بہتر ہے جناب میں ایس اے حمید صاحب کو اس کی تاریخ تقرری بتا دوں گا۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں عبدالستار صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں عبدالستار: جناب سپیکر! میرے معزز بھائی سردار سکندر حیات بار بار اٹھتے ہیں۔ حالانکہ ضمنی سوال کا جواب تو وزیر موصوف کو دینا چاہیے لیکن سردار صاحب بار بار اٹھ کر جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ سردار سکندر حیات صاحب سے کہیں کہ وہ اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا بغور مطالعہ کریں اور اس کے مطابق چلیں۔ اور یا پھر سردار سکندر حیات صاحب یہ بتا دیں کہ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات کا چارج انھوں نے خود لے لیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اصل میں ہوا یوں ہے کہ ابھی وزیر صاحب ضمنی سوال کا جواب دے رہے تھے کہ درمیان میں سردار سکندر حیات صاحب ضمنی سوال کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور میں نے انہیں روک دیا کہ ابھی پہلے ضمنی سوال کا جواب مکمل نہیں آیا لہذا آپ تشریف رکھیں اور اپنا

سوال بعد میں کرنا۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی آپ اپنی وضاحت کر لیں۔

سردار سکندر حیات خان، شکریہ جناب سپیکر۔ میں اپنے معزز ممبر کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں تو ایک ضمنی سوال کے لیے اٹھا تھا۔ اگر ان کو اس پر اعتراض ہے اور وہ قواعد وضوابط کے بارے میں واقعتاً بات کرنا چاہتے ہیں تو ہم دونوں اطراف کے درمیان باقاعدہ ایک معاہدہ ہو کہ ہم صرف قواعد و ضوابط کے مطابق ہی بات کریں گے۔ صرف رولز رولز کہہ دینے سے بات نہیں بنتی۔ اور پھر ان کی طرف سے تو جناب پانچ پانچ لوگ ایک وقت میں کھڑے ہو کر بولنا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں اگر اپوزیشن اس بات پر اتفاق کرتی ہے تو ہم بھی اس کے لیے تیار ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! مجھے ایک منٹ کے لیے اجازت دیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب! میرے خیال میں اب آگے چلتے ہیں۔ جی ایس اے حمید صاحب آپ شاید ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے سوا سال پہلے ان کا انتخاب کیا تھا میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سوا سال کس لیے ضائع کیا' اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے سوا سال ضائع نہیں کیا۔ محکمہ منصوبہ بندی کو پبلک سروس کمیشن کی طرف سے ان کی تقرری کے احکامات جس تاریخ کو موصول ہوئے محکمہ نے ان کے آرڈر اسی وقت کر دیے تھے۔ جہاں تک صحیح تاریخ کا تعلق ہے وہ میں اس ہاؤس کو بتا دوں گا کیونکہ اس کی صحیح تاریخ بتانے کے لیے مجھے تھوڑا وقت درکار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، درست ہے۔ انعام اللہ نیازی صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! ہمارے وزیر موصوف نے جواب دیتے ہوئے تفصیل پڑھی۔ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ یہ جو جواب کے آخر میں انھوں نے لکھا ہے کہ "ان منتخب

امیدواروں کو تقرری کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں" کیا یہ بتانا پسند فرمائیں گے کہ ان کی تقرری کے خطوط یا احکامات کون سی تاریخ کو جاری ہوئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب ! یہ ضمنی سوال پہلے آ چکا ہے۔ وزیر صاحب تاریخ کے بارے میں کل بتائیں گے۔ ایس اے حمید صاحب بھی پہلے یہ سوال کر چکے ہیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی: جناب والا ! میں معذرت چاہتا ہوں۔ شاید میں پہلے ایس اے حمید صاحب کا سوال سن نہیں سکا۔

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر ! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار سکندر حیات صاحب بھی شاید ضمنی سوالات میں آپ کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ جی سردار صاحب فرمائیے۔

سردار سکندر حیات خان: جناب سپیکر ! میں متعلقہ وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ پبلک سروس کمیشن کی تقرریاں فروری میں کی گئیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر ! میں اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ ان تقرریوں کو جو کہ پبلک سروس کمیشن نے کی ہیں سال سوا سال ہو چکا ہے اور جب یہ تقرریاں ہوئی تھیں تو اس وقت یہ ہاؤس بھی نہیں تھا لہذا مجھے ان کے بارے میں معلومات نہیں ہیں۔ جونہی مجھے اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی میں ایوان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں گا۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر ! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی ایس اے حمید صاحب فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر ! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ درست نہ ہے کہ اس سوال کے بعد ان کی تقرری کی گئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑا اچھا ضمنی سوال ہے یعنی کیا ان کی تقرری یہ سوال آنے کے بعد کی گئی ہے یا پہلے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! جونہی پبلک سروس کمیشن کے احکامات ہمیں موصول ہوئے ہم نے ان کی تقرری کے آرڈرز جاری کر دیے۔ یعنی پبلک سروس کمیشن کے احکامات آنے سے پہلے کسی کی تقرری کے آرڈر جاری نہیں ہوئے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ اس سوال کو pending فرمالیں کیونکہ جب تک وزیر موصوف تقرری کی تاریخ نہیں بتاتے اس وقت تک ان کی کسی بات پر depend نہیں کیا جا سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایس اے حمید صاحب! کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ اس سوال کو pending کر لیا جائے؟

جناب ایس اے حمید: جی ہاں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال جناب عبیداللہ شیخ صاحب کا ہے۔

ڈسٹرکٹ پلاننگ سیل کی بندش

*680۔ **جناب عبیداللہ شیخ:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 93-1992ء میں ڈسٹرکٹ پلاننگ سیل کی جو سکیم پنجاب میں شروع کی گئی تھی وہ اچانک بند کر دی گئی ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم بند کرنے سے پہلے کس مجاز ادارے نے اس سکیم کی ایولیشن کی تھی اگر نہیں تو کیوں نیز اس سکیم کو بند کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مصباق احمد اعوان):

(الف) درست ہے کہ سکیم ہذا بند کر دی گئی ہے لیکن یہ کہنا قطعاً درست نہ ہے کہ یہ سکیم اچانک بند کی گئی ہے۔ درحقیقت اس سکیم کو ختم کرنے کا فیصلہ مناسب غور و خوض کے بعد کیا گیا۔

(ب) یہ مسلمہ امر ہے کہ کسی بھی سکیم کی افادیت کا حتمی جائزہ اس کی تکمیل کے مراحل سے

گزرنے کے بعد نتائج برآمد ہونے پر ہی لیا جا سکتا ہے۔ سکیم ہذا بھی 91-1990ء میں شروع کی گئی تھی۔ تقریباً دو سال زیر عمل رہی تو اس کی کلی افادیت کا جائزہ نتائج برآمدہ کے پیش نظر محکمانہ طور پر لیا گیا تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آئے۔

سکیم کا آغاز عجلت میں کیا گیا تھا جبکہ ضرورت اس امر کی تھی کہ پہلے ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ کے دفاتر کو مؤثر اور فعال بنایا جاتا۔ کیونکہ یہ دفاتر ایک عشرہ سے کام کر رہے ہیں۔ مزید برآں جب حکومت کی طرف سے مسلسل نئی آسامیاں پیدا کرنے پر پابندی تھی تو اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری تھا کہ بغیر ماتحت عملہ کے یہ دفاتر اپنا کردار فعال طریقے سے ادا نہ کر سکیں گے۔ درحقیقت یہ امر اس سکیم کے غیر مؤثر ہونے کی ایک بڑی وجہ تھا۔ اب چونکہ سابقہ حکومت نے اس سکیم کو ختم کر دیا ہے اور مالی سال بھی اختتام کے قریب ہے لہذا اس سکیم کو فوری طور پر شروع کرنا مناسب نہیں ہے۔ تاہم مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے توقع ہے کہ آئندہ اس سکیم پر غور کرنے اور ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ کے دفاتر کو فعال بنانے کے بعد اسے بہتر طریقے سے شروع کیا جائے۔

جناب عبیداللہ شیخ: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: عبیداللہ شیخ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

جناب عبیداللہ شیخ: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ سکیم کو عجلت میں شروع کیا گیا تھا۔ جبکہ اسے باقاعدہ 92-1991ء میں صوبائی اسمبلی نے پاس کیا تھا۔ کیا اس سکیم کو ختم کرنے کے لیے دوبارہ اسے صوبائی اسمبلی میں پیش کرنا ضروری نہیں تھا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ اس سکیم کو / اس سیل کو ختم کرنے کا فیصلہ نگران حکومت کے دور میں ہوا۔ اب پنجاب حکومت نے ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جو کہ نگران حکومت کے جتنے بھی احکامات تھے ان کا بغور جائزہ لے رہی ہے۔ یہ کمیٹی اس کا جائزہ لینے کے بعد جونہی مناسب سمجھے گی اس کو ہاؤس میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ کوئی اور ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران

سلہری کا ہے۔

رہائشی سکیم کی منتقلی

*831۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ملازمین کے لیے جوہر ٹاؤن لاہور میں رہائشی سکیم کا اجراء کیا گیا تھا جو کہ خالصتاً محکمہ پی اینڈ ڈی کے ملازمین کے لیے تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کے لیے جگہ کا بھی تعین ہو گیا تھا اور ترقیاتی کام بھی شروع ہو گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم کو ایس اینڈ جی اے ڈی کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کس مجاز اتھارٹی نے کن وجوہات کی بناء پر یہ سکیم ایس اینڈ جی اے ڈی کو منتقل کی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت اس سکیم کو واپس محکمہ پی اینڈ ڈی کے سپرد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سرکاری رہائش گاہوں کی قلت کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ سکیم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ملازمین کے لیے جوہر ٹاؤن لاہور میں شروع کی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں' مذکورہ سکیم کے لیے ایل ڈی اے کو رجوع کیا گیا تھا اور ان کی نشان دہی پر جوہر ٹاؤن لاہور میں ایک قطعہ زمین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بنیادی امور طے کر لیے گئے ہیں اور ترقیاتی کام کے سلسلہ میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کو ایس اینڈ جی اے ڈی کے سپرد کیا گیا ہے ایسا اس سلسلہ میں متعلقہ دونوں محکمہ جات کے درمیان میٹنگ کی روشنی میں کیا گیا تھا کیونکہ یہ مناسب سمجھا گیا کہ قواعد انضباط کار کی روشنی میں اس سکیم کو ایس اینڈ جی اے ڈی کی سرپرستی میں دے دیا جائے اور ایک طے شدہ فارمولا کے تحت محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ملازمین کو

اس میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی جائیں۔ یہ فیصلہ دونوں محکمہ جات کے سربراہان کی منظوری کے بعد کیا گیا۔

(د) قواعد و انضباط کار کے تحت رہائشی سکیم صرف ایس اینڈ جی اے ڈی کے دائرہ کار میں آتی ہے اور قواعد relax کیے بغیر اس کو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں اگر قواعد ایک محکمہ کے لیے نرم کیے گئے تو باقی محکموں سے بھی اس طرح کے مطالبات پیش کیے جائیں گے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے جز 'د' کا جواب دیا ہے کہ قواعد و انضباط کار کے تحت رہائشی سکیم صرف ایس اینڈ جی اے ڈی کے دائرہ کار میں آتی ہے اور قواعد relax کیے بغیر اس کو محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآں اگر قواعد ایک محکمہ کے لیے نرم کیے گئے تو باقی محکموں سے بھی اس طرح کے مطالبات پیش کیے جائیں گے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پنجاب کے اندر آپ کے پاس کوئی ایسی مثال موجود ہے کہ اس سے پہلے کوئی سکیم کسی دوسرے محکمے کو منتقل کی گئی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو relax کا سوال کیا ہے تو میں اس سلسلے جب تک ریکارڈ کی چھان بین نہ کر لوں یہ کسی اور محکمے کا particular سوال تھا جس کا جواب میرے محکمے کے متعلق تھا اب اگر کسی دوسرے محکمے نے relax کیا ہے تو میرے علم میں ایسی بات نہیں اس کے لیے میرے دوست نیا سوال دیں میں پوری تیاری کے ساتھ اس کا جواب دوں گا۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میرے حلقے میں ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم ہے اور وزیر موصوف نے چند دن پیشتر اس بارے میں statement بھی دی تھی کہ ہم نے ٹاؤن شپ کے لیے محکمہ کو فنڈز دے دیے ہیں جبکہ ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم ایک ڈویلپڈ سکیم تھی۔ ایل ڈی اے جو کہ خود سکیمیں ڈویلپ کرتی ہے اور ڈویلپ کر کے متعلقہ محکموں کے حوالے کرتی ہے۔ تو انھوں نے بیان بھی دیا تھا کہ ہم نے ٹاؤن شپ کے لیے فنڈز دے دیے ہیں۔ تو میں یہاں یہی بات کرنا چاہتا ہوں کہ جو سکیم خالصتاً پی اینڈ ڈی کے ملازمین کے لیے بنائی گئی تھی تو یہ ان کو کیوں نہیں دی جاتی۔ جناب

سپیکر، میں توجہ چاہتا ہوں، جناب والا! ٹاؤن شپ ہاؤسنگ سکیم کا علاقہ اس وقت no man's land بنا ہوا ہے کہ نہ اس کو ہاؤسنگ attend کرتا ہے اور نہ ہی ایل ڈی اے attend کرتا ہے۔ اور وزیر موصوف بیان دیتے ہیں کہ ہم نے اس سکیم کے لیے فنڈز دے دیے ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے کس محکمے کو فنڈز دیے ہیں۔ آپ ٹاؤن شپ کی سکیم ایل ڈے اے کو ٹرانسفر کر رہے ہیں وہاں پہ دفتروں میں تالے لگے ہوئے ہیں ڈویلپمنٹ کا کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میں یہ چاہوں گا کہ اس بات کا بھی جواب دیں اور یہ سکیم خالصتاً پی اینڈ ڈی کے ملازمین کے لیے بنائی گئی تھی حکومت رولز relax کر کے کر سکتی ہے تو یہ ان ملازمین کو کیوں نہیں دیتی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے ٹاؤن شپ سکیم کا حوالہ دیا ہے۔ بلا شبہ وہ محکمہ ہاؤسنگ اور ایل ڈی اے کی ایک سکیم ہے۔ میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ ٹاؤن شپ کے معاملات کے سلسلے میں ایل ڈی اے ہاؤسنگ اور اس سے متعلقہ جتنے connected ادارے ہیں گزشتہ کافی دنوں سے ان کے اجلاس ہوتے رہے ہیں ان کی فلاح و بہبود کے لیے وہاں کے ترقیاتی کاموں کے لیے محکمہ جات میں میٹنگز ہوئی ہیں مگر ابھی تک اس کا کوئی حتمی فیصلہ نہیں ہوا ٹاؤن شپ کے بارے میں جونہی کوئی حتمی فیصلہ ہو جائے گا میں اس ہاؤس کو اطلاع کر دوں گا۔ ویسے ہاؤسنگ کے سوالات میں یہ سوال آ رہا ہے اور میں اپنے فاضل ممبر سے گزارش کرتا ہوں کہ اس سوال پر دل کھول کر ضمنی سوال کر لیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں جز (ب) کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں اور میرا بڑا واضح سوال تھا اور اس کا جواب دیا گیا ہے کہ جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سکیم کے لیے ایل ڈی اے کو رجوع کیا گیا تھا اور ان کی نشان دہی پر جوہر ٹاؤن لاہور میں ایک قطعہ زمین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ بنیادی امور طے کر لیے گئے ہیں اور ترقیاتی کام کے سلسلہ میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ میں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ ترقیاتی کام کس حد تک ہوئے ہیں وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ کس حد تک پلاننگ ہو چکی ہے سڑکیں بن چکی ہیں؟ لیکن اس کا گول مول جواب دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی آپ پوچھنا چاہتے ہیں کام کس حد تک ہوا ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جی ہاں

جناب ڈپٹی سپیکر: (وزیر منصوبہ بندی و پلاننگ سے مخاطب ہو کر) وہ پوچھتے ہیں کہ کس حد تک کام ہوا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! جہاں تک جز 'ب' کا تعلق ہے اور میرے فاضل دوست نے میری توجہ اس طرف دلائی ہے۔ اس کے لیے عرض یہ ہے کہ وہاں پر improvement کا کام جاری ہے لیکن اس وقت اس کی تفصیلات میرے پاس نہیں۔ فاضل دوست اس کے لیے علیحدہ سوال پوچھ لیں میں ساری تفصیلات ان کو بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں علیحدہ کی ضرورت نہیں آپ دیکھیں کہ انھوں نے سوال پوچھا ہے کہ کیا درست ہے کہ سکیم کے لیے جگہ کا تعین ہو گیا تھا اور ترقیاتی کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ آپ نے اس کا بڑا ٹھیک جواب دیا ہے پھر آپ نے یہ کہا ہے کہ ترقیاتی کام کے سلسلے میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے۔ اس میں علیحدہ سوال کی قطعاً ضرورت نہیں آپ ذرا پیش رفت کے بارے میں بتا دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر! اگر فاضل دوست مطمئن نہ ہوں تو میں ان کی تسلی کے لیے کہہ رہا ہوں کہ نیا سوال دے دیں ویسے تو ہاؤسنگ میں ٹاؤن شپ سکیم پر سوال آ رہا ہے تو میں اسی لیے عرض کر رہا ہوں کہ میرے دوست اس سوال پر کھل کر سوال کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ پیش رفت کے بارے میں ان کو یہ بتا دیں کہ وہاں پر کیا کچھ ہوا ہے۔ initiate کیا ہوا ہے یہ تو کوئی ایسی بات نہیں کہ نیا سوال دیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب والا! وہاں پر زمین کی تیاری ہو چکی ہے سڑکیں بن رہی ہیں اور میرے علم کے مطابق سیوریج اور پانی وغیرہ کے انتظامات ہو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وہ بھی یہی مانگ رہے ہیں۔ ٹھیک ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری: جناب والا! جواب میں کہا گیا ہے کہ اس سکیم کو ایس اینڈ جی اے ڈی کی سرپرستی میں دے دیا جائے اور ایک طے شدہ فارمولا کے تحت محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے ملازمین کو اس میں سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی جائیں۔ تو میں نے سوال پوچھا تھا کہ وہ کون سی اتھارٹی ہے۔ ایک تو یہ مجھے اتھارٹی بتائیں دوسرا یہ بتائیں کہ وہ کون سا فارمولا تھا کہ جس کے تحت اس سکیم کو ایس اینڈ جی اے ڈی کے سپرد کیا گیا؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! ان کے سوال کا پہلا حصہ میں سن نہیں سکا کیونکہ ان کا مائیک بند تھا بہر حال ان کے سوال کے مطابق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں پر محکمہ منصوبہ بندی نے جس طرح بھی ایس اینڈ جی اے ڈی کے ساتھ سکیم approve کی ہے وہاں پر مکانات کی تعمیر شروع ہو چکی ہے۔ سیوریج کا نظام پڑ چکا ہے۔ سڑکیں تعمیر ہو چکی ہیں اور اس کے علاوہ باقی improvement کے جتنے بھی کام ہیں وہ جاری ہیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! میں نے پوچھا ہے کہ فارمولا کون سا ہے اور دوسرا میں نے یہ پوچھا ہے کہ اتھارٹی کون سی ہے کس مجاز اتھارٹی نے یہ کیا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب والا! ظاہر ہے کہ اتھارٹی تو محکمہ پی اینڈ ڈی کی ہے جس کی وہ سکیم ہے اور انہی کا فارمولا ہے جس کے تحت وہاں پر مکانات تعمیر کیے جا رہے ہیں

جناب ڈپٹی سپیکر، جی اگلا سوال جناب ہارون اختر خان صاحب کا ہے۔

ارکان اسمبلی کی پیش کردہ ترقیاتی سکیموں کی تفصیل

*1116 جناب ہارون اختر خان، کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد جن ارکان اسمبلی کی پیش کردہ ترقیاتی سکیموں بابت سال 94-1993ء کی منظور دی گئی اور ان کے لیے فنڈز جاری کیے گئے ہیں ان میں سے،

(الف) کتنے ارکان کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہے۔

(ب) کتنے ارکان کا تعلق مسلم لیگ (جونیجو گروپ) سے ہے۔

(ج) کتنے ارکان کا تعلق مسلم لیگ (ن) سے ہے اور

(د) کتنے ارکان آزاد ہیں۔

(ہ) مسلم لیگ (ن) سے تعلق رکھنے والے ارکان کی طرف سے پیش کی گئی کل کتنی سکیمیں ایسی ہیں جن کی ابھی تک منظور نہیں دی گئی۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (ملک مشتاق احمد اعوان)،

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سکیموں کی منظوری اور ان کے فنڈز کا اجراء ممبران کی کسی سیاسی پارٹی سے وابستگی کی بنیاد پر نہیں کیا جاتا۔ مختلف محکمے اپنے اپنے شعبہ جات میں

تکنیکی feasibility اور وسائل کی فراہمی کی بنیاد پر عمل درآمد کرتے ہیں۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے سال 94-1993ء اس معزز ایوان میں سکیم وار اور شعبہ وار شائع شدہ شکل میں پیش کیا گیا تھا جس کی منظوری اس معزز ایوان نے دی تھی۔ اس کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کتابچہ میں سکیم کا نام اس کی لاگت محل وقوع و مختص شدہ رقم برائے سال 94-1993ء ظاہر کی گئی ہے۔

سوال میں یہ واضح نہیں کیا گیا کہ کس شعبہ کے تحت ارکان اسمبلی کی پیش کردہ سکیموں کی منظوری اور ان کے لیے فنڈز کا اجراء مطلوب ہے۔ تاہم 94-1993ء کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب نے عوامی نمائندوں کی شمولیت سے جس پروگرام کے پیکج کے احکامات جاری کیے ہیں اس کے تحت رقوم مختص کرنے کا طریق کار یہ ہے کہ ارکان صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ سکیموں کا ممبران کی کسی سیاسی پارٹی سے وابستگی کے بغیر مروجہ معیار کے مطابق تجزیہ (analysis) کیا جاتا ہے جو سکیمیں معیار پر پوری اترتی ہیں ان کے لیے فنڈز جاری کر دیے جاتے ہیں اور جو معیار کے مطابق نہیں ہوتیں ان پر اٹھائے گئے اعتراضات متعلقہ ڈپٹی کمشنر کو بھیج دیے جاتے ہیں تاکہ وہ اعتراضات دور کر کے سکیموں کو مروجہ معیار کے مطابق بھیجیں اور ان کے لیے فنڈز مہیا کیے جا سکیں۔

سوال میں اٹھائے گئے نکات کی جزوار تفصیل یوں ہے۔

نام پارٹی	تعداد ممبران جن کی سکیموں کی منظوری دی گئی اور فنڈز جاری کیے گئے۔		
	دیہات میں بجلی کی فراہمی	SAP	خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی
1۔ پیپلز پارٹی	56	65	87
2۔ مسلم لیگ (ج)	7	10	18
3۔ مسلم لیگ (ن)	50	1	-
4۔ آزاد	11	1	16
5۔ جماعت اسلامی	1		1
6۔ سپاہ صحابہ	2		1
7۔ این ڈی اے	1		2

8۔ اقلیتی ارکان 1 6

(ہ) مسلم لیگ (ن) گروپ سے تعلق رکھنے والے ارکان کی طرف سے پیش کی گئی چھوٹی چھوٹی سکیمیں جن کی ابھی تک منظور نہیں دی گئی ان کی تعداد 3779 ہے۔ چونکہ یہ سکیمیں مروجہ معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں۔ اس لیے ان پر اعتراضات دور کرنے کے لیے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو واپس کیا گیا ہے۔

آوازیں، جھوٹ جھوٹ

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ اپوزیشن کے معزز اراکین وزراء کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور اپنے کام کروا رہے ہیں اور سارا ہاؤس dasturb ہو رہا ہے اتنے اہم سوال ایوان میں پیش ہو رہے ہیں اور اتنے اہم ضمنی سوالات بھی ہو رہے ہیں لیکن یہ ڈسٹرب کر رہے ہیں ایک طرف یہ مولانا صاحب بیٹھے ہیں اور ادھر دوسرے مولانا صاحب بیٹھے ہیں آپ انہیں منع فرمائیں۔

چودھری اختر رسول، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ وصی ظفر صاحب کی سیٹ کے نیچے کھٹمل ہیں آپ اسے ذرا صاف کروا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب یہ ہمارے لیے مقدس ہستیاں ہیں۔ یہ مولانا صاحب ہمارے لیے مقدس ہستی ہیں اس لیے ان پر ہمیں اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔

جناب ایس۔اے۔حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ پچھلے اجلاس میں بھی وزراء کرام پوری تیاری کر کے نہیں آئے تھے اور اب بھی وہ سوالوں کا جواب صحیح نہیں دے رہے اور پھر غلط بیانی سے بھی کام لیتے ہیں۔ اس لیے میری یہ تجویز ہے کہ وزراء کرام اس ایوان میں داخل ہوں تو وہ پہلے اس بات کا حلف لیں کہ ہم جو بات بھی کہیں گے سچ کہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

چودھری خادم حسین، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جو کچھ فرمایا ہے کہ وزراء حلف لیں یہ کوئی طریقہ نہیں۔ اگر متعلقہ وزیر غلط جواب دیتے ہیں تو ان کا یہ کام ہے کہ قاعدے کے مطابق تحریک استحقاق پیش کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے ان کا پوائنٹ آف آرڈر Rule out کر دیا ہے

جناب ہارون اختر خان، جناب والا! سب سے پہلے تو میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اعداد و شمار غلط ہیں اور ان کو توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا ہے اور ایک رکن اسمبلی کے سوال کا جواب بھی صحیح طریقے سے نہیں دے سکتے اور مجھے بڑا افسوس ہے کہ اسمبلی کے اندر ایک رکن اسمبلی کے سوال کی یہ عزت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پہلے اپنی بات تو کریں کہ کیا بات ہے؟

جناب ہارون اختر خان، جناب والا سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ میرا سوال خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی سے متعلق تھا جس کے فنڈز گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہیں۔ آپ نے جو جواب دیا ہے وہ دیہات میں بجلی کی فراہمی اور SAP کے متعلق دیا ہے۔ یہ پروگرام غیر ملکی فنڈز سے چلتے ہیں ان کا آپ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے آپ ان پروگراموں کو روک بھی نہیں سکتے اور میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہارون اختر صاحب ایک منٹ کے لیے آپ تشریف رکھیں۔ فاضل اراکین سے میں گزارش کروں گا کہ خاموشی سے ان کی بات سنیں تاکہ پتا چل سکے کہ کیا بات ہے؟

جناب ہارون اختر خان، جناب والا! اس مسئلے پر بہت بحث ہوئی اور یہ چیز اب واضح ہو گئی ہے کہ 101 ممبر مسلم لیگ کے ہیں اور ان کی تمام کی تمام سکیمیں جو 3779 بنتی ہیں وہ آپ کے انوکھے مروجہ معیار کے اوپر نہیں بنیں اور یہ آپ وزیر موصوف سے پوچھیں کہ وہ کون سا مروجہ معیار ہے اور جس کا ہمیں بھی آج تک اندازہ نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس کے متعلق کسی نے ہمیں intimate کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہارون صاحب میں آپ کا سوال پڑھ رہا تھا آپ نے اس میں یہ پوچھا ہے کہ موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے کے بعد جن اراکین اسمبلی کی پیش کردہ ترقیاتی سکیمیں بابت سال 1993-94ء کی منظوری دی گئی اور ان کے لیے فنڈز جاری کیے گئے ہیں .... آگے آپ نے پارٹیوں کے نام لکھے ہیں۔ اس لیے میرے خیال میں آپ نے ترقیاتی سکیموں کے متعلق پوچھا ہے۔ اس لیے ترقیاتی سکیموں میں خصوصی پروگرام بھی آتا ہے SAP بھی آتا ہے بجلی کی فراہمی بھی آتی ہے آپ نے تخصیص نہیں کی۔

جناب ہارون اختر خان، جناب والا! جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ نواز مسلم لیگ کے ممبران کو SAP

اور دیہات میں بجلی فراہم کی گئی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان فنڈز کا اس حکومت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں وہ غیر ملکی فنڈز ہیں اور وہ سب کو دیے جاتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں آپ کی بات سمجھ گیا ہوں۔ اب ان کا سوال یہ ہے کہ Social Action Programme اور دیہات کی بجلی کے منصوبے میں مسلم لیگ نواز گروپ کو حصہ دیا گیا ہے لیکن خصوصی پروگرام برائے مقامی ترقی میں حصہ نہیں دیا اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر محنت و افرادی قوت، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لنگڑیال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ابھی وقفہ سوالات میں ہمارے دوست یہ کہتے ہیں کہ ہمیں منصفانہ تقسیم سے فنڈز نہیں ملے۔ میں ان سے آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک سو کے قریب آدمی بیٹھے ہیں۔ جن کو موجودہ حکومت فنڈز دے رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لنگڑیال صاحب۔ ایک منٹ' This is no point of order بیٹھیں تشریف رکھیں۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ یہی بات ہے کہ جو ہمارے وزراء صاحبان ہیں وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر غلط کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دوسروں کا پھر کیا کہنا۔ اس لیے میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر غلط نہیں تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو متعلقہ منسٹر ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہے وہ جواب دیں گے۔ ایک منٹ تشریف رکھیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وزیر جو چاہے مرضی کرے۔ آپ بیٹھیں آپ سپیکر کی رولنگ نہیں مانیں گے تو کون مانے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر منصوبہ بندی، (ملک مشتاق احمد اعوان) جناب والا۔ جہاں تک ---

جناب ڈپٹی سپیکر، جی جناب' ذرا وزیر منصوبہ بندی کی بات سنیں۔

وزیر منصوبہ بندی، جناب والا۔ میرے فاضل ممبر نے----

میاں معراج دین، جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ ہمارے پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ جی۔

میاں معراج دین، جناب والا! جب آپ نے وزیر موصوف کو یہ فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ تو وہ بیٹھ کر ہنستے رہے ہیں اور آپ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔ مجھے شرم آرہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک مشتاق احمد اعوان صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی، جناب والا! جہاں تک سوال کا تعلق ہے۔ جیسے ہی میرے فاضل دوست نے سوال کیا ہے۔ اس کا جواب میں نے اس ہاؤس کے سامنے پڑھا ہے۔ اور یہ تحریر شدہ بھی ہے۔ رہا معاملہ وہ جو کہ خصوصی پروگرام کا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اس پروگرام کو محیط صرف ایم پی کے حلقہ نیابت تک ہی نہیں کیا گیا۔ یہ اے ڈی پی کا پروگرام ہے اور اس کی مختلف سکیمیں ہیں۔ جونہی انہوں نے یہ سکیمیں ڈپٹی کمشنرز یا ضلعی کمیٹیوں کے پاس بھیجیں اور وہ ہمارے محکمہ میں پہنچیں تو ہم نے ان کا ایک ایک کا بغور جائزہ لیا۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا تھا۔

جناب امان اللہ خان نیازی، (کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، نیازی صاحب آپ بیٹھیں۔

وزیر منصوبہ بندی، جو حکمران پارٹی کے ایم پی ایز ہیں ہم نے ان کی بھی سکیمیں روک رکھی ہیں۔ اور ان کی سکیمیں بھی جن پر اعتراضات ہیں وہ رکی رہیں گی جب تک ان پر جو اعتراضات ہیں وہ دور نہیں ہو جاتے۔(شور اور قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں پہلے ہارون اختر صاحب کی بات سن لیں پھر میں آپ کو اجازت دوں گا۔ ہارون اختر صاحب ایک سوال کرنے والے ہیں۔

جناب ہارون اختر خان، جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک statistics پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحب کے دفتر سے اپنی تمام سکیمیں 13۔ فروری 1994ء کو approve کرا کے سارے اعتراضات remove کروا کے پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ میں جمع کروائے۔ وہ دن اور آج کا دن اڑھائی مہینے گزر چکے ہیں۔ مجھے اس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کسی قسم کا Objection Notice نہیں ملا۔ اور میں آپ کو یہ بھی اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے سپیکر صاحب کا حلقہ میرے حلقے کے بہت ہی قریب ہے بالکل ساتھ ہے ہم دونوں کا حلقہ ایک ہی قومی اسمبلی کے حلقے کے نیچے ہے۔ انہوں نے اپنی سکیمیں پی اینڈ ڈی میں 29۔ مارچ کو مجھ سے چھ ہفتے بعد submit کروائیں اور 7۔ اپریل کو پی اینڈ

ڈی نے ان کے فنڈز بغیر کسی objection کے release کر دیے ہیں۔ میں یہ بات اس ایوان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ [* * * * * *]

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ملک مشتاق احمد اعوان۔ (شور۔۔۔) ایک منٹ، یہ جو نیازی صاحب کا نعرہ ہے یہ میں حذف کرتا ہوں۔ یہ اس طرح کی بات بیٹھے بیٹھے نہیں ہونی چاہیے۔

وزیر منصوبہ بندی، جناب والا! میں ممبر صوبائی اسمبلی سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ میرے پاس تشریف لائیں۔ اور وہ مجھے بتائیں کہ انہوں نے کس تاریخ اور کون سے دن وہ اعتراضات remove کروائے ہیں۔ ان کے کیس کا بغور جائزہ لے کر، اور ان کے جتنے بھی اعتراضات ہیں وہ دور ہونے کے بعد ان کے کیس پر غور کیا جائے گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وصی ظفر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے یا ضمنی سوال؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ضمنی سوال ہے۔ یہ اتنا اہم سوال ہے اور یہ جزو (ج) ہے اور یہ اس سوال کا جزو (ج) ہے۔ اس میں لکھا ہے جناب کہ کتنے ارکان کا تعلق مسلم لیگ "ن" سے ہے؟ اس میں لکھا ہے کہ مسلم لیگ "ن" یہ فرمائیں کہ "ن" سے مراد نا اہل ناجائز ہے یا نا لائق ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ آپ کا ضمنی سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ I rule it out.

جناب شاہد ریاض ستی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب شاہد ریاض ستی، جناب والا کوئی ایک معزز ممبر کا مسئلہ نہیں بلکہ ہمارے سارے ممبروں کے ساتھ اسی طرح ہوا ہے۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ضلع راولپنڈی میں ہماری جو co-ordination committee ڈی سی کے ساتھ مقرر کی گئی تھی۔ اس co-ordinating committee میں نہ تو ان

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا) ***

کے ایم پی اے حضرات اس کمیٹی میں آئے اور نہ ہی انہوں نے اپنے منصوبے ان کے ساتھ discuss کیے۔ ان کے ٹینڈر ایک ہفتہ کے بعد اخبار میں آگئے۔ اور ان دونوں حلقوں میں ایم پی ایز کے کام شروع ہو گئے ہیں۔ ہماری سکیموں پر اعتراض لگ گئے تھے ہم نے ان ساروں کی remedy بھی کر دی ہے۔ لیکن آج تک ہمارے منصوبے approve نہیں ہوئے۔ (اور اس مرحلہ پر ہارون اختر خان کچھ کہنے کے لیے کھڑے ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہارون اختر صاحب ایک منٹ بیٹھیں، تشریف رکھیں۔ پہلے میں بات کرلوں پھر آپ کو اجازت دوں گا۔

جناب ہارون اختر خان، جناب والا! میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ انہوں نے اس چیز کو ختم کرتے ہوئے سوال کے جواب میں یہ کہا ہے کہ چونکہ یہ سکیمیں مروجہ معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں اس لیے ان پر اعتراضات دور کرنے کے لیے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو واپس کیا گیا ہے۔ میرا صرف یہ سوال ہے کہ اگر کوئی اعتراض تھا، میں نے آپ کو تاریخ دی ہے۔ 13۔ فروری کو میں نے ڈپٹی کمشنر سے approve کرواکے اپنی سکیمیں پی اینڈ ڈی میں جمع کروائی ہیں۔ یہاں پر چیئرمین صاحب اور ڈپٹی کمشنر صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے ابھی کیوں نہیں بتاتے کہ وہ کیا اعتراضات تھے جو کہ میرے تک نہیں پہنچ سکے۔ مجھے گارنٹی دی جائے کہ اگر میرے اعتراضات نہیں تو وہ مجھے فنڈز release کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وہ پوچھتے ہیں کہ جب ڈپٹی کمشنر نے اعتراض remove کردیا تو آیا کوئی کسر رہ گئی تھی یا cleare ہوگئے تھے۔

وزیر منصوبہ بندی، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ ہر کیس کی علیحدہ علیحدہ سکیم ہے، ہر حلقہ وار پروگرام ہے، سکیمیں ہیں اور ان سکیموں کی feasibility محکمہ پی اینڈ ڈی میں آگے بنے گی۔ اس feasibility پر جو اعتراضات، جس قسم کے فنڈز مہیا کرنے کے، سکیم کے approve کرنے کے، اس کا محکمہ پی اینڈ ڈی باقاعدہ جائزہ لیتا ہے۔ اور جائزہ لینے کے بعد اگر محکمہ پی اینڈ ڈی مروجہ قانون، اس کی پالیسی اس سکیم کی identification کے مطابق وہ سکیم تیار ہو تو اس کو ہم approve کرتے ہیں ورنہ ہم اس کو واپس ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیج دیتے ہیں۔

جناب امان اللہ خان نیازی: جناب والا! چیئرمین صاحب اور سیکرٹری صاحب منسٹر صاحب کے لیے رقصے بازی کر رہے ہیں تو کون سے رول کے تحت ایسا کر رہے ہیں؟ جناب والا! رولنگ دی جائے کہ کیا گیلری میں بیٹھے ہوئے چیئرمین یا سیکرٹری صاحب وزیر صاحب کو رقصے بازی کر سکتے ہیں؟ کیا وزیر اتنے نالائق ہیں کہ ہر بات پر ان کو مدد کی ضرورت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں نیازی صاحب تشریف رکھیں۔ دیکھیں میرے نقطہ نظر میں ملک مشتاق احمد اعوان کی performance اچھی ہے۔ انہوں نے اچھی performance دی ہے۔

جناب امان اللہ خان نیازی: جناب والا۔ اچھی نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نیازی صاحب آپ کی نظر میں اچھی نہیں ہو گی بہرحال ان کی performance اچھی ہے۔ (قطع کلامیاں) اختر رسول صاحب' آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں؟

چودھری اختر رسول: جی ہاں۔ محترم وزیر صاحب نے یہ بات کہی ہے کہ تمام مسلم لیگ کی طرف سے جو سکیمیں ہیں وہ معیار کے مطابق نہیں ہیں۔ بڑی حیرت کی بات ہے کہ اس معزز ایوان میں ان بنچوں پر چار چار مرتبہ کامیاب ہو کر آنے والے ممبر موجود ہیں۔ اور چار چار سال کی tenure کی جو ڈویلپمنٹ ہے' اسی قاعدے اور قانون کے مطابق کروا چکے ہیں۔ اب حیرت کی بات ہے' یا پھر * کی بات ہے کہ اب یہ تمام کی تمام سکیمیں انھوں نے معیار کے مطابق قرار نہیں دیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سکیمیں معیار کے مطابق ہیں۔ [* * * ***]

جناب ڈپٹی سپیکر: اختر رسول صاحب' یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جناب سپیکر' میں ایک ذاتی سوال کا جواب دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات: جی ہاں۔ جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے جس طرح کے الفاظ یہاں استعمال کیے ہیں کہ وہ دوسری تیسری دفعہ منتخب ہوئے ہیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں بھی ہاؤس کا تیسری دفعہ ممبر منتخب ہوا ہوں۔ دو دفعہ ایم این اے رہا ہوں' ایک دفعہ فیڈرل وزیر رہا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا' ایسی کون سی بات ہے؟ میں انھیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ان کی سکیموں کا

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا) ***

بطور جائزہ ہی نہیں، بلکہ یہاں تک کہ ان کے کئی فاضل دوستوں کو فنڈز مہیا کیے بھی گئے ہیں۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے جائیں۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔(قطع کلامیاں)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملازمین کے تبادلوں کی تفصیل

*34۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

"18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993 تک محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور اس کے ذیلی اداروں میں گریڈ ایک سے گریڈ 20 تک کے کتنے ملازمین کا تبادلہ کیا گیا تبادلہ کیے جانے والے ملازمین کا ہر اسٹیشن پر عرصہ تعیناتی کتنا تھا ہر ملازم کا نام عہدہ اور جگہ تعیناتی الگ الگ بیان کی جائے اور ہر ملازم نے ٹرانسفر کے سلسلے میں کتنا ٹی اے ڈی اے وصول کیا اور محکمہ کو کتنے متفرق اخراجات برداشت کرنا پڑے؟"

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

"18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ انفراسٹرکچرل پلاننگ کے ذیلی اداروں میں 423 ملازمین کا تبادلہ کیا گیا ہے ان ملازمین کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اب تک ملازمین کے تبادلہ کے سلسلے میں تقریباً 9,93,407 روپے ٹی۔اے ڈی۔اے کی مد میں صرف ہوئے ہیں مزید کوئی متفرق اخرجات نہیں ہوئے۔"

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*80۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

"18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993 تک وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت کن کن افراد کو صوبہ بھر میں پلاٹ الاٹ کیے گئے نیز پلاٹ الاٹ کرنے کا کیا طریق کار اپنایا گیا تھا۔ پلاٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام پتہ جات و دیگر کوائف کیا ہیں ان میں سے کتنے

ملازمین کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کے عہدہ اور محکمہ کے نام بتائے جائیں۔ نیز ان میں سے کتنے پلاٹوں کی قیمت وزیر اعلیٰ نے اپنی صوابدیدی گرانٹ سے ادا کی اور ایسے افراد کے ناموں کی تفصیل الگ الگ بیان کی جائے؟"

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

"18 مئی 1993ء سے 15 اکتوبر 1993ء تک وزیر اعلیٰ کے احکامات کے تحت 156 پلاٹس الاٹ کیے جن میں سے 24 سے پلاٹ وزیر اعلیٰ ہی کے حکم سے بعد میں منسوخ کر دیے گئے۔ (تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) گورنمنٹ کی سابقہ الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق وزیر اعلیٰ کا 10 فی صد کوٹہ مختص تھا۔ جس کے تحت الاٹمنٹ کی گئی تھی۔ پلاٹ حاصل کرنے والے افراد کے نام پتہ جات و دیگر کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔ جن سرکاری ملازمین کو پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جن پلاٹوں کی قیمت کے چیک وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنی صوابدیدی گرانٹ سے ادا کیے ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔"

پلاٹوں کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*193۔ جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

"لاہور ترقیاتی ادارہ نے یکم ستمبر 1989ء سے یکم دسمبر 1989ء کے عرصے کے دوران کن افراد کو کتنی مالیت کے حساب سے کتنے سال کے لیے اور کن سکیموں میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت رہائشی و تجارتی پلاٹ الاٹ کیے ایسے افراد کے مکمل نام و پتہ جات تاریخ الاٹمنٹ اور جس مجاز اتھارٹی کے حکم سے پلاٹ الاٹ کیے گئے ان کے حکم کی نقول سمیت تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔"

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

"لاہور ترقیاتی ادارہ لاہور نے یکم ستمبر 1989ء سے یکم دسمبر 1989ء کے عرصہ کے دوران کسی بھی شخص کو رہائشی / تجارتی پلاٹ لیز پر نہ دیا ہے۔ البتہ جن اشخاص کو اس عرصہ میں پلاٹ الاٹ کیے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔"

الاٹ شدہ پلاٹ فروخت کرنے والوں کے خلاف کارروائی

*195۔ جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ اور اس کے ماتحت ترقیاتی اداروں بشمول لاہور ترقیاتی ادارہ میں وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق الاٹ شدہ پلاٹ الاٹمنٹ کے فوری بعد فروخت نہیں ہو سکتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یکم اکتوبر 1989ء اور 30 نومبر 1989ء کے دوران جن افراد کو لاہور ترقیاتی ادارہ، راولپنڈی ترقیاتی ادارہ، مری کہوٹہ ترقیاتی ادارہ اور جن دیگر ترقیاتی اداروں میں وزیر اعلیٰ نے مخصوص اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے پلاٹ الاٹ کیے تھے ان کو الاٹ منٹ حاصل کرنے والوں نے فوراً فروخت کر دیا ہے۔

(ج) اگر جز(الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ بے ضابطگی کا نوٹس لے گی۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) جہاں تک الاٹ شدہ پلاٹوں کا تعلق ہے تو یہ پلاٹ الاٹمنٹ کے فوری بعد فروخت نہ ہو سکتے ہیں بلکہ تعمیر مکمل ہونے کے بعد تکمیلی سرٹیفکیٹ حاصل کر کے فروخت کیے جا سکتے ہیں۔ البتہ لاہور ترقیاتی ادارہ کے مروجہ قواعد و ضوابط کے مطابق جو کہ مورخہ 7-7-1993 سے نافذ العمل ہیں الاٹ شدہ پلاٹ الاٹمنٹ کے بعد مقرر کردہ فیس کی ادائیگی کے ساتھ منتقل ہو سکتے ہیں تاہم 7-7-1993 پہلے قواعد و ضوابط کے مطابق الاٹ شدہ پلاٹ اس وقت تک فروخت منتقل نہیں ہو سکتے تھے جب تک پلاٹ پر مکان تعمیر نہیں ہو جاتا اور تکمیل سرٹیفکیٹ جاری نہیں ہو جاتا۔

(ب) وزیر اعلیٰ کے مخصوص اختیارات کے تحت یکم اکتوبر 1989ء اور 30 نومبر 1989ء کے دوران الاٹ ہونے والے پلاٹ بھی فوری طور پر فروخت نہ ہو سکتے ہیں تاہم اگر کوئی الاٹی اپنے طور پر مختار عام کے ذریعہ پلاٹ فروخت کرے تو اس کا محکمہ ہذا سے کوئی واسطہ نہ ہے اور مذکورہ عرصہ کے دوران گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ، راولپنڈی ترقیاتی ادارہ، مری امپرومنٹ ٹرسٹ اور

کہ یہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں وزیر اعلیٰ کے کوٹہ سے کوئی پلاٹ الاٹ نہ ہوا ہے۔

(ج) جواب (الف) اور (ب) کی روشنی میں مزید جواب کی ضرورت نہ ہے۔

رہائشی پلاٹ کا تجارتی مقاصد کے لیے استعمال

*376۔ جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پیپلز کالونی نمبر 1 فیصل آباد میں واقع سی/130 پلاٹ رہائشی مقاصد کے استعمال کے لیے الاٹ کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پلاٹ اس وقت ایک پرائیویٹ سکول کے لیے استعمال ہو رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کی وضع کردہ قواعد و ضوابط کے تحت رہائشی پلاٹ کو تجارتی مقاصد یا پرائیویٹ سکول چلانے کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ پلاٹ کے الاٹی نے محکمہ سے پلاٹ کو سکول کے تصرف میں لانے کے لیے نہ تو کوئی اجازت لی ہے اور نہ ہی مزید رقم اس سلسلے میں محکمہ کو ادا کی ہے۔

(ہ) اگر جزہائے (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے اب تک متذکرہ پلاٹ کے الاٹی کے خلاف کیوں تادیبی کارروائی نہیں کی اور کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرے گی۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے

(ج) یہ درست ہے کہ رہائشی پلاٹ کو تجارتی یا کسی دوسرے مقصد کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا البتہ اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے ایک کمرشلائزیشن پالیسی تتمہ 1 مورخہ 27 مارچ 1993ء کو ترتیب دی جس کے مطابق رہائشی پلاٹوں کو مستقل یا عارضی طور پر کمرشل استعمال کی اجازت جو تابع منظوری ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی پر دی جا سکتی ہے بشرطیکہ وہ پالیسی میں دی گئی دیگر شرائط پوری کریں مذکورہ پالیسی کے تحت فیصل آباد کی ہاؤسنگ سکیموں کا

سروے مکمل کر کے ایسے تمام رہائشی پلاٹوں جو تجارتی مقاصد کے لیے استعمال ہو رہے ہیں کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ متعلقہ ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی نے اس سلسلے میں مورخہ 24-7-94 کو ایک ذیلی کمیٹی بھی تشکیل دی ہے جو بنیادی کوائف جمع کر کے کمرشل فیس تجویز کرے گی۔ تاکہ تجارتی مقاصد کے لیے استعمال ہونے والے پلاٹوں کو پالیسی کے مطابق ریگولرائز کیا جا سکے۔

(د) یہ درست ہے کہ پلاٹ نمبر 130/C دوسرے پلاٹوں کے ساتھ حکومت پنجاب کی پالیسی متذکرہ بالا کے زمرے میں آتا ہے۔ رہائشی پلاٹوں کا کمرشل استعمال باادائیگی کمرشل فیس ڈسٹرکٹ ہاؤسنگ کمیٹی فیصل آباد کے زیر غور ہے پلاٹ 130/C کے الاٹی کو بھی موقع فراہم کیا جائے گا کہ وہ مقررہ فیس ادا کرے۔ بصورت دیگر کارروائی بابت منسوخی الاٹمنٹ حسب قانون عمل میں لائی جائے گی۔

(ہ) جز (ہ) کا جواب جز (د) میں دیا گیا ہے۔

واسا ملتان کی طرف سے زیادہ بلوں کی ترسیل

*423۔ حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا یہ درست ہے کہ ملتان شہر میں واسا کے محکمہ کا قیام بغیر کسی منصوبہ بندی کے عمل میں لایا گیا تھا اور واسا کو اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیے کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ واسا کے قیام سے قبل ملتان کے شہریوں کو پانی کے بل 20/30 روپے ماہوار فی کنکشن آیا کرتے تھے جو کہ اب واسا نے ان کے ریٹ 600 روپے سے 1000 روپے ماہوار فی کنکشن بڑھا دیے ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ ملتان شہر میں پانی کی سپلائی اور سیوریج کی وہی حالت ہے جو واسا کے قیام سے قبل تھی۔

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ ملتان میں عوام کی غالب تعداد نے اس ظلم کی زیادتی کے باعث بلوں کی ادائیگی نہیں کی اور ان کے کنکشن کاٹ دیے گئے۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت واسا کو ختم کر کے پانی اور سیوریج کے نظام کا بندوبست دوبارہ ملتان میونسپل کارپوریشن کے سپرد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ واسا ملتان کا قیام بغیر کسی منصوبہ بندی کے عمل میں لایا گیا۔ واسا کے قیام سے پہلے شہر میں صاف پانی اور نکاسی آب کی سہولتوں کی تعمیر ایم ڈی اے کے ذمہ تھی معاہدہ کے تحت تکمیل شدہ کام اپنی تحویل میں لے کر اسے چلانا اور اس کی دیکھ بھال میونسپل کارپوریشن ملتان کی ذمہ داری تھی۔ واٹر سپلائی کا کام تکمیل کے بعد کارپوریشن نے لینا تھا مگر سیوریج کا نظام لینے سے احتراز کرتی تھی اور بعد ازاں 1987ء میں میئر ملتان نے کارپوریشن کی مالی مشکلات اور مناسب تکنیکی عملہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ نظام لینے سے بالکل معذوری ظاہر کر دی ایم ڈی اے کو بامر مجبوری نکاسی آب کے نظام کو 1987ء سے اپنی آمدن اور گورنمنٹ کے ترقیاتی فنڈز میں سے رقوم لے کر چلانا پڑا جس پر 358.34 لاکھ روپے اپنی آمدن سے اور 541.78 لاکھ روپے گورنمنٹ کے ترقیاتی فنڈز سے خرچ کرنے پڑے جس کے نتیجہ میں ایم ڈی اے بالکل تہی دست ہو گیا۔

ایم ڈی اے اور ملتان کارپوریشن کی مالی مشکلات کے پیش نظر لاہور اور فیصل آباد کی طرز پر واسا ملتان کے قیام کی کوششیں 1985ء میں شروع ہوئیں اور بالآخر مورخہ 24-3-92 کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی زیر صدارت ایک اجلاس ہوا۔ جس میں وزراء پلاننگ اور ترقیات، ہاؤسنگ فزیکل و ماحولیاتی پلاننگ، لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی، چیف سیکرٹری پنجاب، چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی، سیکرٹری محکمہ فنانس، سیکرٹری ہاؤسنگ فزیکل ماحولیاتی پلاننگ میئر میونسپل کارپوریشن ملتان اور ڈائریکٹر جنرل ایم ڈی اے نے شرکت کی۔

اس اجلاس میں ایم ڈی اے کی گورننگ باڈی کی سفارشات مورخہ 25-2-1992 کی روشنی میں واسا ملتان کا قیام مورخہ 1-4-1992 کو عمل میں لایا گیا۔

اسی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ واسا کو اپنے اخراجات خود پورے کرنے ہوں گے مگر نرخ لاہور سے زیادہ نہیں ہونے چاہییں اس طرح پابندی کے ساتھ اخراجات کی وصولی کے اختیارات دیے گئے ہیں۔

(ب) واسا کے قیام سے قبل گھریلو صارفین کے لیے میونسپل کارپوریشن کے نرخ اس طرح تھے۔

(i) پانی۔ 1/4" فیرول سائز 15-00 روپے ماہوار

3/8" فیرول سائز 30-00 روپے ماہوار

1/2" فیرول سائز 45-00 روپے ماہوار

(ii) سیوریج۔ 50 روپے سالانہ دس مرلے تک معاف

100 روپے سالانہ 11 مرلے تا ایک کنال تک

زائد از ایک کنال

منظور شدہ ریٹ واسا

واسا ملتان کے موجودہ ریٹ درج ذیل ہیں

رقبہ مکان	ماہانہ بل	ماہانہ بل سیور	فیرول سائز
(i)۔ تین مرلہ تک	36 روپے	15 روپے	1/4"
(ii)۔ 3 سے 5 مرلہ تک	60 روپے	24 روپے	1/4"
(iii)۔ 5.01 سے 10 مرلہ تک	100 روپے	40 روپے	1/4"
(iv)۔ 10.01 سے 20 مرلہ تک	175 روپے	70 روپے	3/8"
(v)۔ 20 مرلہ سے زائد	250 روپے	120 روپے	1/2"

نرخوں کو بڑھانے کی وجہ یہ ہے کہ واسا کے پاس ان نرخوں کی وصولی کے علاوہ اور ذرائع آمدن نہ ہیں جن سے شہر میں پانی کی بہم رسانی اور نکاسی کی سہولتوں کو چالو رکھا جا سکے اور ان کی مناسب دیکھ بھال رکھی جا سکے۔ یہاں یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ واسا کے قیام سے پہلے میونسپل کارپوریشن ملتان اور ایم ڈی اے کو تقریباً 3 کروڑ روپے سالانہ خسارہ ہوتا تھا۔ جن کو دوسرے ذرائع سے پورا کر لیتے تھے جس کا ذکر جز الف میں آ چکا ہے۔ لہذا خسارہ کم

کرنے کے لیے ریٹ بڑھانا ناگزیر تھا لیکن یہ کہنا صحیح نہ ہے کہ ریٹ 20/30 روپے ماہانہ سے بڑھا کر 600 روپے سے 1000 روپے ماہانہ کر دیے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ ملتان شہر میں پانی کی سپلائی اور سیوریج کی وہی حالت ہے جو واسا کے قیام سے قبل تھی۔

واسا کے قیام پذیر ہونے کے بعد 4 کیوسک ڈسچارج 10 نئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں۔ جب کہ 5 نئے ٹیوب ویل تنصیب کے مراحل میں ہیں جن کے چلنے سے پانی کی سپلائی بہت بہتر ہو جائے گی اس کے علاوہ ڈسپوزل ورکس پر 15 کیوسک کے تین نئے پمپ دو عدد جنریٹر 300 KVA اور ایک جنریٹر 500 KVA لگانے کے لیے بھی کام الاٹ کر دیا گیا ہے جس کی تکمیل پر بارشوں کے دوران شہر سے نکاسی آب کا سلسلہ ختم ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ 59 کلومیٹر پانی کی نئی لائنیں اور 22 کلومیٹر کی سیور کی لائنیں بچھانے کا کام بھی تکمیل کے مراحل میں ہے ان سارے اقدام سے پانی کی بہم رسانی اور نکاسی کی حالت یقیناً پہلے سے بہت بہتر ہو جائے گی۔

(د) ملتان میں چونکہ لوگ پہلے پانی اور نکاسی آب کی سہولتوں کے عوض مناسب ادائیگی کے عادی نہ تھے اس لیے ان کو واسا کے بل دینے میں تامل ہو رہا ہے جس کی وجہ سے واسا کی آمدنی میں خاصی کمی ہو رہی ہے جس کو مطلوبہ نتائج پر لانے کے لیے واسا بقایا جات کی وصولی کے لیے باقاعدہ مہم شروع کی گئی ہے اخبارات و پمفلٹوں کے ذریعے بھی اس کی تشہیر کی گئی کنکشن منقطع کرنا بھی اسی مہم کا ایک حصہ ہے جو کہ صرف نادہندگان کے خلاف استعمال کیا جا رہا ہے اگر وہ بل ادا کر دیں تو کنکشن بحال کر دیے جاتے ہیں۔

(ہ) واسا کا مقصد صرف پانی و سیوریج کے نظام کی دیکھ بھال ہی نہیں ہے بلکہ ان سہولتوں کی تعمیر بھی اس کے ذمہ ہے واسا کو ختم کر کے پانی اور سیوریج کا نظام میونسپل کے حوالے کرنے سے کچھ حاصل نہیں کیا جا سکتا کیونکہ کارپوریشن پہلے ہی مالی اور تکنیکی بنیادوں پر اس سے معذوری کا اظہار کر چکی ہے واسا کے زیر انتظام ورلڈ بنک کا pilot project چل رہا ہے اور ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے مجوزہ منصوبہ میں بھی واسا کی سکیمیں ابتدائی غور و خوض

کے بعد رکھی گئی ہیں حکومت کی سالانہ ترقیاتی سکیمیں (ADP) اس کے علاوہ ہیں۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں واسا ملتان کو ختم کرنا کسی طرح درست نہیں ہے بلکہ اس کی بہتری کی ضرورت ہے۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*471۔ سید تابش الوری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

محکمہ ہاؤسنگ فزیکل اینڈ اینوائرنمنٹل پلاننگ کے زیر انتظام کام کرنے والے تمام اداروں سے مطلوبہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں جونہی مکمل تفصیلات مہیا ہوں گی فوراً معزز ایوان میں پیش کر دی جائیں گی۔

تحصیل فیصل آباد کے چکوک میں پانی کی بہم رسانی

*614۔ میاں محمد فاروق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع فیصل آباد میں کتنے دیہات ایسے ہیں جن میں واٹر سپلائی کے منصوبے تو مکمل ہو چکے ہیں لیکن تاحال پانی کی فراہمی شروع نہ ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل فیصل آباد کے چکوک نمبر 272رب، 276رب، 249رب، 241رب، 233رب اور 296رب میں پانی کی سپلائی شروع نہیں کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو مذکورہ چکوک میں یہ سہولت کب تک بہم پہنچا دی جائے گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) ضلع فیصل آباد میں کل گیارہ منصوبہ جات آب رسانی مکمل ہو چکے ہیں۔ جن میں سے پانچ کی

ادائیگی demand notice محکمہ واپڈا کو کر دی گئی ہے مگر تاحال بجلی کا کنکشن نہ ملا ہے اور باقی پانچ کی پانی کی وارہ بندی منظور نہ ہونے کے باعث منصوبہ جات چالو نہ ہو سکے ہیں اور ایک منصوبہ چالو تھا مگر بائی پاس کی تعمیر کی وجہ سے مین پائپ لائن اکھاڑنی پڑی لہذا منصوبہ بند ہو گیا۔ اب اسے دوبارہ لگانے کے انتظامات ہو رہے ہیں اور دو ماہ کے اندر منصوبہ دوبارہ چالو ہو جائے گا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ جات ماسوائے چک 233 رب کے (جو کہ ابھی زیر تکمیل ہے) مکمل ہو چکے ہیں۔ باقی منصوبہ جات میں پانی کی وارہ بندی کی منظوری نہ ہونے اور بجلی کا کنکشن نہ ملنے کی وجہ سے منصوبہ جات چالو نہ ہو سکے ہیں۔ سوائے 296 رب کے جس کی مین پائپ لائن زیر تعمیر بائی پاس کی وجہ سے اکھاڑنی پڑی اسے دوبارہ لگانے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔ اور یہ منصوبہ ان شاء اللہ دو ماہ میں چالو ہو جائے گا۔

بدوملہی میں واٹر سپلائی اور سیوریج کی سکیموں کی تکمیل

*678۔ میاں عبدالحمید: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ قصبہ بدوملہی ضلع نارووال میں سیوریج کی اصلاح اور واٹر سپلائی کے لیے ایک سکیم تیار کی گئی ہے۔

(ب) آیا یہ درست ہے کہ سیوریج کی سکیم کے لیے اے ڈی پی 94-1993ء کے صفحہ نمبر 135 سیریل نمبر 1090 پر تین لاکھ پچاس ہزار روپے اور واٹر سپلائی کی سکیم کے لیے صفحہ 135 سیریل نمبر 1092 پر 25 لاکھ روپے کی رقوم مختص کر دی گئی تھیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ اب متذکرہ سکیموں کو نظرانداز کر کے انھیں ختم کر دیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان):

(الف) قصبہ بدوملہی کی سکیم نکاسی آب اور آب رسانی کی دو سکیمیں 94-1993 ، ADP میں شامل ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	ترقیاتی منصوبہ نمبر	تفصیل کام	تخمینہ	حوالہ منظوری
1۔	1090	نکاسی آب منصوبہ بدوملہی نارووال	34.97 لاکھ	D-Dev-6RW/93/VOI.III-829-901,DT:27.4-93
2۔	1092	منصوبہ آب رسانی بدوملہی نارووال	25 لاکھ	2/2D-Dev-6RW/94/162 78,dated 5-3-94

(ب) درست ہے۔ سیوریج سکیم بدوملہی کے ترقیاتی فنڈز برائے سال رواں 28.47 لاکھ روپے ہیں جبکہ منصوبہ آب رسانی کے لیے 14 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔

(ج) درست نہیں۔ منصوبہ نکاسی آب پر فروری 1994ء تک مبلغ 20 لاکھ 86 ہزار روپے صرف ہو چکے ہیں جبکہ منصوبہ آب رسانی کی منظوری مورخہ 5-3-94 کو جاری ہوئی ہے۔ جس پر ضابطہ کی کارروائیاں مکمل کر کے کام شروع کیا جائے گا۔

سڑکوں اور گلیوں کی مرمت

*814۔ میاں فضل حق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔۔۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ پنڈی سٹاپ سے گرین ٹاؤن تک مین سڑک ٹوٹ چکی ہے اور ٹریفک میں دشواری پیش آ رہی ہے علاوہ ازیں بلاک 2 سیکٹر ڈی 2 گرین ٹاؤن کی تمام گلیاں بھی ٹوٹ چکی ہیں اور جگہ جگہ گڑھے پڑ چکے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ سڑکیں اور گلیاں کب تک مرمت کر دی جائیں گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) کافی حد تک درست ہے۔

(ب) اس سلسلے میں مکمل سروے کر کے صورت حال کی بہتری کے لیے مناسب تجاویز / منصوبہ جات مرتب کیے جا رہے ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب بھی مسئلہ کی اہمیت سے پوری طرح آگاہ ہیں اور عنقریب اس ضمن میں عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ عوام کو بھی باقاعدہ آگاہ کیا جائے گا۔

ناجائز تجاوزات کا خاتمہ

*815۔ میاں فضل حق، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن لاہور میں عظمت چوک سے باگڑیاں چوک تک کے درمیان گرین بیلٹ پر قبضہ گروپ نے ناجائز تجاوزات قائم کر رکھی ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان قابضین کو گرین بیلٹ سے ہٹانے کے لیے کیا کارروائی کی جارہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت اس مسئلے سے پوری طرح آگاہ ہے اور بہت جلد تجاوزات ختم کرنے کے لیے موثر اقدامات کیے جارہے ہیں۔

حلقہ PP-96 کی سکیموں کی تفصیلات

*850۔ چودھری اعجاز احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1990ء سے آج تک حلقہ PP-96 میں محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ نے کس کس جگہ اور کتنی رقم سے کون سی سکیم شروع کی تھی۔ ہر سکیم کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی اور کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) جزو (الف) میں بیان کی گئی سکیموں میں سے کتنی چالو حالت میں ہیں اور کتنی بند پڑی ہیں ان کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) سال 1990ء سے آج تک حلقہ پی پی 96 میں کل نو سکیموں پر کام شروع کیا گیا جن میں 6 واٹر سپلائی کی سکیمیں مکمل کی گئیں اور اس کے علاوہ 3 نکاسی آب کی سکیموں پر کام جاری ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

(ب) 6 مکمل شدہ واٹر سپلائی سکیموں میں سے تین چالو حالت میں ہیں اور تین بجلی کے کنکشن نہ ملنے کی وجہ سے اب تک چالو نہیں کی جاسکیں جس کے لیے مناسب اقدامات کیے جارہے ہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل آب رسانی منصوبہ جات برائے سال 1990ء تا 1994ء جو مکمل کی گئیں۔

نمبر شمار	سکیم کا نام	رقم مختص کی گئی	رقم خرچ ہوئی
	(جز۔ الف)	روپے	روپے
1۔	لوہر	7.65 لاکھ	7.65 لاکھ
2۔	ملکہ منگلیہ	7.91 لاکھ	7.91 لاکھ
3۔	شوریاں	6.78 لاکھ	6.78 لاکھ
4۔	پیارا بھیال	5.61 لاکھ	5 61 لاکھ
5۔	ڈوگہ	7.23 لاکھ	7.23 لاکھ
6۔	ریالہ بھروٹ	17.50 لاکھ	17 50 لاکھ

تفصیل نکاسی آب منصوبہ (سوشل ایکشن پروگرام) جو زیر تعمیر ہیں۔

1۔	قاضیان کرم شاہ	11.27	7 25 لاکھ
2۔	بھدر	3 88	3.88 لاکھ
1۔	جھکڑ	3.00	3 00 لاکھ

(جز۔ ب) جز الف میں بیان کی گئی واٹر سپلائی سکیموں میں پہلی تین سکیمیں واپڈا کا کنکشن نہ ملنے کی وجہ سے بند پڑی ہیں جب کہ محکمہ نے واپڈا کے تمام واجبات درج ذیل تفصیل کے مطابق ادا کر دیے ہیں۔

1۔منصوبہ آب رسانی لوہر 112500 بذریعہ چیک نمبر C-198384 مورخہ 31-8-89

2۔منصوبہ آب رسانی ملکہ منگلیہ 177390 بذریعہ ووچر نمبر 74 تا 77 مورخہ 31-8-89

3۔منصوبہ آب رسانی شوریاں 68485 بذریعہ ووچر نمبر 332 مورخہ 31-8-89

مندرجہ ذیل سکیموں کے علاوہ آب رسانی باقی تین سکیمیں چالو حالت میں ہیں۔

گرین بیلٹ ناجائز قابضین سے خالی کروانے کے لیے اقدامات

*886۔ ملک غلام شبیر جوئیہ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لیاقت آباد ضلع میانوالی میں ڈبل سٹوری کوارٹرز اور بنگلے کتنی تعداد میں ہیں اور کس کس کو الاٹ کیے گئے ہیں جب سے یہ مکان بنائے گئے ہیں آیا ان کی دیکھ بھال یا مرمت کی گئی ہے۔

(ب) لیاقت آباد میں کون سی سکیم کے تحت پلاٹس بنائے گئے تھے اور مختص پلاٹس کو کار آمد بنانے کے لیے کون سی پالیسی حکومت کے زیر غور ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کیا لیاقت آباد میں گرین بیلٹ رکھا گیا تھا اگر گرین بیلٹ پر لوگوں کا ناجائز قبضہ ہے تو کیا حکومت گرین بیلٹ کو ختم کر کے اس کے پلاٹ بنا کر فروخت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) منڈی ٹاؤن لیاقت آباد میں کوارٹروں کی کل تعداد 637 ہے جن میں سے 324 ڈبل سٹوری ہیں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے 544 کوارٹرز کوہ نور کاٹن ملز لیاقت آباد کو کرایہ پر دیے تھے جو کہ ابھی تک مل انتظامیہ کے قبضہ میں ہیں کیونکہ لاہور ہائی کورٹ نے مل کے حق میں ایک حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے 4 کوارٹرز مختلف محکمہ/ پرائیویٹ لوگوں کو تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے فروخت کر دیے تھے جبکہ 47 کوارٹر سرکاری ملازمین/ پرائیویٹ لوگوں کو کرایہ پر دیے گئے ہیں جن کی مرمت و دیکھ بھال محکمہ ہاؤسنگ کروا رہا ہے۔

(ب) لیاقت آباد میں تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ماسٹر پلان کے تحت 1951052 میں پلاٹ بنائے گئے تھے تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے تحلیل کیے جانے کے بعد اس کی تمام املاک کا بندوبست محکمہ ہاؤسنگ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ مذکورہ پلاٹوں کے بارے میں محکمہ ہاؤسنگ کی مروجہ پالیسی 1989ء کے تحت عمل درآمد کیا جا رہا ہے۔

(ج) لیاقت آباد منڈی ٹاؤن کے نقشہ میں گرین بیلٹ مختص کیے گئے ہیں ان میں سے کچھ پر ناجائز قابض ہیں جن کی ضلعی انتظامیہ کی مدد سے بےدخل کیا جا رہا ہے حکومت کی پالیسی کے تحت گرین بیلٹوں کو پلاٹوں میں تبدیل کر کے فروخت نہیں کیا جا سکتا اس لیے ایسی

کوئی تجویز زیر غور نہ ہے۔

عطاء اللہ خان ڈائریکٹر ٹاؤن پلاننگ ترقیاتی ادارہ فیصل آباد کی تبدیلی

*888۔ راجہ ریاض احمد ، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) عطاء اللہ خان ڈائرکٹر ٹاؤن پلاننگ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد کب اور کس حیثیت میں محکمہ ہذا میں بھرتی ہوا۔ اس کا تعلیمی معیار اور ڈومیسائل کس ضلع کا ہے اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر گزشتہ دس سال سے ایف ڈی اے میں تعینات چلا آ رہا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی وضع کردہ ہدایت کے مطابق کوئی بھی آفیسر ایک ہی جگہ پر تین سال سے زائد عرصہ تک تعینات نہیں رہ سکتا۔

(د) اگر جز(ب اور ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہ کی بناء پر مذکورہ اہلکار ایف ڈی اے میں تعینات ہے اور کیا حکومت اس کو ایف ڈی اے سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) آفیسر مذکورہ مورخہ 8-6-83 کو بحیثیت ڈائرکٹر (ای سی) بھرتی ہوئے ان کا معیار ایم ایس سی (ہیومین سیٹلمنٹ پلاننگ) ہے ان کا ڈومیسائل جہلم کا ہے۔ آفیسر مذکورہ کو بحیثیت ڈائریکٹر(ٹی پی) مورخہ 3-4-89 کو تعینات کیا گیا۔ بعد میں انھیں بحیثیت ڈائرکٹر (ای سی) مورخہ 20-12-1986 کو تبدیل کر دیا گیا۔ اب آفیسر مذکورہ مورخہ 24-8-91 سے بحیثیت ڈائرکٹر (ٹی پی) کام کر رہے ہیں۔

(ب و ج) ایف ڈی اے ایک خودمختار ادارہ ہے ملازمین کی بھرتی بھی یہیں ہوتی ہے اور اس کے تمام دفاتر / نظامت ہائے ایک ہی جگہ فیصل آباد میں واقع ہیں چونکہ ملازم مذکورہ اس ادارہ میں بھرتی ہوا تھا اس لیے اسے ایف ڈی اے کے دفاتر/ نظامت ہائے میں صرف اس آفیسر سے متعلقہ دفاتر / نظامت ہائے یعنی ٹاؤن پلاننگ اور انوائرمنٹل میں ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے

حکومت پنجاب کی طرف سے ایسی کوئی ہدایات نہ ہیں کہ کسی اتھارٹی کے بھرتی کردہ ملازمین کو ایک اتھارٹی سے دوسری اتھارٹی یا حکومتی محکموں میں تبدیل کیا جا سکتا ہو ادارہ نظامت میں آفیسر کو تبدیل کیا جاتا رہا ہے۔

(د) جیسا کہ جزالف میں درج ہے۔

ایف ڈی اے میں ملازمین کی تفصیل

*1113۔ حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اگست 1990ء سے رواں مالی سال کے دوران فیصل آباد ترقیاتی ادارہ اور اس کے ماتحت اداروں میں کن افراد کو کن کن اسامیوں پر بھرتی کیا گئے ایسے افراد کے نام پتہ عہدہ جات قابلیت تاریخ تقرری اور گریڈ کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان میں سے کتنے افراد کو پبلک سروس کمیشن سلیکشن بورڈ، وزراء، وزیر اعلیٰ اور عوامی نمائندوں کی سفارشات اور دیگر کن کن مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی کیا گیا تمام تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) اگست 1990ء سے رواں مالی سال کے دوران ایف ڈی اے یو۔ڈی ونگ و واسا میں بھرتی ہونے والے ملازمین کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران پبلک سروس کمیشن، سلیکشن بورڈ، وزراء، وزیر اعلیٰ اور عوامی نمائندوں کی اور مجاز اتھارٹی کی سفارشات پر بھرتی ہونے والے ملازمین فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

واسا کی جانب سے لوہے کے جنگلہ جات کی خرید

253۔ جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور کے ترقیاتی ادارہ اور واسا نے سال 86-1985ء سے 94-1993ء کے دوران کن تاریخوں میں کتنی مالیت میں کن فرموں و اداروں سے لوہے کے جنگلہ جات اور دیگر لوہے کا سامان

خریدا۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران لوہے کے جنگلہ جات وغیرہ خریدنے کے لیے کن اخبارات میں ٹینڈر طلب کیے گئے۔ ایسے اخبارات کے نام اور اشتہارات کی نقول مع جن فرموں نے لوہے کے سامان اور جنگلہ جات کی فراہمی کی پیش کشیں دیں۔ ان کے نام پتہ جات ایوان کی میز پر رکھے جائیں۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) مکمل تفصیل معزز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اخبارات کے نام اشتہارات کی نقول اور ٹینڈر دینے والے اداروں کے نام ایوان کی میز پر رکھ دیے ہیں۔

میر شکیل الرحمان کو اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیلات

294۔ جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی آر بی نہر رائے ونڈ روڈ لاہور کے کنارے پر واقع 72 کنال اراضی روزنامہ "جنگ" لاہور کے ریذیڈنٹ ایڈیٹر میر شکیل الرحمن کو الاٹ کی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اراضی کی الاٹمنٹ سابق وزیر اعلیٰ نے اپنے خصوصی اختیارات استعمال میں لاتے ہوئے قواعد و ضوابط میں نرمی کرتے ہوئے کی۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ اراضی کی قیمت فی کنال کیا ہے اور کس تاریخ کو کن اختیارات کے تحت الاٹ کی گئی۔ الاٹمنٹ آرڈر اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی نقل ایوان کی میز پر رکھی جائے۔ نیز متذکرہ اراضی کھلی نیلامی کے ذریعے الاٹ نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) میر شکیل الرحمن کو کوئی زمین الاٹ نہیں کی گئی بلکہ جوہر ٹاؤن میں کچھ مالکان اراضی کو (جن کے مختار عام میر شکیل الرحمن تھے) ایل ڈی اے کی مروجہ ایگزمپشن پالیسی کے مطابق حصول شدہ زمین 30 فی صد کے مساوی ڈویلپمنٹ شدہ پلاٹ مستثنیٰ کیے گئے مالکان کا کل

حصول شدہ رقبہ 180 کنال 18 مرلے تھا جب کہ استثنیٰ شدہ رقبہ 54 کنال 5 مرلے 90 مربع فٹ تھا۔

(ب) جیسا کہ جز الف کے جواب میں واضح کیا گیا ہے یہ الاٹمنٹ نہیں ایگزمپشن ہے یعنی مالکان اراضی سے حاصل شدہ زمین کے بدلے میں ان کو پلاٹ ایگزمپٹ کیے گئے ہیں۔

(ج) جز ہائے بالا کی روشنی میں مزید جواب درکار نہ ہے۔

ملت ٹاؤن فیصل آباد کے الاٹیوں کی تفصیل

374۔ جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ملت ٹاؤن فیصل آباد میں کتنے مرلے کے پلاٹ کن افراد اور کس تاریخ کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے الاٹ کیے الاٹیوں کے نام اور پتے کیا ہیں۔

(ب) متذکرہ سکیم میں کتنے پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی اور کتنے بذریعہ نیلامی الاٹ کیے گئے اور الاٹمنٹ سے کتنی رقم حاصل ہوئی۔

(ج) وزیر اعلیٰ کے حکم پر کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے تعداد پلاٹ اور الاٹیوں کے نام اور پتے کیا ہیں۔

(د) کتنے پلاٹ عدم ادائیگی کی بناء پر منسوخ کیے گئے ان کے نام کیا ہیں اور کتنے پلاٹ تاحال الاٹمنٹ کے لیے موجود ہیں۔

(ر) کتنے الاٹیوں نے دیگر افراد کے نام پلاٹ منتقل کروائے اور محکمہ نے ان کی منتقلی کی اجازت کن قواعد کے تحت دی۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ۔(ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے ملت ٹاؤن فیصل آباد میں 168 مختلف سائز کے پلاٹ مجاز اتھارٹی کے حکم سے الاٹ کیے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ سکیم میں 2868 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی اور 419 پلاٹ بذریعہ نیلام عام الاٹ / فروخت کیے گئے اور الاٹمنٹ سے کل 10,000,01,000 روپے کی رقم حاصل ہوئی۔

(ج) وزیر اعلیٰ کے حکم سے کل 168 پلاٹ الاٹ ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) عدم ادائیگی کی وجہ سے کل 168 پلاٹ منسوخ کیے گئے ہیں۔ جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاحال 202 پلاٹ خالی ہیں۔

(ر) کل 1544 الاٹیوں نے بعد ازاں دیگر افراد کے نام پلاٹ منتقل کرائے چونکہ ایسا کرنے کا الاٹیوں کو ایف ڈی اے کے مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت اختیار تھا۔

ایف ڈی اے کی طرف سے ہاؤسنگ سکیموں کی تعمیر

382۔ راجہ ریاض احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ترقیاتی ادارہ فیصل آباد نے اپنے قیام سے لے کر آج تک کتنی ہاؤسنگ سکیمیں کن ناموں سے کتنی لاگت کس سال اور کتنے کتنے رقبہ پر تعمیر کیں اور کتنے رقبے کے کتنے پلاٹ تیار کیے۔

(ب) متذکرہ ہاؤسنگ سکیموں میں سے کتنی سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں ہر سکیم میں کتنے پلاٹس الاٹ کیے جا چکے ہیں۔ کتنے پلاٹوں کی الاٹمنٹ باقی ہے۔

(ج) کتنے الاٹ شدہ پلاٹوں پر بعد ازاں طے شدہ شرائط کے باوجود مقرر کردہ مدت میں تعمیر نہیں ہوئی ایسے کتنے الاٹمنٹ ہولڈرز کے خلاف پلاٹ پر تعمیر نہ کرنے کی بناء پر جو کارروائی کی گئی ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں اگر کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ نیز کتنے پلاٹ ہولڈروں کو کتنی مدت کے لیے پلاٹ پر تعمیر کرنے کے سلسلے میں رعایت دی گئی ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے اپنے قیام سے لے کر کل سات ہاؤسنگ سکیمیں مکمل کیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ہاؤسنگ سکیموں میں سے مدینہ ٹاؤن (توسیع سکیم) نامکمل ہے بقایا سکیمیں مکمل ہیں ان سکیموں میں الاٹ شدہ اور بقایا پلاٹوں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھی دی گئی ہے۔

(ج) ان الاٹیوں کو فرداً فرداً نوٹس جاری کیے گئے۔ مزید برآں بذریعہ اخبار، اشتہار بھی انھیں ہدایت کی جا چکی ہے کہ وہ اپنے پلاٹوں پر تعمیر کیں۔ جو الاٹی تعمیر نہیں کرنا چاہتا اسے مقررہ

سرچارج کی ادائیگی کے بعد تعمیر مدت فوری طور پر دی جاتی ہے اس بناء پر کوئی پلاٹ منسوخ نہیں کیا گیا۔

جن پلاٹوں کے سلسلہ میں تعمیر مدت میں رعایت دی گئی ہے۔ ان کی مکمل فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ملت ٹاؤن فیصل آباد میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ

383۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے ملت ٹاؤن فیصل آباد میں کتنے مرلے کے پلاٹ کن افراد اور کس تاریخ کو کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے الاٹ کیے الاٹیوں کے نام اور پتے کیا ہیں اور مجاز اتھارٹی کا نام کیا ہے نیز اس سکیم میں کل کتنے پلاٹ تھے ان میں سے کتنے الاٹ ہو چکے ہیں اور کتنے باقی ہیں۔

(ب) متذکرہ سکیم میں کتنے پلاٹس بذریعہ قرعہ اندازی اور کتنے بذریعہ نیلامی الاٹ کیے گئے اور الاٹمنٹ سے حکومت کو کتنی رقم حاصل ہوئی۔

(ج) وزیر اعلیٰ کے حکم پر کتنے پلاٹ الاٹ ہوئے تعداد پلاٹ اور الاٹیوں کے نام اور پتے کیا ہیں۔

(د) کتنے پلاٹ عدم ادائیگی کی بناء پر منسوخ کیے گئے ان کے نام کیا ہیں اور کتنے پلاٹ تاحال الاٹمنٹ کے لیے موجود ہیں۔

(ر) کتنے الاٹیوں نے دیگر افراد کے نام پلاٹ منتقل کروائی اور حکومت نے ان کو کن قواعد کے تحت اجازت دی۔ تفصیلاً بتایا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے ملت ٹاؤن فیصل آباد میں مختلف سائز کے کل 5238 پلاٹ تیار کیے جن میں سے کل 168 مختلف سائز کے پلاٹ مجاز اتھارٹی کے حکم سے الاٹ کیے ہیں۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس سکیم میں کل 5238 پلاٹوں میں سے 5036 الاٹ ہو چکے ہیں۔ جبکہ 202 پلاٹ ابھی تک بقایا ہیں۔ بقایا پلاٹ زیادہ تر لینڈ اونرز کے کوٹہ کے لیے مختص ہیں۔ جن کے مقدمات مختلف عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔

(ب) مذکورہ سکیم میں 2868 پلاٹ بذریعہ قرعہ اندازی اور 419 پلاٹ بذریعہ نیلام عام الاٹ/ فروخت کیے گئے اور الاٹمنٹ سے کل 10,000,01,000 آمدنی ہوئی۔

(ج) وزیر اعلیٰ کے حکم سے کل 168 پلاٹ الاٹ ہوئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) عدم ادائیگی کی وجہ سے کل 108 پلاٹ منسوخ کیے گئے ہیں۔ جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ خالی پلاٹوں کے بارے میں پیرا "الف" کے آخر میں وضاحت کی جا چکی ہے۔

(ر) کل 1544 الاٹیوں نے بعد ازاں دیگر افراد کے نام پلاٹ منتقل کرائے چونکہ ایف ڈی اے کے مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت الاٹی کو ایسا کرنے کا اختیار تھا۔

کرشنگ سیزن کے دوران راکھ کا اڑنا

412۔ ملک نواب شیر وسیر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حسین شوگر ملز جڑانوالہ سے کرشنگ سیزن کے دوران جو راکھ اڑتی ہے وہ پورے علاقے کے لیے مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ جس سے ماحولیاتی آلودگی اور صحت عامہ کے بے شمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا ملز انتظامیہ نے اس کی باقاعدہ اجازت حاصل کر رکھی ہے۔ نیز کتنے عرصے تک ڈسٹ کلیکٹر لگا کر یہ مسئلہ حل کر دیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ حسین شوگر ملز جڑانوالہ کرشنگ سیزن کے دوران راکھ اڑتی ہے اس سلسلہ میں مل انتظامیہ نے ادارہ تحفظ ماحول (پنجاب) کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے، دو عدد تنے بوائلر اور فلائی ایش کیچنگ سسٹم (fly ash catching system) اور ڈسٹ کلیٹر نصب کر رکھا ہے جس کے نتیجہ میں اب اس مل سے معمولی راکھ اڑتی ہے جو فیکٹری کے علاقہ میں ہی گر جاتی ہے۔

(ب) جواب اثبات میں نہیں ہے مزید برآں مل انتظامیہ نے محکمہ صنعت سے باقاعدہ این او سی (NOC) حاصل کیا ہوا ہے۔ جس کا رجسٹریشن نمبر F/LYP/H/B/69/9097 بتاریخ

23-4-1969 جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مل انتظامیہ نے ڈسٹ کلینر لگا رکھا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت نے قانون تحفظ ماحول مجریہ 1983ء کے تحت پاکستان میں موجود صنعتی یونٹوں کو 30 جون 1996ء تک چھوٹ دے رکھی ہے تاکہ ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والے یونٹ اس کا سدباب کرنے کا انتظام کر سکیں۔

ویسٹیج کے خاتمہ کے اقدامات

413- جناب محمد وصی ظفر، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حسیب وقاص شوگر ملز ننکانہ صاحب اپنی ویسٹیج قریبی سیم نالہ میں پھینکتی ہے جس سے ماحولیاتی آلودگی اور صحت عامہ کے بےشمار مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اگر ہاں تو کیا ملز انتظامیہ نے اس کی باقاعدہ اجازت حاصل کی ہوئی ہے۔

(ب) کیا اس ویسٹیج کو ختم کرنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔ اگر ہاں تو یہ معاملہ کب تک حل ہو جائے گا اور آیا متاثرین کو معاوضہ اور نقصان کے ازالے کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے کہ حسیب وقاص شوگر ملز انتظامیہ ننکانہ صاحب اپنی ویسٹیج کو قریبی سیم نالہ میں پھینکتی ہے جس سے ماحولیاتی آلودگی اور صحت عامہ کے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ ملز انتظامیہ نے اس سلسلے میں محکمہ ہذا سے اجازت نہ لی ہے۔ مگر انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ سے لوکیشن کلیرنس سرٹیفکیٹ مورخہ 23-2-92 کو حاصل کیا۔ سیم میں پانی ڈالنے کے سلسلے میں محکمہ اری گیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ سے حسیب وقاص شوگر ملز نے کوئی اجازت نہ لی ہے۔

(ب) پاکستان کے تحفظ ماحول کے آرڈیننس 1983ء کے مطابق ہر صنعتی یونٹ کو اپنا ویسٹیج سیم نالہ میں پھینکنے سے پہلے غیر آلودہ بنانا ہوگا۔ اس سلسلہ میں محکمہ ہذا نے مل انتظامیہ کو مطلع کر دیا ہے کہ اس مسئلہ کو حل کرے اور ویسٹیج کو ٹریٹ کر کے سیم نالہ میں پھینکے۔ حکومت پاکستان نے پرانے چلنے والے صنعتی یونٹوں کے لیے 30 جون 1996ء تک آلودگی ختم کرنے کی مدت مقرر کی ہے۔ اس کے بعد ادارہ ہذا آلودگی کے قانون 1983ء کے تحت

خلاف ورزی پر قانونی کارروائی عمل میں لائے گا۔ متاثرین میں سے کسی نے محکمہ ہذا سے رجوع نہیں کیا۔ لہذا متاثرین کو معاوضہ اور نقصان کے ازالے کے لیے کوئی منصوبہ محکمہ ہذا کے زیر غور نہ ہے۔

لو انکم سکیم کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ

522۔ سید تابش الوری، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

"بہاولپور کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر کیا 10 مرلہ یا 5 مرلہ ہاؤسنگ سکیم برائے لو انکم سکیم حکومت کے زیر غور ہے اگر ہے تو کب تک لوگوں کو پلاٹ مل سکیں گے۔"

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

"محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ بہاولپور میں اب تک دو عدد لو انکم ہاؤسنگ سکیمیں بنا چکا ہے جن میں علی الترتیب 797 اور 778 پلاٹ بنائے گئے ہیں۔ جو کہ مستحق لوگوں میں الاٹ کیے جا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک تین مرلہ ہاؤسنگ سکیم بھی تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ جس میں 1364 رہائشی پلاٹ تیار کیے گئے ہیں۔ مذکورہ سکیم میں 690 پلاٹ الاٹ کیے جا چکے ہیں۔ علاوہ ازیں بہاولپور میں 100 ایکڑ رقبہ پر ایک نئی لو انکم ہاؤسنگ سکیم شروع کرنے کا منصوبہ ہے جس کے حصول اراضی کے لیے لاگت کا تخمینہ 175.61 لاکھ روپے ہے۔ محکمہ نے اس مد میں اب تک 54.61 لاکھ روپے ادا کر دیے ہیں۔ باقی رقم ادا کرنے کے بعد زمین حاصل کر کے ترقیاتی کام اس پر شروع کر دیے جائیں گے۔ اس کی تکمیل پر تقریباً 1200 پلاٹ مہیا ہوں گے جو کہ مستحق افراد میں حکومت کی پالیسی کے تحت الاٹ کیے جائیں گے اس کام میں تقریباً دو سال کا عرصہ لگے گا۔

غیر قانونی الاٹمنٹ کی وجوہات

540۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایف ڈی اے کی سکیم 212 رب تھرڈ سر سید ٹاؤن میں پلاٹ نمبر سی -123، سروے نمبر 191/ بی مسمی عبدالعزیز عرف اجی ولد عبدالحق قوم انصاری کے نام تھا جو اسے ایف ڈی اے کی تیار کردہ متذکرہ سکیم میں الاٹ ہونا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک شخص عبدالعزیز ولد عبدالحنی قوم ملک کاٹن ملز ورکرز کالونی فیصل آباد نے ایف ڈی اے کے عملہ کی ملی بھگت سے متذکرہ شخص کی بجائے غلط بیانی اور دھوکا دہی سے متذکرہ پلاٹ اپنے نام الاٹ کرا لیا۔

(ج) اگر جز (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو آیا حکومت متذکرہ شخص اور متعلقہ عملہ کے خلاف ضابطہ کے تحت کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)۔

(الف) سروے ریکارڈ کے مطابق سروے نمبر 8/91 کچی آبادی فیکٹری ایریا فیصل آباد بنام (1) محمد رفیق ولد عبدالمجید (2) منش ولد نامعلوم (3) منا ولد عبداللہ (4) اجی ولد عبدالغنی ہے اور ادارہ کی طرف سے سرسید ٹاؤن میں سروے نمبر 8/91 کے عوض پلاٹ نمبر 123/ بنام اجی ولد عبدالغنی تجویز ہوا تھا سروے نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) عبدالعزیز ولد عبدالغنی شناختی کارڈ نمبر 244-49-071734 نے درخواست گزاری کہ اس کا نام عبدالعزیز ولد عبدالغنی ہے جب کہ سروے میں اجی لکھا گیا ہے جس کی درستگی کے لیے اس نے کاپی شناختی کارڈ، بیان حلفی ووٹ، رجسٹریشن لسٹ، راشن کارڈ، گواہ دو دفتر بیان علاقہ کونسلر شامل مثل کروائے ادارہ نے اس کے شناختی کارڈ کی تصدیق کروائی جو کہ درست ثابت ہوئی۔ جس پر کارروائی کرتے ہوئے اس کے نام کی درستی کرتے ہوئے اسے پلاٹ نمبر 123/ سی سکیم نمبر 212 رب III کی الاٹمنٹ مورخہ 1-3-1987 کو جاری کر دی۔

(ج) ایک شخص محمد آفاق ولد محمد اسحاق نے مورخہ 10-3-1987 بذریعہ درخواست دفتر ای ایم نشان دہی کی کہ عبدالعزیز ولد عبدالغنی جس نے پلاٹ 123سی سکیم نمبر 212 رب III کی الاٹمنٹ حاصل کر لی ہے وہ شخص جعلی/ فرضی ہے جب کہ اصل سروے ہولڈر عبدالعزیز عرف حاجی ولد عبدالغنی پہلوان ہے جو کہ اپنی سروے پرچی 1976ء میں بمعہ طلبہ مبلغ فروخت کر کے کراچی چلا گیا ہے مورخہ 25-7-1987 کو عبدالعزیز عرف حاجی ولد عبدالغنی شناختی کارڈ نمبر 245-31-114916 نے جناب ڈائریکٹر صاحب (ای ایم) کو درخواست گزاری کہ اس نے پرچی

سروے محمد ہارون ولد محمد اسحاق کو فروخت کر دی ہے لہذا جعلی الاٹی کے خلاف کارروائی کی جائے جس پر دفتر (ای ایم) نے کارروائی شروع کی تو پتہ چلا کہ درخواست دہندہ کا سروے نمبری 6/270 ہے جس کے عوض اس نے پلاٹ نمبر 72 وائی 6 بہ رقبہ چار مرلہ مدینہ ٹاؤن کی الاٹمنٹ محکمہ ہاؤسنگ سے 13-11-1975 کی حاصل کی ہوئی ہے مزید عبدالعزیز ولد عبدالغنی نے سروے نمبری 6/250 کے عوض مقامی کچی آبادی میں الاٹمنٹ کے لیے درخواست گزاری چونکہ بوجہ ڈبل الاٹمنٹ پلاٹ نمبر 711 ڈی کی الاٹمنٹ مورخہ 17-3-1981 کو منسوخ کر دی گئی گورنمنٹ کی پالیسی کے مطابق ایک شخص صرف ایک سروے کے عوض ایک الاٹمنٹ کا حقدار ہے جو کہ اس نے مدینہ کالونی میں پلاٹ نمبری 72 وائی 6 حاصل کیا ہوا ہے چونکہ ادارہ نے جس شخص عبدالعزیز ولد عبدالغنی شناختی کارڈ نمبر 244-49-071734 کو الاٹمنٹ جاری کی ہے فراہم کردہ دستاویزات کے مطابق وہ درست سروے ہولڈر ہے۔

بعد میں ایک ہارون نامی شخص نے مورخہ 2-3-1988 کو ایک دعویٰ جناب سینئر سول جج کی عدالت میں دائر کیا کہ اس نے سروے ہذا عبدالعزیز عرف اجی ولد عبدالغنی سے خریدا ہوا ہے اور یہ کہ پلاٹ نمبری 123 میں سکیم نمبر 212 رب III کا وہ حقدار ہے جس نے جعلسازی سے الاٹمنٹ رکھی ہوئی ہے وہ منسوخ کی جائے اور پلاٹ اسے الاٹ کیا جائے لیکن دعویٰ محمد ہارون مورخہ 9-9-1991 کو بعدالت جناب چودھری طالب حسین سول جج فیصل آباد نے بوجہ عدم ثبوت خارج کر دیا۔ پلاٹ مذکورہ کا حکم امتناعی عبدالعزیز ولد عبدالغنی کے حق میں اور ہارون کے خلاف مورخہ 29-10-1991 کو بعدالت جناب محمد صدیق ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت سے منظور ہوا۔

کیس عنوان بالا ہارون عبدالعزیز ایف ڈی اے کی سول رویژن 90/91 کی روشنی میں عبدالعزیز ولد عبدالغنی جس کو ادارہ نے پلاٹ نمبر 123/ سی الاٹ کیا ہے درست سروے ہولڈر گردانا گیا ہے اور اس میں ادارہ کے عملے کی کوئی ملی بھگت نہ ہے جہاں تک عبدالعزیز عرف اجی ولد عبدالغنی کا تعلق ہے اپنے آپ کو درست سروے ہولڈر نہ ہی دفتر میں اور نہ عدالت میں ثابت کر سکا جو کیس ہارون ولد محمد اسحاق نے دائر کر رکھا ہے عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے جس کے سبب ادارہ کی جانب سے مزید کارروائی ممکن نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں پہلے ان کی بات سن لوں' اس کے بعد آپ کی بات سنوں گا۔ چودھری محمد اقبال (مداخلت) آپ ان کی بات تو سنیں۔ شاید آپ کی پھر ضرورت نہ رہے۔ وہ مطمئن کر دیں۔

چودھری محمد اقبال: جناب سپیکر! [* * * *

ہاکی سٹیڈیم کی تعمیر

556۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے ہاکی سٹیڈیم تعمیر کرنے کا منصوبہ تیار کیا تھا اگر ہاں تو اس منصوبے پر لاگت کا تخمینہ کتنا تھا اس منصوبے کا آغاز کب ہونا تھا اور کب ہوا اور اس کی تکمیل کی مدت کیا تھی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ تاحال مکمل نہیں ہو سکا اور اس پر کام معطل ہے اگر ہاں تو اب نظر ثانی شدہ تخمینہ کے مطابق اس کی لاگت میں کتنا اضافہ ہوا۔

(ج) کن وجوہ کی بناء پر منصوبہ طے شدہ مدت کے دوران مکمل نہیں ہو سکا اور اس کی تکمیل میں جو رکاوٹیں پیش ہیں وہ کب تک دور ہو جائیں گی؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (ملک مشتاق احمد اعوان)،

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد ترقیاتی ادارہ نے ہاکی سٹیڈیم تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اس منصوبہ پر لاگت کا تخمینہ 250لاکھ تھا اس منصوبے کا آغاز 14-10-87 کو ہونا تھا اور 14-10-87 کو ہی ہوا اس منصوبے کی تعمیر کی مدت دو سال تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ منصوبہ تاحال مکمل نہیں ہو سکا اور اس پر کام معطل ہے نظر ثانی شدہ تخمینہ کے مطابق اس کی لاگت میں 317.66 لاکھ روپے کا اضافہ ہوا۔

(ج) سابق مالک زمین سعید مشتاق نے لاہور ہائی کورٹ ڈویژنل بنچ میں دعویٰ دائر کیا اور مورخہ 6-3-88 کو حکم امتناعی حاصل کر لیا جس کی وجہ سے موقع پر کام روک دیا گیا لاہور ہائی کورٹ نے مورخہ 30-5-93 کو دعویٰ کا فیصلہ ایف ڈی اے کے حق میں کر دیا اس دوران ایف ڈی اے نے منصوبہ کا ترمیم شدہ تخمینہ محکمہ پی ایڈ ڈی حکومت پنجاب کو منظوری کے لیے بھجوایا۔ اس کے بعد سابق مالک زمین نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور 2-8-93 کو پھر حکم امتناعی حاصل کر لیا یہ اپیل زیر سماعت ہے اور حکم امتناعی کی وجہ سے کام رکا ہوا ہے عدالت عظمیٰ میں کیس کی جلدی سماعت کے لیے تحریک کی جا رہی ہے۔ (قطع کلامیاں۔شور)

جناب ڈپٹی سپیکر، طارق بشیر چیمہ صاحب

(قطع کلامیاں)

طارق بشیر چیمہ صاحب کو میں نے فلور دیا ہے، اس کے بعد آپ کو۔

جناب طارق بشیر چیمہ، [* * *

[**********]

(اس مرحلے پر حزب اختلاف واک آؤٹ کر گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات ختم ہونے کے بعد سے لے کر اب تک جو کارروائی ہوئی ہے اسے میں حذف کرتا ہوں۔ چونکہ ہم پھر بھی حزب اختلاف کو عزت و احترام دیتے ہیں۔ میں اپنے دو فاضل اراکین جناب اقبال احمد خان لنگڑیال اور جناب شاہنواز چیمہ کو کہوں گا کہ وہ جائیں اور اپنے روٹھے ہوئے بھائی جو خواہ مخواہ روٹھ گئے ہیں' حقیقتاً روٹھنے کا کوئی مقام نہیں تھا۔ لیکن وہ روٹھ گئے ہیں اس لیے ان کو واپس لے آئیں۔

وزیر تعلیم، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ریاض فتیانہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم، جناب والا! آپ کی اجازت سے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں کئی دنوں سے لوٹا کا لفظ استعمال کیا جا رہا ہے۔ تو میں لوٹا کی ہسٹری بیان کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ یہ آجکل پنجاب کی ثقافت کا حصہ بن چکا ہے۔ تو لوٹے کی ہسٹری جو میں نے چند روز پہلے پڑھی وہ یہ کہ سب سے پہلے لوٹا کا لفظ 1988ء میں نمودار ہوا جب محمد خان جونیجو پاکستان کے وزیر اعظم تھے۔ اور ان کی حکومت جنرل ضیاء الحق نے برطرف کی تھی۔ اس وقت جونیجو صاحب پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ تھے اور سابق وزیر اعظم نواز شریف صاحب صوبہ پنجاب مسلم لیگ کے صدر تھے۔ اور وزیر اعلیٰ پنجاب تھے۔ تو جناب سپیکر جب جونیجو صاحب کی حکومت برطرف کردی گئی تو ان کے صوبائی صدر جو وزیر اعلیٰ پنجاب بھی تھے انہوں جونیجو صاحب کے ساتھ غداری کرتے ہوئے' بے وفائی کرتے ہوئے' زیادتی کرتے ہوئے اس وقت کے سب سے بڑے آمر ضیاء الحق کے کہنے پر فدا لیگ کے نام سے ایک الگ مسلم لیگ بنالی تھی۔ اور اس طرح پہلی مرتبہ لوٹا کا لفظ پنجاب کی ہسٹری میں آیا۔ یعنی اس وقت کے جماعت کے سربراہ کی حکومت برطرف کردی گئی ان کے ساتھ بغاوت کرتے ہوئے فدا محمد خان کو مسلم لیگ کا صدر بنا کر عملاً اس تحریک کا آغاز کیا گیا۔ تو جناب والا! اگر ہسٹری کو دیکھا جائے تو میرا خیال ہے کہ یہ صحیح تاریخ جو میں نے بیان کی ہے تاریخ کا ریکارڈ درست رکھنے کے لیے بیان کی ہے تاکہ پنجاب کے

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا) ***

عوام کو پتا چل جائے کہ یہ لوٹا کا لفظ کہاں سے آیا تھا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، حزب اختلاف واک آوٹ کر گئی ہے تو میں نے دو فاضل اراکین بلکہ قابل احترام وزراء کو بھیجا ہے کہ وہ ان کو لائیں۔ ہم اگر چاہیں تو اب سارا کام کر سکتے ہیں لیکن ہم جمہوریت کو کچلنا نہیں چاہتے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جمہوری انداز سے اپنے فیصلے کریں۔ جی رانا صاحب۔

رانا سہیل احمد نون، جناب والا! انہوں نے جو واک آوٹ کیا ہے اور یہ سارا مچھلی بازار بنا دیا ہے اس کا مقصد میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے پنجاب اسمبلی میں اپنی نمائندگی کو' اپنے حلقے کے عوام کی نمائندگی کو وہاں پر d'isturb کیا ہے۔ اپنے حلقے کے عوام کی توہین کی ہے۔ وہاں ان کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انہوں نے سوا سال سے پنجاب میں لوٹ مار کا پروگرام میاں نواز شریف صاحب کی زیر سرپرستی بنا رکھا ہے اور یہ ساری چیزیں اور ان کے اندر کی آوازیں اور یہ جو کچھ شور شرابہ کر رہے ہیں صرف دوبارہ وہ ڈکیتیوں کا اور لوٹ مار کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔ تو ہم اس بات کی مذمت کرتے ہیں اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جہاں ہم اس پنجاب کے عوام کے تقدس کی بحالی کے لیے' اور ان کی طرز زندگی کا معیار بلند کرنے کے لیے وہاں اس لوٹ مار اور ڈاکہ زنی کو ختم کرنے کے لیے بھرپور کوشش کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لنگڑیال صاحب' آپ گئے تھے۔

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جی وہ چیمہ صاحب گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے لاء اینڈ آرڈر پر جنہوں نے تقاریر کرنی ہیں' ان کے نام آ گئے ہیں تو میں حزب اقتدار سے بھی کہوں گا کہ وہ بھی اپنی لسٹ جنہوں نے لاء اینڈ آرڈر پر بولنا ہے' وہ سیکرٹری صاحب کو دے دیں۔

لنگڑیال صاحب اور شاہنواز چیمہ کو بھیجا تھا تو وہ بتائیں۔ میں آپ سب سے اپیل کرتا ہوں کہ پہلے آپ ہاؤس کو in order قرار دیجیے۔ آپ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیے۔ جی شاہنواز چیمہ صاحب۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب ' اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ کیونکہ اب کافی دیر ہو گئی ہے۔ ہم نے کارروائی آگے چلانی ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جتنی دیر یہ انہیں رضامند کرتے ہیں اتنی دیر آپ اجلاس شروع کر لیجیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔۔۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اجلاس شروع کرتے ہیں' اتنی دیر میں یہ انہیں رضامند کر کے لے آتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں' ان کو لے آئیے۔ کارروائی جاری کرتے ہیں۔ کیونکہ دو تحاریک استحقاق بھی فاضل اراکین کی ہیں جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں' تحاریک التواء بھی انہیں کی طرف سے ہیں' اگر کارروائی شروع ہو گی تو وہ غیر حاضری کی وجہ سے ختم ہو جائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں تاکہ ہم یہاں ان پر غور کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! وقفہ نماز کر دیا جائے۔ تاکہ ہم نماز پڑھ آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نماز کا وقفہ ہو گیا ہے۔ ایوان کو سات بجے تک ملتوی کرتے ہیں۔ سات بجے سے ہی ایوان کی کاروائی شروع کر دیں گے۔ مہربانی۔

(شام چھ بجکر چھبیس منٹ پر ایوان کی کاروائی شام سات بجے تک ملتوی کی گئی)

(جناب سپیکر سات بج کر انیس منٹ پر کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی' اب تحریک استحقاق کا وقت ہے۔ I call the House to order اور میں اپوزیشن کو welcome کہتا ہوں۔ جناب سعید ظفر صاحب' آپ کی کوشش کامیاب ہوئی ہے۔

وزیر اطلاعات، جناب والا' میں آپ کی اجازت سے اپوزیشن کے اپنے بھائیوں کو ہاؤس میں welcome کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اور یہ یقین کرتا ہوں کہ ہم سارے معاملات کو افہام وتفہیم سے اور بہتر انداز سے چلائیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ better sense prevail کرے گی۔ ایک بار میں پھر اپنے اپوزیشن کے بھائیوں کا

شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ہماری گزارش پر بات مان لی۔ بہت بہت شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، سید ظفر صاحب، انھیں جس مسئلے پر زیادہ اصرار تھا، آپ اس سلسلے میں کوشش کریں گے؟

وزیر اطلاعات، میری بات ہو گئی ہے۔ انشاء اللہ ہم کل بات کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں۔ جناب سپیکر، جس بات پر ہم نے احتجاجاً واک آؤٹ کیا تھا، وہ مسئلہ وہی ہے جو آج کے اجلاس کی کارروائی میں زیر بحث رہا ہے کہ اپوزیشن ممبران کے منصوبہ جات روک لیے گئے ہیں۔ یہاں on the floor of the House وزیر متعلقہ نے بھی یہ کہا اور دیگر وزراء حضرات نے بھی اپنی اپنی تقاریر میں آج کے اجلاس میں اور آج سے پہلے جمعرات کے دن جو اجلاس ہوا اس میں بھی یہ کہا کہ وزیر اعلیٰ کی commitment ہے۔ تو ہم سے حکومتی بنچوں کے وزراء جو ہمارے پرانے ساتھی بھی ہیں، دوست بھی ہیں، انھوں نے رابطہ کیا۔ اور ہم نے ان سے یہی کہا ہے کہ آپ حضرات اگر چیف منسٹر کی طرف سے commitment نہیں دے سکتے تو آپ چیف منسٹر سے بات کر کے اور پھر کل ہمیں positively ان کے جواب سے آگاہ کر دیں۔ اگر وہ اپوزیشن ممبران کو فنڈز نہیں دینا چاہتے تو بھی ہمیں پتا چل جائے گا۔ اور اگر وہ دینا چاہتے ہیں تو ایک positive commitment on the floor of the House ہونی چاہیے۔ ہم نے یہ تجویز دی تھی کہ اگر اس میں کوئی ایسے معاملات ہیں جو discuss کرنے کے قابل ہوں تو ایک کمیٹی مقرر کر دیں۔ وہاں سے دو یا چار وزراء کی ٹیم ہو اور اسی قدر ایک ٹیم یہاں اپوزیشن بنچوں سے آ جائے گی اور ہم بیٹھ کر یہ بات کر سکتے ہیں۔ تو اس سلسلے میں اگر آپ مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، سید ظفر صاحب، جو کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ کے درمیان یہ بات طے ہوئی ہے کہ آپ کے درمیان یہ بات طے ہوئی ہے کہ آپ پتا کریں گے تو آپ اس سلسلے میں بات کریں گے؟

وزیر اطلاعات، سر، میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ انشاء اللہ ہم ہاؤس کے معاملات کو مکمل افہام و تفہیم سے چلائیں گے اور جو بھی اس صوبے کے مفاد کی بہتری کے لیے اور (مداخلت) مجھے اجازت ہے، میر یکھوسہ صاحب سے بات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، آپ انھیں بات کرنے دیجیے۔

چودھری اختر رسول، جناب سپیکر، clear cut بات ہونی چاہیے۔ اس میں ابہام نہیں ہونا چاہیے

جناب سپیکر، بات clear کریں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر اطلاعات، جناب سپیکر، میں سمجھتا تھا کہ میری کھوسہ صاحب سے جو بات ہوئی ہے اس میں ایک خاصا وزن تھا اور ہم نے طے کیا تھا کہ ہم معاملات کس طرح چلائیں گے۔ اور یہ بھی طے ہوا تھا کہ آج on the floor of the House اس بارے میں بات نہیں ہو گی۔ جو بھی بات ہو گی وہ چونکہ چیف منسٹر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں، ویسے تو پہلے ہی ان کا بیان موجود ہے، لیکن اگر کوئی بات ہو گی تو اس کو فائنل کر کے اس کو ہم علیحدہ کریں گے۔ لیکن اس بات کو آج ہم on the floor of the House اس لیے ٹیک اپ نہیں کر رہے کہ ہم آپس میں صلاح مشورہ کر کے ---

جناب سپیکر، آج تو آپ ٹیک اپ نہیں کر رہے۔ لیکن چونکہ چیف منسٹر صاحب نہیں، کھوسہ صاحب نے کہا ہے کہ آپ نے ان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لے آئیں گے تو آپ ان سے بات کریں گے۔ اور ان سے بات کرنے کے بعد آپ ہاؤس کو جانیں گے۔

وزیر اطلاعات، سر، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کا بڑا clear cut policy statement ہے جو کہ انھوں نے دیا ہوا ہے۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں، لیکن اگر اس میں کچھ وضاحتیں ہیں تو اس کے بارے میں ہم ان سے بات کریں گے۔

جناب سپیکر، اور ہاؤس کو جانیں گے؟

چودھری اختر رسول، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

چودھری اختر رسول، فاضل وزیر نے باہر ہم سے یہ بات کہی ہے کہ آپ بائیکاٹ کو ختم کریں۔ آپ کی جو ترقیاتی سکیمیں ہیں، ہم کل تک آپ کو clear cut وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر کے ہاؤس کے اندر جواب دیں گے۔ کل تک جواب دیں گے، اور کلیر کٹ اس بات کا جواب دیں گے۔ یہ بات انھوں نے ہم سے کی ہے۔

جناب سپیکر، ظفر صاحب۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں جناب کا مشکور ہوں۔ یہاں پر پچھلے تین دن سے بات ہو رہی ہے۔یہ ڈویلپمنٹ کا مسئلہ ہے۔ میں اس لیے بات نہیں کر رہا کہ اس سے 101 ممبران کا تعلق ہے اور علاقے کے بہت سے لوگوں کا تعلق ہے اور جن کے basic اور fundamental rights مفلوج ہو رہے ہیں۔ میں رولز کی اور چیف منسٹر صاحب کے اس اعلان کی' اس تقریر کی بات کر رہا ہوں۔ میں آپ کی توجہ رول۔ 156 کی طرف دلاؤں گا۔ اگر وہ کمیٹی بنی ہوتی۔ اور اگر نہیں بنی تو میں آپ کی خدمت میں استدعا کروں گا کہ یہ کمیٹی بنا دی جائے۔ "Committee on Government Assurance" ۔ کوئی منسٹر' چیف منسٹر' گورنمنٹ کا کوئی بھی آدمی جو فلور پر بات کرتا ہے' commitment کرتا ہے' promise کرتا ہے' اور اگر اس سے وہ diversion کرتا ہے تو ممبران کا یہ استحقاق ہے کہ اس کو وہ ایوان میں پیش کریں۔ یہ ہم کوئی اپنی ذاتی بات نہیں کر رہے۔ چیف منسٹر صاحب پاکستان کے سب سے بڑے صوبے کے چیف منسٹر ہیں' ایگزیکٹو ہیڈ ہیں اور انھوں نے برملا یہاں پر یہ کہا ہے اور آج آدھے سے زیادہ پنجاب کو اپنے منصوبوں سے محروم کر دیا گیا ہے۔ اس لیے رول۔ 156 کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں جناب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ وہ کمیٹی تو ابھی تک بنی نہیں' سپیشل کمیٹی بنائی جائے جو اس معاملے کو ٹیک اپ کرے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، سعید ظفر صاحب' اب ہم یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ چیف منسٹر صاحب سے آج بات کریں گے۔ جو بات آپ نے آپس میں طے کی ہے آپ اس پہ agree کرتے ہیں؟ یہی بات طے ہوئی ہے؟

وزیر اطلاعات، جناب والا! میں نے بڑی وضاحت سے یہ عرض کر دیا ہے کہ ہم معاملات کو انشاء اللہ افہام و تفہیم سے چلائیں گے اور I am very clear about it. اور میری بات کھوسہ صاحب سے ہو گئی ہے۔ مہربانی سے اگر اس issue کو آج زیادہ نہ لیا جائے۔ میرا خیال ہے کہ کھوسہ صاحب بہتر جواب دیں گے۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب' بتائیے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! آپ کی مہربانی' آپ دوبارہ مجھے اجازت دے رہے ہیں۔ جناب وزیر صاحب یہاں تشریف لائے تھے۔ یہاں بھی اور باہر گیلری میں بھی ہمیں ملے ہیں۔ انھوں نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو کچھ assurances دی ہیں۔ یہی معاملہ اگر کل وضاحت سے واضح نہیں

ہوتا تو یہ حق ہمارا محفوظ ہے۔ اسے ہم پھر agitate کر سکتے ہیں۔ یہ بات کوئی یہاں ختم تو نہیں ہو جاتی۔ لیکن اس وقت ان کی assurance پر ہم ہاؤس میں participate کریں گے اور کارروائی کو چلائیں گے۔

جناب سپیکر، آپ کا شکریہ۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں سپیکر صاحب کی وساطت سے کھوسہ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بات آپ نے دہرائی ہے یہ سعید ظفر صاحب اپنی زبان سے کیوں نہیں کہہ رہے کہ ہماری کھوسہ صاحب سے بات باہر ہوئی ہے کہ ہم آج چیف منسٹر صاحب سے بات کر کے کل ہاؤس میں اس بات کا اعلان کریں گے؛ بات تو ان کو کرنی چاہیے۔ لیکن بات آپ دہرا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! ابھی ابھی ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن الوری صاحب نے کہا ہے کہ ہم نے اپنے مالکوں سے بات کی ہے۔ ہمارے مالکوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ بائیکاٹ کریں۔ یہ خواجہ صاحب کو پیغام دے دیں کہ مالکوں کا کہنا ہے کہ بائیکاٹ نہیں کرنا۔ ہم نے اسمبلی چلانی ہے۔

جناب سپیکر، میں اس کو پوائنٹ آف آرڈر تسلیم نہیں کرتا۔

ایک معزز رکن، جناب والا! اس صورت حال پر میں ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

ایک معزز رکن،

یہ منصف بھی تو قیدی ہیں ہمیں انصاف کیا دیں گے
لکھا ہے ان کے چہروں پہ جو فیصلہ دیں گے

جناب سپیکر، اب ہم آگے چلتے ہیں۔ اور تحریک استحقاق لیتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) جب آپ کے لیڈر صاحب نے ایک بات کردی ہے تو اس کا احترام کیجیے۔ (قطع کلامیاں) جی فرمائیے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! یہ ایوان سرحد اسمبلی میں دستور اور قانون کی کھلی خلاف ورزی، جمہوریت اور پارلیمانی نظام کے قتل کی شدید مذمت کرتا ہے۔ اور اسے وفاقی طرز حکومت کے خلاف خوف ناک سازش قرار دیتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ کیا ہے؟

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! یہ ایک تحریک ہے۔ جو قاعدہ نمبر 92 کے تحت ہے جو میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں جناب یہ اس طرح پیش نہیں ہوتی۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں قبد۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا! آپ ہاؤس سے رائے لے لیں۔ اور کارروائی کو معطل کر کے جناب والا مجھے اجازت دی جائے کہ میں قرار داد کو پڑھ سکوں۔

جناب سپیکر: اس طرح تھوڑا ہی تحریک پیش کی جاسکتی ہے۔ آپ نے میرے ساتھ چیمبر میں ڈسکس نہیں کیا نہ اس کا نوٹس دیا۔ یہ اس طرح سے پیش نہیں ہوسکتی۔ (قطع کلامیاں) اس کے لیے سات دن کا نوٹس چاہیے۔ ہاؤس میں پیش ہونے سے پہلے مجھ سے بات ہونی چاہیے۔ اس طرح تو میں اس کو پڑھنے کی بھی اجازت نہیں دے سکتا۔ جی الوری صاحب۔

سید تابش الوری: جناب والا! یہ جس مسئلے کو حمید صاحب نے قرار داد کی طرح اٹھایا ہے۔ وہ صرف اسی طرح سے فنی طور پر اٹھایا جاسکتا ہے کہ قاعدہ نمبر 92 کو معطل کرکے اس قرار داد کو out of turn اس ہاؤس کے consensus کے ساتھ آپ اجازت دیں۔ کیونکہ سرحد اسمبلی کو دستور سے بغاوت کر کے اور قانون کی کھلی دھجیاں بکھیر کر وہاں کارروائی کی گئی جو وفاق کے خلاف ایک سازش ہے۔

جناب سپیکر: یہ ایک نامناسب بات ہے۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر! یہ وفاق کے ساتھ ایک سازش ہے۔

جناب سپیکر: میں یہاں رولز کو معطل کرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔ (قطع کلامیاں) نہیں یہ پیش

نہیں ہو سکتی۔

سید تابش الوری، وفاق کا برقرار رہنا ہمارے پاکستان کی بنیادی ضرورت ہے۔ اگر اس طرح سے وفاق کی طرف سے صوبوں کے خلاف کارروائیاں کی گئیں۔ اور وہاں سپیکر کو کسی قاعدے کے خلاف معطل کر دیا گیا۔ سپیکر کو معطل کرنے کا اختیار نہ صدر کو ہے نہ وزیر اعظم کو ہے اور نہ گورنر کو اختیار ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ میری سنیں۔ سپیکر بات کر رہا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں)

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! سرحد اسمبلی کے سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی: جناب والا! سرحد اسمبلی میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ جمہوریت پر ایک کاری وار کیا گیا ہے۔ وہ جو جمہوریت کا نام لے کر اپنے آپ کو جیالے کہتے ہیں۔ ان جیالوں نے آج اس سرحد اسمبلی کا قتل کیا ہے۔ کل آپ اپنے گھر میں سوئے ہوں گے اور آپ بھی معطل ہوں گے جناب۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرایا کرتی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

سید تابش الوری، جناب والا! بھٹو صاحب کے زمانے میں بھی بلوچستان اور سرحد کی اسمبلیاں معطل ہوئیں۔ اور اس دفعہ پھر معطلی کے بعد وہاں سپیکر کو معطل کر دیا گیا۔ جو قاعدے، دستور اور آئین کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اسے زیر بحث لایا جائے

جناب سپیکر، یہ مسئلہ زیر بحث نہیں۔ وصی ظفر صاحب آپ فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ ان کا جو اصل problem تھا وہ اب یہ سامنے لائے ہیں۔ سرحد اسمبلی میں شکست فاش کھانے کے بعد ان کی سپریم کورٹ سے بھی petition خارج ہوگئی ہے۔ اور یہ اس کی خفگی مٹانے کے لیے یہ سب کچھ اس وقت سے کر رہے ہیں۔ کیونکہ وہاں شیر پاؤ چیف منسٹر بن گئے ہیں اور یہ problem میں آ گئے ہیں۔ یہ جمہوریت کو دیکھ ہی نہیں سکتے۔ اس کے بعد سپریم کورٹ کی طرف رجوع کیا۔ انہوں نے petition خارج کر دی ہے۔ اس کی اطلاع بھی آ گئی ہے اور یہ problem میں آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ مسئلہ زیر بحث ہی نہیں۔ میں نے اس مسئلے کو زیر بحث لانے کی اجازت نہیں دی۔ میں نے اس کو زیر بحث لانے کے لیے رولز معطل نہیں کیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! سرحد اسمبلی کے سلسلے میں یک جہتی کا اظہار کیا جائے اور پنجاب یہ ثابت کرے کہ وفاق کو برقرار رکھنے کے سلسلے میں پنجاب اپنے دستوری فرائض کو ادا کرنا چاہتا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر شیلا بی چارلس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر شیلا بی چارلس۔

محترمہ ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں۔ اپوزیشن کی طرف سے میرے بھائی ایک وقت میں ایک آدمی بات نہیں کرسکتا؟ یا انہوں نے فیصلہ کیا ہوا ہے کہ ان کی طرف سے تین تین ارکان کھڑے ہو کر بات کریں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، اب تحاریک استحقاق لی جائیں گی (قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر، گو کہ سرحد میں صدر کی فتح ہوئی ہے کسی جمہوریت کی فتح نہیں ہوئی۔ آپ سپیکر ہیں اور آپ کو چاہیے کہ ہمیں اس بات کی اجازت دیں۔ کل کہیں آپ کو بھی معطل کرکے اس اسمبلی کو بھی تبدیل نہ کر دیا جائے۔ (قطع کلامیاں)

رانا سہیل احمد نون: جناب والا! سرحد اسمبلی کے بحال ہونے پر اور شیر پاؤ صاحب کو وہاں وزیر اعلیٰ منتخب ہونے پر یہ ہاؤس مبارک باد پیش کرتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! یہاں جذبات سے کام لینے کی بات نہیں آپ کو یاد ہے اور سارے ہاؤس کو بھی علم ہے اور ساری قوم کو علم ہے کہ جب پنجاب کی اسمبلی معطل کر دی گئی تھی تو سپیکر تب بھی سپیکر ہی تھے۔ اس طرح اور اسمبلیوں میں بھی جب کہیں اسمبلی توڑ دی گئی ہے تو سپیکر، سپیکر ہی رہے۔ یہاں سپیکر کے اختیارات ختم کر دیے گئے ہیں۔ اور سپیکر کو اسمبلی سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اس کے خلاف آپ ہمیں برائے مہربانی بات کرنے دیجیے گا بحث کرنے دیجیے گا۔

جناب سپیکر، آپ رولز کے مطابق بات کریں۔ میں رولز کو معطل نہیں کرتا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اسی لیے ہم نے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ رولز کو معطل کرکے ہمیں اجازت دیں یہ آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر، میں رولز کو معطل نہیں کر رہا۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، اگر آپ ہمیں اس چیز کی اجازت نہیں دیتے تو پھر ہم دو منٹ کے لیے بطور احتجاج واک آؤٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واک آؤٹ کر گئے۔)

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر اوقاف، جناب والا! ان کا تو کاروبار ہے ہر دو منٹ کے بعد واک آؤٹ کرنا۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔(قطع کلامیاں) جناب والا! میں نے پہلے بھی ان کے سامنے عرض کیا ہے تابش الوری صاحب نے کہا کہ ہم نے اپنے مالک کو ٹیلی فون کیا ہے اس کے بعد جو ان کی طرف سے اجازت ہے وہ اس کے تابع ہیں۔ آج وہ بدقسمتی سے نہیں آئے تو یہ بے واقع ہو گئے ہیں پنجابی میں "بے واقع" یعنی لاچار ہو گئے ہیں۔ ان کا کوئی علاج نہیں۔ آپ ہاؤس کی کارروائی کو چلنے دیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! باہر جانے سے پہلے میں چیمہ صاحب کی بات کا آپ کے توسط سے جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

آوازیں، آپ نے تو واک آؤٹ کیا ہوا ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، چیمہ صاحب نے اپنی دیہاڑیوں کا مکمل بندوبست کیا ہوا ہے اس لیے وہ یہاں پر بڑے خوش بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات میں یہ پوائنٹ آؤٹ کروں گا کہ کورم پورا نہیں۔ آپ ذرا گنتی کروالیں۔ کورم کی گنتی کرائی جائے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

(معزز اراکین اپوزیشن واک آؤٹ ختم کرکے ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم بات آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ یہ ہمارے بنچز کے سامنے کچھ Special Plastic Emulsion کے اور کچھ دوسرے رسالوں کے پیپرز پڑے ہوئے ہیں۔ کیا پرائیویٹ لوگ یہاں پر advertisement کے لیے تشریف لا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ سب جگہ پڑے ہیں؟

جناب ایس اے حمید، جی سب جگہ پڑے ہیں۔ ہر بنچ پر پڑے ہیں۔

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب، یہ pamphlet آپ کی طرف سے تقسیم کیے گئے ہیں یا پرائیویٹ طور پر کسی نے تقسیم کیے ہیں؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب ممبران نے کیے ہیں۔ ممبران نے یہ اس لیے کیے ہیں تاکہ ہمارے دوستوں کے علم میں اضافہ ہو۔ یہ علم میں اضافے کے لیے ہیں۔ ان کو علم آ جائے۔ یہ پڑھنا سیکھیں۔ علم سیکھیں۔ یہ ساری زندگی واک آؤٹ کا نام نہیں لیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب ایس اے حمید۔ جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، جی میری بات سنیے۔ یہ کسی private agency کی طرف سے یا فرد کی طرف سے نہیں حکومت کی طرف سے یہ informatory ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، نہیں، نہیں۔ یہ ممبروں کی طرف سے ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، کون سے ممبروں کی طرف سے ہے؟

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، ہماری طرف سے ہے۔

جناب سپیکر، اس پر کسی کا نام ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، سیکرٹری صاحب، آپ ذرا وضاحت کریں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! ایک ادارے کی طرف سے emulsion کا ایک اشتہار بھی ہے۔ یہ Brighto Plastic Emulsion کا ہے۔ جناب سپیکر! اس کو بھی دیکھیں۔ یہ شاید چیمہ صاحب نے کمیشن پر allow کیا ہو؟

سیکرٹری اسمبلی، پاک جمہوریت کا جو یہ رسالہ ہے، یہ اسمبلی کی اتھارٹی کے تحت distribute نہیں ہوا۔ ہم نے distribute نہیں کیا۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب سپیکر، جی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! ویسے تو سیکرٹری صاحب میرے محترم ہیں، بھائی ہیں۔ This is a proceedings of the Assembly یہ اگر وضاحت کرنی ہے تو آپ کریں۔ آپ ان سے پوچھ لیں جو جو بات کرنی ہے But the other than the member nobody can take part in the proceedings of the Assembly. اس لیے جناب یہ وضاحت آپ کریں، اگر کرنی ہے۔ سیکرٹری صاحب نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جو پمفلٹ اراکین اسمبلی کی desks پر تقسیم ہوتے ہیں، یہ حکومت پاکستان کی publications ہیں۔ ان کی طرف سے اسمبلی کو موصول ہوئے اور جیسا کہ روایت رہی ہے، اس کو ممبرز کی information کے لیے تقسیم کیا گیا ہے۔ کسی private agency یا کسی پرائیویٹ فرد کی طرف سے ایسا کرنے کی اجازت بھی نہیں اور نہ اسمبلی نے اس طرح کیا ہے۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! آپ کی وضاحت کے بعد میں صرف یہ جاننا چاہوں گا اور یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت پاکستان نے پاک جمہوریت رسالے کو خرید لیا ہے؟ اور ان کی طرف سے یہ

سپلائی کیا گیا ہے؟ اور یہ بھی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا Brighto company کو بھی فیڈرل گورنمنٹ نے خرید کر لیا ہے۔ یہ اس کے بھی دو پمفلٹ ہیں جو یہاں تقسیم کیے گئے ہیں۔ اگر یہ کارخانے Nationalzed کر لیے گئے ہیں تو ہمیں بتا دیا جائے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، یہ ہمارے نہیں ہیں۔ یہ خود لے کر آئے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کارروائی ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، I call the House to order

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، نہیں' پہلے میں بات کروں گا۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، چیمہ صاحب سے پوچھ لیں شاید مالکان نے ان کو بھیجا ہو؟

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیے۔ پاک جمہوریت لاہور کے بارے میں جو print line ہے اس میں ذکر ہے' وزارت اطلاعات و نشریات کے ادارہ فلم و مطبوعات حکومت پاکستان نے غلام علی اینڈ سنز سے چھپوا کر فلاں جگہ لاہور سے شائع کیا۔ یہ تو گورنمنٹ کی publication ہے۔ اسے خریدنے کا یا کوئی اور مقصد نہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ Brighto Emulsion کا pamphlet بھی ہے۔

جناب سپیکر، یہ میرا خیال ہے کہ صرف آپ کے پاس ہے۔

جناب ایس اے حمید، نہیں' جناب ان کے پاس بھی ہے۔ دکھائیں جی۔ سب کے پاس پڑے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ privilege آپ ہی کا ہے۔ آپ ہی کو ملے ہیں اور لوگوں کو نہیں ملے۔

جناب عبید اللہ شیخ، جناب سپیکر! چیمہ صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ یہ انہوں نے یہاں ہاؤس میں تقسیم کیے ہیں۔ یہ ابھی کہہ رہے تھے کہ یہ ممبران کی طرف سے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ حکومت میں ہیں نا' اس لیے انہوں نے کہا ہے کہ حکومت میں ہوں۔ حکومت کے pamphlet ہیں۔اس لیے انہوں نے اسے own کیا ہے۔

اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 9 ہے۔

مجالس قائمہ اور دیگر مجالس کے قیام میں تاخیر

سید تابش الوری، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے ہوالے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب' عام انتخابات کے بعد تقریباً سات ماہ سے کام کر رہی ہے اور اس کے متعدد سیشن ہو چکے ہیں لیکن اراکین کے مسلسل اصرار اور محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور کے متواتر وعدوں کے باوجود اسمبلی کی مجالس قائمہ' مجالس حسابات عامہ' مجلس استحقاق' مجلس ایوان' مجلس لائبریری اور مجلس مالیات ابھی تک قائم نہیں کی جا سکیں جس کی وجہ سے قانون سازی' اسمبلی کی اجتماعی کار کردگی اور اراکین اسمبلی کے اسمبلی سے متعلق اہم امور بری طرح متاثر ہو رہے ہیں اور ایک آئینی اور قانونی ذمہ داری کی بھی خلاف ورزی ہو رہی ہے جسے فوری طور پر زیر بحث لانا ناگزیر ہو گیا ہے۔ جناب سپیکر! آپ کے علم میں ہے کہ ہم نے ہر سیشن میں اس اہم قانونی ضرورت کی طرف اس آئینی ذمہ داری کی طرف آپ کے توسل سے حزب اقتدار کی توجہ مبذول کرائی ہے اور یہ اصرار کیا ہے کہ پارلیمانی نظام میں مجالس قائمہ بنیادی کردار ادا کرتی ہیں اور برطانیہ کی پارلیمنٹ ہو۔ ہندوستان کی جمہوریت ہو وہاں بنیادی اہمیت کا کام مجالس قائمہ کے ذریعے کیا جاتا ہے انہوں نے ہر دفعہ یہ اعلان کیا اور یقین دہانی کرائی کہ ہم اسی سیشن میں اس ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو جائیں گے بلکہ پچھلی دفعہ تو جناب منظور موہل نے بحیثیت سپیکر یہ واضح طور پر اعلان کیا کہ اگلے سیشن سے پہلے پہلے یہ مجالس قائمہ قائم ہو جائیں گی لیکن آپ نے دیکھا کہ ابھی تک اس سلسلے میں کوئی بھی اعلان نہیں کیا گیا اس کے نتیجے میں جناب والا! مجلس Finance۔ مجلس لائبریری۔ اور دوسری مجالس قائم نہ ہونے کی وجہ سے ہمارے قانون سازی کے امور بھی متاثر ہو رہے ہیں رہائش کے معاملات بھی متاثر ہو رہے ہیں اور جو اسمبلی کے منصوبے ہیں وہ بھی معرض التوا میں ہیں یہاں تک کہ پیپلز ہاؤس اور ایم۔پی۔اے ہوسٹل کی canteen تک کا ٹینڈر نہیں دیا جا سکتا کیونکہ House Committees قائم نہیں ہیں اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سیشن میں اور واضح طور پر ایک خاص تاریخ مقرر کی جائے جس میں ان مجالس قائمہ کے انتخابات کے لیے یا مفاہمت کے ذریعے ان کے قیام کا اعلان کیا جائے۔

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب تابش الوری صاحب تحریک استحقاق پیش کر رہے تھے تو ایوان جناب چیمہ صاحب اور جناب سندھو صاحب کھلکھلا کر ہنس رہے تھے اور جناب ریاض فتیانہ صاحب ابھی تک مصروف ہیں اور وہ دستخطوں پر دستخط کیے جا رہے ہیں اسے پہلے بھی کئی دفعہ point out کیا جا چکا ہے کہ جس وقت کوئی فاضل مقرر بول رہا ہو یا کوئی معزز رکن بول رہا ہو تو وزراء صاحبان کو کم از کم ان کی بات کو سننا چاہیے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں اس طریقے جو affairs چل رہے ہیں یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے اور نہ قابل تحسین ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں--- اور وزراء صاحبان زیادہ توجہ دیں--- جناب وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں کافی توجہ سے سننے کی کوشش کر رہا تھا کہ شاید تابش الوری صاحب ایسے دو فقرے بھی بول دیں گے کیونکہ آج سے دو روز پیشتر جمعرات کو انہوں نے مجھ سے اس تحریک استحقاق کے بارے میں بات کی تھی لیکن میں معذرت سے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ انہوں نے ان جملوں کا تذکرہ کرنا شاید مناسب نہیں سمجھا بہرحال جناب سپیکر! ان مجالس قائمہ کی تشکیل کے بارے میں میں خود بھی سنجیدہ ہوں حکومت بھی سنجیدہ ہے اور میں ذاتی طور پر یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان مجالس قائمہ کی تشکیل فوری طور پر ہونی چاہیے انشاء اللہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں ہو گی۔ بہرحال ایوان کے معاملات کو افہام و تفہیم سے چلانا اور اس قسم کے معاملات کو اچھے طریقے سے settle کرنا اور انہیں ایوان میں رکھنا یہ بھی پارلیمانی روایات کا ایک حصہ ہے۔ ایک اچھا جزو ہے اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ بے شک آج اس سیشن کے دوران پہلی دفعہ اس ایوان میں تشریف لائے ہیں لیکن آج بھی آپ کی خدمت میں میں نے اس معاملے کے بارے میں گزارش کی کہ اس issue ہم افہام و تفہیم سے ختم اور مکمل کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں جناب سپیکر قبل ازیں بھی محترم سردار ذوالفقار علی کھوسہ کی قیادت میں Deputy Leader of the Opposition کے ساتھ اور ان کے چند ساتھیوں کے ساتھ گفت و شنید ہوئی ہے اور ہم افہام و تفہیم کے ساتھ ان کمیٹیوں کی تشکیل کرنا چاہتے ہیں---

جناب سپیکر، کب تک کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! آج ان کے ساتھ بات ہوئی ہے کچھ معاملات ایسے ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں

کہ ساری تفصیل ایوان کے اندر اسی وقت رکھی جا سکتی ہے جو کوئی بات طے ہو جائے البتہ میں اس معاملے میں اس حد تک سنجیدہ ہوں کہ ہم بدھ یا جمعرات کو اسی سیشن کے دوران ان کمیٹیوں کی تشکیل کی nomination باقاعدہ اس ایوان میں رکھ دیں گے اس کے بعد ایوان نے ان کمیٹیوں کا انتخاب کرنا ہے اور ان کی منظوری دینی ہے اس لیے جناب سپیکر حتمی رپورٹ جو ہمارے درمیان طے ہو گی اسے انشاء اللہ بدھ یا جمعرات کو اس ایوان کی منظوری کے لیے رکھ دی جائے گی۔ باقی جناب ایوان کا کام ہے۔

جناب سپیکر، تابش صاحب۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد کسی اور بات کی گنجائش نہیں رہتی کیونکہ آج میری موجودگی میں یہ ساری بات ہوئی ہے۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! وزیر قانون کے اس بیان کے بعد ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ انشاء اللہ اس دفعہ وہ اپنے اس وعدے کا ایفا کریں گے اور بدھ کو یہ ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب سپیکر، بڑی مہربانی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! تابش الوری صاحب کے حوالے سے ایک لفظ کی تھوڑی سی تصحیح کرنا چاہتا ہوں کیونکہ ادب کے لحاظ اور اردو کے حوالے سے تابش صاحب کے competent ہونے میں کوئی شک نہیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ ان کے حصے میں یا ان کے ہاتھ میں کوئی کشکول ہے۔ ہم سب اکٹھے چلتے ہیں۔ جناب سپیکر! ان کے پاس کوئی کشکول نہیں ہے ان کا بھی اپنا حق ہے وہ اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں ہماری رہ نمائی کر رہے ہیں۔ وہ ہماری رہ نمائی کرتے ہیں اور ان کی رہ نمائی کے ساتھ ہم چل رہے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! کشکول کی جو ادبی طاقت ہے۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ابھی جناب چودھری فاروق صاحب وزیر قانون نے آپ کی تشریف آوری سے پہلے کی میٹنگ کا ذکر کیا ہے میں اس سلسلے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا اپوزیشن کی طرف سے ہمیں جو فرائض سونپے گئے تھے اور جو فارمولا ہمارے درمیان طے ہوا تھا اس کے مطابق میں نے ان کے ساتھ معاملات طے کر دیے تھے آج آپ کی موجودگی میں ایک نئی بات کہی گئی تھی اس حوالے سے ہماری طرف سے تو کم از کم کوئی رکاوٹ نہیں ہو گی اگر یہ

کہیں تو ہم ان کو کل جواب تحریری طور پر یا زبانی دے دیں گے باقی ذمہ داری ان پر ہو گی۔

جناب سپیکر، میں اپنے طور پر add کر رہا ہوں کہ انشاء اللہ بہتر صورت نکل آئے گی۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب نے فرمایا کہ ہماری سب کمیٹیوں کے جو مسئلے ہیں ان میں یہ کافی سنجیدہ ہیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ بتائیں کہ وہ کون سے معاملات ہیں جن میں یہ سنجیدہ نہیں۔

جناب سپیکر، یہ کسی معاملے میں بھی غیر سنجیدہ نہیں--- اب ہم سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق لیتے ہیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خان زادہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, the Members of this House have their own privileges. (Interruptions)

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! انہیں انگریزی میں بات کرنے کی اجازت لینی چاہیے۔

جناب سپیکر، اجازت ہے۔ ان کو مستقل اجازت ہے۔ وہ بولتے ہی انگریزی میں ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Mr Speaker Sir, before I proceed to speak on the privilege Motion I would request your honour to prevent the Proverbial agitators from unnecessary and unwanted talks. Sir, while the House have their own privileges the other people who are in the service of this country also have certain privileges, but they cannot reply to the criticism addressed against them in this august House. Mr. Speaker it is a recognised principle and tradition of other House and Parliaments in the world that those who cannot reply to the allegation, those people cannot be discussed in the House. Today while the matter of development was under discussion, certain uncalled for remarks were passed against the people who are in the services of

the country or serving any political party. Those who are in the service of the country they are bound to do their duty by their conscious and according to the rules and regulations, therefore, they sould not be commented upon and they should not be talked about freely, whether they should retain certain post or whether they should not retain a certain post.

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کو موقع دوں گا۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, I don't know why Dr Shela B Charles gets agitated. I don,t know what the she talked about. But I think she can certainly take some time from me and let her enlighten me on this .... Madam please donlt interfere.

جناب سپیکر، آپ مجھ سے بات کیجیے گا۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! وہ دیر سے بول رہے ہیں ----

جناب سپیکر، نہیں ابھی وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہے ہیں۔

MR TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir, althogh the Speaker was gracious enough to expunge the remarks passed by certain members which are un-wanted but I want to bring it on record from the side of the Members of this House that such remarks against the people who have served this country should not be discussed. Thank you.

جناب سپیکر، جو بات خان زادہ صاحب نے کی ہے وہ یہ ہے کہ جو لوگ اسمبلی کے ممبر نہیں اور حکومت کی خدمت کرتے ہیں اور جو ملک کی خدمت پر مامور ہیں ان کے بارے میں ایوان میں ایسی باتیں نہ کی جائیں جن کا جواب دینے کے لیے وہ یہاں موجود نہیں ہو سکتے یہ ایک اصول ہے اس اصول کی پابندی کی جائے جو ایسی باتیں ہوئی تھیں ان کو جناب منظور موہل صاحب نے حذف کر دیا تھا لیکن

آئندہ بھی یہ احتیاط ہونی چاہیے۔۔۔۔ ڈاکٹر شیلا صاحبہ۔ آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب اب ان کی تقریر ختم ہو گئی ہے

I only wanted to know on information that whether it was a point of order or whether it was a speech.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے انہوں نے لمبی بات کی ہے کوئی بات نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! خان زادہ صاحب ہمارے بہت ہی محترم اور بزرگ ساتھی ہیں ہمیں ان کی انگلش بولنے پر قطعاً اعتراض نہیں لیکن یہ جو NOUN اور VERB کے بغیر پنجابی میں انگلش بولتے ہیں اس پر مجھے اعتراض ضرور ہے۔

جناب سپیکر، نہیں وہ بڑے اچھے لہجے میں انگلش بولتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب وہ پنجابی میں بولتے ہیں اور جو وہ noun verb بولتے ہیں۔۔۔ آپ ابھی اس کو translate کروالیں۔ آپ repeat کروالیں بے شک ٹیپ چلوالیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، تھوڑی سی انگریزی میں بھی جانتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ بہت اچھے لہجے میں انگریزی بولتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب وہ تو NOUN AND VERB پنجابی میں بولتے ہیں۔

جناب سپیکر، رہی لہجے کی بات۔ ہر بندے کا اپنا لہجہ ہے۔

سردار سکندر حیات خان، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

سردار سکندر حیات خان، جناب first of all میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ چونکہ یہاں پر انگلش میں بات ہوئی ہے لہذا میں بھی انگلش میں بات کروں۔

جناب سپیکر، جی اجازت ہے۔

SARDAR SIKANDAR HAYAT KHAN: The honourable senior member who was talking on a point of order as a lady member type first of all contribute

his speech. Then after the honourable lady member got up on a point of order and the Chair had given the permission He was talking addressing the lady directly passing remarks and gesturing over her remarks I think it should be a shame and it should not be repeated because it is our desire that the lady member should be given full respect.

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب تاج محمد خان زادہ، جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں میں بات کر رہا ہوں۔

دیکھیں خانزادہ صاحب اس اسمبلی کے بہت senior ممبر ہیں۔ میرے ساتھ یہ 1970ء میں بھی ممبر تھے میں خان زادہ صاحب کو جانتا ہوں ان کی شرافت۔ ان کے طرز اخلاق کا میں ہر گز تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ خاتون ممبر کے لیے کوئی بات کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اب ہم آگے بڑھتے ہیں۔ اب سید ظفر علی شاہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے--- سید ظفر علی شاہ صاحب۔

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! میں نہایت ادب سے گزارش کروں گا کہ اگر تین ممبر کھڑے ہوتے ہیں تو بھی ان کو اعتراض ہے اور اگر ایک کھڑا ہوتا ہے تو بھی ان کو اعتراض ہے ہم جائیں تو جائیں کہاں۔ (قہقہہ)

جناب سپیکر، اب میں آپ کو ایک شعر سناؤں۔

آوازیں، ضرور سنائیے۔

جناب سپیکر، چودھری شوکت داؤد صاحب۔ ہماری بھی سنو۔

اب تو گھبرا کے کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں EMPLOYMENT EXHCNAGE کے ملازمین کے بارے میں ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں یہ کس سے متعلقہ ہے۔

میاں عبدالستار، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ یہ آپ کا کیسا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں۔ جناب والا پہلے میری بات سن لیجیے اس کو بے شک rule out کر دیجیے گا اگر ایسی کوئی بات ہو۔ جناب والا! بات یہ ہے کہ Employment Exchange کے جو ملازمین ہیں ----۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ اس کے لیے ایک موشن لائیے کوئی اور چیز لائیے--- جی ظفر علی شاہ۔

ڈائریکٹری کی اشاعت کے ذریعے اراکین اسمبلی کی کردار کشی

جناب ظفر علی شاہ، جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ لاہور کے ایک پبلشر اور پرنٹر جو آتش پبلیکشن القرطبہ مارکیٹ فیروز پور روڈ لاہور کے نام سے مشہور ہیں نے ایک کتاب بعنوان ڈائریکٹری ارکان صوبائی اسمبلی پنجاب 1993ء کے نام سے چھاپی اور شائع کی ہے جس میں صفحہ نمبر 84 پر میرا تعارف بمع میری تصویر کے بھی چھاپا ہے جو نہ صرف بغیر میری رضامندی کے بلکہ بغیر مجھ سے حقائق پہنچانے اور اصل حقائق کو مسخ کر کے خلاف واقعہ باتیں لکھی گئی ہیں جس سے میری سیاسی کردار کشی کی گئی ہے حتیٰ کہ جہلم کے حلقہ پی پی 22 کے نواب زادہ سید شمس حیدر صاحب کو صفحہ نمبر 104 پر پاکستان پیپلز پارٹی کا رکن بتایا گیا ہے جبکہ ان کا تعلق واضح طور پر پاکستان مسلم لیگ میاں نواز شریف صاحب سے ہے مذکورہ پبلیکشن ادارے کی اس حرکت سے نہ صرف میرا اور جناب سید شمس حیدر صاحب کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہٰذا اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

Sir, short statement with your kind permission.

جناب سپیکر! یہ اتنا اہم مسئلہ ہے جس میں میری ذات کا تو مسئلہ اپنی طرف کہ استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں۔ پنجاب اسمبلی جس کے آپ custodian ہیں۔ جناب والا! یہ کتاب میرے ہاتھ میں ہے۔ جناب یہ ایک document بن چکا ہے یہ چھپ چکی ہے۔ اور اوپر سے اس نے ایک اور واردات

جو میرے ساتھ کی ہے پتہ نہیں اور ممبروں کے ساتھ بھی کی ہو اس کو وی پی بنا کر میری غیر حاضری میں میرے گھر پر بھیجا گیا اور دو سو روپے بھی وصول کیے گئے۔ مجھے ان دو سو روپوں کا افسوس نہیں۔ جناب والا! ارکان اسمبلی کے آپ custodian ہیں اس میں آپ کی تصویر بھی ہے آپ کا نام بھی اس میں شائع کیا گیا ہے اور اس میں اور بھی بہت سارے ممبران کا نام شائع کیا گیا ہے۔ جناب والا! میں پہلے یہ عرض کر دوں کہ اس میں دو تین باتیں اہم ہیں۔ اس میں ہر ممبر کی فوٹو دی گئی ہے۔ مجھے اپنے بارے میں کم از کم پتہ ہے کہ میں اس شریف آدمی کو نہیں جانتا مجھے وہ ملا نہیں مجھ سے اس نے کوئی انٹرویو نہیں لیا میں نے اس کو انٹرویو نہیں دیا تعلیمی لحاظ سے اس نے مجھے بی۔ اے۔ایل۔ایل بی لکھا ہے جبکہ میں ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی ہوں اور اس نے ایوب خان کے دور میں اور ایوب خان کے صدارتی انتخاب میں عام سپورٹر کی خدمات سرانجام دینے کا میرے ذمے لگایا ہے۔ جناب سپیکر! مجھے شرف اس بات کا حاصل ہے کہ میں پاکستان کے ہر آمر اور dictator کے خلاف رہا ہوں اس نے facts کو distort کر کے لکھا ہے۔ کہ میں نے 1977ء کے صوبائی انتخابات میں پہلی بار پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے انتخاب میں حصہ لیا اور صوبائی اسمبلی پنجاب کا رکن بنا۔

جناب سہیل احمد نون، جناب سپیکر! موصوف نے جو اپنی بات چیت شروع کی ہے اس میں، میں ان کی تصحیح کر دوں تاکہ ریکارڈ درست رہے۔ انھوں نے آمر اور ڈکٹیٹر کا ساتھ دیا ہے۔ سب سے بڑے آمر اور ڈکٹیٹر ضیاء الحق تھے اور انھوں نے ان کا ساتھ دیا ہے اور اس کے بعد یہ کئی آمروں اور ڈکٹیٹروں کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ اس لیے حضور ریکارڈ کو درست کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ شاہ صاحب آپ اپنی short statement کو مختصر کریں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں نکتہ ذاتی وضاحت پر اپنے فاضل دوست کے لیے عرض کرتا ہوں کہ فاضل ممبر صاحب آپ مجھے نہیں جانتے۔ میرا تعلق آج بھی تحریک استقلال سے ہے۔ میں ضیاء الحق صاحب کا بہت بڑا مخالف رہا ہوں۔ آپ کو اس بات کا شاید علم نہیں۔ آپ کو حقائق کا علم نہیں ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، سہیل احمد نون صاحب! آپ میری اجازت کے بغیر نہ بولیں۔ شاہ صاحب آپ مجھ سے مخاطب ہو کر بات کریں۔ سہیل احمد نون صاحب براہ کرم تشریف رکھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! آپ اسی طرح لوگوں کو کردار کشی کی اجازت دے دیتے ہیں۔ ایک تو فاضل ممبر آپ کی اجازت کے بغیر بول رہے ہیں اور دوسرا میری کردار کشی کی جا رہی ہے۔ جناب والا! یہ بہت غلط بات ہے۔ فاضل ممبر کو علم ہی نہیں کہ میں اپنی short statement دے رہا ہوں، ایک document کے بارے میں بات کر رہا ہوں اور انھوں نے بغیر اجازت درمیان میں اٹھ کر بولنا شروع کر دیا۔ وہ شاید یہ سمجھتے ہیں کہ آج جو جو بھی حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے ہیں شاید یہ سب ضیاء الحق کے حامی تھے۔ لیکن جناب والا ایسا نہیں ہے۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! ذرا تشریف رکھیے کیونکہ غلام عباس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب سپیکر! میں سید ظفر علی شاہ صاحب کا بہت شکر گزار ہوں ان کا بہت معترف ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ انھوں نے ضیاء الحق جیسے آمر کے خلاف جدوجہد کی اور اس کی پاداش میں وہ جیل میں بھی گئے۔ میں اپنے پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے شاہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ مہربانی کر کے ان ساتھیوں میں آ جائیں جو ضیاء الحق کے خلاف لڑتے رہے ہیں اور آمریت کی پیداوار، آمریت کے لوگوں کو چھوڑ دیں۔ آپ نے مارشل لاء کے خلاف جو جدوجہد کی اس کو ہم سلام پیش کرتے ہیں۔ آپ کی بہت مہربانی۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب سپیکر! غلام عباس صاحب کو یہ باتیں کرنے کا حق پہنچتا ہے کیونکہ انھوں نے بڑے کوڑے کھائے ہیں۔

جناب سپیکر، نیازی صاحب! No cross talk please. کیونکہ آپ بڑے اچھے آدمی ہیں۔

جناب غلام عباس، جناب والا! کیا میں اچھا آدمی نہیں ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں ایسی بات نہیں ہے اندر سے آپ بھی بڑے اچھے آدمی ہیں۔ لیکن اس وقت براہ کرم تشریف رکھیں۔ نیازی صاحب آپ بھی بیٹھیں۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! میں غلام عباس صاحب کا بڑا مشکور ہوں کہ انھوں نے مجھے compliment دیا ہے۔ لیکن میں اپنے معزز بھائی کے علم میں مزید اضافہ کر دوں کہ میں صرف ضیاء الحق

کے آمرانہ دور کا مخالف نہیں رہا ہوں بلکہ میں بھٹو صاحب کے آمرانہ دور کا بھی مخالف رہا ہوں اور آج بھی ان کا مخالف ہوں۔ میں ہر آمرانہ دور کا مخالف رہا ہوں اور انشاء اللہ آئندہ بھی رہوں گا۔ جناب سپیکر! جو بات میں آپ سے عرض کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ انھوں نے اس کتاب میں یہ بھی لکھا کہ میں نے پاکستان پیپلز پارٹی کے پلیٹ فارم سے انتخابات میں حصہ لیا اور صوبائی اسمبلی پنجاب کا رکن بنا۔ جناب والا! میں نے پیپلز پارٹی کے ٹکٹ پر کبھی بھی انتخابات میں حصہ نہیں لیا۔ میں کبھی بھی پیپلز پارٹی کا ممبر نہیں رہا۔ اب بات یہ ہے کہ یہ ایک document بن گیا ہے اور printed document ہمیشہ public opinion form کرتے ہیں، public opinion بگاڑتے ہیں۔ یہ اس لحاظ سے بھی اچھا نہیں کہ جب اس document کو آنے والی نسل، میرا بچہ، پوتا، دوست یا بار کا کوئی ممبر پڑھے گا تو اس کی اس واردات سے میرا public opinion shatter ہو جائے گا اور مجھے اب یہ بھی خطرہ ہے کہ وہ پنجاب اسمبلی سے، پنجاب اسمبلی کے خزانے سے کوئی اور رقم یہ کہہ کر لوٹ کر نہ لے جائے کہ میں نے پنجاب اسمبلی کے ممبران کے لیے ڈائریکٹری لکھی ہے۔ جناب سپیکر! میں صحافت کا مخالف نہیں۔ صحافی تو میرے نزدیک قابل قدر ہیں اور خصوصاً "نیوز" کا وہ صحافی جس نے سابق چیف آف آرمی سٹاف کے 14 کروڑ روپے کے غبن کا انکشاف کیا۔ وہ بھی ایک صحافی ہے اور اس کو سلوٹ کرنے کو دل چاہتا ہے اور غالباً یہ بھی ایک صحافی ہے جس نے صرف پیسے بٹورنے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہے کہ اس مسئلے کو اپنے منطقی انجام تک پہنچانے کے لیے آپ take up کریں۔ میں اسمبلی کے باہر اس کے خلاف legal proceedings بھی کروں گا۔ اپنا یہ حق میں محفوظ رکھتا ہوں۔ جناب والا! یہ صرف میرا مسئلہ ہی نہیں بلکہ اس میں دوسرے ممبران کے نام بھی شامل ہیں جن کے حقائق مسخ کر کے لکھے گئے ہیں لہٰذا آپ اس کو اسمبلی میں take up کریں۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں اس سلسلے میں ذرا وزیر قانون صاحب سے پوزیشن معلوم کر لوں۔ جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی sensitive معاملہ ہے جس کے بارے میں سید ظفر علی شاہ صاحب نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اور اس تحریک میں شاہ صاحب نے اپنے علاوہ جہلم سے حلقہ پی پی۔ 22 کے نوابزادہ سید شمس حیدر، ایم پی اے کے بارے میں بھی غلط کوائف درج کرنے کا ذکر

کیا ہے۔ جناب سپیکر! بے شک یہ تحریک استحقاق اسمبلی سیکریٹریٹ کو تین روز پہلے موصول ہوئی۔ میں نے اپنے طور پر یہ کتاب دیکھی ہے' اسے پڑھا ہے اور اس کتاب کے اندر ان دو معزز اراکین اسمبلی کے علاوہ بہت سے دوسرے معزز اراکین کے بارے میں بھی غلط کوائف درج ہیں۔ اس کے علاوہ اسمبلی کی تاریخ اور قانون سازی کے حوالے سے اس کے اندر جو تحریریں موجود ہیں ان میں بھی واضح غلطیاں موجود ہیں۔ نہ صرف یہ کہ اس کتاب کے اندر غلط عبارت موجود ہے بلکہ توجہ طلب امور یہ ہیں کہ یہ ڈائریکٹری اسمبلی کے اراکین کی اجازت کے بغیر بنائی گئی ہے۔ اور پھر جو دوسری بات شاہ صاحب نے فرمائی ہے کہ مختلف اراکین اسمبلی کے گھر کے پتوں پر' ان کی مرضی کے بغیر یہ document انھیں اس انداز میں بھجوایا جا رہا ہے کہ ایک خاطر خواہ رقم ان معزز اراکین اسمبلی سے حاصل کی جا رہی ہے' بٹوری جا رہی ہے۔ جناب سپیکر! یہ ایسے حقائق ہیں جن سے میں قطعی طور پر اختلاف نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ حقائق ہیں۔ میں صحافی برادری کا بھی احترام کرتا ہوں ۔ صحافت سے تعلق رکھنے والے وہ احباب ہیں جو کہ اپنی ادبی' صحافتی' قومی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لیے' پارلیمنٹ' پنجاب اسمبلی اور دوسرے جمہوری ایوانوں کی قدر و منزلت میں اضافہ کرنے کے لیے اور عوام کو درست خبریں مہیا کرنے کے لیے دن رات محنت کرتے ہیں میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں لیکن اگر کوئی صحافی محض اپنے مالی حالات درست کرنے کے لیے غلط کوائف کے ساتھ ایسی ڈائریکٹری یا کتاب شائع کرے تو اس کی حمایت میں ایوان کے اندر میں کوئی ایسے کلمات نہیں کہہ سکتا۔ لیکن ایک بات ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ اسمبلی ایک مقدس اور محترم ایوان ہے اور اس مقتدر ایوان کے اندر ہمیں کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے کم از کم متعلقہ صحافی سے ایک دفعہ بات ضرور کر لینی چاہیے۔ میں نے اس سلسلے میں آج ہی اپنے سٹاف اور اسمبلی سیکریٹریٹ کے متعلقہ لوگوں کو ہدایات دی ہیں کہ اس متعلقہ صحافی سے یہ بات پوچھی جائے اور وہ صحافی ہمارے اسمبلی سیکریٹریٹ کو جواب مہیا کرے کہ انھوں نے کس کی اجازت سے اور کس بنیاد پر یہ کتاب شائع کی اور پھر اسے مختلف اراکین اسمبلی کے گھروں میں کیوں بھجوایا۔ اور میں نے یہ ہدایات دی ہیں کہ اگر وہ صحافی بدھ کے روز تک اپنا جواب دے دیتے ہیں تو درست ہے بصورت دیگر میں یہ سمجھوں گا کہ جس طرح سے اس صحافی نے معزز اراکین اسمبلی کی مرضی کے بغیر یہ کتاب شائع کی اسی طریقے سے وہ جواب نہ دے کر اب اس پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے۔ اس لیے میری آپ سے اور فاضل ممبر سے یہ گزارش ہے کہ اس ایوان کے احترام کے پیش نظر مذکورہ صحافی سے جواب لینے کے

لیے اگر دو دن کی مہلت دے دی جائے تو میں مشکور ہوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ویسے میں لاء منسٹر صاحب کا مشکور ہوں کہا جاتا ہے کہ for action the documents have been sent. میں نے ان کے حق میں بھیج دیا ہے۔ جناب والا! اسی لیے تو بات کر رہے ہیں کہ یہ معاملہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس سے پوچھا جائے گا اسے پورا موقع دیا جائے گا۔ میں یہ تو نہیں کہتا کہ اسے hang کر دیں۔

جناب سپیکر، صحیح ہے۔ میرے خیال میں ابتدا میں پوچھ لیں ۔ اس کے بعد ہاوس کا استحقاق ہے کمیٹی بنا دیں گے ۔

سید ظفر علی شاہ، as you please

جناب سپیکر، تحریک استحقاق کا وقت ختم ہو گیا ہے اور تحریکیں بھی نہیں تھیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ وقت تھوڑا سا رہ گیا ہے اور اتنا اہم موضوع تھا کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی۔ اب اگر ہم نے تحاریک ہائے التوائے کار شروع کیں تو اس میں بھی کم از کم آدھ گھنٹہ لگ جائے گا۔ تو کیا خیال ہے کہ کچھ بحث کر لی جائے۔

آوازیں۔ کل کر لیں گے ۔

جناب سپیکر، کل پھر دو بحثیں ہو جائیں گی ۔ لاء اینڈ آرڈر پر بھی اور مہنگائی پر بھی بحث ہو گی۔ اس کے لیے چونکہ دو دن رکھے گئے ہیں۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! اڑھائی دن رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، چلیے ٹھیک ہے تو اب تحاریک التوائے کار کو لے لیتے ہیں۔

نوابزادہ سید شمس حیدر، جناب والا! اس تحریک استحقاق میں میرا بھی نام ہے میرا نام سید شمس حیدر ہے۔

For the sake of record I may mention that I am a JUP Member and not a People Party Member. Secondly , JUP is a group of Muslim League Nawaz Group.

جناب سپیکر، جی یہ بات ریکارڈ پر آ جائے گی۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے آپ سے یہ درخواست ہے کہ تحاریک ہائے التوائے کار کو مؤخر کر دیا جائے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی جائے۔

جناب سپیکر، میں تو تیار تھا۔ آپ ہی نے کہا کہ ہم کل کریں گے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جی نہیں۔ ہماری یہ استدعا ہے کہ لاء اینڈ رڈر پہ بحث کریں۔

امن عامہ کی صورت حال پر بحث

جناب سپیکر، آج تحاریک ہائے التوائے کار کو نہیں لے رہے اور بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔ سید تابش الوری بحث کا آغاز کرنا چاہتے ہیں اور اس وقت ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ چالیس منٹ ہیں۔ اس میں آپ پندرہ منٹ کے حساب سے بولیں تو پندرہ منٹ کے لیے دوسری طرف سے بھی کوئی بول سکے گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! یہ کل بھی جاری رہے گی اس کے لیے date نہیں۔

جناب سپیکر، لیکن آپ کتنا بولنا چاہیں گے؟

سید تابش الوری، میں تو صرف چند اہم نکات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی پندرہ منٹ بولیں۔ پندرہ منٹ دوسرے بھی بول لیں۔ میں بحث پہ آغاز کے لیے سید تابش الوری کو دعوت دیتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر پر پندرہ منٹ کے لیے تقریر کریں۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! میں ہمیشہ آپ کی خواہش کا احترام کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، آج بھی کیجیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! روایتاً جب قائد حزب اختلاف یا حزب اختلاف کی طرف سے بحث کا آغاز ہوتا ہے تو اس طرح سے time limit نہ کیجیے کہ وہ روایت بن جائے۔ میں کوشش کروں گا کہ جو آپ نے۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کوشش کیجیے۔

سید تابش الوری، رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی سے معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

جناب سپیکر! حزب اختلاف کی طرف سے صوبے کی امن عامہ کی صورتحال پر بحث کا آغاز کرتے ہوئے مجھے انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ امن و امان کی حالت اتنی ابتر، اتنی خراب، اتنی دگرگوں، اتنی تشویشناک ہو گئی ہے کہ موجودہ حکومت، حکومت کہلانے کی مستحق نہیں رہی ہے بلکہ حکومت کے نام پر تہمت بن گئی ہے جو کہ شہریوں کے جان و مال کی حفاظت، چادر اور چار دیواری کی حرمت، غذا، لباس، صحت، روزگار اور دوسری شہری سہولتوں کی فراہمی حکومت کی آئینی ذمہ داری ہوتی ہے لیکن موجودہ حکومت ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے میں یکسر ناکام ہو گئی ہے۔ جناب سپیکر! ہمارا معاشرہ اس مقام پر پہنچ گیا ہے جہاں نہ Law رہا ہے نہ Order۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے بد امنی کا ایک آتش فشاں پھٹ پڑا ہے جس میں امن و آشتی احساس تحفظ، احترام قانون، یہ ساری قدریں اور ساری روایتیں جل کر خاکستر ہو رہی ہیں۔

صورت بدلی سیرت بدلی معنے بدلے قدریں بدلیں
اب امن یہاں بد امنی ہے اب راج یہاں تاراج ہوا

جناب سپیکر! پنجاب جو امن کا گہوارہ تھا تخریب و دہشت کا نظارہ پیش کر رہا ہے اور سندھ کی لاقانونیت اور ڈکیتیوں کا خوف ناک لاوا پنجاب کے طول و عرض میں پھیل گیا ہے۔ جس نے ہر پر امن شہری کو لرزہ بر اندام کر دیا ہے اور معاشرتی ترقی عدم تحفظ کے احساس تلے مفلوج ہوتی جا رہی ہے۔ جناب والا! جرائم کے حوالے سے پنجاب کی تاریخ کا یہ بد ترین دور ہے۔ جس میں گزشتہ چند ماہ کے دوران سنگین جرائم کے پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے۔ قانون کا خوف باقی نہیں رہا ہر طرف قانون شکن دندنا رہے ہیں اور سیاسی سرپرستی نے انھیں بے لگام کر دیا ہے۔ انسانی جان کی سرے سے کوئی قیمت ہی نہیں رہی۔ قتل روز مرہ کے معمول بن گئے ہیں چوری اور نقب زنی اب اتنی عام ہو گئی ہے کہ آئی جی پولیس کا گھر بھی چوروں سے محفوظ نہیں رہا۔ جناب والا! صوبے بھر میں بسیں لٹ رہی ہیں باراتیں لٹ رہی ہیں، سہاگ لٹ رہے ہیں، عصمتیں لٹ رہی ہیں، گھر لٹ رہے ہیں بنک لٹ رہے ہیں، پولیس کے مال خانے لٹ رہے ہیں، سرکاری خزانے لٹ رہے ہیں صوبہ لٹ رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت، قانون اور حکمران خاموش تماشائی بن کر رہ گئے ہیں۔

اب صبر کا دامن ہے کہ بس چھوٹ رہا ہے
ہر شخص لٹیروں کی طرح لوٹ رہا ہے

جناب سپیکر! مذہبی اور فرقہ وارانہ نفرتیں اتنی بڑھتی جا رہی ہیں اور آپس کے تصادم ایسے خوف ناک ہو گئے ہیں کہ پرسوں صوبے کے دارالخلافے لاہور میں شیخوپورہ روڈ پر مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے نمازیوں پر بم پھینکے گئے۔ جس کے نتیجے میں 26 سے زیادہ افراد زخمی ہو گئے اس سے پہلے بہاولپور، مظفر گڑھ اور دوسرے مقامات پر ایسے ہی حملے ہوئے ہیں۔ اب خدا کے گھر بھی دہشت گردی سے محفوظ نہیں رہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ ان تمام حادثوں میں کسی ایک ملزم کو گرفتار نہیں کیا گیا کسی ایک سازش کا بھی سراغ نہیں لگایا جا سکا۔

جناب والا! تخریب کاری اور دہشت گردی نے چاروں طرف خوف کی چادر سی تان رکھی ہے۔ دوسرے قصبوں اور شہروں کا کیا ذکر خود لاہور میں متعدد خوفناک دھماکے ہوئے۔ ماڈل ٹاؤن سے لے کر ریلوے سٹیشن کے ہوٹل تک دھماکوں کی گونج اور دھماکوں کے نتیجے میں ہلاکت نے پورے لاہور کو بحران میں مبتلا کر دیا ہے۔ حال ہی میں ایک ریلوے ٹرین الٹنے سے بہت سی جانیں ضائع ہو گئی ہیں اور حکومت نے صرف یہ اعلان تو کیا کہ یہ تخریب کاری ہے۔ لیکن انہوں نے یہ اعلان نہیں کیا کہ انہوں نے ایک بھی تخریب کار کو یا ایک بھی ملزم کو گرفتار کیا ہے۔ جناب والا! ہمارے حکمران اور پولیس چوروں کو پکڑنے کی استطاعت نہیں رکھتی لیکن وہ حزب اختلاف کے کارکنوں اور سیاسی ورکروں کو پکڑنے کے سلسلے میں سورما بنی ہوئی ہے۔ جگہ جگہ سیاسی ورکروں کے خلاف پرچے درج ہو رہے ہیں۔ جھوٹی ایف آئی آر درج ہو رہی ہیں اور انہیں خوف وہراس میں مبتلا کیا جا رہا ہے اور ترغیب و تحریص کے ساتھ ایک ایسی انتقامی بھٹی بھڑکا دی گئی ہے جس کے نتیجے میں سیاسی ورکر ایک دفعہ پھر خوف وہراس کے جنگل میں محسوس ہوتے ہیں۔ جناب والا! میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ ترغیب و تحریص کے یہ نیلام گھر پنجاب کی یہ روایت نہیں ہے۔ تعزیر و تضحیر کی صلیبیں اونچی کر کے آپ اس صوبے میں اچھی روایتیں قائم نہیں کر رہے ہیں۔

کہاں رکھیے بنائے آشیاں صحن گلستاں میں
جہاں بجلی نہیں گرتی وہاں صیاد ہوتا ہے

جناب سپیکر! اس پس منظر میں یہ بھی لمحہ فکریہ ہے کہ ایک طرف جدید دور کے جرائم پیشہ لوگ جدید طریقوں سے جدید ہتھیاروں کے ساتھ معاشرے پر حملہ آور ہیں اور دوسری طرف عہد غلامی کی نا اہل کرپٹ اور نکمی فرسودہ پولیس اپنے زنگ آلود ہتھیاروں اور بوسیدہ نظام اور قانون کے ساتھ ان

مجرموں کے سامنے صف آراء ہیں ۔ جناب والا اول تو پولیس کی اکثریت نااہل ان پڑھ اور غیر مہذب سوچ پر مشتمل ہے۔ ان کی دیانت اور ان کی لیاقت کے متعلق اس ایوان کے دونوں طرف ایک ہی رائے ہے لیکن ہم محسوس کر رہے ہیں کہ یہ پولیس یہ colonial دور کی پولیس جدید عہد کے تقاضوں اور سیاسی اور جمہوری ذمہ داریوں کا چیلنج برداشت کرنے اور چیلنج کا سامنا کرنے کا سرے سے اہلیت ہی نہیں رکھتی۔ اگر پولیس کی کچھ اقلیت فرض شناس ہے دیانت دار ہے ذمہ دار ہے تو اس اقلیت کو حکم رانوں نے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کرنے پر مامور کردیا ہے اور وہ لوگ جرائم پر قابو پانے کی بجائے اسے مخالفین پر قابو پانے کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ ڈاکوؤں کے خلاف جنگ کا طبل بجانے کی بجائے وہ وزیروں اور مشیروں کے آگے پیچھے بگل بجانے میں لگے ہوئے ہیں۔ جناب والا! ہم دیکھ رہے ہیں کہ سڑکوں پر کھلی لا قانونیت روکنے کی بجائے اعلیٰ شخصیات کی خاطر ٹریفک روکنے پر پولیس مامور ہے ان کی معاشرے سے متعلق جو بنیادی ذمہ داریاں ہیں ان سے آنکھیں بند کرلی گئی ہیں۔ جناب والا! آج ہی کے اخبار میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ پرسوں پولیس کی 34 گاڑیوں میں سے 16 گاڑیاں وی آئی پی ڈیوٹی پر مامور تھیں اور کل بھی ایک شادی کے میلے میں پولیس کی ایک بہت بڑی تعداد اور پولیس کی بہت بڑی ٹرانسپورٹ وی آئی پی کے آگے پیچھے پھرنے پر مامور تھی۔ انہیں عوام سے کوئی تعلق نہیں اور انہیں معاشرتی امور سے کوئی تعلق نہیں انہیں لوگوں کی جان ومال کی حفاظت سے بھی کوئی تعلق نہیں انہیں نجی ملازم بنا کر صرف وی آئی پی اور حکم رانوں کی خدمت پر مامور کر دیا گیا ہے جس کے نتیجے میں امن عامہ کی صورت حال روز بروز اور خراب ہوتی جا رہی ہے۔ جناب والا! پنجاب اپنی مالی بدحالی کے باوجود جنرل ایڈمنسٹریشن پر 2 ارب 31 کروڑ روپے خرچ کر رہا ہے اور پولیس پر 3 ارب 90 کروڑ روپے سالانہ خرچ ہو رہے ہیں۔ ہمارا یہ صوبہ جو بدترین مالی بحران میں مبتلا ہے وہ اپنے خزانے سے اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کے باوجود صوبہ کوئی نتیجہ حاصل نہیں کر سکا اور نتیجہ تو یہ ہے کہ عام آدمی کی جان ومال ڈاکوؤں ظالموں اور چوروں کی ٹھوکروں میں نظر آتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پورا معاشرہ جنگل کا معاشرہ بنتا جارہا ہے۔۔۔۔

رانا محمد اقبال خان، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ میں نے سید تابش الوری کی تقریر میں مداخلت کی۔ لیکن میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اتنا اہم موضوع زیر بحث

ہے لیکن وزیر قانون وپارلیمانی امور موجود نہیں ہیں۔ آئی جی صاحب بھی یہاں پر موجود نہیں ہیں اس بات پر مجھے انتہائی افسوس ہوا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! میں یہ عرض کروں وزیر قانون ایک ٹیلیفون سننے کے لیے گئے ہیں اور مجھے وہ بتا کر گئے ہیں۔ بہت سارے وزراء صاحبان اور پارلیمانی سیکرٹری بھی موجود ہیں۔

وزیر صحت، جناب والا! اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا میرے بھائی کو اس بارے میں لاعلم رہنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ اسمبلی بزنس کے سلسلے میں میرے پاس موجود ہے اور میں پیچھے بیٹھ کر پورے اطمینان سے نوٹس لے رہا تھا اور اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں تو جو کچھ سید تابش الوری نے کہا ہے میں اپنے نوٹس سے وہ سارا کچھ دہرا سکتا ہوں۔ کیونکہ ان کی طرف سے یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ شاید آج امن عامہ پر عام بحث شروع نہ ہو۔ اس کا مجھے بھی اندازہ تھا کہ شاید یہی حکمت عملی ہوگی کیونکہ جب میں اپوزیشن میں تھا میں بھی یہی کیا کرتا تھا اس لیے کچھ افسران یہاں پر موجود نہیں ہیں لیکن ہمارے اے آئی جی اور ان کے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ یہاں پر موجود ہیں اور میں خود بھی نوٹس لے رہا ہوں۔

جناب سپیکر، بہت خوب۔ جناب تابش الوری صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! ہمارے بڑے محترم بھائی رانا اکرام ربانی صاحب نے اپنی موجودگی بڑے اچھے طریقے سے show کی---- جناب والا! یہ دیکھیں معزز رکن مجھے چھیڑ رہے ہیں ان سے کہیں کہ یہ اپنی سیٹ پر جائیں۔ یہ مجھے بات نہیں کرنے دیتے۔

جناب سپیکر، نہیں آپ اپنی بات کریں میں نے آپ کو اجازت دی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! جہاں تک رانا اکرام ربانی صاحب یا فتیانہ صاحب کی ذات کا تعلق ہے وہ اپنی جگہ پر ٹھیک ہے لیکن جہاں تک آئی جی صاحب۔ ہوم سیکرٹری صاحب اور وزیر قانون صاحب یا وزیر اعلیٰ صاحب کی موجودگی اتنی اہم اور ضروری ہے جس کو نظر انداز کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ آپ اس کو نظر انداز نہیں کر سکتے پورا صوبہ اس وقت بہت بڑی مصیبت میں گرفتار ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا پوائنٹ آف آرڈر لمبا ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنی بات کر لی ہے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب میں وضاحت کر رہا ہوں اور ایک بات غلط ہو رہی ہے آپ اس کا

نوٹس لیں ---

جناب سپیکر، یہ بات درست ہے ان کو موجود ہونا چاہیے۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! امن وامان پر بحث ہو رہی ہے ان کو یہاں پر موجود ہونا چاہیے جہاں صوبے کا وزیر اعلیٰ آئی۔جی یا دوسرے متعلقہ افراد موجود نہ ہوں تو اس کے متعلق آپ کیا سوچ سکتے ہیں؟ کون سنے گا اور کون دیکھے گا؟

جناب سپیکر، نہیں سننے والے سن رہے ہیں اور آئی جی صاحب کو بھی موجود ہونا چاہیے۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، اس طرح تو کوئی اثر نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، نہیں آپ تشریف رکھیں میں اس کا نوٹس لوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر۔

چودھری محمد وصی ظفر، [* * * * * * * *]

جناب سپیکر، میں یہ گفتگو کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب امان اللہ خان نیازی، جناب والا! میں نے اپنے کردار کو برا نہیں کہا۔ میں نے آگے ہونے والے واقعے کے نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جناب تابش الوری۔

سید تابش الوری، جناب والا! ہر شخص محسوس کر رہا ہے کہ پنجاب میں اس وقت طاقت کا اندھا راج نظر آتا ہے۔ وہ طاقت چاہے حکومت کی ہے' دولت کی ہو' کلاشنکوف کی ہو' بدمعاشی کی ہو' سیاست کی ہو' یا صحافت کی ہو۔ بہرحال کوئی نہ کوئی طاقت ہونی چاہیے جس کے بغیر آبرومندی کے ساتھ شاید دو سانس لینا بھی ممکن نہیں۔ جناب سپیکر' جناب منظور وٹو اس ہاؤس کے قائد ہیں اس ہاؤس میں وہ سپیکر کی حیثیت سے بھی وہ اس اسمبلی میں بیٹھے اور اسمبلی کی کارروائی میں شریک ہونے کے عادی رہے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر بہت افسوس ہورہا ہے کہ جب سے یہ اسمبلی شروع ہوئی ہے جناب منظور وٹو

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کیا گیا) ***

قائد ایوان کی حیثیت سے یہاں تشریف رکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔ یا وہ شاید اس ہاؤس کو اعتماد میں لینے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ آج جبکہ امن عامہ کی صورت حال پر بحث جاری ہے تو ان کی بنیادی ذمہ داری تھی کہ وہ یہاں موجود ہوتے اور اراکین اسمبلی کی آراء کے جواب میں یہاں اپنے رائے کا اظہار کرتے۔ جب وہ وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے تقریر فرمارہے تھے تو انہوں نے امن عامہ کے حوالے سے بڑے طمطراق کے ساتھ یہ اعلان کیا تھا کہ پولیس کو ہر دباؤ سے آزاد کردیا گیا ہے۔ اب اگر علم ہوگا تو متعلقہ ایس ایچ او اور متعلقہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اور تین ماہ کے اندر اندر جرائم پر قابو پا کر امن عامہ کی صورت حال سنوار دی جائے گی۔ جناب والا! سارے صوبے نے دیکھا ہے ' آپ نے دیکھا ہے اور ہم نے دیکھا ہے کہ یہ اعلان صدا بصحرا ثابت ہوا ہے ۔ اور اب تک کوئی ایک ایس ایچ او کے خلاف کسی ایک ایس پی کے خلاف جرائم بڑھنے کی پاداش میں تخریب کاری بڑھنے کی پاداش میں' دہشت گردی عام ہونے کی پاداش میں کسی کو سزا نہیں دی گئی' کسی سے باز پرس نہیں ہوئی ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انتظامیہ اور پولیس ہر قسم کے احتساب سے آزاد کردی گئی ہے' ماورا کردی گئی ہے۔ اور عوام جرائم پیشہ لوگوں کے حملوں کی مسلسل زد میں ہیں۔ جناب والا! تین ماہ کی بجائے چھ ماہ گزر چکے ہیں۔ لیکن صورت حال زیادہ ابتر' زیادہ خراب اور زیادہ خوف ناک ہوتی جارہی ہے۔ جس کا تقاضا یہ ہے کہ حکومت کے ارباب ہمہ وقت اس صورت حال کا فوری طور پر جائزہ لیں کیونکہ اس وقت شہریوں کا سکون لٹ چکا ہے نیندیں اڑ چکی ہیں۔ اور قانون اور حکومت پر سے عوام کا اعتماد ختم ہوگیا ہے۔ جناب والا! وقت آگیا ہے کہ امن عامہ کی بحالی کے لیے ہی نہیں بلکہ قانون اور حکومت کے اعتماد کی بحالی کے لیے نئے سرے سے حکمت عملی مرتب کی جائے۔ تمام کاموں پر امن عامہ کو فوقیت اور اہمیت دی جائے اور ترجیحی اور ہنگامی بنیاد پر اقدامات عمل میں لائے جائیں۔ کیونکہ جب تک ہم امن عامہ کی خرابی کے محرکات اور عوامل کا جائزہ لے کر نئی حکمت عملی اختیار نہیں کریں گے پنجاب کی معاشی معیشی اور صنعتی ترقی مفلوج رہے گی۔ کیونکہ یاد رکھئے کہ جب امن و امان تہہ و بالا ہو' جب معاشرے میں سکون نہ ہو تو زندگی کے تمام شعبے مفلوج ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اور پنجاب جو پہلے ہی ترقی کی دوڑ میں پیچھے چلا گیا ہے۔ اس کو اور نئی ہزیمت اور نئی پس ماندگی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جناب والا۔ آپ جانتے ہیں کہ امن عامہ کو خراب کرنے میں اس وقت رشوت' بے روزگاری' مہنگائی کا اور نوجوانوں کی مایوسی کا سب سے بڑا حصہ ہے۔ حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہے کہ عوام کو اس مایوسی'

بے روزگاری اور مہنگائی کے چنگل سے نکال کر ترقی و خوشحالی کی نئی امیدیں دلائے۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ نظم و نسق عامہ اور امن عامہ میں بھی حکومت کو مکمل ناکامی سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ ہم معاشرتی انارکی اور سماجی تباہی کے آخری حصے پہ پہنچ چکے ہیں جہاں اگر تمام دانشوروں نے تمام سوچنے والوں نے تمام محب وطن لوگوں نے مل کر اس صوبے کی خوشحالی کے لیے اس صوبے میں امن عامہ کی بحالی کے لیے کوئی موثر جدو جہد نہ کی تو پنجاب وفاق میں سب سے پیچھے چلا جائے گا۔ سب سے پس ماندہ ہو جائے گا۔ اور ترقی کی دوڑ میں اتنا پیچھے رہ جائے گا اور اسے دوسرے صوبوں کا ہم پلہ ہونے کے لیے بھی ایک مدت درکار ہو گی۔

جناب سپیکر، تابش صاحب پچیس منٹ سے زیادہ ہو گئے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں اپنی بات کو دو جملوں میں ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، بس دو جملوں میں ختم کیجیے۔

سید تابش الوری، جناب والا! اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اصلاح احوال کے غیر معمولی تدابیر اختیار کی جائیں۔ نظم و نسق عامہ پر گرفت مضبوط کی جائے۔ اس کی ڈھیلی چولوں کو سیدھا اور مضبوط کیا جائے۔ پولیس کے فرسودہ نظام اور اس کے بوسیدہ قانون اور اس کی تربیت کے عمل کو جدید تقاضوں کے مطابق ترتیب دیا جائے اور پولیس کو سیاسی دباؤ سے آزاد کرکے سیاسی مقاصد کے استعمال سے روکا جائے اور موثر، فعال اور جدید بنا کر معاشرے کی خدمت پر مامور کیا جائے۔ تاکہ ہم لاقانونیت کو آہنی ہاتھوں سے کچل سکیں اور شہریوں کو آئین کے مطابق جان و مال کے تحفظ کا احساس دلا سکیں۔

جناب سپیکر، بہت شکریہ۔

سید تابش الوری، جناب والا! وقت گزر رہا ہے، تیزی سے گزر رہا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ وقت انتظار نہیں کرتا وہ اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے۔ ہمیں اس سے پہلے کہ وقت ہمارے خلاف فیصلہ صادر کرے ہمیں نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہیے۔ اور اس ملک اور اس صوبے میں اپنی آئینی ذمہ داریاں پوری کرتے ہوئے عوام کے اعتماد اور ان کی امنگوں کی پاس داری کرتے ہوئے امن عامہ کی خاطر ایسا مضبوط نظام اور مضبوط حکمت عملی اختیار کرنی چاہیے تاکہ پنجاب ایک پرامن صوبے کی حیثیت سے ترقی و خوشحالی کی نئی منزلوں سے ہم کنار ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ (مشیر وزیر اعلیٰ پنجاب)، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جن کا دیں پیروئ کذب و ریا ہے ان کو
ہمتِ کفر ملے ' جرأتِ تحقیق ملے
جن کے سر منتظرِ تیغ جفا ہیں ان کو
دستِ قاتل کو جھٹک دینے کی توفیق ملے

(نعرہ ہائے تحسین)

عزت مآب جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں آپ کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرنا چاہوں گا کہ میں آج آپ کی اجازت سے اس معتبر اور معزز ایوان سے امن عامہ کے مسئلے پر مخاطب ہو رہا ہوں۔ جناب والا! اس عالم ہست و بود میں جب سے انسانی معاشرے کی شیرازہ بندی ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک انسانیت جن مسائل سے دوچار رہی ہے ان میں امن عامہ کے مسئلے کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ انسانی تہذیب کی تاریخ میں قانون' عدالت' انصاف' جرم و سزا اور جیل کا جو تصور موجود ہے وہ اس امر کا ثبوت ہے کہ شر پسند ہمیشہ سے ہی معاشرتی زندگی کو ہی جان اور خوف کی بناء پر upset کرتے رہے ہیں اور قانون ان کو اپنی گرفت میں لے کر ان کی اصلاح کی کوشش کرتا رہا ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت جو صورت حال ہے' صرف دنیا کے پس ماندہ ممالک میں جہاں پر بنیادی انسانی حقوق سے لوگ محروم ہیں' بلکہ ان ترقی یافتہ ممالک میں بھی جہاں پر بنیادی انسانی حقوق کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے وہاں بھی جرائم کی رفتار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لیکن اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اس کو جواز بنا کر ہم اپنے ملک میں امن و امان کی صورت حال پر چشم پوشی سے کام لیں۔ جناب والا! میرا تو ایمان کی حد تک یقین ہے کہ کوئی حکومت جو ریاست کے اندر رہنے والے انسانوں کو ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ فراہم نہیں کر سکتی اور رعایا کو رات کو سکون کی نیند نہیں سلا سکتی اس حکومت کو ریاست کے اقتدار اعلیٰ پر قائم رہنے کا کوئی حق نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا' آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ معاشرے میں اس وقت تک امن و امان قائم نہیں ہو سکتا جب کہ معاشرے میں انصاف

اور قانون کی بالادستی قائم نہ ہو اور لوگوں کے دل میں قانون کا احترام اور قانون کا خوف موجود نہ ہو' اور قانون پر عمل درآمد کرانے والی قوتیں سب کے ساتھ مساوی سلوک نہ کریں۔ جناب والا! اس دنیا میں اسلام ہی ایسا ہمہ گیر فلسفۂ حیات ہے جو انسانوں کے درمیان معاملات کو طے کرتے وقت ان کے سیاسی رتبے اور خاندانی وجاہت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بلکہ سارے انسانوں کے لیے انصاف کے یکساں معیار مقرر کرتا ہے۔ حضور سرور کائنات نے اپنی حیات طیبہ میں اور آپ کے بعد خلفائے راشدین نے اپنے دور میں انصاف کے جو اعلیٰ معیار مقرر کیے وہ اس بات کا ثبوت ہیں کہ اسلام محض عقائد و عبادات کا مذہب نہیں' بلکہ اسلام ایک ایسا فلسفۂ حیات ہے جو کہ معاشرے کے اندر موجود تمام تضادات کو حل کرنے کے لیے جن میں امن عامہ کا مسئلہ بھی شامل ہے' ہمہ گیر صلاحیت رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک بار حضور سرور کائنات کی عدالت میں فاطمہ نام کی ایک لڑکی کو چوری کے الزام میں پیش کیا گیا تو دربار میں موجود جید صحابہ نے اس لڑکی کے خاندانی وجاہت کے نام پر اور اس کے پس منظر میں' اس کا حوالہ دیتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس لڑکی کا جرم معاف کرنے کے لیے کہا۔ جید صحابہ کے منہ سے اس لڑکی کی سفارش کی بات سن کر رسالت مآب کے چہرۂ اقدس پر جلال کے آثار نمودار ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم' اگر فاطمہ بنت محمد بھی یہ جرم کرتی تو اس پر شرعی حد لاگو کر دی جاتی۔ اسی طرح جناب والا! ایک دفعہ طواف کعبہ کے دوران حبشہ کے بادشاہ' حبشہ کے حکمران کے زرق برق لباس سے ایک بدو کا پاؤں چھو گیا۔ بادشاہ نے غضب ناک ہو کر اس بدو کے چہرے پر تھپڑ رسید کیا۔ جب وہ بدو فریادی بن کر دربار رسالت مآب میں پہنچا تو آپ نے بادشاہ کو طلب کیا۔ اور دنیا کی تاریخ کا نادر فیصلہ صادر کر دیا کہ یہ بدو اس بادشاہ کے منہ پر تھپڑ مارے گا۔ اسی طرح جناب والا! حضرت علی کرم اللہ وجہ کو ایک بار ایک قاضی کی عدالت میں ایک مقدمے کے سلسلے میں پیش ہونا پڑا۔ منصب اقتدار پر فائز قاضی نے یہ تک سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ آج اس کی عدالت میں کون فریق مقدمہ کے طور پر پیش ہو رہا ہے اور فیصلہ حضرت علی کے خلاف صادر کر دیا۔ جناب والا! حضور سرور دو عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حجۃ الوداع کے موقع پر پہلے منشور انسانیت کا اعلان کرتے ہوئے پوری دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ صرف سماجی رتبے کی بنیاد پر اور مالی اور معاشی حیثیت کی بنیاد پر کسی انسان کو انسان پر فوقیت حاصل نہیں اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے واضح طور پر اعلان فرما دیا کہ گورے کو کالے پر' کالے کو گورے پر کوئی

فوقیت نہیں ہونی چاہیے۔ جناب والا! میرے وطن عزیز میں بھی گزشتہ چند برسوں میں اسلام کے مقدس نام کا پرچار بڑے تواتر کے ساتھ کیا۔ لیکن حکم رانوں نے اسلام کے مقدس نام کو اپنے شخصی اقتدار کو طول دینے کے لیے اور اپنی سیاسی مصلحت برآریوں کے لیے استعمال کیا اور میرے ملک میں چشم فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ جب اس شخص نے پاکستان کے لوگوں سے یہ سوال کیا کہ لوگو' کیا تم اس ملک میں اسلام کا نظام چاہتے ہو۔ لوگو' کیا تم اس ملک میں اسلامی قوانین کی عمل داری چاہتے ہو۔ اگر تمھارا جواب ہاں میں ہے تو میں پانچ سال کے لیے تمھارا صدر ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی شخصی آمریت کے دور میں مجرم ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اور دوسرے ہاتھ میں ہیروئن کی تھیلی لے کر دندناتے پھر رہے تھے۔ گورنر ہاؤسوں میں بیٹھے ہوئے لوگ منشیات کے دھندے میں ملوث تھے۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی، میرے معزز بھائی' معزز رکن نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ایک شخص نے یہاں اسلام کا نام لے کر کہا اسلام نافذ ہوگا' یہ ہوگا' پانچ سال کے لیے میں صدر ہوں۔ میں ان سے یہ سوال کرتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی ایک ایسا دور آیا تھا کہ جب لوگوں کو روٹی' کپڑے اور مکان کا جھانسہ دے کر پانچ سال تک ان لوگوں سے زندگی کی ہر سہولت چھین لی گئی اور بالآخر لوگوں کو سڑکوں پر آنا پڑا اور اس کاشسٹ سے نجات حاصل کرنی پڑی۔ اس کا بھی ذکر فرما دیتے۔

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔ جناب جنجوعہ صاحب۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب انعام اللہ خان نیازی، ہمارے فاضل رکن جناب وصی ظفر صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ ابھی تک جنجوعہ صاحب نے جتنی بھی تقریر کی ہے اس کی سمجھ واقعی کسی کو نہیں آئی۔ ایک بات۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی موجودہ situation کی بات ہو رہی ہے۔ اگر اس میں کوئی جواب دے سکتے ہیں تو دیں۔ اگر پرانی باتیں دہرانی ہیں تو ہمارے پاس بھی بہت کچھ دہرانے کے لیے ہے۔ میری گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر situation پر بات ہو رہی ہے' وہ موجودہ دور کی بات کریں۔ جو حالات

اب صوبے میں دیکھ رہے ہیں اس پر بات کریں۔

جناب سپیکر، جنجوعہ صاحب! حالات حاضرہ کی طرف بھی آئیے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ، میں تمہید باندھ رہا ہوں۔

جناب سپیکر، پھر آپ کی باری کل تک جاری رہے گی۔ جب بیچ میں اس طرح سے ہوگا' بلکہ میرا خیال یہ ہے کہ یہاں ایک تاثر آیا ہے اور House is adjourned for tomorrow till 9.00 O clock اور کل لاء اینڈ آرڈر کی بحث میں ریاض حشمت جنجوعہ کی تقریر جاری رہے گی۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

پیر' 25- اپریل 1994ء

(دو شنبہ' 13- ذیقعد 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ
صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ
لَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ
عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَمَا
يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

سورۃ حم السجدہ آیات 33 تا 35

اور اس سے بہتر کس کی بات ہوسکتی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیک عمل کرے اور کہے کہ میں فرماں برداروں میں سے ہوں۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی آپ نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجیے۔ پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جائے گا جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے اور یہ بات انہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل مزاج ہیں اور یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحب نصیب ہے۔

وما علینا الاالبلاغ o

جناب ایس اے حمید، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب! کس بات پہ ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں ایک بہت ہی اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو عرض کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے آپ مجھے بتائیں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں ایک قرار داد پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں یہ تو طریقہ نہیں ہے۔ آپ میری بات سنیں۔ پہلے دن بھی یہاں اپوزیشن کی طرف سے یہی ہوا کہ آپ لوگ قرار داد پیش کرتے ہیں دوسرے دن بھی، تیسرے دن بھی۔ یہ طریقہ تو نہیں ہے۔ آپ تو اب میرے نقطۂ نظر میں کافی سمجھ دار ہیں۔ آپ کو تمام rules and regulations کا پتہ ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ رولز کے مطابق لکھی ہوئی ہے۔ یہ رول 202 جو ہے اس کو مطل کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا ہمیں یہ کب موقع ملے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں پرائیویٹ ممبر ڈے سارا دن ہوتا ہے۔ اس دن آپ جتنی چاہیں قراردادیں لا سکتے ہیں۔ اور وہ پرائیویٹ ممبر ڈے کل آرہا ہے۔ کل ہم آپ کی قرار دادیں سارا دن ٹیک اپ کریں گے۔

جناب ایس اے حمید، میں عرض کرتا ہوں جناب والا! وہ تو normal سی قراردادیں ہوتی ہیں لیکن جناب والا جب قوم اور ملک کا سودا کیا جا رہا ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، دیکھیں آپ اتنی بڑی بات کر رہے ہیں کہ ملک اور قوم کا سودا۔ خاکم بدہن، یعنی یہ بات ہو نہیں سکتی۔ ایسی بات کہ ملک کا بھی سودا اور قوم کا بھی سودا۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! ایٹمی پروگرام کو رول بیک کرکے اسے کیپ کرکے ملک اور قوم کا سودا کیا جا رہا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ نہیں ہو رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے اس کی کاپی لاء منسٹر کو دی ہے؟

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں نے یہ قرارداد 19۔ اپریل کو جمع کروائی تھی۔ اور آج 25۔

اپریل 1994ء ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں میں لا منسٹر سے پتا کرلوں۔جی۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب والا! پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ جس قرار داد کی بات کر رہے ہیں وہ یہ کارروائی کے حوالے سے باضابطہ طور پر ابھی تک میرے تک نہیں پہنچی۔ لیکن جناب والا میں آپ کی توجہ اس بات کی طرف بھی ضرور دلانا چاہتا ہوں اور معزز ایوان کی بھی۔ کہ ہاؤس کو صحیح طریقے سے چلانے کے لیے اور اس کارروائی کے لیے یہ Rules of Procedure بنائے گئے ہیں۔ ہر روز اٹھ کے یہ بات کہہ دینا کہ out of turn ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اور رولز کو معطل کر دیا جائے۔ یہ رولز اس لیے تو نہیں بنائے کہ اگر انہیں معطل کیا جاسکتا ہے تو انہیں ہر روز ہی معطل کرتے رہیں۔ پھر تو شاید نوبت یہ آجائے کہ یہ جو رولز کی کتاب ہے یہ ساری کی ساری کو ہی معطل کرکے رکھ دیا جائے۔ جناب والا! کل پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ یہ جس بات کو قومی نوعیت کے لحاظ سے اہمیت عامہ کا معاملہ سمجھتے ہیں' ترجیحی معاملہ سمجھتے ہیں اسے یہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے کے موقع پر اپنے business میں لا سکتے ہیں۔ اگر کوئی اتنی ہی اہم نوعیت کی قرار داد ہے تو انہوں نے جو پہلی قرار دادیں دی ہوئی ہیں انہیں یہ واپس لے لیں۔ اور طریقہ کار کے مطابق یہ اسے شیڈول پہ لے آئیں۔ لیکن میں اس بات پہ اتفاق نہیں کرتا کہ ہر روز out of turn قرارداد ایوان میں پیش کرنے کی روایت ڈالی جائے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر، وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔جی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! یہ رول 202 جو ہے یہ صرف ایمرجنسی کی بنیاد پہ اسمبلی کی کارروائی کو معطل کرنے کے بارے میں ہے۔ جناب والا اس ملک کے لیے سب سے بڑا مسئلہ ایٹمی پلانٹ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں آپ کو سپیکر بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہا۔ میں نے آپ کا

موقف سنا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آپ نے میرا موقف نہیں سنا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس وقت آپ کا یہ سارا موقف سننے کا موقع نہیں ہے اس وقت یہ مرحلہ نہیں ہے۔ مجھے افسوس ہے۔ رانا محمد فاروق سعید خان۔ حاضر نہیں ہیں next question ۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب شوکت داؤد، ان کے ایماء پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

قرضہ حاصل کرنے والے سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی

*262۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈاکٹر محمد سرور ولد حاجی غلام محمد حویلی لکھا ضلع اوکاڑہ نے محکمہ کے اہلکاروں سے ملی بھگت کر کے شبیر احمد ولد ماسٹر محمد طفیل بنک ہسپتال ضلع اوکاڑہ، طارق وسیم ولد ماسٹر محمد طفیل خالد وسیم ولد ماسٹر محمد طفیل ڈسپنسر وساویوالہ ضلع اوکاڑہ شوکت علی ولد محمد اسلم محمد حسین ولد حاجی محمد رمضان ٹیک روڈ بصیر پور کے ناموں پر پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن سے قرض حاصل کیا ہے۔ اگر ہاں تو یہ قرضہ کس مقصد کے لیے حاصل کیا گیا ان افراد کے شناختی کارڈ نمبر دیگر کوائف ایوان میں پیش کیے جائیں۔ نیز مذکورہ بالا اشخاص کے قرضوں کی اقساط کون ادا کرتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شبیر احمد ڈسپنسر بنک ہسپتال بصیر پور اور خالد وسیم احمد ولد ماسٹر محمد طفیل ڈسپنسر وساوے والا ضلع اوکاڑہ کو گورنمنٹ ملازم ہونے کے باوجود قرضے جاری کیے گئے ہیں اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور اس بے ضابطگی اور فراڈ کا ذمہ دار کون ہے اور اس کے خلاف حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، (جناب محمد افضل سندھو)

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : Any supplementary question? No supplementary question.

سید تابش الوری صاحب۔

جناب ایس اے حمید: ان کے ایماء پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا! یہ بڑا لمبا سوال ہے۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*475۔ سید تابش الوری: کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے ماتحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں ان کی الگ الگ فہرست کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایات کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی: (جناب محمد افضل سندھو)

(الف) جولائی 1993ء سے 31 مارچ 1994ء تک محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب کے زیر انتظام اداروں / کارپوریشنوں میں رشوت و بدعنوانی کی موصولہ شکایات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نظامت صنعت و معدنی ترقی: مذکورہ مدت کے دوران رشوت و بدعنوانی کی آٹھ شکایات موصول ہوئیں جن کی تفصیل گوشوارہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن: مذکورہ عرصہ کے دوران رشوت ستانی کی تین شکایات موصول ہوئیں جن کی تفصیل گوشوارہ "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن: مذکورہ عرصہ کے دوران رشوت ستانی و بدعنوانی کی کوئی درخواست موصول نہیں ہوئی۔

محکمہ طباعت و سامان تحریر: مذکورہ عرصہ کے دوران رشوت ستانی و بدعنوانی کی کوئی درخواست

موصول نہیں ہوئی۔

(ب) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ بڑا لمبا سوال ہے اس کو ہم پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔ ہے کوئی ضمنی سوال؟ کوئی ضمنی سوال نہیں۔ تو اگلا سوال۔ ملک کرامت علی کھوکھر۔

جناب امان اللہ خان۔(پی پی 113) ان کے ایماء پر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کے خلاف کارروائی

*1050۔ ملک کرامت علی کھوکھر، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی افسران حبیب الرحمٰن و لبیب الرحمٰن اپنی حقیقی قریب المرگ ماں کا نام استعمال کرتے ہوئے متعدد مختلف نفع بخش لیزیں (بررقبہ اڑھائی سو ایکڑ فی) 1981/82ء میں حاصل کی تھیں جبکہ والدہ کی فوتیدگی 1983ء کے بعد بھی تاحال مفاد اٹھایا جا رہا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ خاتون عزیزہ بیگم کے دونوں بیٹوں کی تعیناتی محکمہ ہذا سے پہلے ایسی کوئی لیز اس کے نام پر محکمہ کے ریکارڈ پر نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مفاد اٹھانے والے دونوں افسران اپنے حقیقی بھائی یونس کا نام بطور (benami) استعمال کرتے ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ یونس کے نام پر بھی کاروبار ہذا بمطابق قانون نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ سرکاری ملازمت نیشنل بنک مین برانچ لاہور میں تعینات ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ دونوں افسران تقریباً 11 سال سے ناجائز طور پر اپنے سرکاری عہدہ اور حیثیت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے لاکھوں روپے بٹور رہے ہیں۔

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وسائل سرکار لوٹنے والوں کی لیزیں منسوخ کر کے حاصل شدہ لاکھوں روپے کا مفاد واپس خزانہ سرکاری کب تک جمع کرایا جائے گا نیز کب تک ان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جائے گی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ عزیزہ بیگم زوجہ شیخ منظور احمد (والدہ وفاقی افسران شیخ حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن اور بنک آفیسر محمد یونس) نے مورخہ 30/7/1981 کو بررقبہ 00 ،246 ایکڑ نزد کھوڑہ ضلع خوشاب پر شیشہ ریت کی تلاش کے اجازت نامے کے لیے معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1960ء کے مطابق درخواست گزاری۔ اس طرح مورخہ 24-10-1981 کو بررقبہ 250 ایکڑ نزد دُلے والی ضلع خوشاب پر جپسم کی تلاش کے اجازت نامے کی درخواست دی۔ دونوں معدنیات کے اجازت نامے معدنی مراعاتی قوانین 1960ء کے تحت حسب ضابطہ بالترتیب مورخہ 24-10-1981، 13-4-1982 کو عطا کر دیئے گئے۔ بعد ازاں جپسم اور شیشہ ریت کے اجازت نامے (معدنی لائسنس) بالترتیب مورخہ 6-11-1987، 19-4-1992 سے دس سال کے لیے معدنی پٹہ (معدنی لیز) میں قواعد کے مطابق منتقل ہو چکے ہیں۔ ان دونوں کے علاوہ اور کوئی معدنی پٹہ یا معدنی تلاش کا اجازت نامہ مسمات عزیزہ بیگم کو عطا نہیں کیا گیا۔ دفتر ناظم صنعت و معدنی ترقی پنجاب لاہور کے ریکارڈ کے مطابق مسماۃ عزیزہ بیگم مورخہ 8-4-1983 کو وفات پا چکی ہیں۔ جبکہ مسماۃ عزیزہ بیگم کی وفات کے بعد قانونی وارثان (بیٹے و دیگر وارثان) معدنی پٹہ جات / اجازت نامہ وغیرہ سے مفاد اٹھانے کے مجاز ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ خاتون عزیزہ بیگم کے دو بیٹوں کی محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب میں تعیناتی سے پہلے ایسی کوئی لیز یا لائسنس اس کے نام پر محکمہ کے ریکارڈ پر نہ ہے۔

(ج) عزیزہ بیگم کا حقیقی بیٹا محمد یونس جو کہ مذکورہ وفاقی افسران کا حقیقی بھائی ہے محکمہ کے ساتھ پٹہ اور اجازت کے سلسلے میں خط و کتابت کرتا ہے۔ جبکہ محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق مرحومہ عزیزہ بیگم قانونی وارثان نے معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1960ء و 1986ء کی کبھی خلاف ورزی نہ کی ہے۔ علاوہ ازیں عزیزہ بیگم کی وفات کے بعد قانونی وارثان تمام امور بابت پٹہ جات کی انجام دہی کے لیے مجاز ہیں۔

(د) محکمہ صنعت و معدنی ترقی کے قوانین مجریہ 1960ء و 1986ء کے مطابق ایسا کوئی ضابطہ نہیں ہے کہ سرکاری ملازم ذاتی حیثیت سے محکمہ سے خط و کتابت نہیں کر سکتا۔

(ہ) علم نہ ہے جہاں تک مذکورہ بالا معدنی پٹہ / اجازت نامہ کے اجراء کا تعلق ہے تو وہ معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1960ء میں دیئے گئے ضابطہ کے مطابق جاری کیے گئے ہیں اور کوئی

بھی اجازت نامہ / معدنی پٹہ مذکورہ قوانین سے ہٹ کر جاری نہیں کیا جاتا لہذا کسی سرکاری عہدہ اور حیثیت کا عمل دخل ممکن نہ ہے۔

(و) مندرجہ بالا جوابات کی روشنی میں یہ واضح ہے کہ مذکورہ افسران نے وسائل سرکار نہیں لوٹے۔ لہذا لائسنس یا لیز منسوخ کرنے یا حاصل شدہ معاد واپس خزانہ سرکار کرنے کا جواز قرین انصاف نہ ہے۔ مزید برآں معدنی پٹہ / اجازت نامہ کے قانونی وارثان کی طرف سے معدنی مراعاتی قوانین مجریہ 1960ء، 1986ء کی کوئی خلاف ورزی نہ پائی گئی ہے لہذا ان کے خلاف کوئی قانونی کارروائی عمل میں لانے کا جواز موجود نہ ہے۔ علاوہ ازیں معدنی پٹہ / اجارہ ناکتندہ کی فوتگی کی صورت میں واجب الادا رقم قانونی وارثان سے وصول کی جا سکتی ہے۔

جناب امان اللہ خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 8-4-1983 سے اب تک تقریباً گیارہ سال ہو گئے ہیں۔ ان کو وفات پائے ہوئے گیارہ سال ہو گئے ہیں اور آج تک ان کے نام پہ لائسنس چل رہا ہے۔ کیا محکمہ اس کی اجازت دیتا ہے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، میں اپنے جواب میں یہ کہہ چکا ہوں کہ وارثان کو وہ ہر چیز حاصل کرنے کا قانونی طور پر اختیار حاصل ہے۔

جناب امان اللہ خان: میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف یہ بتانا پسند کریں گے کہ مزید کتنی دیر پٹہ ان کے نام ہی رہے گا؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی، اس کی مقررہ میعاد ہوتی ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جب پٹہ جاری کیا جاتا ہے تو اسی وقت اس کے اوپر تحریر ہوتا ہے کہ یہ اتنے سالوں کے لیے ہے۔

حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کی تعیناتی

*1051۔ **ملک کرامت علی کھوکھر،** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
محکمہ ہذا میں وفاقی افسران حبیب الرحمٰن اور محمد یوسف عرف لبیب الرحمٰن کتنی مرتبہ تعینات رہے۔
نیز مذکورہ افسران کی تعیناتی کس تاریخ سے کس تاریخ تک محکمہ ہذا میں رہی؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)، وفاقی افسران جناب حبیب الرحمٰن اور لبیب الرحمٰن کی محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب میں تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے۔

حبیبُ الرحمٰن فروری 1979ء سے دسمبر 1981ء تک محکمہ ہذا میں بطور سیکشن آفیسر متعین ہوئے۔ لبیب الرحمٰن محکمہ ہذا میں دو بار متعین ہوئے۔

پہلی بار 27 جولائی 1984ء سے 17 اپریل 1985ء تک بطور مشیر اقتصادیات اور دوسری بار 7 مارچ 1987ء سے 14 جنوری 1990ء تک بطور سیکرٹری پنجاب پرائسز اینڈ سپلائی بورڈ کے فرائض سرانجام دیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب چودھری محمد افضل سندھو صاحب کے جوابات ختم ہوئے۔ سوالات بھی ختم ہیں۔ اب آگے محکمہ جیل خانہ جات کے سوالات آئیں گے۔

معطل کردہ ملازمین / افسران کی تفصیل

*64۔ جناب محمد بشارت راجہ، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سال 1993ء کے دوران محکمہ جیل کے کتنے افسران / ملازمین کو معطل کیا گیا۔ ان افسران کے نام، عہدہ اور جگہ تعیناتی بیان کی جائے۔ ان افسران کو کن کن الزامات کے تحت معطل کیا گیا۔

(ب) ان معطل شدہ افسران میں سے کس کس کو بغیر انکوائری کے 30 اکتوبر 1993ء کے بعد وزیراعلیٰ یا سیکرٹری محکمہ داخلہ حکومت پنجاب کے حکم پر بحال کیا گیا اور اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سجانی)،

(الف) سال 1993ء کے دوران محکمہ جیل کے 236 آفیسران / ملازمین کو معطل کیا گیا۔

(i) معطل آفیسران / ملازمین کے نام، عہدہ، جائے تعیناتی و الزام فلیگ A بحکم ہوم سیکرٹری صاحب پنجاب 4

(ii) معطل آفیسران / ملازمین کے نام، عہدہ، جائے تعیناتی و الزام فلیگ A بحکم آئی جی جیل خانہ جات 13

(iii) معطل آفیسران / ملازمین کے نام، عہدہ، جائے تعیناتی و الزام فلیگ B بحکم سپرنٹنڈنٹ صاحبان لاہور سرکل 150

(iv) معطل آفیسران / ملازمین کے نام، عہدہ، جائے تعیناتی و

الزام فلیگ C بحکم سپرنٹنڈنٹ صاحبان ملتان سرکل 59

(v) معطل آفیسران / ملازمین کے نام، عہدہ، جائے تعیناتی و

الزام فلیگ D بحکم سپرنٹنڈنٹ صاحبان فیصل آباد سرکل 14

240

(ب) معطل شدہ آفیسران / ملازمین میں سے کسی کو بھی بغیر انکوائری کے مورخہ 30- اکتوبر 1993ء کے بعد بحکم وزیراعلیٰ یا سیکرٹری محکمہ داخلہ پنجاب بحال نہیں کیا گیا ہے۔

فلیگ اے، بی، سی، ڈی ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خوش اختر سجانی صاحب۔

چودھری خوش اختر سجانی، جناب سپیکر،

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وہ لکھا ہوا جواب بھی غلط دے رہے ہیں۔ ویسے تو اس ہاؤس میں غلط بیانی ہوتی ہی ہے۔ اب سامنے لکھا ہوا ہے، پھر غلط بیانی کیے جا رہے ہیں۔ 236 کو 240 کہہ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ جواب پڑھیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ وہ آپ سے ویسے مذاق کر رہے ہیں۔ کیونکہ آپ کے ہم عمر ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات، وہ میرے بھائی ہیں۔ کوئی بات نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شوکت داؤد صاحب، وہ آپ کے ہم عمر ہیں۔ آپ کو تو حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

جناب ایس اے حمید، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کوئی ایسا ملازم ہے جسے ابھی بحال نہیں کیا گیا؟

وزیر جیل خانہ جات، کچھ ملازم ایسے ہیں جن کو ابھی بحال نہیں کیا گیا۔

جناب ایس اے حمید، ان کی تعداد بتائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کے ذہن میں کوئی تعداد ہے۔

وزیر جیل خانہ جات، ذہن میں تو نہیں۔ یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں۔ ان کو باقاعدہ سارا ریکارڈ دکھا کے بتا دیں گے کہ کتنے باقی رہ گئے ہیں اور کتنوں کو محکمے کی انکوائری کے بعد بحال کیا

گیا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر، جز "ب" میں جو جواب لکھا گیا ہے، اس کے مطابق "معطل شدہ افسران / ملازمین میں سے کسی کو بھی بغیر انکوائری کے مورخہ 30۔ اکتوبر 1993ء کے بعد بحکم وزیر اعلیٰ یا سیکرٹری محکمہ داخلہ پنجاب بحال نہیں کیا گیا۔"

اس کے معنی یہ ہوئے کہ جو ابھی ایوان کی میز پر انھوں نے تفصیل رکھی ہے، اس میں تمام کے کوائف موجود ہیں۔ یا تو سب کو بحال کیا گیا ہے یا کچھ کو بحال نہیں کیا گیا۔ تو وزیر موصوف کو کم از کم یہ پتا ہونا چاہیے کہ اگر سب کو بحال کیا گیا ہے تو بتائیں۔ اگر کچھ کو بحال نہیں کیا گیا تو بتائیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر ہے۔ وزیر موصوف کو اس بات کا پتا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے وہ تفصیل خود پڑھی ہے جو میز پر رکھی گئی ہے۔

وزیر جیل خانہ جات، جی جناب سپیکر! میں نے خود پڑھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں کوئی ایسی بات ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، یہ ان کا fresh question بنتا ہے۔ یہ fresh question کریں۔ میں اس کا جواب دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ fresh question نہیں بنتا۔

وزیر جیل خانہ جات، تو پھر یہ میرے چیمبر میں آجائیں تو پھر میں انھیں تفصیل بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ اس کے لیے آپ کو تیار ہو کر آنا چاہیے۔ ٹھیک ہے جی۔ یہ ان کی پہلی دفعہ ہے۔ آئندہ وہ انشاء اللہ تیار ہو کر آئیں گے۔

جناب ایس اے حمید، اس سوال کو pend کر لیں۔ یہ پہلی دفعہ آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پھر اور سوال رہ جائیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے۔ اس لیے کہ انھوں نے تقریباً سب کو بحال کر دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ تفصیل بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگر کوئی ایسی بات ہے تو آپ بتا دیں۔ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی بحال ہونا رہتا ہے تو بتا دیں۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب میرے بزرگ ہیں۔ اگر وہ فرماتے ہیں کہ pending کر دیں تو مجھے اس بات پہ کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اچھا' pending کر دیتے ہیں۔ شکریہ۔ جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ پوائنٹ آرڈر پر ہیں۔

جناب امان اللہ خان، جی۔ جناب سپیکر! جناب منسٹر خوش اختر سجانی صاحب تو تنے ہیں ' مان لیتے ہیں۔ چھوٹے بھی ہیں' یہ بھی مان لیتے ہیں۔ لیکن اکثر وزراء حضرات یہی فرماتے ہیں کہ یہ ممبر میرے چیمبر میں آجائیں تو ہم ان کو satisfy کر دیں گے۔ یہ مسئلہ ایک ممبر کا نہیں ہے یہ ہاؤس کا معاملہ ہے۔ اور یہ اکثر وزراء ہمیں ٹالنے کے لیے کہتے ہیں کہ جناب یہ میرے چیمبر میں آجائیں۔ تو مہربانی کر کے ہمیں اکیلے اکیلے کو وہاں چیمبر میں نہ بلائیں کیونکہ اس سے کچھ غلط فہمیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا ان کو ہدایت کریں کہ جو بھی جواب دینا ہو وہ ہاؤس میں دیا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! خان صاحب مجھے ذاتی طور پر جانتے ہیں۔ وہ میرے بارے میں تو نہ کہیں کہ وہ میرے چیمبر میں آجائیں اور میں انہیں ٹال دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ سوال pending ہو گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! مؤخر تو ہو گیا ہے تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ ساتھ ہی ہو جائے۔ وہ یہ کہ انہوں نے جو 236 معطل شدہ ملازمین کی تعداد بتائی ہے تو ان معطل ہونے والوں پر چارجز کیا تھے۔ کیا سب کے سب کرپشن میں معطل ہوئے ہیں؟ کوئی ایڈمنسٹریشن کا سلسلہ ہے یا ان سے کوئی قیدی بھاگ گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ اس میں نہیں آسکتا اور pending تو یہی سوال ہو گا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! پھر وہ ضمنی سوال میں بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ وہ ضمنی سوال میں آئے گا۔

سید ظفر علی شاہ، تو پھر جناب ضمنی سوال میں ابھی بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب نہیں۔ کیونکہ وہ سوال pending کردیا گیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جی اچھی بات ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 361 عبدالرشید بھٹی صاحب۔

کیمپ جیل لاہور سے منسلکہ زمین پر کاشت کردہ فصلوں کی تفصیل

*361۔ جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

کیمپ جیل لاہور کے ساتھ کل کتنی زمین منسلک ہے۔ مالی سال 91-1990ء سے 93-1992ء کے دوران اس زمین پر کون سی فصلیں اور چارہ جات وغیرہ کاشت کیے گئے ان سے کتنی آمدن ہوئی اس کی کاشت پر کتنے اخراجات آئے۔ سرکاری خزانہ میں کتنی رقومات اس سلسلہ میں جمع کرائی گئی۔ تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر جیل خانہ جات(چودھری خوش اختر سبحانی)،

کیمپ جیل لاہور (ڈسٹرکٹ جیل لاہور) کے ساتھ 48 ایکڑ زمین منسلک ہے۔ مالی سال 91-1990ء تا 93-1992ء کے دوران اس رقبہ پر گوبھی، پالک، مولی، گاجر، بھنڈی توری، بینگن، اروی، حلوہ کدو، گھیا کدو، شلغم کے علاوہ جوار، برسیم اور مکئی بھی کاشت کی گئی۔ یہ سبزیات جیل قوانین کے مطابق قیدیوں کی خوراک بحساب 116 گرام یومیہ فی کس استعمال کی گئیں۔ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ان سبزیات اور چارہ جات کی مالیت مندرجہ ذیل ہے۔

91-1990ء	6,35,295 روپے
92-1991ء	6,16,200 روپے
93-1992ء	6,42,510 روپے

یہ سبزیات اور چارہ جات اگانے کے لیے مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

91-1990ء	1,15,962 روپے
92-1991ء	1,55,010 روپے
93-1992ء	1,41,553 روپے

جو سبزیات اور چارہ جات قیدیوں کی خوراک سے وافر تھیں ان کی باقاعدہ نیلامی کر کے رقومات سرکاری خزانہ میں جمع کرا دی گئیں۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1990-91ء	2845 روپے
1991-92ء	63880 روپے
1992-93ء	23070 روپے

چودھری شوکت داؤد، جناب سپیکر! ویسے تو یہ ہوا ہے کہ چار ماہ میں ہر چیز کی پچاس فیصد قیمت بڑھ گئی ہے، لیکن یہ جو جواب دیے گئے ہیں ان پر غور کریں تو 1990ء سے لے کر 1993ء آتے آتے اس کی انکم کم ہوتی جا رہی ہے۔ تو ان کے جواب پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان سے ضمنی سوال پوچھ لیں کہ کیا وجہ ہے، کیوں انکم کم ہوئی ہے۔ اگلا سوال جناب محمد اکبر سید۔ حاضر نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 579 جناب آفتاب احمد خان۔

جعلی روبکاروں کے ذریعے رہا ہونے والے قیدی

*579۔ جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 89-1988ء کے دوران پولیس نے ایک ایسے گروہ کو گرفتار کیا جس نے سنگین جرائم میں ملوث مجرموں کو جعلی روبکاروں کے ذریعہ جیلوں سے رہا کروا لیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ سکینڈل کے انکشاف کے بعد چند جیلوں کے ریکارڈ کی جانچ پڑتال پر معلوم ہوا ہے کہ 86 سے زائد قیدی جعلی روبکاروں کے ذریعہ رہائی پا چکے ہیں اور اس کے بعد جیل حکام نے جعلی روبکاروں کے ذریعے فرار ہونے والے قیدیوں کی جانچ پڑتال کا کام بند کر دیا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو جعلی روبکاروں کے ذریعہ رہا ہونے والے قیدیوں کے جرائم کی تفصیلات کیا ہیں؟ اور ان میں سے دوبارہ کتنے گرفتار کیے گئے ان کے کیا نام ہیں۔ حکومت روبکاروں کے مستند ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں تحقیقات کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ 89-1988ء میں سنٹرل جیل لاہور کی انتظامیہ کی رپورٹ پر لاہور پولیس نے ایک ایسے گروہ کے خلاف کارروائی کی جو قیدیوں کو جیلوں سے جعلی روبکاروں کے ذریعے رہا کروانے میں ملوث تھا اس گروہ کے سرغنوں میں ثناء اللہ وغیرہ شامل تھے۔ جو جیل میں پہلے سے مقید تھے۔ ان پر جیل کے اندر جعلی روبکاریں تیار کرنے کے الزام میں جوڈیشل مجسٹریٹ ماڈل ٹاؤن لاہور کی عدالت میں مقدمہ چلایا گیا اور عدالت نے ان کو تین تین سال قید بامشقت کی سزا سنائی تھی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پنجاب کی جیلوں سے جعلی روبکاروں کے ذریعے 86 قیدی رہائی پا چکے ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ جعلی روبکاروں کے ذریعے سنٹرل جیل لاہور سے 8 قیدی رہا ہونے میں کامیاب ہوئے تھے۔ جیل حکام عدالت سے آنے والی ہر روبکار کی مکمل جانچ پڑتال کرتے ہیں اور یہ تاثر غلط ہے کہ آمدہ روبکاروں کی جانچ پڑتال کا کام بند کر دیا گیا ہے۔

(ج) جعلی روبکاروں کے ذریعے رہا ہونے والے اور دوبارہ گرفتار ہونے والے قیدیوں کے جرائم کی تفصیل لف ہے۔ مزید برآں اگر کوئی روبکار رہائی کا مشکوک ہونا یا جعلی ہونا پایا جائے تو فوراً تصدیق کے لیے جاری کردہ عدالت (اتھارٹی) کو واپس بھجوا دی جاتی ہے اور اگر متعلقہ اتھارٹی اس بات کی تصدیق کر دے کہ روبکار ہائے جعلی ہے۔ تو متعلقہ تھانہ میں قانون کی دفعات کے مطابق مقدمہ کا اندراج کروا دیا جاتا ہے۔ جعلی رہائیوں کے مزید سدباب کے لیے جیل انتظامیہ و ضلعی انتظامیہ و عدالتوں نے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کیا جس کے مطابق عدالتوں سے کوئی رہائی روبکار Embossed Seal کے بغیر جاری نہیں کی جاتی۔ اس طرح جیل سے دوسری جیل میں رہائی کے لیے بھی Embossed Seal لگائی جاتی ہے۔

تفصیل قیدیان جو دوران سال 89-1988ء بذریعہ جعلی روبکار سنٹرل جیل لاہور سے رہا ہوئے۔

نمبر شمار	نام بمعہ ولدیت	قیدی کے گھر کا پتہ	جرم	تاریخ و میعاد قید	تاریخ رہائی	دوبارہ گرفتاری
1-	محمد اقبال ولد چنن	رکھ چونیاں ضلع قصور	302/34 ت پ	عمر قید مورخہ 17-4-84	18-1-89	گرفتار نہ ہوا۔
2-	محمد خان ولد محمد علی	رکھ چونیاں ضلع قصور	302/34 ت پ	عمر قید مورخہ 17-4-84	18-1-89	گرفتار نہ ہوا۔
3-	منظور ولد غلام محمد	رکھ چونیاں ضلع قصور	302/34 ت پ	عمر قید مورخہ 17-4-84	18-1-89	گرفتار نہ ہوا۔
4-	اشرف ولد حیات	رکھ چونیاں ضلع قصور	302/34 ت پ	عمر قید مورخہ 17-4-84	18-1-89	گرفتار نہ ہوا۔

5-	قیوم ولد مظفر	بیگ پورہ تھانہ گھوڑیاں ضلع قصور	302 ت پ' 13/20/65	عمر قید مورخہ 10-2-85	28-2-89 مورخہ 14-5-92 کو دوبارہ گرفتار ہوا۔
6-	اکرام اللہ ولد عطاء محمد	بیگ پورہ تھانہ گھوڑیاں ضلع قصور	302 ت پ' 13/20/65	عمر قید مورخہ 10-2-85	28-2-89 گرفتار نہ ہوا۔
7-	اجمل ولد تجمل مسیح	کرک آباد تھانہ رائیونڈ ضلع قصور	302 ت پ'	عمر قید مورخہ 4-4-88	6-3-89 مورخہ 10-12-90 کو دوبارہ گرفتار ہوا۔
8-	ارشد ولد اللہ بخش	مکھن پورہ تھانہ مصری شاہ لاہور	302 ت پ'	عمر قید مورخہ 30-6-80	16-3-89 گرفتار نہ ہوا۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! چونکہ یہ بات یہاں مانی گئی ہے کہ جعلی روب کاروں کے ذریعے بہت سارے ملزمان' قیدیوں کی اور حوالاتیوں کی رہائی ہوئی ہے تو اس سلسلے میں گورنمنٹ کے جو ملازمین اس میں ملوث تھے کچہری سے لےکر روبکار بنانے تک اور وہاں سے وصول کرنے تک' تو کیا ان میں سے بھی کسی پر کوئی مقدمات چلائے گئے؟ اگر مقدمے چلائے گئے تو کتنے لوگ ہیں جن پر یہ مقدمے چلائے گئے ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! معزز رکن اگر دوبارہ سوال دہرا دیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔ میں نے سنا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے کہا ہے کہ یہ جو جعلی روبکاریں بنانے پر رہائی کی گئی ہے اور جو لوگ اس میں ملوث ہیں یعنی اس کاروبار میں ' جعلی روبکار تیار کرنے میں ' جیل لانے میں اور پھر واپس لے جانے میں ان لوگوں کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! جو موقع پر پکڑا جاتا ہے اور ایسی کارروائی نظر آتی ہے تو ان کو موقع پر معطل بھی کرتے ہیں اور ان کے خلاف محکمانہ ایکشن بھی لیا جاتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ایس اے حمید صاحب ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر۔ جو قیدی دوران 1988-89ء بذریعہ جعلی روبکار سنٹر جیل سے رہا ہوئے اس کی تفصیل کے آگے آخر پر سب میں لکھا ہے کہ گرفتار نہ ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی؟

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! صفحہ 22 پر سوال کا جزیہ تھا کہ کیا وہ قیدی دوبارہ گرفتار کیے گئے یا ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟ قیدی تقریباً آٹھ ہیں۔ محمد اقبال ولد چنن۔ محمد خاں ولد

محمد علی۔ منظور ولد غلام محمد وغیرہ کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس کے بعد تاریخ رہائی کا کالم ہے اور پھر دوبارہ گرفتار ہوا یا نہ ہوا کا کالم ہے۔ تو ان سب میں لکھا ہوا ہے کہ گرفتار نہ ہوا۔ یعنی محکمہ کی طرف سے آج تک کوئی بھی ایکشن ان کے خلاف نہ ہوسکا۔ تو میں کیا وزیر موصوف سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوا کہ کسی کے خلاف آج تک کارروائی نہیں ہو سکی؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہے کہ آٹھ میں سے دو کے سامنے ہے کہ وہ گرفتار ہوئے اور چھ گرفتار نہیں ہوئے۔

جناب ایس اے حمید، نہیں جناب سپیکر۔ کوئی بھی گرفتار نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ دیکھیں کہ نمبر 5 پر ہے کہ مورخہ 14-5-92 کو دوبارہ گرفتار ہوا اور نمبر 7 پر بھی یہی لکھا ہوا ہے۔ یعنی آٹھ میں سے دو اشخاص گرفتار ہوئے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! دو گرفتار ہوئے باقی چھ گرفتار نہیں ہوئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کی آپ وجہ پوچھتے ہیں کہ کیوں گرفتار نہیں ہوئے؟

جناب ایس اے حمید، جی ہاں۔

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! یہ محکمہ جیل کا کام تو نہیں ہوتا کہ وہ قیدی کو پکڑے۔ لیکن محکمہ جیل نے متعلقہ محکموں کو لکھا ہے اور اس پر انشاء اللہ ایکشن بھی لیں گے۔ متعلقہ محکمہ جو بھی کارروائی کرے گا محکمہ اس کو دوبارہ لکھے گا۔ اور جب تک یہ قیدی نہیں پکڑے جائیں گے ہم محکمہ والے دوسرے متعلقہ محکموں کو لکھتے رہیں گے اور اس پر کارروائی کرواتے رہیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! روبکار کی جعل سازی کی بنیاد پر یہ تمام رہائیاں ہوئی ہیں۔ تو انہوں نے ابھی کیا scientific طریقہ بنایا ہے؟ کوئی ایسی محکمانہ پالیسی ترتیب دی ہے یا کوئی ایسا طریقہ کار وضع کیا ہے کہ جس کی بنیاد پر جعلی روبکار نہ بن سکے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، یعنی جیل والوں نے کوئی ایسا اصول یا طریقہ بنایا ہے کہ جعلی روبکار سے لوگ رہا نہ ہوسکیں؟

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! محکمہ والے ایسا کرتے ہیں کہ جس روبکار پر محکمہ جیل کو شک پڑ

جائے اس روبکار کو ہم دوبارہ تصدیق کے لیے متعلقہ کورٹ کو بھیجتے ہیں۔ کورٹ کی ایک سٹیمپ ہوتی ہے۔ وہ سٹیمپ ان کی دوبارہ کورٹ میں بھجوا کر تصدیق کرواتے ہیں۔ اگر سٹیمپ ٹھیک ہو اور ہماری تسلی ہو جائے یعنی محکمہ کی تسلی ہو جائے تو پھر اس کو accept کرتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! عام طور پر جیل کے حکام مل کر ایسے واقعات کے موجب بنتے ہیں۔ اگر تو تصدیق کے لیے بھجوائے ہی نہ اور وہ خود ملا ہوا ہو تو پھر ان کے پاس کیا طریقہ کار ہے؟

وزیر جیل خانہ جات، جناب سپیکر! ایسا ہوتا نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسا ہو جائے تو پھر محکمہ اس کا کچھ نہ کچھ بندوبست تو کرتا ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! کچھ نہ کچھ سے ان کی کیا مراد ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا سوال نمبر 580 جناب آفتاب احمد خان۔ وہ حاضر نہیں ہیں۔

اگلا سوال نمبر 635 رانا محمد فاروق سعید خاں۔ یہ بھی نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 813 ملک مختار احمد صاحب کا ہے۔ یہ بھی نہیں ہیں۔ اگلا سوال نمبر 1110 حاجی محمد اسماعیل صاحب کا ہے۔ یہ بھی نہیں ہیں۔ سوالات و جوابات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد میں تعمیر وطن پروگرام کے تحت منصوبہ جات کی تفصیل

*188۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء کے دوران محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں کن کن مقامات پر کس مالی سال میں کتنی کتنی مالیت سے کون کون سے ترقیاتی منصوبہ جات مکمل کیے ان منصوبوں کی منظوری کس کس مجاز اتھارٹی نے دی اور وہ منصوبہ جات کس کس کی تجویز و تحریک پر تیار کیے گئے تھے۔ تفصیل سال وار اور منصوبہ وار بتائی جائے؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (محمد افضل سندھو)،

محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے مالی سال 85-1984ء سے 94-1993ء (اکتوبر تک) کے دوران

تعمیر وطن پروگرام کے تحت تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں اپنی نوعیت کی کسی بھی ترقیاتی سکیم کی منظوری نہ دی ہے۔ تاہم یہ بتانا ضروری ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن دیہی ترقیاتی پروگرام / سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت نجی شعبہ کو صنعتی ترقی کے سلسلے میں صنعتی منصوبہ (کارخانے) لگانے کے لیے قرضہ کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ چنانچہ سکیم ہذا کے تحت مدت مذکور کے دوران کل 74 صنعتی منصوبوں (کارخانہ جات) کے لیے مبلغ 188،49 لاکھ روپے کے قرضہ جات جاری کیے گئے۔ سال وار تفصیل درج ہے۔

سال	صنعتی منصوبوں کی تعداد	جاری شدہ قرضہ کی رقم
1984-85-86ء	-	-
1986-87ء	1	4،10
1987-88ء	-	-
1988-89ء	3	4،00
1989-90ء	4	8،87
1990-91ء	3	7،74
1991-92ء	34	68،55
1992-93ء	29	95،23
	74	**188،49**

1 اکتوبر 1993ء تک فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نئے صنعتی یونٹوں کا قیام

*1120- حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبے میں بے روزگاری پر قابو پانے کے لیے پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ قائم کیا تھا جس کے ذمہ صوبے میں زیادہ سے زیادہ پبلک سیکٹر میں صنعتی یونٹ قائم کر کے روزگار کے مواقع فراہم کرنا تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1977ء سے رواں مالی سال تک مذکورہ بورڈ نے کوئی نیا صنعتی

یونٹ قائم نہیں کیا اور نہ ہی روزگار کے مواقع فراہم کیے گئے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کن وجوہ کی بناء پر ایسا کیا گیا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ پی آئی ڈی بی کو بے روزگاری کے خاتمے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ بہرحال اس ایکٹ کے مطابق پی آئی ڈی بی کو پبلک سیکٹر میں صنعتیں لگانے اور چلانے / کنٹرول کرنے کے لیے بنایا گیا تھا اور ان صنعتوں کو لگانے سے بے روزگاری ختم کرنے میں کسی حد تک مدد ملی ہے۔

پی آئی ڈی ایکٹ 1973ء پنجاب ایکٹ نمبر XXIII آف 1973ء۔ پی آئی ڈی بی ایکٹ مجریہ 1973ء کے (PREAMBLE) تمہید کے مطابق بورڈ قائم کرنے کا مقصد یوں بیان کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ضروری ہے کہ پنجاب میں ایک صنعتی ترقیاتی بورڈ کے قیام کے لیے Provisions بنائے جائیں جو پبلک سیکٹر میں صنعتوں کے قیام، انتظام کنٹرول اور چلانے کا کام کرے گا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ پی آئی ڈی بی نے 1977ء سے رواں مالی سال تک کوئی نیا صنعتی یونٹ نہیں لگایا اور نہ ہی روزگار کے مواقع فراہم کیے۔ پی آئی ڈی بی نے 1977ء سے لے کر 1986ء تک 4 شوگر ملیں اور 3 ٹیکسٹائل ملیں مکمل کیں جس میں شوگر ملوں کی توسیع بھی شامل ہے ان ملوں پر 1977ء سے پہلے منصوبہ بندی شروع کی گئی اور ان سے تقریباً 9300 اسامیاں فراہم کیں ہیں اس کے علاوہ ان صنعتوں سے بالواسطہ روزگار کے بے شمار مواقع فراہم ہوئے پچھلی حکومت نے ان میں سے 5 ملیں یعنی 2 شوگر ملیں اور 3 ٹیکسٹائل ملیں بیچ دیں اس کے بعد پی آئی ڈی بی نے نئے منصوبوں پر پلاننگ کی اور حکومت سے منظوری حاصل کی لیکن فروری 1991ء میں حکومت کے ایک حکم کے مطابق ان پر کام روک دیا گیا۔

پی آئی ڈی بی نے جو صنعتیں لگائیں ان کی تفصیلات درج ذیل ہیں

نام کارخانہ	مقام کارخانہ	کل لاگت	پیداواری صلاحیت	جس سال منصوبہ بندی کی گئی۔	جس سال مل مکمل ہوئی	جس سال نجکاری ہوئی
کمالیہ شوگر ملز لمیٹڈ	کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	474.00	3500 بیلنا روزانہ	1977ء	1980ء	-
پتوکی شوگر ملز	پتوکی ضلع قصور	380 00	3000 بیلنا روزانہ	1975ء	1978ء	-
گوجرہ سندری شوگر ملز لمیٹڈ	گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	307.00	2000 بیلنا روزانہ	1976ء	1980ء	1981ء
پسرور شوگر ملز لمیٹڈ	پسرور ضلع سیالکوٹ	186 00	1500 بیلنا روزانہ	1976ء	1978ء	1986ء
پارس ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ	بہاولپور	107 00	25000 سپنڈلز	1976ء	1977ء	1987ء
غازی ٹیکسٹائل ملز	ڈیرہ غازی خان	170.00	25296 سپنڈلز 355 لومز	1976ء	1979ء	1987ء
ہڑپہ ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ	ہڑپہ ضلع ساہیوال	360 00	12500 سپنڈلز 355 لومز 3600 روٹرز 40 ملین میٹرز فیشنگ	1977ء	1981ء	1988ء

(ج) جزہائے بالا میں اعتراضات درست نہیں ہیں۔

ننکانہ صاحب میں سب جیل کی تعمیر

* 429- جناب محمد اکبر سید ، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں کچھ عرصہ قبل ایک سب جیل تعمیر کی تھی۔ اگر جواب اثبات میں ہو تو یہ جیل کس سال کتنے سرمایہ اور کس ٹھیکیدار کے ذریعہ تعمیر ہوئی تھی اور اس کے مقاصد کیا تھے

(ب) آج تک اس سب جیل کو زیر استعمال نہ لانے کی وجہ کیا ہے جبکہ اس تعمیر پر کثیر سرمایہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ اس تساہل کا ذمہ دار کون ہے اور ان افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے اور حکومت کب تک اس سب جیل میں قیدیوں کی منتقلی کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) یہ درست ہے کہ ننکانہ صاحب میں ایک جوڈیشل لاک اپ مبلغ اٹھارہ لاکھ چودہ ہزار روپے کی لاگت سے سال 1984ء میں محکمہ تعمیرات پنجاب نے میسرز شاہ نواز کنسٹریشن کمپنی کے ذریعے تعمیر کیا گیا تھا تاکہ معمولی نوعیت کے مقدمات میں ملوث حوالاتیوں کو وہاں رکھا جائے اور ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ جہاں گنجائش سے زیادہ قیدی اور حوالاتی رکھے ہوئے ہیں پر بوجھ ہلکا کیا جا سکے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل عملہ کی منظوری دے دی ہے۔

1- ٹرن کی (دربان) ایک عدد

2- ماشکی ایک عدد

3- جھاڑو ایک عدد

سپرنٹنڈنٹ پولیس شیخوپورہ کو پولیس گارڈ کی نئی اسامیوں کی منظوری ابھی تک نہ ملی ہے جونہی مطلوبہ پولیس گارڈ سپرنٹنڈنٹ پولیس شیخوپورہ کو مل گئی تو فوری طور پر متذکرہ بالا جوڈیشل لاک اپ کو زیر استعمال لایا جائے گا۔ مزید برآں اس ضمن میں کسی افسر کی کوتاہی کا قطعاً کوئی دخل نہ ہے بلکہ فنڈز کی کمی کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔

قیدیوں کے علاج کے لیے خرید کردہ ادویات کی تفصیل

*580 - جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 1990-91ء سے 1993-94ء تک جیلوں میں قیدیوں / حوالاتیوں کے علاج معالجے کیلئے کتنی مالیت کی ادویات خریدی گئیں اور کتنے قیدیوں میں تقسیم کی گئیں۔ تفصیل سال بتائی جائے۔

(ب) متذکرہ ادویات کن فرموں اور کونسی ایجنسیوں کی وساطت سے خریدی گئیں ایسی فرموں اور ٹھیکیداروں کے نام کیا ہیں؟ اگر بذریعہ نیلامی خریدی گئیں ہیں تو کن اخبارات میں

مینڈر نوٹس دیے گئے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سجانی)۔

(الف) مہتمم صاحبان پنجاب جیل خانہ جات سے موصول شدہ اطلاعات کے مطابق سال 91-1990ء سے سال 94-1993ء تک تمام ادویات پر اٹھنے والی مالیت کی تفصیل سال وار گوشوارہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جو کہ گورنمنٹ میڈیکل سٹور ڈپو لاہور (جو صوبائی حکومت کا ذیلی ادارہ ہے) اور بازار سے خرید کی گئیں۔

گوشوارہ "ب" میں ان تمام حوالاتیوں اور قیدیوں کی تعداد درج ہے جنہیں سال 91-1990ء سے سال 94-1993ء تک ادویات دی گئیں۔

(ب) مہتمم صاحبان سے موصول شدہ اطلاعات کے مطابق گوشوارہ "ج" میں ان تمام فرموں و ایجنسیوں کے ناموں کا اندراج شامل ہے جن سے سال 91-1990ء سے 94-1993ء تک ادویات خریدی گئیں۔ تمام ادویات جو کہ لوکل پرچیز کی گئیں ہیں وہ متعلقہ میڈیکل آفیسران کی فوری ضرورت کے تحت تمام قواعد و ضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے اور ان پر عمل درآمد کرتے ہوئے مقامی میڈیکل سٹورز سے خریدی گئیں۔ فوری نوعیت کے تحت لوکل پرچیز کی جانے والی ادویات کے سلسلے میں اخبارات میں کوٹیشن طلب نہیں کی جاتیں۔

نوٹ۔ گوشوارہ جات "الف"، "ب" اور "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

محمود اکبر چدھڑ کے خلاف کارروائی

*635- جناب محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سپرنٹنڈنٹ جیل کیمپ لاہور محمود اکبر چدھڑ محکمہ میں کس تاریخ کو کس حیثیت میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی ہوا۔ اس کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے اور وہ اپنی تاریخ تعیناتی سے لے کر اب تک کن کن عہدہ جات پر تعینات رہا ہے۔ مکمل تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ اہلکار کے خلاف بطور سپرنٹنڈنٹ کیمپ جیل لاہور مختلف قومی اخبارات میں بدعنوانیوں اور بے ضابطگیوں کے الزامات کی خبریں شائع ہونے پر محکمہ نے اس کے خلاف تحقیقات کا حکم دیا تھا۔ اگر ہاں تو اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی گئی ہے۔

مکمل تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) محمود اکبر چدھڑ کا مورخہ 30-9-67 کو بحیثیت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل بحکم جناب ڈائرکٹر آف پریزنرز سنٹرل رینج بہاولپور تقرر ہوا۔ دفتری ریکارڈ کے مطابق اس کا ڈومیسائل ضلع جھنگ کا ہے۔ اس نے اپنی ملازمت کے دوران مختلف حیثیتوں میں کام کیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- مورخہ 30-9-67 سے 4-8-1982 تک بحیثیت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ

2- مورخہ 5-8-82 سے 24-2-1992 تک بحیثیت ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ

3- مورخہ 25-2-92 سے تاحال بحیثیت سپرنٹنڈنٹ جیل۔

(ب) متذکرہ اہلکار کے خلاف بطور سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل لاہور ذاتی طور پر کوئی شکایت نہ ہے اور نہ ہی کسی قسم کی تحقیقات کا حکم محکمہ نے دیا تھا۔ البتہ مختلف اخبارات میں ڈسٹرکٹ جیل لاہور کی انتظامیہ سے متعلق خبریں شائع ہوئی تھیں جن کی سپرنٹنڈنٹ ڈسٹرکٹ جیل لاہور نے فوری طور پر وضاحت / تردید کر دی تھی۔

قالینوں کی قیمت کی وصولی

*812 - ملک مختار احمد، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیمپ جیل لاہور میں سال 1993ء میں کتنے قالین گم پائے گئے اور اس کا ذمہ دار کون تھا۔

(ب) ان قالینوں کی قیمت کن کن افراد سے وصول کی گئی اور کن افراد نے ابھی تک نہیں کرائی ان کے نام اور پتہ جات بتائے جائیں۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور (کیمپ جیل) میں زیر سماعت اسیران کو رکھا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں کسی قسم کی فیکٹری نہ ہے اور نہ ہی قالینوں کا کوئی سٹور ہے۔ نتیجتاً کسی قسم کے قالین کے گم ہونے کا کوئی نہ امکان ہے اور نہ ہی ہوئے۔ البتہ ڈسٹرکٹ جیل لاہور کے تحت مصنوعات جیل خانہ جات کی نمائش و فروخت کے لیے ایک ڈسپلے سنٹر موجود ہے جہاں دیگر جیلوں کی تیار کردہ مصنوعات کو فروخت کیا جاتا

ہے۔

(ب) جن لوگوں کو یہ قالین ادھار فروخت کیے گئے ان کے نام اور جن کے ذمہ رقم واجب الادا ہے ان کے ناموں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل اور سنٹرل جیل فیصل آباد کی زمینوں کی تفصیل

* حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:
ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد اور سنٹرل جیل فیصل آباد کے ساتھ کل کتنی زمینیں منسلک ہیں۔ مالی سال 1990-91ء سے رواں مالی سال کے دوران ان زمینوں پر کون سی فصلیں اور چارہ جات کاشت کیے گئے ان میں سے کتنی آمدن ہوئی۔ اس کی کاشت پر کتنے اخراجات آئے اور سرکاری خزانہ میں کتنی رقومات اس سلسلہ میں جمع کروائی گئیں۔ تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری غوث اختر سبحانی):

مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد اور سنٹرل جیل فیصل آباد کے ساتھ بالترتیب 12 ایکڑ 4 کنال اور 75 ایکڑ زمین منسلک ہے۔ مالی سال 1990-91ء تا 31-4-94 اس رقبہ پر گوبھی، شلغم، مولی، پالک، گاجر، بینگن، بھنڈی، کدو کے علاوہ جوار اور برسیم کاشت کی گئیں۔ یہ سبزیات جیل قوانین کے مطابق قیدیوں کی خوراک میں بحساب 116 گرام یومیہ فی کس استعمال کی گئیں۔ جوار اور برسیم جیل پر کھیتی باڑی کے لیے موجود بیلوں کی خوراک کے لیے استعمال کی گئیں۔ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ان سبزیات اور چارہ جات کی مالیت مندرجہ ذیل تھی:

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد		سنٹرل جیل فیصل آباد	
1990-91ء	1,82,978/- روپے	1990-91ء	2,25,576/- روپے
1991-92ء	1,92,315/- روپے	1991-92ء	4,84,940/- روپے
1992-93ء	1,95,420/- روپے	1-7-93 تا 31-4-94	3,17,205 روپے

(رواں مالی سال)

ان سبزیات اور چارہ و اجناس کو اگانے کے لیے مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

1990-91ء	42,412/- روپے	1990-91ء	72915/- روپے
1991-92ء	45,920/- روپے	1991-92ء	46,846/- روپے
1992-93ء	40,120/- روپے	1992-93ء	36,712/- روپے
1-7-93 تا 31-4-94	6,440/- روپے	1-7-93 تا 31-4-94	17,481/- روپے
(رواں مالی سال)		(رواں مالی سال)	

سبزیات، چارہ اور اجناس قیدیوں کی خوراک اور مویشیوں کی خوراک سے وافر تھیں ان کی باقاعدہ نیلامی کر کے رقم سرکاری خزانہ میں جمع کروا دی گئی۔ جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1990-91ء	4,488/- روپے	1990-91ء	7,185/- روپے
1991-92ء	4,000/- روپے	1991-92ء	11,660/- روپے
1992-93ء	5,010/- روپے	1992-93ء	24,248/- روپے
1-7-93 تا 31-4-94	1,320/- روپے	1-7-93 تا 31-4-94	18,870/- روپے
(رواں مالی سال)		(رواں مالی سال)	

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت قرضوں کی تفصیلات

276- **جناب آفتاب احمد خاں**، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) فیصل آباد میں سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت یکم اگست 1990ء سے رواں سال کے آخر تک کن افراد کو کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی نے کن مقاصد کے لیے کتنی مالیت کے قرضے جاری کیے گئے ایسے افراد کے نام و پتہ جات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران تحصیل فیصل آباد کے علاقہ جات سے ایس ڈی ایس سکیم کے تحت کتنی درخواستیں وصول ہوئیں ان میں سے کتنی مسترد اور کتنی منظور ہوئیں اور کتنی ابھی فیصلہ طلب ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)۔

(الف) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے مالی سال 1990ء سے 31-12-93 تک تحصیل فیصل آباد میں سیلف ایمپلائمنٹ سکیم کے تحت 630 صنعتی پراجیکٹس کو مبلغ -/23,59,32,000 روپے کے قرضہ جات جاری کیے۔ تفصیل ایوان کی میز پر ملاحظہ فرمائیں۔ پانچ لاکھ روپے تک کے قرضہ جات کی منظوری ریجنل ڈائرکٹر کی سربراہی میں قائم کردہ کمیٹی کے دائرہ اختیار میں ہے جس کی رکنیت درج ذیل ہے۔

1- متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر

2- جائنٹ ڈائرکٹر (اکاؤنٹس)

3- جائنٹ ڈائرکٹر (سی اینڈ ڈی)

4- ڈی۔ڈی۔او (ڈسٹرکٹ ڈیولپمنٹ آفیسر)

5- جائنٹ ڈائرکٹر (آر۔ آئی۔ پی) صدر دفتر

پانچ لاکھ روپے سے زائد کے قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہ بالا کمیٹی اپنی سفارشات سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے صدر دفتر کو ارسال کرتی ہے۔ جہاں پر قرضہ جات کی منظوری کے لیے مندرجہ ذیل کمیٹی تشکیل دی گئی ہے۔

1- ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر

2- ڈائریکٹر آر۔ آئی۔ پی۔

3- متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر

4- ڈائرکٹر فنانس

اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ قرضہ جات متعلقہ ریجنل ڈائرکٹر مکمل چھان بین اور قواعد و ضوابط کی تکمیل کے بعد جاری کرتے ہیں۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

وصول شدہ درخواستوں کی تعداد	2237
منظور شدہ درخواستوں کی تعداد	878
مسترد یا نامنظور شدہ درخواستوں کی تعداد	1351

فیصلہ طلب درخواستوں کی تعداد 8

فرموں کی رجسٹریشن

289 - راجہ ریاض احمد، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے فیصل آباد شہر اور اس کے دیہی علاقوں میں یکم جنوری 1990ء سے رواں سال کے آخر تک کتنی فرمیں کن تاریخوں میں رجسٹرڈ کی ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)۔

محکمہ صنعت و معدنی ترقی پنجاب کے زیر انتظام نظامت صنعت و معدنی ترقی کے فیصل آباد ڈویژن نے فیصل آباد شہر اور اس کے دیہی علاقوں میں یکم جنوری 1990ء سے 31 دسمبر 1993ء تک 2368 فرمیں رجسٹرڈ کی ہیں جن کی تاریخ وار تفصیل گوشوارہ "الف" کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

این او سی حاصل کرنے والے اداروں کی تفصیلات

290 - راجہ ریاض احمد، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔
محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے فیصل آباد کے شہری و دیہی علاقوں میں کن صنعتی اداروں کے قیام کے لیے کن افراد کو یکم جنوری 1990ء سے رواں سال کے آخر تک این او سی کن تاریخوں میں جاری کیے گئے۔ ایسے جاری کردہ این او سی کے صنعتی مالکان کے نام و پتا جات کیا ہیں؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)۔

محکمہ صنعت و معدنی ترقی کے زیر انتظام نظامت صنعت و معدنی ترقی نے یکم جنوری 1990ء سے رواں سال کے آخر تک (31-12-93) ضلع فیصل آباد کے شہری حدود اور دیہی علاقوں میں 323 افراد / کے اداروں کو صنعتیں قائم کرنے کے لیے ضروری ہدایت جاری کیں۔ تفصیل گوشوارہ الف پر لف ہے۔ مطلوبہ عرصہ کے دوران محکمہ صنعت و معدنی ترقی نے بھی ایسے 61 این او سی جاری کیے ہیں ان کی مطلوبہ تفصیل گوشوارہ "ب" پر لف ہے۔ اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ حکومت پنجاب کی موجودہ لوکیشن پالیسی مورخہ 26-10-86 کے تحت ممنوعہ علاقوں بشمول شہری حدود میں حکومت سے این او سی حاصل کیے بغیر

صنعتیں لگانے پر پابندی ہے البتہ مندرجہ ذیل علاقے اور صنعتیں ایسی پابندی سے مستثنیٰ ہیں۔

(i) حکومت کی قائم شدہ صنعتی بستیاں

(ii) ایسے علاقے جنہیں میونسپل اور ٹاؤن کمیٹیوں یا ترقیاتی اداروں یا محکمہ صنعت پنجاب نے صنعتی علاقے قرار دیا ہو۔

(iii) خدمت گزار صنعتوں کے میونسپل یا ٹاؤن کمیٹی کے حدود میں قیام پر کوئی پابندی نہ ہے۔

نوٹ: گوشوارہ "الف"، "ب" ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

پی آئی ڈی بی کے کارخانوں کی تفصیل

432 - سید تابش الوری، کیا وزیر صنعت و معدنی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب انڈسٹریل ڈیویلپمنٹ بورڈ کے تحت کتنے کارخانے کتنے خرچ سے کہاں کہاں قائم کیے گئے تھے ان میں سے کون سے کارخانے کس قیمت پر کن افراد یا گروپ کو فروخت کیے جا چکے ہیں۔ کتنے اور کون کونسے کارخانے ابھی تک پی آئی ڈی بی کے پاس ہیں اور ان میں سے کون کون سے بند پڑے ہیں اور کون کون سے کارخانے کام کر رہے ہیں۔

(ب) پی آئی ڈی بی نے اب تک تمام کارخانوں کی تنصیب پر کتنا سرمایہ صرف کیا اور ان سے کتنا نقصان یا منافع ہوا۔

(ج) پی آئی ڈی بی کے حال و مستقبل کے سلسلے میں حکومت نے کیا فیصلہ کیا ہے۔ اگر اسے ختم کیا جا رہا ہے تو اس کی رقم میں liabilities کتنی ہوں گی اور اس کے ملازمین کا مستقبل کیا ہوگا؟ اگر اسے باقی رکھا جا رہا ہے تو آئندہ اس کی کارکردگی کو بہتر بنانے اور نئے صنعتی یونٹ لگانے کا کیا پروگرام ہے؟ اور کیا پسماندہ علاقوں کی صنعتی ترقی کے لیے اس سے خصوصی کام لینے کا کوئی ارادہ ہے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب محمد افضل سندھو)۔

(الف) پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ نے کل 14 کارخانے لگائے تھے جن میں سے 3 ٹیکسٹائل ملیں 5 شوگر ملیں اور 6 رائس ملیں شامل ہیں ان میں سے 12 کارخانے فروخت کیے گئے ہیں ان

سب کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

نام کارخانہ	مقام کارخانہ	کل لاگت تخمینہ روپے ملین	نام افراد / گروپ جن کو کارخانہ فروخت ہوئے	قیمت فروخت روپے ملین
کمالیہ شوگر ملز لمیٹڈ	کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	474	مل پی آئی ڈی بی کے پاس ہے، اور کام کر رہی ہے۔	-
پتوکی شوگر ملز لمیٹڈ	پتوکی ضلع قصور	380	ایضاً	-
گوجرہ سمندری شوگر ملز لمیٹڈ	گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ	307	میسرز منوں گروپ آف انڈسٹریز، لاہور	52
بہاولپور شوگر ملز لمیٹڈ	بہاولپور	16-10	میسرز اقبال انڈسٹریز کراچی	16-10
پسرور شوگر ملز لمیٹڈ	پسرور	186	میسرز یونائیٹڈ شوگر ملز	30
پارس ٹیکسٹائل لمیٹڈ	بہاولپور	107	میسرز ایم فیصل عباس ملک	135-20
غازی ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ	ڈیرہ غازی خان	170	میسرز ٹرانس انڈس ٹیکسٹائل ملز ایسوسی ایٹس	136
ہڑپہ ٹیکسٹائل ملز		360	میسرز حسن کنسٹرکشن (پرائیویٹ) اینڈ ایسوسی / ایٹس	
دوآبہ رائس ملز لمیٹڈ				
حافظ آباد رائس ملز	ضلع گوجرانوالہ	10	یہ تمام رائس ملیں حکومت پاکستان کے حکم کے تحت انہیں کو منتقل کر دی گئی ہیں۔	
شیخوپورہ رائس ملز	ضلع شیخوپورہ	10		
سرانوالی رائس ملز	ضلع گوجرانوالہ	10		
شرقپور رائس ملز	ضلع شیخوپورہ	10	"	
ایمن آباد رائس ملز	ضلع گوجرانوالہ	10	"	
مبارک پور رائس ملز	ضلع گوجرانوالہ	10	"	
میزان		2060-10		700

نوٹ: (1) گوجرہ سمندری شوگر مل کی فروخت پر تمام بنکوں کے قرضے خریدار کو منتقل کر

دیے گئے بہاولپور شوگر مل کو دوران تربیت فروخت کر دیا گیا تھا۔

پسرور شوگر مل کی فروخت پر 200 ملین روپے بنکوں کے قرضے خریدار کو منتقل کر دیے گئے۔

(2) جو کارخانے پی آئی ڈی بی کے پاس ابھی تک موجود ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(i) کمالیہ شوگر ملز لمیٹڈ پتوکی ضلع قصور

(ii) پتوکی شوگر ملز لمیٹڈ پتوکی ضلع قصور

(ب) پی آئی ڈی بی نے 1973ء سے لے کر اب تک جو کارخانے لگائے ہیں ان میں بورڈ نے تقریباً 340 ملین روپے بطور شراکتی سرمائے لگائے ہیں۔

بورڈ نے تین ٹیکسٹائل ملوں سے تقریباً 402 ملین روپے کا خالص نقصان اٹھایا تھا جب کہ بورڈ نے پتوکی، پسرور اور کمالیہ شوگر ملز سے تقریبا 507 ملین روپے کا خالص منافع حاصل کیا ہے بقایا دو شوگر ملوں میں سے بہاولپور شوگر مل کو تنصیب سے پہلے فروخت کر دیا گیا جبکہ گوجرہ سمندری شوگر مل کو کام شروع کرنے سے قبل فروخت کر دیا گیا۔ دو آبہ رائس ملز کے 6 یونٹوں کو بھی تھوڑا عرصہ چلانے کے بعد حکومت پاکستان کے حکم کے مطابق رائس ایکسپورٹ کارپوریشن کو منتقل کر دیا گیا۔

(ج) حکومت پنجاب نے تاحال بورڈ اور ملوں کے مستقبل کے بارے میں کوئی حتمی فیصلہ نہیں کیا ہے فی الوقت بورڈ کے اخراجات میں کمی کیلئے اور ملازمین کو تحفظ کی خاطر گولڈن شیک ہینڈ سکیم متعارف کروائی گئی جس کے تحت 94 میں سے 36 ملازمین فارغ کیے گئے ہیں بقایا ملازمین میں سے 7 ملازمین نے سکیم سے استفادہ کیا ہے جس کے 4 ملازمین گولڈن شیک ہینڈ سکیم کی شرائط پر پورا نہیں اترتے ہیں بقایا جو ملازمین روکے گئے ہیں ان کو گولڈن شیک ہینڈ سکیم کے تحت فوائد و مراعات 30-11-93 تک محفوظ کر دی گئی ہیں اور جیسے ہی حکومت / بورڈ آف ڈائرکٹرز بورڈ کے مستقبل کا حتمی فیصلہ کریں گے ملازمین گولڈن شیک ہینڈ سکیم کے تحت فارغ کیے جائیں گے یا ان کی ملازمت برقرار رہے گی۔

ٹیکسٹائل ملوں کو نجکاری کے وقت ان ملوں کے ذمے بنکوں اور این ڈی ایف سی بقایا 418.00 ملین روپے تھیں جن میں سے بورڈ نے بعد میں 141.00 ملین روپے اپنے ذرائع اور دو شوگر ملوں کے منافع سے بنکوں اور این ڈی ایف سی کو ادا کیے اس حساب

سے بقایا (liabilities) کا تخمینہ 277.00 ملین روپے بنتا ہے۔ بنکوں وغیرہ سے گفت و شنید کے ذریعے بورڈ یہ کوشش کر رہا ہے کہ موجودہ (liabilities) کا حتمی تعین کیا جائے تاکہ تمام معاملے حل ہو سکیں۔ مزید برآں پسرور شوگر مل کے متعلق این ڈی ایف سی کے کلیم کا تصفیہ ابھی باقی ہے جہاں تک دو شوگر ملوں کا تعلق ہے ان کے کل اثاثہ جات کی صورت حال یہ ہے کہ ایک چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ فرم سے مئی 1993ء میں (Evaluation Report) بنوائی گئی تھی اس (Evaluation Report) کے مطابق ان دونوں ملوں کے کل اثاثہ جات کی مالیت -/1517,00 ملین روپے ہے اگر ان دونوں ملوں کے کل قرضہ جات وغیرہ جن کی مالیت -/865,00 ملین روپے بنتی ہے کو منفی کر دیا جائے تو بقایا اثاثہ جات کی مالیت -/652,00 ملین روپے بنتی ہے۔ پی آئی ڈی بی کے آئندہ کردار کا تعین زیر عمل ہے۔

کوٹ لکھپت جیل کی زمینوں پر فصلوں کی کاشت

230 - جناب عبدالرشید بھٹی، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

کوٹ لکھپت جیل لاہور سے ملحقہ کتنی زمین ہے اور مالی سال 91-1990ء سے 93-1992ء کے دوران اس زمین میں کونسی فصلیں، چارہ جات کاشت کیے گئے ان سے کتنی آمدن ہوئی اور اس کی کاشت پر کتنے اخراجات آئے اور سرکاری خزانہ میں کتنی رقومات اس سلسلہ میں جمع کرائی گئیں۔ تفصیل سال وار بتائی جائے۔

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)،

سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور کے ساتھ 8 ایکڑ زمین منسلک ہے۔ مالی سال 91-1990ء تا 93-1992ء کے دوران اس رقبہ پر گوبھی، کالی توری، مولی، گاجر، شلغم، بھنڈی توری، بینگن، حلوہ کدو، گھیا کدو کاشت کی گئیں۔ یہ سبزیات جیل قوانین کے مطابق قیدیوں کی خوراک میں بحساب 116 گرام یومیہ فی کس دی گئیں۔ مارکیٹ ریٹ کے مطابق ان سبزیات کی مالیت درج ذیل ہے۔

91-1990ء	-/1,99,600 روپے
92-1991ء	-/2,52,240 روپے

1992-93ء 3,08,715/- روپے

یہ سبزیات اگانے کے لیے درج ذیل اخراجات ہوئے۔

1990-91ء 38963/- روپے

1991-92ء 40269/- روپے

1992-93ء 22185/- روپے

چونکہ سبزیات قیدیوں کی ضرورت سے فالتو نہ تھیں۔ لہذا کوئی نیلامی وغیرہ نہ کی گئی اور نہ ہی کوئی رقم سرکاری خزانہ میں جمع کرائی گئی۔

جیل ملازمین / افسران کے خلاف کارروائی

444 - **جناب آفتاب احمد خان،** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت جیلوں میں اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ کے عہدوں پر کون سے افسران کتنے عرصہ سے تعینات ہیں۔

(ب) یکم جنوری 1990ء سے 1993ء تک کتنے جیل ملازمین / افسران کے خلاف فرائض سے غفلت برتنے، قیدیوں پر تشدد کرنے اور دیگر الزامات کے تحت کیا کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ایسے ملازمین و افسران جن کے خلاف تادیبی کارروائی کی گئی ان کے نام و عہدہ اور تادیبی کارروائی کی تفصیلات کیا ہیں۔؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری غوث اختر سبحانی)،

(الف) مورخہ 10 اپریل 1994ء کے مطابق مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 1990ء سے 1993ء تک 5198 جیل ملازمین / افسران کے خلاف قوانین سے غفلت برتنے، قیدیوں پر تشدد کرنے اور دیگر الزامات کے تحت تادیبی کارروائی عمل میں لائی گئی ایسے تمام ملازمین / افسران و عہدے اور تادیبی کارروائی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شیخوپورہ جیل میں تیار کی جانے والی اشیاء کی تفصیلات

465- **رانا محمد فاروق سعید خان،** کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں تجارتی بنیادوں پر کون کونسی اشیاء ساز و سامان تیار کیا

جا رہا ہے؟

(ب) سال 90-1989ء تا 94-1993ء جیل میں اشیاء / سازو سامان تیار کرنے کے لیے ہر سال کتنی مالیت کا خام مال خریدا گیا ہے اور بعد ازاں اس خام مال سے تیار شدہ اشیاء / سازو سامان کتنی کتنی مالیت میں فروخت ہوا۔

(ج) متذکرہ مالی سالوں میں خام مال خرید اور تیار شدہ مال سے حاصل کردہ آمدنی کا مکمل گوشوارہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)،

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ میں نجی شعبہ میں قالین بنائے جا رہے ہیں اور یہ کام پرائیویٹ سیکٹر میں ٹھیکہ پر دیا گیا ہے۔

(ب) متذکرہ جیل میں 90-1989ء میں فیکٹری قائم نہ تھی۔ اس لیے نہ تو کسی قسم کا سامان خریدا گیا اور نہ ہی فروخت ہوا۔ البتہ 92-1991ء میں -/97000 روپے کے مصارف سے قالینوں کی کھڈیاں (لومیں) نصب کی گئیں۔

(ج) متذکرہ مالی سالوں میں نجی شعبہ کو تجارتی بنیادوں پر اسیران کی خدمات یومیہ مزدوری سے حاصل ہونے والی آمدن درج ذیل ہے۔

92-1991ء	-/48794 روپے
93-1992ء	-/147608 روپے
94-1993ء	-/80426 روپے

جھنگ جیل میں بنائی جانے والی اشیاء کی تفصیلات

466 - رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں تجارتی بنیادوں پر کون کونسی اشیاء / سازو سامان تیار کیا جا رہا ہے۔

(ب) سال 90-1989ء تا 94-1993ء جیل میں اشیاء / سازو سامان تیار کرنے کے لیے ہر سال کتنی مالیت کا خام مال خریدا گیا ہے اور بعد ازاں اس خام مال سے تیار شدہ اشیاء / سازو سامان کتنی کتنی مالیت میں فروخت ہوا۔

(ج) متذکرہ مالی سالوں میں عام مال کی خرید اور تیار شدہ مال سے حاصل کردہ آمدنی کا مکمل گوشوارہ کیا ہے؟

وزیر جیل خانہ جات (چودھری خوش اختر سبحانی)۔

(الف) اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل جھنگ میں نجی شعبہ میں قالین بنائے جاتے ہیں۔

(ب) متذکرہ جیل میں 90-1989ء میں -/4997 روپے کا عام مال خریدا گیا اور اس سے تیار شدہ مال -/5156 روپے میں فروخت کیا گیا۔ بعد ازاں نجی شعبہ کو تجارتی بنیادوں پر اسیران کی خدمات فراہم کی گئیں۔

(ج) متذکرہ مالی سالوں 91-1990ء تا 94-1993ء تک نجی شعبہ کو تجارتی بنیادوں پر اسیران کی خدمات یومیہ مزدوری پر فراہم کی گئیں۔ جن سے اس دوران محکمہ کو درج ذیل آمدن ہوئی۔

91-1990ء	44763/40 روپے
92-1991ء	-/261600 روپے
93-1992ء	-/332404 روپے
94-1993ء	-/205772 روپے

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم اگلی کارروائی پر چلتے ہیں۔ adjournment motions اور privilege motions ' privilege motion کوئی رہتی ہے؟

جناب شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب شوکت داؤد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب شوکت داؤد، جناب! آپ نے اتنی جلدی کی ہے۔ مجھے تو خدشہ ہے کہ یہاں یہ منسٹر صاحب بھی ہیں' جو باقی صاحب ہیں۔ یہ اقبال نکا صاحب بھی' اگلا سوال تھا' پتا نہیں ان کو بچانے کے لیے آپ نے جلدی جلدی وقفہ سوالات ختم کر دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں نے تو جلدی جلدی ختم نہیں کیا۔

جناب شوکت داؤد، ابھی تو ہم ان کی ترتیب دیکھ رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو نام پکار رہا تھا۔ پھر کسی نے آگے کچھ کہا ہی نہیں ہے۔

جناب شوکت داؤد، ابھی ٹائم بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بات سنیں۔ تشریف رکھیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ سپیکر کے conduct کو زیر بحث نہیں لایا جا سکتا۔ آپ نے جلدی میں ہی ایک الزام لگا دیا کہ ان کو بچانے کے لیے وقفہ سوالات جلدی جلدی ختم کر دیا ہے۔ یہ قطعاً بات نہیں ہے۔ میں نے تو نام پکارا ہے، کسی فاضل رکن نے on his behalf نہیں کہا تو میں next question پر چلا گیا ہوں۔

چودھری محمود اختر گھمن، پہلے بھی جناب نے ان کو کئی دفعہ سمجھایا ہے لیکن یہ نہیں سمجھتے۔ یہ عادت سے مجبور ہیں۔ (قہقہے)

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، آج کال اٹینشن نوٹس تھا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے ساڑھے دس بجے آنا تھا۔ اب چونکہ ساڑھے نو بجے تا ساڑھے دس بجے، ہم نے یہ کارروائی پہلے ہی ختم کر لی ہے۔ اب ان سے پوچھ کر بتاتے ہیں کہ وہ کب آ رہے ہیں؟ اس سے پہلے ہم privilege motions لے لیتے ہیں۔ جونہی وہ آئیں گے ہم کال اٹینشن نوٹس پر چلے جائیں گے۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق)، جناب سپیکر! چونکہ question hour پہلے ہی ختم ہو گیا ہے ورنہ چیف منسٹر صاحب وہاں سے اسمبلی کے لیے چل پڑے ہیں۔ تو ابھی تھوڑی دیر تک وہ اسمبلی میں پہنچ جائیں گے۔ تو اس کے بعد تحریک التوائے کار کے بعد آپ کال اٹینشن نوٹس لے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ پھر ہماری طرف بھی دیکھ لیں کیونکہ کچھ ہمارے ساتھی مجھے خدشہ ہے کہ جن کی privilege motions ہیں وہ بھی موجود نہیں ہوں گے۔ اگر ٹائم سے پہلے آپ take up کر رہے ہیں تو پھر kindly ان کو pending کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، privilege motions کا اور مسئلہ ہوتا ہے۔

جناب شوکت داؤد، مسئلہ تو وہی ہے کہ آپ ٹائم سے پہلے take up کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہ نہ ٹائم سے پہلے نہیں۔

جناب شوکت داؤد، تو یہ خدشہ ہے کہ ہمارے وہ ممبران رہ جائیں گے جو ابھی آئے نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ نہیں ہے کہ وہ آیا نہ کریں۔ ہم نے تو 9 بجے آنا ہے۔ آپ رول پڑھیں کہ کال اٹینشن نوٹس میں سپیکر ٹائم بدل سکتا ہے۔ آپ اس کو پڑھیں۔ ظفر علی شاہ صاحب آپ ان کو بتایا کریں۔

جناب شوکت داؤد، ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔۔۔

جناب شوکت داؤد، کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم نہیں ہے۔

جناب شوکت داؤد، ہاں ذرا چیک کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس بات سے ناراض ہو گئے؟

جناب شوکت داؤد، نہیں ناراض نہیں' آپ سے کیا ناراض ہونا ہے؟ کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی' کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ لہذا پانچ منٹ کے لیے گھنٹی بجائی جائے۔

(اس مرحلہ پر گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سید تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 10 ہے۔ ..... جی تابش صاحب۔

یونیورسٹیوں کے سینٹوں میں اراکین اسمبلی کے لیے مختص نشستوں پر انتخاب میں تاخیر

سید تابش الوری، جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو

زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں قائم مختلف یونیورسٹیوں کے قوانین کے مطابق ان کی سینٹ میں اراکین صوبائی اسمبلی کی شمولیت لازمی قرار دی گئی ہے۔ یہ شمولیت صوبائی اسمبلی کی جانب سے انتخاب یا مفاہمت کی بنیاد پر عمل میں آنی ہے لیکن ابھی تک اس کا اہتمام نہیں کیا گیا جس کی وجہ سے اراکین اسمبلی متذکرہ اہم اداروں میں نمائندگی سے محروم ہیں ۔ اس طرح نہ صرف یونیورسٹیوں کی سینٹ کی کارکردگی اور عوامی نقطہ نظر کے مطابق اصلاحی عمل متاثر ہوا ہے بلکہ اراکین اسمبلی کے قانونی استحقاق کی پامالی بھی ہوئی ہے جس پر ایوان کو فوری دخل اندازی کرنی چاہیے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے پنجاب میں مختلف یونیورسٹیاں ہیں اور یہ تعلیم ترتیب کے سلسلے میں سب سے بڑے اداروں کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ سینٹ کے اجلاس ہونے والے ہیں اور ان میں ان تمام یونیورسٹیوں کے بجٹ ۔ مالی معاملات اور آئندہ کا لائحہ عمل طے ہونا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مرحلے پر جبکہ یونیورسٹیاں اپنے آئندہ سال کے پروگرام ترتیب دینے کے اہم مرحلے سے گزر رہی ہیں پنجاب اسمبلی کے اراکین کو ان پروگراموں کی ترتیب۔ ان کی تجاویز اور بجٹ کی منظوری میں شامل ہونا چاہیے تاکہ عوام کی خواہشات کے مطابق۔ عوام کے جذبات کے مطابق ملک کے جدید تعلیمی تقاضوں کے مطابق یونیورسٹیوں کے معاملات کو سنوارا اور سدھارا جا سکے۔ جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ یونیورسٹیوں میں اس وقت مالی بحران ہے اور وہاں جو تعلیمی نظام ہے وہ مختلف اعتبار سے متاثر ہو رہا ہے وہاں کا جو اندرونی نظام ہے وہ بھی تنقید کی زد میں ہے اور طلبہ اور اساتذہ کے درمیان تصادم کی سی کیفیت موجود ہے ان ایوان میں اس بات کی ضرورت ہے کہ پنجاب کے منتخب نمائندے ان اداروں میں موجود ہوں اور وہاں فعال اور متحرک کردار ادا کرکے یونیورسٹیوں کے تعلیمی نظام کو بہتر بنا سکیں اس لیے میں آپ کے توسل سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یونیورسٹیوں کی سینٹ میں اراکین اسمبلی کی نمائندگی کو یقینی بنانے کے لیے فوری طور پر انتخاب عمل میں آنا چاہیے اور چونکہ یہ اتفاق عمل میں نہیں آ سکا اور ہمارے استحقاق کی خلاف ورزی ہوئی ہے اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون (چودھری محمد فاروق) ۔ جناب سپیکر فاضل محرک نے مختلف یونیورسٹیوں کے سینٹ

میں اراکین اسمبلی کا انتخاب کیا جانا ہوتا ہے اس بارے میں تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اور جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی تحریک بحث کے لیے منظور نہیں کی جاتی۔ اس لیے ایک تو اس لحاظ سے ان کا موقف درست نہیں ہے البتہ جہاں تک سینٹ کے انتخاب کے لیے اراکین اسمبلی کے نام ایوان سے منتخب کروا کے بھجوانے کا تعلق ہے اس کی اہمیت سے میں انکار نہیں کرتا اس بارے میں افہام و تفہیم کے ساتھ کافی کام مکمل ہو چکا ہے اسی نوعیت کی ایک قرارداد پہلے بھی dispose of ہوئی تھی اور وہ قرارداد جناب تابش الوری صاحب ہی کی جانب سے تھی جو کہ مجلس قائمہ کے بارے میں تھی یہ تحریک بھی چونکہ اسی نوعیت کی ہے اور یونیورسٹی کے سینٹ کے لیے اراکین اسمبلی کا انتخاب ہونا ہے اور اسی محترم ایوان نے کرنا ہے اس لیے ایوان کے انتخاب کے ذریعے جن اراکین کے نام بھجوائے جانے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کے بارے میں تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں ہے۔ اور جناب سپیکر ویسے بھی جب یہ معاملہ افہام و تفہیم کے ساتھ طے ہوا ہے تو میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کو اور تابش الوری صاحب کو بھی یقین دلانا چاہتا ہوں کہ مجالس قائمہ کے ساتھ ہی ساتھ یونیورسٹی سینٹ کے اراکین کے لیے جن معزز اراکین اسمبلی کا انتخاب ہونا ہے ان کی فہرستیں بھی اسمبلی کے اندر انتخاب کے لیے مجالس قائمہ کی فہرستوں کے ساتھ ہی پیش کر دی جائیں گی اور اسی سیشن میں بدھ یا جمعرات کو پیش کر دی جائیں گی۔ اس لیے میں تابش الوری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی تابش صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر! جناب وزیر قانون نے ایک تو بنیادی طور پر یہ اعتراض کیا ہے کہ تحریک استحقاق پر بحث یا غور نہیں ہو سکتا.....

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اب آپ دوسری بات کریں۔

سید تابش الوری، جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے مطالبہ ہی غلط کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آخر میں انہوں نے کہا ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ساتھ ہی پیش کر دیا جائے گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! انہوں نے جو فنی اعتراض اٹھایا ہے میں اس کا پہلے جواب دے رہا ہوں۔ انہوں نے میری تحریک استحقاق پر فنی اعتراض یہ اٹھایا ہے کہ میں نے کہا ہے کہ تحریک

استحقاق کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے اور جناب وزیر قانون کا ارشاد ہے کہ اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ تو جناب والا۔ اگر کسی تحریک پر بحث نہیں ہو سکتی تو اسے پیش کرنے کا کیا فائدہ ہوتا ہے یہ تو پیش ہی بحث کرنے کیلئے کی جاتی ہے۔ غور کے لیے کی جاتی ہے۔ جناب والا۔ میں آپ کی توجہ قاعدہ نمبر 58 کی طرف مبذول کراتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ۔

58 ۔ اگر سپیکر تحریک کو باضابطہ قرار دے تو اسمبلی مسئلہ استحقاق پر غور و خوض کرنے اور اس کا فیصلہ کرنے کی مجاز ہو گی یا اس رکن کی جس نے مسئلہ اٹھایا ہو یا کسی دیگر رکن کی تحریک پر اسے مجلس برائے استحقاقات کو بغرض رپورٹ سپرد کرنے کی مجاز ہو گی۔

ٹھیک ہے اگر آپ اس کو قرار دیں کہ ٹھیک ہے قاعدے کے مطابق ہے تو پھر اس پر بحث ہو سکتی ہے اگر کوئی رکن یہ کہے کہ اسے مجلس استحقاق کے سپرد کر دیا جائے .....

جناب ڈپٹی سپیکر، بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک بات کی ہے ۔ بات آپ کی بھی ٹھیک ہے اور بات ان کی بھی ٹھیک ہے آپ کی بات اسطرح سے ٹھیک ہے کہ یہ بحث میں بھی آ سکتی ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ تحریک استحقاق وہاں کمیٹی کو جاتی ہے تو یہ وہاں بھی جا سکتی ہے ۔.....

سید تابش الوری، جناب والا! یہ تو اس شکل میں ہے اگر کوئی ایسا مطالبہ کرے۔ میں نے مطالبہ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے دونوں باتیں ٹھیک ہیں۔ آپ کا مؤقف درست ہے۔ آگے چلیں۔

سید تابش الوری، جناب والا! دوسرے میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ جناب وزیر قانون کو خاص طور پر یہ اعلان کرنا چاہیے کہ وہ کس تاریخ تک سینٹ کے انتخاب کا پروگرام رکھتے ہیں یا مفاہمت کے ذریعے اس کا اعلان کرنا چاہتے ہیں ۔ اس سے پہلے بھی جو اس سلسلے میں یقین دہانیاں کی گئی ہیں .....

جناب ڈپٹی سپیکر، انہوں نے کہا ہے اور جو میں نے سنا ہے انہوں نے یہ کہا ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹیوں کا اعلان کیا جائے گا اور یہ دو تین دن تک کر دیا جائے گا۔

سید تابش الوری، جناب والا! میں یہ چاہتا ہوں کہ وہ اسی وضاحت سے کہہ دیں کہ مجالس قائمہ کے ساتھ سینٹ کے اراکین کا انتخاب کر لیا جائے تو میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ٹھیک ہے آگے چلتے ہیں۔

تحریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ' میرے خیال میں اور کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔ سید ظفر علی شاہ کی تحریک استحقاق مؤخر کی گئی تھی۔ اب ہم تحریک التوائے کار نمبر 1 سردار حسن اختر موکل صاحب کی طرف سے تھی۔ یہ پڑھی جا چکی تھی لیکن اسے مؤخر کر دیا گیا تھا۔ وزیر تعلیم صاحب نے جواب دینا تھا۔ نہ وہ ہیں اور نہ محرک ہیں۔ تو اس کو مؤخر کر لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 5 جناب ایس اے حمید' صاحبزادہ میاں فضل کریم' اور میاں عبدالستار صاحب کی طرف سے ہے۔

میٹروپولیٹن کارپوریشن کی طرف سے دکانداروں سے "عید فیس" کی وصولی

جناب ایس اے حمید، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" لاہور مورخہ 8-3-94 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ لاہور کارپوریشن کے عملہ نے عید کے موقع پر شہر بھر کی دکانوں اور چھوٹے کاروباری لوگوں سے "عید فیس" کے نام پر ایک دن میں لاکھوں روپے اکٹھے کیے۔ "عید فیس" کی رسید پر کسی مجاز افسر کے دستخط نہیں ہیں۔ ہر دکاندار سے -/500 روپے سے -/1000 روپے تک غنڈہ ٹیکس وصول کیا گیا جو دکاندار احتجاج کرتا اس کے جرمانے کی رقم بڑھا دی جاتی۔ ہر جگہ اندھیر نگری چوپٹ راج کا محاورہ صادق آتا ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر' جہاں تک اس تحریک التوائے کار میں یہ بات کی گئی ہے کہ عید پر عید فیس وصول کی گئی ہے اور یہ عید نہیں بلکہ غنڈہ ٹیکس ہے۔اور ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ جو دکاندار احتجاج کرتا ہے اس کے جرمانے کی رقم بڑھا دی جاتی ہے۔ اور ہر جگہ اندھیر نگری چوپٹ راج کا محاورہ صادر آتا ہے اور یہ بات کہ اس سے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

جناب سپیکر' صورت حال یہ ہے کہ سابق میئر میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور کی اعلیٰ روایات

کے مطابق اور انہوں نے کارپوریشن کی آمدنی بڑھانے کے لیے جو اقدامات کیے تھے ان اقدامات کی روشنی میں موجودہ انتظامیہ نے اس عید کے موقع پر سابقہ اعلیٰ روایات کو قائم رکھا اور ان کے مطابق مختلف زونوں میں مختلف ریٹ کے حساب سے فیس وصول کی۔ جہاں تک یہ معاملہ کہ یہ کس حد تک جائز ہے یا کس حد تک زیادتی کی بات ہے اس کی بحث میں جانے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ شہر کے اندر جو تجاوزات کی گئی تھیں ان پر کارپوریشن نے جو کہ منتخب نمائندوں کے اوپر ہی چلتی رہی ہے' ان منتخب نمائندوں اور میئر نے اپنے معاملات چلانے کے لیے یہ فیصلے کیے کہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اور ترقیاتی کاموں کے سلسلہ میں ہمیں مزید فنڈز کی ضرورت ہے تو انہوں نے ناجائز تجاوزات کرنے والے تھڑے والے لوگوں سے اور جنہوں نے کمرشل ایریاز میں کھوکھے وغیرہ لگائے ہوئے تھے ان پر انہوں باقاعدہ طور پر ٹیکس لگایا اور جو لوگوں نے ناجائز طور پر سٹال لگائے ہوئے تھے ان پر بھی انہوں نے فیس لگائی۔ اور انہوں نے باقاعدہ طور پر رسیدیں جاری کرتے ہوئے یہ فیس وصول کی گئی۔اور اس طرح جو فیس جمع کی گئی وہ باقاعدہ طور پر کارپوریشن کے خزانے میں جمع کروائی گئی۔ اور اس بارے میں میں وضاحت کرتا ہوں کہ زون نمبر 1 سے دو ہزار روپے فیس وصول کی گئی' زون نمبر ۲ سے چوبیس ہزار پانچ سو روپے فیس وصول کی گئی' زون نمبر 3 سے سات ہزار روپے ' زون نمبر 5 سے چوبیس ہزار پانچ سو روپے فیس وصول کی گئی' زون نمبر 6 سے پچھتر ہزار دو سو روپے فیس وصول کی گئی جبکہ زون نمبر 7 ،8 اور 4 میں چونکہ سٹال تجاوزات کی شکل میں یا دوسرے کھوکھا جات کی شکل میں کمرشل ایریاز میں نہیں تھے ان میں سے یہ فیس وصول نہیں کی گئی۔ یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ موجودہ انتظامیہ نے قطعی طور پر غنڈہ ٹیکس وصول نہیں کیا۔ بلکہ وہ روایات جو کہ ہمارے سابق محترم میئر اور ان کے ساتھیوں نے عائد کیے تھے ان روایات کی روشنی میں ہی انتظامیہ نے کام چلایا میرے خیال میں یہ تحریک التوائے کار با ضابطہ نہیں ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر' میں عرض کر رہا تھا کہ چونکہ جو فیس وصول کی گئی وہ کارپوریشن کے خزانے میں باضابطہ طور پر جمع کروا دی گئی۔اس لیے اسے غنڈہ ٹیکس قرار نہیں دیا جا سکتا۔ جب یہ غنڈہ ٹیکس نہیں ہے' باضابطہ فیس ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے باضابطہ طور کارپوریشن کے خزانہ میں جمع ہوئی ہے اس لیے یہ تحریک التوائے کار باضابطہ نہیں ہے۔ اس لیے میں آپ سے گزارش

کرتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر، وزیر موصوف نے یہ بات کہی ہے کہ یہ فیس باقاعدہ طور پر کارپوریشن کی طرف سے وصول کی گئی ہے۔ ایک بات تو یہ ہے کہ یہ عید کے موقع پر وصول کی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ روزنامہ "پاکستان" نے اپنی اشاعت مورخہ 8-3-94 میں جہاں یہ خبر چھپی ہے ساتھ اس میں رسید کا عکس بھی دیا گیا ہے۔ جس پہ کسی افسر مجاز کے دستخط نہیں ہیں۔ جناب سپیکر، رسیدیں دی گئی ہیں صرف لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہ یہ پیسے ہم نے آپ سے لیے ہیں یہ ان کی رسید ہے۔ جناب سپیکر، یہ غنڈہ ٹیکس ہے۔ چھوٹے دکانداروں سے پانچ سو روپے سے لے کر ایک ہزار روپے تک وصول کیے گئے ہیں اور اگر کسی نے انکار کیا ہے تو اس سے دوگنا لیا گیا ہے۔ اگر وزیر موصوف کا یہ بیان درست ہے تو پھر اس عکس کے بارے میں جو کہ اخبار میں چھپا ہے اور اس پہ کسی کے دستخط نہیں ہیں اس کے بارے میں وزیر موصوف کا کیا خیال ہے۔

جناب سپیکر: اس رسید کے اوپر کہیں جگہ بنی ہوئی ہے کہ جہاں دستخط ہونے چاہییں تھے۔

جناب ایس اے حمید: اس پر کسی کے دستخط نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: ایس اے حمید صاحب! کیا اس رسید کے اوپر کہیں جگہ بنی ہوئی ہے جہاں پر دستخط ہونے چاہییں تھے؟

جناب ایس اے حمید: جی ہاں جناب سپیکر جگہ بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: تو کیا اس رسید پر کسی کے دستخط نہیں ہیں؟

جناب ایس اے حمید: نہیں جناب سپیکر کسی کے دستخط نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: کیا جن لوگوں نے یہ فیس وصول کی انھوں نے ہی یہ رسیدیں تیار کی ہیں؟

جناب ایس اے حمید: جی ہاں انھوں نے ہی تیار کی ہیں بلکہ یہ میرے پاس ایک رسید ہے جسے میں نے اپنی تحریک کے ساتھ بھی لف کیا ہے۔ اس رسید میں ذوالفقار نامی شخص سے پانچ سو روپے بھتہ لیا گیا ہے لیکن اس رسید پر کسی کے دستخط نہیں ہیں۔ جناب والا! یہ صرف ایک رسید کی بات نہیں ہے ایسی بہت سی رسیدیں ہیں جو کہ بغیر دستخطوں کے جاری کی گئی ہیں۔ لہذا میں سمجھتا ہوں

کہ اس معاملے کی پوری طرح انکوائری ہونی چاہیے کہ عین عید کے موقع پر ایسا کیوں ہوا؟ یہ پہلے بھی ہو سکتا تھا۔ انھوں نے عین عید کے موقع پر ایسا کیوں کیا؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل محرک نے جو یہ بات کی ہے کہ یہ پہلے بھی ہوتا تھا۔ جناب والا! میں تو پہلے ہی اپنے جواب میں یہ بات عرض کر چکا ہوں کہ یہ بات درست ہے کہ یہ پہلے بھی ہوتا تھا لیکن اس کے پیچھے ایک وجہ بھی ہے۔ میں نے محض تنقید کرنے کے لیے سابق میئر لاہور کارپوریشن کا ذکر نہیں کیا بلکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ عید سے قبل 'عید ہمارا ایک مذہبی تہوار ہے اور اس موقع پر غریب سے لے کر امیر تک سب لوگوں نے اپنے بچوں کے لیے 'عید منانے کے لیے خریداری کرنا ہوتی ہے جبکہ جو دکانیں ہوتی ہیں وہ ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے مناسب سہولتیں مہیا نہیں کرتیں۔ اس صورت حال میں مختلف دکاندار اپنی دکانوں کے آگے خود اپنے الگ سے سٹال لگا لیتے ہیں یا پھر کوئی دوسرا غریب آدمی جو عید کے موقع پر سٹال لگا کر اپنے بچوں کے لیے روزی کمانا چاہتا ہے اسے دکاندار اجازت دے دیتے ہیں کہ آپ ہماری دکان کے سامنے سٹال لگا لیں۔ اور یہ جگہ چونکہ کارپوریشن کی ہوتی ہے۔ اس دکاندار کی اپنی ملکیت نہیں ہوتی۔ لہذا اگر دکاندار اس جگہ پر خود سٹال لگائے یا کسی کو اجازت دے کہ آپ میری دکان کے سامنے سٹال لگا لیں تو چونکہ یہ کارپوریشن کی جگہ استعمال ہوتی ہے اور عارضی طور پر اس جگہ پر تجاوز کر کے یہ سٹال لگایا جاتا ہے۔ اس لیے کارپوریشن ان سے ٹیکس وصول کرتی ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ چونکہ یہ سٹال صرف عید ہی کے موقع پر لگائے جاتے ہیں اور عید کا تہوار ختم ہوتے ہی یہ سٹال اٹھا لیے جاتے ہیں لہذا کارپوریشن نے یہ سٹال لگانے کی اجازت اس لیے دی تا کہ خریداروں کو سہولت ملے اور پھر کارپوریشن کی جگہ استعمال ہونے کے عوض ان سے عید فیس یا سٹال لگانے کا ٹیکس اس لیے وصول کیا تا کہ اس ٹیکس کی رقم سے بلدیہ عظمیٰ کے علاقے کی تعمیر و ترقی کے لیے یہ فنڈز خرچ کیے جا سکیں۔ جناب سپیکر! یہ ٹیکس وصول کرنے کا فیصلہ ایک منتخب ادارے اور اس کے میئر نے کیا ہے لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ایسے فیصلے پر جس کے نتیجے میں عوام کا فائدہ ہو اور عوام کو خریداری کی سہولتیں بھی ملتی ہوں ہمیں تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ جہاں تک رسیدوں پر دستخط نہ ہونے کا تعلق ہے تو جناب والا! ایک دو یا چار رسیدوں پر دستخط سہواً بھی رہ سکتے ہیں۔ کسی شخص سے ناجائز 'دانستہ طور پر کہیں بھی کوئی زیادتی نہیں کی گئی نہ ہی موجودہ انتظامیہ نے جان بوجھ کر کسی ایک شخص کے ساتھ امتیازی

سلوک کرتے ہوئے ایسی زیادتی کی ہے۔ اگر کوئی ایسا کیس معزز ممبر کے نوٹس میں ہے تو انفرادی طور پر اس کا میرے دوست ذکر کریں اس کی تلافی ہم اب بھی جناب والا کروانے کے لیے تیار ہیں ۔ اس لیے میں فاضل محرک سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس تحریک پر زور نہ دیں اور پھر یہ تحریک خلاف ضابطہ بھی ہے ۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون نے حقائق کو بڑا توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ کارپوریشن صرف ان لوگوں سے ٹیکس وصول کر سکتی ہے جن لوگوں کو اس نے اجازت دی ہوتی ہے۔ جن لوگوں کے تھڑے بڑھے ہوتے ہیں' جن کے سائبان بڑھے ہوتے ہیں کارپوریشن ان سے تھڑا ٹیکس وصول کرتی ہے۔ یہ نہیں ہوتا کہ دکاندار اپنی دکانوں پر کھڑے ہوں اور ان سے پیسے وصول کر لیے جائیں۔ جناب سپیکر! وزیر موصوف نے ابھی جو بیان فرمایا ہے کہ کارپوریشن کی آمدن بڑھانے کے لیے یہ ٹیکس صرف عید کے موقع پر لیا جاتا ہے۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 8 تاریخ کو یہ واقعہ شروع ہوتا ہے اور عید 13 تاریخ کو ہوئی۔ یعنی مسلسل چار دن تک یہ سب کچھ ہوتا رہا ہے۔ وزیر قانون کو یہ اعتراف کرنا چاہیے کہ صرف عیدی بنانے کے لیے کارپوریشن کے عملے نے یہ کام کیا۔

جناب سپیکر، میاں فضل حق صاحب اپنی ہنسی پر کنٹرول کریں اور دیگر احباب بھی گفتگو سے گریز کریں ۔ House is called to order.

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! جن کا کارپوریشن کی کتابوں میں نام نہیں ہے' ذکر نہیں ہے ، تصور نہیں ان سے کارپوریشن کیسے فیس وصول کر سکتی ہے؟ فیس تو کارپوریشن ان دکانداروں سے وصول کر سکتی ہے جن کو کارپوریشن نے یہ اجازت دی ہے کہ وہ اپنی دکان دو فٹ یا تین فٹ آگے بڑھا سکتے ہیں ۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب حقائق کے بالکل برعکس بات کر رہے ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے قطعی طور پر حقائق کے برعکس بات نہیں کی ہے' میں نے قطعی طور پر حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش نہیں کیا۔ کارپوریشن رسیدیں اسی وقت جاری کرتی ہے جب اس نے کسی چیز کی اجازت دی ہو ۔ البتہ اگر ایک دکاندار اپنی دکان کے سامنے کسی کو سٹال لگانے کی اجازت نہیں دیتا تو ظاہر ہے کہ پھر کارپوریشن اس معاملے پر غور وخوض کرے گی کہ وہ کیسے اس شخص کو وہاں پر سٹال لگانے کی اجازت دے۔ لہذا جس کسی کی دکان کے آگے سٹال لگتا ہوتا ہے کارپوریشن اس کی اجازت دیتی ہے اور کارپوریشن اجازت دینے کے بعد اس کا اندراج کرتی ہے۔ اس

کی باقاعدہ ایک فہرست بنتی ہے۔ اور پھر بعد میں اس اندراج ' فہرست کے مطابق ان سٹال لگانے والوں سے فیس وصول کی جاتی ہے۔ لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایسی کوئی صورت حال نہیں ہے کہ میں حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کروں۔ نہ ہی میں نے ایسا کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے آپ کے آنے سے پہلے سابقہ حوالہ بھی دیا ہے اور پھر میں نے یہاں پر زون وائز جو فیس وصول کی گئی ہے' جو فیس وصول کر کے کارپوریشن کے خزانے میں جمع کرائی گئی ہے اس کا بھی باقاعدہ تذکرہ کیا ہے۔ جناب سپیکر جو فیس کارپوریشن کے خزانے میں جمع ہوتی ہے اس فیس سے کارپوریشن عوامی خدمت کرتی ہے' عوام کی فلاح و بہبود کے منصوبے بناتی ہے اس لیے یہ تحریک خلاف ضابطہ ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب آپ کی وضاحت بڑی تسلی بخش معلوم ہوتی ہے لیکن یہ شکایت عید کے موقع پر عموماً ہوتی رہتی ہے کہ پولیس مختلف ہتھکنڈوں سے لوگوں سے عیدی وصول کرتی ہے اور میں مانتا ہوں کہ یہ شکایت کوئی نئی نہیں ہے۔ یہ ایک روایت ہی بن گئی ہے کہ اس موقع پر طرح طرح کے ہتھکنڈوں سے کام لے کر پولیس لوگوں سے پیسے لیتی ہے۔ اس بات کی میں سمجھتا ہوں کہ تحقیق ہونی چاہیے اور اس کا تدارک بھی ہونا چاہیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ کی بات میں وزن ہے ' آپ کی بات کے وزن سے میں انکار نہیں کرتا لیکن مذکورہ تحریک التوائے کار جو ہے اس میں پولیس کا کہیں تذکرہ نہیں ہے ۔ اس میں صرف کارپوریشن کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ جناب سپیکر ! فاضل محرک نے یہ تحریک التوائے کار کمرشل ایریا میں جن سٹالوں سے کارپوریشن کی انتظامیہ نے عیدی وصول کی ہے اس حوالے سے پیش کی ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو ہمیں صرف مذکورہ معاملے تک ہی محدود رکھنا چاہیے اور اس میں چونکہ پولیس کا تذکرہ نہیں ہے اس لیے میں مودبانہ عرض کروں گا کہ اس وقت صرف اسی تک محدود رہا جائے جس کے حوالے سے تحریک پیش کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب آپ کا مؤقف درست ہے۔ میں آپ کے موقف کو تسلیم کرتا ہوں۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی حافظ صاحب فرمائیے۔

حافظ محمد اقبال خان خاکوانی، جناب سپیکر! ہمارے ہاں رواج ہے کہ بڑے بچوں کو عیدی دیا کرتے ہیں۔ چونکہ پولیس والے ہمارے بچے ہیں اور اگر ہم نے عید کے موقع پر ان کو عیدی دے دی تو کیا فرق پڑتا ہے۔

خواجہ ریاض محمود، جناب والا! میں اس لیے کھڑا ہوا ہوں کہ وزیر قانون نے بار بار سابق میئر لاہور کا ذکر کیا ہے۔ اگر ان کی مراد اس پچھلے دور سے ہے تو پھر میاں عبدالمجید صاحب تو اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں اس سے پہلے میں لاہور کا میئر تھا تو میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر، آپ کیوں جواب دے رہے ہیں لوگ کہیں گے کہ چور کی داڑھی میں تنکا۔

خواجہ ریاض محمود، یہ داڑھی میں تنکے والی بات نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سوال و جواب کی محفل کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر کئی اور مسائل ملک و قوم کو لاحق ہیں جن پر بات کی جانی چاہیے۔ اگر کوئی غریب آدمی اپنی گذر اوقات کے لیے کھوکھا لگا لیتا ہے کوئی تھڑا لگا لیتا ہے۔ تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ عید کے موقع پر یا جو بڑے بڑے تہوار آتے ہیں ان کے موقع پر چونکہ بڑی بڑی مارکیٹوں میں گاہکوں کا بہت رش ہوتا ہے اور اس رش کی وجہ سے ان بڑی بڑی دکانوں کے آگے کارپوریشن کی جگہ پر لوگ چھوٹی چھوٹی دکانیں لگا لیتے ہیں۔ کارپوریشن کا عملہ سرکاری سطح پر سرکاری ہدایات پر ان سے فیس وصول کرتا ہے۔ اور پیمائش کرتا ہے کہ اس نے کتنی جگہ لی ہوئی ہے۔ عید ہو بکر عید ہو یا کوئی دوسرا تہوار ہو اس موقع پر جو ٹیکس ان لوگوں سے وصول کیا جاتا ہے وہ باقاعدہ سرکاری خزانے میں جمع ہوتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وزیر قانون کی تسلی ہو گئی ہو گی اور بار بار جو میرا نام لیتے تھے اب اپنی کتاب کے ورقوں سے میرا نام صاف کر دیں۔ انشاء اللہ ان میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

چودھری شوکت داؤد، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، خواجہ صاحب نے پارلیمانی سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب ارشد عمران سلہری، پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر، میں ایس اے حمید صاحب کی اس

تحریک پر وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ عید کے تہوار یا ہمارے کوئی اور مذہبی تہوار آتے ہیں۔ تو لاہور کے اندر جہاں بھی مارکیٹوں وغیرہ کے سامنے لوگ سٹال وغیرہ لگا کر اپنے کاروبار کرتے ہیں تو وہاں سے کارپوریشن عید کے نام پر جیسا کہ میرے بھائی نے یہاں پر رسید بھی پیش کی ہے اس پر عید فیس اکٹھی کی جاتی ہے لیکن کہیں اس سے زیادہ دو نمبر پرچی پہ یا بغیر پرچی دیے پیسے وصول کیے جاتے ہیں۔ وزیر موصوف میرے بھائی نے فرمایا ہے کہ زون نمبر 7 اور زون نمبر 8 اور شاید ایک یا دو زون کا 4' اور 6 کا نام دیا ہے کہ وہاں پر ان دنوں میں عید فیس کے نام پر کوئی آمدنی نہیں ہوئی۔ زون نمبر 7 اور 8 کہ جس کے اندر گلبرگ کی مین مارکیٹ آتی ہے لبرٹی مارکیٹ آتی ہے وحدت روڈ آتی ہے علامہ اقبال ٹاؤن کی مارکیٹ آتی ہے۔ ایسی بے شمار مارکیٹیں ہیں تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ کارپوریشن نے جو حقائق آپ کو پیش کیے ہیں یہ درست نہیں ہیں۔ کہ ان 7 اور 8 زون میں سے ایک پیسہ تک کیوں نہیں آیا جبکہ وہاں پر سینکڑوں کھوکھہ جات دکانوں کے سامنے مارکیٹوں میں لگے۔ تو میری آپ سے درخواست ہے کہ اس تحریک کو منظور کیا جائے تاکہ جو بھی معاملات ہیں بلکہ ان کے کاغذات تک چھان بین ہونی چاہیے۔ تاکہ آئندہ کارپوریشن کا عملہ دو نمبر پرچی جاری کر کے یا ویسے کسی غریب کو تنگ نہ کرے۔ شکریہ۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر'

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب' تابش صاحب بھی بات کر لیں پھر آپ اکٹھا جواب دے دیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے جناب والا۔

سید تابش الوری، جناب والا' سپیکر اس ادارے میں سب سے زیادہ محترم اور معتبر شخصیت ہے۔ مجھے اعتراض یہ ہے کہ جب آپ نے observation دی تو وزیر قانون نے فرمایا کہ آپ کی بات میں وزن ہے۔ یہ طرز تخاطب اور انداز کسی طرح سے بھی ان کے شایان شان بھی نہیں ہے اور جناب سپیکر کے بھی۔ انھیں کہنا چاہیے تھا کہ آپ کا ارشاد درست ہے کیونکہ سپیکر ہمیشہ وزن دار اور مقرر بات کرتا ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون، جناب سپیکر' میں نے بالکل آپ کا ارشاد درست سمجھا تھا اور اب بھی درست سمجھتا ہوں اور بطور سپیکر بھی آپ کا ارشاد درست ہے۔ لیکن میں نے صرف یہ چاہا تھا کہ اس معاملے کو تحریک

کے ساتھ شامل نہ کیا جائے۔ محض پولیس پر تنقید چونکہ یہ معاملہ زیر بحث نہیں ہے اس لیے انھیں زیر بحث نہیں لانا چاہیے۔ وہ بھی ہماری حکومت اور عوام کی حفاظت کے لیے اور ان کی خدمت کے لیے ایک محکمہ ہے۔ جناب والا' آپ کی اجازت سے میں تحریک کے حوالے سے ایک مرتبہ پھر عرض کرتا ہوں۔ جناب والا' میں نے پہلے بھی سابق میئر اور فاضل ممبر پر تنقید نہیں کی تھی۔ میں نے اسی حوالے سے ان کا ذکر کیا تھا کہ انھوں نے جو فیصلہ کیا تھا یہ عوام کی سہولت کے لیے کیا تھا اور انھی کے فیصلے کو آگے بڑھاتے ہوئے موجودہ انتظامیہ نے یہ فیصلہ کیا اور یہ عید ٹیکس وصول کیا اس لیے میں نے قطعی طور پر ان پر تنقید نہیں کی ۔ جہاں تک کچھ غلطیاں ہیں تو ہمارے معاشرے کے اندر سارے لوگ برابر نہیں ہوتے۔ کسی جگہ کوئی دو نمبر رسد جاری ہو جاتی ہے یا سہواً کسی رسید پر دستخط نہیں ہوتے یا کسی ایک آفیسر سے کسی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات اسمبلی بزنس میں بھی غلطی ہو جاتی ہے کبھی کوئی نام غلط لکھ دیا جاتا ہے۔ کبھی دستخط نہیں ہوتے بے شمار معاملات ہوتے ہیں لیکن نیتاً ارادتاً انتظامیہ نے قطعی طور پر ان رسیدوں کے ذریعے ٹیکس وصول کرتے ہوئے عوام کے ساتھ زیادتی نہیں کی۔ اور کارپوریشن کی انتظامیہ نے ٹیکس وصول کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے یہ بھی عوام کی سہولت اور فلاح و بہبود کے لیے تھا۔ اس لیے یہ تحریک خلاف ضابطہ قرار دی جائے۔

جناب سپیکر: میں اس وضاحت کے بعد اسے rule out کرتا ہوں ۔

حاجی احسان الدین قریشی: جناب والا' میں اس بارے میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ ختم ہو گئی ہے اس پر کوئی بات نہیں ہو سکتی۔

حاجی احسان الدین قریشی: جناب والا' مجھے ضرور اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: بہت ضروری بات ہے؟

حاجی احسان الدین قریشی: جناب والا' میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف ہر تحریک پر کوشش کرتے ہیں کہ اس پر بحث نہ ہو۔

جناب سپیکر: اس پر اتنی بحث ہوئی ہے کہ اگر یہ تحریک منظور بھی ہو جائے تو اتنی ہی بحث ہوتی۔

حاجی احسان الدین قریشی: جناب والا' حمید صاحب کا مؤقف یہ ہے کہ جو پرچیاں کاٹی گئی ہیں یہ

اس کی تحقیقات بھی کرالیں کہ یہ پیسہ سرکاری خزانے میں گیا ہے۔ یہی دیکھ لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے یہ بات نوٹس پہ آ گئی ہے۔ اب ہم آگے بڑھیں گے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر۔ جناب والا! آپ کی اپنی observation کے بعد اسے rule out کرنے کا جواز نہیں بنتا۔ ایک طرف تو آپ کی observation یہ ہے کہ اس کی تحقیق ہونی چاہیے اور دوسری طرف آپ نے اسے rule out کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، دیکھیں بات یہ ہے کہ اگر کوئی واضح الزام ہے کوئی ایک دو یا چار رسیدیں ہیں تو اس کی ہر حالت میں ہر موقع پر تحقیق کی ڈیمانڈ کی جا سکتی ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! میں نے تو ثبوت دے دیا ہے۔ میں نے رسید دکھا دی ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ بات یہ ہے کہ انھوں نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ اگر کوئی بات ہے تو وہ اس کی تحقیق کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب ایس اے حمید، آپ صرف اتنا آرڈر کریں کہ وزیر قانون خود اس کی تحقیق کر لیں۔

جناب سپیکر، لاء منسٹر صاحب! اگر آپ کے سامنے ایسے instances جن میں اس طرح ہوا ہے یا اس طرح کی کارروائی نوٹس میں لائی جائے جس میں یہ ثابت ہو کہ کچھ علاقے میں دو نمبر کی جعلی رسیدیں کاٹ کر پیسے تو وصول کیے گئے ہیں لیکن وہ پیسے حکومت کے خزانے میں یا کارپوریشن کے فنڈز میں جمع نہیں ہوئے۔ تو کیا اس کی تحقیقات کرنے کے لیے آپ تیار ہیں؟

وزیر قانون، جناب والا' اگر یہ کوئی ایسا انفرادی کیس میرے سامنے لائیں گے۔ تو ان پر باضابطہ کارروائی ہو گی اور جس کسی کی بھی کوتاہی ثابت ہو گی اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا' میں نے جو رسید دی ہے اسی کے بارے میں تحقیقات کرا لی جائیں۔

وزیر قانون، جناب والا' کر لیں گے۔

جناب سپیکر، کر لی جائے گی۔ اس کے بعد سردار حسن اختر موکل کی تحریک ہے۔

میاں عمران مسعود، اسے مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر، مؤخر نہیں ہو سکتی وہ تشریف نہیں رکھتے۔ lapse ہو گی۔ اب تحاریک ہائے التوائے

کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اس کے بعد call attention notice لیا جائے گا۔ سیکرٹری صاحب وزیر اعلیٰ صاحب کو اطلاع کرائیں۔

وزیر قانون، جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لا رہے ہیں۔

نوٹس برائے طلبی توجہ

جناب سپیکر، اب ہم نوٹس برائے طلبی توجہ کو لیتے ہیں۔ جناب ایس اے حمید۔

سرگودھا میں پولیس اہلکار کی شادی میں رقص و سرور کی محفل

جناب ایس اے حمید، شکریہ، جناب سپیکر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ کیا وزیراعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا میں اے ایس آئی زاہد وسیم صرف بٹو کی شادی کی تقریب میں پولیس افسران کی بھاری تعداد نے شرکت کی اور وہاں شراب اور مجرے کا انتظام کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ناچ گانے کے دوران متعدد تھانیداروں نے شراب پی کر بدمستیاں کیں اور کلاشنکوفوں سے فائرنگ بھی کی جس سے ایک شخص زخمی ہو گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعد ازاں مذکورہ اے ایس آئی سمیت چھ تھانیداروں کو معطل کر دیا گیا۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو آیا مذکورہ افسران کے خلاف صرف معطلی کی حد تک کارروائی کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں مزید اقدامات بھی اٹھائے گئے ہیں۔ مکمل تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ (میاں منظور احمد وٹو)، شکریہ جناب سپیکر، میرے پاس جو اس call attention notic کے بارے میں رپورٹ موصول ہوئی ہے وہ میں معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس سرگودھا رینج کی رپورٹ کے مطابق،

(الف) اس حد تک درست ہے کہ مورخہ 28 اور 29 مارچ 1994ء کی درمیانی شب کو اے۔ایس۔

آئی زاہد وسیم کی شادی کی تقریب سرگودھا کے سیٹلائٹ ٹاؤن سی بلاک کے گراؤنڈ میں منعقد ہوئی جس میں عام لوگوں کے علاوہ پولیس کے افسران نے بھی شرکت کی تاہم یہ درست نہیں ہے کہ وہاں پر شراب اور مجرے کا انتظام کیا گیا تھا۔ البتہ مشہور گلوکار عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی کو بلوایا گیا تھا جس نے محفل میں گانے سنائے۔ ان کی یہ بات درست نہیں ہے۔

(ب) تاہم عیسیٰ خیلوی کے گانے کے دوران کچھ لوگ لڈی بھنگڑا وغیرہ ڈالتے رہے جس میں سفید پارچہ جات میں چند پولیس افسران بھی شامل تھے۔ شراب پینے کے متعلق تصدیق نہ ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی آدمی کلاشنکوف کی فائرنگ سے زخمی ہوا البتہ مبینہ طور پر فائرنگ کی آواز آتش بازی کے دوران سنی جاتی رہی۔

(ج) یہ درست ہے کہ اے ایس آئی زاہد وسیم۔ اے ایس آئی صفدر عباس۔ نعیم رضا۔ خالد گاڑھا۔ اے ایس آئی احمد سجاد اور ہیڈ کانسٹیبل جاوید احمد معطل کیے گئے اس بارے میں ایک انکوائری بذریعہ ایس پی کرائمز سرگودھا رپچ کروائی گئی اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 120 مورخہ 4-4-94 تھانہ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا زیر دفعہ 337 H-2 قصاص ودیت آرڈیننس 3/4 امتناع منشیات بھی درج ہوا جو کہ زیر تفتیش ہے۔ تفتیش کے نتیجے میں اگر پولیس افسران قصور وار پائے گئے تو ان کے خلاف ضروری کاروائی کی جائے گی۔

(د) مذکورہ پولیس افسران کو معطل کرنے کے علاوہ نوٹس ہائے اظہار وجوہ جاری کیے گئے ہیں اور مقدمہ بھی درج کیا گیا ہے جو کہ زیر تفتیش ہے۔

جناب سپیکر، سید ظفر علی شاہ!

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر معزز وزیر اعلیٰ صاحب نے جز الف اور (ب) کے جواب دیے ہیں۔ اس میں ڈی۔ آئی۔جی صاحب نے جو جواب دیا ہے کہ وہاں پر نہ کوئی شراب پینے کا واقعہ ہوا ہے نہ کوئی فائرنگ ہوئی ہے اور نہ ہی وہاں پر کوئی مجرا ہوا ہےاور بقول ڈی آئی جی صاحب کی رپورٹ کے اگر تو وہ درست تھی یا درست ہے تو پھر یہ جز (ج) کے تحت ان چار آدمیوں کے خلاف مقدمہ کیوں درج کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ان کو معطل کر دیا گیا ہے۔ پہلی بات غلط ہے یا پھر ان پولیس ملازمین کے ساتھ زیادتی کردی گئی ہے؟

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ!

جناب وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! میرے فاضل بھائی نے ضمنی سوال میں جو دریافت فرمایا ہے۔ اس کے مطابق دراصل جو رپورٹ درج ہوئی ہے وہ تو اخبار میں جو خبر چھپی تھی اس کے مطابق پولیس نے پرچہ درج کیا جس کی ایف آئی آر اس کے ساتھ شامل ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہاں پر کوئی وقوعہ ہی نہیں ہوا یہ بات درست نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ اس قابل تھا کہ اس کا پرچہ درج کیا جاتا۔ میں اس بات کو بھی جائز قرار دیتا ہوں کہ ان اے ایس آئی حضرات کو جو معطل کیا گیا ہے یہ بھی ٹھیک ایکشن ہوا ہے۔ جس انداز میں یہ تقریب ہوئی اس شادی میں جو معاملات وہاں پر ہوئے وہ قابل اعتراض ہیں کہ ایک سرکاری ملازم اس حیثیت میں ایک بھاری مجمعے کو مدعو کرے اور اس طریقے سے وہاں پر ہڑبازی ہو اور اس طریقے سے وہاں پر بھنگڑے ڈالے جائیں۔ جو طریقہ کار اختیار کیا گیا اس کو میں نامناسب سمجھتا ہوں اور جو اس سلسلے میں کارروائی کی گئی اس کو میں مناسب سمجھتا ہوں۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر! ابھی وزیر اعلیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ ایک اے ایس آئی کا اتنے بھاری مجمعے کو دعوت دینا اور اس کے لیے اتنے زیادہ اخراجات کرنا وغیرہ۔ تو اس پر انکوائری ہونی چاہیے۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ بھی فرمائیں گے کہ ایک اے ایس آئی کی جائز آمدنی عیسیٰ خیلوی کی فیس ادا کرنے کے قابل ہے؟ کیونکہ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے کہ عیسیٰ خیلوی وہاں پر مہمانوں کو محظوظ کرنے کے لیے گانے گاتے رہے۔

جناب سپیکر، اس کی کتنی فیس ہے؟ (قہقہے)

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں نے آج تک ان کی محفل کبھی نہیں سنی۔ لیکن میں ان کی فیس کے بارے میں جو سنتا ہوں وہ تیس سے چالیس ہزار روپے تک ہے جو کہ وہ ایک محفل کا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر!

وزیر اعلیٰ، جناب والا! انہی وجوہات کی بناء پر جو کہ کھوسہ صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔ اور اس کے

علاوہ وہاں جو شادی کی تقریب میں فائرنگ کی گئی۔ جو کہ ایک law enforcing ایجنسی کے ایک اہلکار کی شادی تھی۔ اس میں فائرنگ کی گئی اور یہ ہڑ بازی کی گئی۔ انہی وجوہات کی بناء پر ان کو معطل کیا گیا ہے اور انہی وجوہات کی بنا پر ان کے خلاف آئندہ کارروائی زیر سماعت ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جناب شیخ صاحب۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان کے بقول وہاں پر بھنگڑا اور لڈی ڈالی گئی ہے لیکن کوئی فائرنگ نہیں ہوئی۔ حالانکہ وہاں پر ایک شخص زخمی بھی ہوا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ کا کون سا بیان درست ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ وہاں کوئی زخمی نہیں ہوا۔ لیکن وہاں پر ایک شخص زخمی ہوا ہے۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں نے یہ بات نہیں کہی۔ کہ فائرنگ نہیں کی گئی بلکہ میرے بھائی ایس اے حمید نے یہ بات سنی نہیں ہے! میں نے یہ عرض کیا ہے کہ فائرنگ کی گئی ہے۔ اور انہی وجوہات کی بناء پہ کہ فائرنگ کی گئی ہے اور انہی وجوہات کی بناء پہ کہ وہاں پہ ہڑ بازی ہوئی ہے۔ ہم نے ارباب اختیار نے ان لوگوں کے خلاف کاروائی کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان کو معطل کیا ہے اور مزید بھی کارروائی ان کے خلاف جاری ہے۔

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ یہ فرمائیں گے کہ وہاں حدود آرڈیننس اور امتناع منشیات کے تحت مقدمات درج ہوئے ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا کہ وہاں شراب پینے کی اطلاع نہیں ملی۔ اور نیازی کے علاوہ کوئی اور اس میں شامل نہیں تھا۔ یہ حدود آرڈیننس کے تحت اور امتناع شراب کے تحت مقدمات کیوں درج کیے گئے' اور کن کے خلاف درج کئے گئے؟

جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! میں اس کے بارے میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ جہاں تک حدود آرڈیننس کا تعلق ہے اور امتناع منشیات کا تعلق ہے۔ اس سلسلے میں جو مقدمہ درج کیا گیا۔ وہ اخباری رپورٹ پہ درج کیا گیا تھا۔ بعد میں حقائق سامنے آنے پہ مجھے جو رپورٹ دی گئی ہے اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ

وہاں ان کے سامنے ایسے واقعات نہیں آئے اور نہ ہی تصدیق ہوسکے ہیں جس سے لوگوں کا شراب پینا ثابت ہوا ہو۔

جناب سپیکر، سردار کھوسہ صاحب!

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! کیا وزیر اعلیٰ صاحب یہ فرمائیں گے کہ سابقہ ریکارڈ کے مطابق کوئی پولیس اہلکار اپنے کسی ساتھی کے خلاف انکوائری میں اس کے خلاف کوئی رپورٹ سچ نہیں دیتا۔ تو کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اس معزز ایوان کی بھی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ جو کہ تحقیقات میں شامل ہو اور اصل حقائق ملک اور قوم کے سامنے آئیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، جناب وزیر اعلیٰ۔

وزیر اعلیٰ، جناب سپیکر! مجھے تو اس پہ بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب چاہیں کہ اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ یہ معاملہ جو ہے یہ کیا اس سطح کا ہے کہ اس معزز ایوان کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جائے کہ یہ اس کی چھان بین کرے جبکہ پہلے ہی میں یہ آپ کو بتا چکا ہوں اور ہاؤس کے فلور پر میں آپ کو یہ کہتا ہوں کہ یہ جو لوگ ہیں ان کو معطل کیا گیا ہے۔ اور جو امتناع منشیات کا مقدمہ درج ہوا ہے اور جو حدود آرڈیننس کا مقدمہ درج ہوا ہے۔ اس سلسلے میں بھی اگر یہ لوگ ملوث پائے گئے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہو کہ صحیح لوگ اس کی انکوائری کریں گے۔ اور اگر یہ ملوث پائے گئے تو ان کو قرار واقعی سزا ملے گی۔ اس سے یہ بچ نہیں سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، نوٹس برائے طلبی توجہ کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! ایک بات کہنے کی اجازت دے دی جائے۔

جناب سپیکر، آپ معزز لیڈر ہیں اپوزیشن کے۔ میں آپ کو خاص طور پر اجازت دیتا ہوں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، آپ کی بڑی مہربانی جناب والا! میں وزیر اعلیٰ صاحب کی توجہ صرف اس طرف دلواتا ہوں کہ suspension سزا نہیں ہوتی۔ اور بالعموم یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ عرصہ معطلی کے بعد وہ اہلکاران ہمیشہ واپس بحال کر دیے جاتے ہیں۔ پھر یہ کہ کیا یہ واقعہ اس قابل ہے کہ اس اسمبلی کی کمیٹی تشکیل دی جائے؟ جی ہاں۔ میں یہ اصرار کروں گا۔ کہ آج صوبے بھر میں جو امن عامہ

کی صورت حال بنی ہوئی ہے اگر ایسے اہلکاروں کو اسی طرح چھوٹ دے دی گئی تو یہ واقعات بڑھتے جائیں گے کم نہیں ہوں گے۔ اور اگر اسمبلی کی کمیٹی حقائق تک پہنچ کر انھیں قرار واقعی سزا دے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ امن عامہ کی صورت حال بہتر ہو گی۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! ابھی نوٹس برائے طلبی توجہ کے سلسلے میں ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب نے ایک بات کہی تھی۔ جس کو جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے مان لیا ہے۔ یعنی دونوں طرف سے کمیٹی کے بننے کی consent آ گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب یہ رولز کا تقاضا ہے اور اس ہاؤس کے تقدس کا کہ آپ اب کمیٹی بنالیں۔ یہ بنالی جائے تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر، انہوں نے کہا تھا کہ مجھے اعتراض نہیں۔ لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور ان کا خیال تھا کہ یہ مسئلہ اتنا اہم نہیں ہے کہ اس معزز ایوان کے ارکان کو زحمت دی جائے۔ جب اس پہ تحقیقات ہو رہی ہیں تو پھر اطمینان رکھا جائے۔ اور جب وزیر اعلیٰ کی سطح پر اس کا نوٹس لیا گیا ہے تو پھر تسلی رکھنی چاہیے کہ اس معاملے کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ باقی یہ ہاؤس کی تحویل میں ہے اور آپ کسی بھی لمحے محسوس کرتے ہیں کہ خاطر خواہ کارروائی نہیں ہوئی تو اسے دوبارہ ٹیک اپ کیا جاسکتا ہے۔ اب لاء اینڈ آرڈر پہ بحث کا آغاز کیا جاتا ہے۔

وزیر اعلیٰ، جناب والا! آپ اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں کہ یہ بات ہمارے ڈپٹی اپوزیشن لیڈر نے کی ہے اور ہمیں ان کا بے حد احترام ہے کہ انہوں نے بات کی ہے۔ تو آپ نے بھی نوٹس برائے طلبی توجہ کے ختم کرنے کا اعلان کرنے کے باوجود خصوصی طور پہ کھوسہ صاحب کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنی بات کرسکیں۔ اس لیے میں بھی آپ کی اجازت سے جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی بات کا جواب ان کے احترام کے پیش نظر ان کے منصب کے احترام کے پیش نظر دینا چاہتا ہوں۔ کہ اس سلسلے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اگر ہاؤس کمیٹی بن جائے تو جیسے کہ میں نے پہلے بات کی ہے۔ لیکن ہاؤس کا level اور آپ کا احترام اور آپ کا مقام جو ہے وہ بہت بلند ہے۔ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اس پہ جو انکوائری ہو رہی ہے۔ اس میں ان تمام معاملات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ اور میں یہاں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان معاملات میں یہ اگر ملوث پائے گئے

تو مطلق اس کی سزا نہیں ہے۔ ان کو برخاست کیا جائے گا اور ہر گز ان کو معاف نہیں کیا جائے گا اور اس کی رپورٹ آنے کے بعد اگر کسی سطح پر یہ معزز ایوان محسوس کرے کہ انکوائری ٹھیک نہیں ہوئی یا سزا کافی نہیں تھی تو آپ پھر اس کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ آپ پھر اس کو ٹیک اپ کیجیے گا۔ اور میں پھر آپ کی بات کا جواب دوں گا۔

سید تابش الوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، تابش الوری صاحب' آپ دوبارہ کھڑے ہوئے ہیں۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر' حسن اتفاق سے جناب چیف منسٹر تشریف فرما ہیں اور دو تین روز سے مسلسل پنجاب کی ترقی اور اراکین اسمبلی کے ترقیاتی فنڈ سے متعلق بہت گرما گرم بحث یہاں ہوتی رہی ہے اور جناب نے بھی اس پر بہت اہم observation دی ہے۔ جناب منظور موہل نے بھی حزب اقتدار کو یہ کہا تھا کہ وہ چیف منسٹر سے مشورہ کرنے کے بعد اس مسئلے پر ایوان کو اعتماد میں لیں۔ آپ خود سمجھتے ہیں کہ پنجاب کی ترقی ہماری سب سے اہم ترجیح اور اولیت رکھتی ہے۔ اور ان ترقیاتی فنڈز کے سلسلے میں پورے پنجاب کی نظریں اس اسمبلی کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ جناب وزیر اعلیٰ نے خود اپنی تقریر میں واضح طور پر اعلان کیا تھا کہ ترقیاتی فنڈز پچاس لاکھ روپے کی گرانٹ ہر منتخب نمائندے کو بلا امتیاز دی جائے گی۔ انھوں نے پرسوں بھی ایک پریس کانفرنس میں واضح طور پر اس اعلان کو دہرایا اور میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً وزیر اعلیٰ جب کوئی اعلان کرتا ہے' کوئی یقین دہانی دیتا ہے تو وہ عمل پذیر ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ آج یہاں موجود ہیں۔ یہ اراکین کی مراعات کا مسئلہ نہیں ہے۔ پنجاب کے عوام کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ اس سال پہلے ہی پنجاب کے ترقیاتی فنڈز آدھے رہ گئے۔ ہماری نو سو کروڑ کی ترقیاتی رقم سازھے چار سو کروڑ روپے رہ گئی۔ اور اگر اس میں سے بھی آدھا پنجاب ترقی سے محروم ہو گیا تو پھر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ پنجاب کی حیثیت وفاق میں کیا ہو جائے گی۔ اس لیے جناب والا' میں یہ عرض کرتا ہوں۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔

وزیر اوقاف، کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟ اس پر فیصلہ دیں کہ آیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سپیکر، میں اس پر غور کرتا ہوں۔

سید تابش الوری: جناب سپیکر، کل جب حزب اختلاف نے واک آؤٹ کیا تھا تو جناب چیمہ سمیت وزراء نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ چیف منسٹر یہاں موجود نہیں ہیں۔ جیسے ہی وہ آئیں گے، وہ ان سے رابطہ کر کے آج اس ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ چیمہ صاحب کو بھی اپنی یقین دہانی کا خود احترام کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، جہاں تک تابش الوری صاحب کی گفتگو کا تعلق ہے، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا۔ اس لیے کہ پوائنٹ آف آرڈر زیر بحث مسئلے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ پنجاب کی اقتصادی ترقی کا مسئلہ اس ایوان کی ترجیحات میں شامل ہے۔ کل پرسوں اور اس سے بہت پہلے بھی مسلسل اس پر بات ہو رہی ہے۔ اور کل میں نے بطور سپیکر بھی اس پر گزارش کی تھی کہ پنجاب کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ پنجاب کے کسی علاقے کو بھی ترقی سے محروم نہ رکھا جائے۔ اور یہ واضح پالیسی اس ایوان میں بیان بھی ہوئی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی روایت قائم ہو گی کہ محترم چیف منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ اور ایک بات جو بہت سے ارکان کو agitate کر رہی ہے، ان کی پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے اور سارے پنجاب کی ترقی سے تعلق رکھتی ہے، اس پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب اگر مناسب سمجھیں تو اپنی موجودگی سے ہمیں یہ فائدہ دیں کہ اس پر جو پالیسی ان کی ہے وہ ایوان کے سامنے از راہ کرم بیان فرما دیں۔ تاکہ لوگوں کی تسلی ہو جائے۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، کل بھی جو بات ہوئی تھی، یہی ہوئی تھی۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ کہا ہوا ہے کہ پنجاب میں ترقیاتی کام ہوں گے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ پورے پنجاب میں ترقیاتی کام ہوں گے۔ اگر کوئی ممبر یہ چاہے کہ اسے ذاتی پیسے دیے جائیں تو وہ نہیں دیے جائیں گے۔ وہ چیف منسٹر صاحب نے کہیں نہیں کہا کہ وہ کسی ممبر کو ذاتی طور پر پیسے دیں گے۔ ان کے ہر حلقہ نیابت میں خرچ ہو گا، ڈویلپمنٹ پہ خرچ ہو گا۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ڈویلپمنٹ میں ہر ایک کے علاقے میں خرچ ہو گا۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، وزیر منصوبہ بندی!

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جس طرح کل ہاؤس کو جناب نے فرمایا تھا اس کے مطابق میں نے بھی یہاں پر وقفہ سوالات کے وقت اس معزز ایوان سے عرض کی تھی کہ اپوزیشن حضرات کی کوئی

بھی سکیمیں ڈراپ نہیں کی گئیں، بلکہ وہ زیر تکمیل ہیں۔ ان پر objections ہیں، جونہی وہ objections دور ہوں گے تو ان کے فنڈ ریلیز کر دیے جائیں گے۔ جناب سپیکر، اس کے بعد آپ کی رولنگ آنے کے بعد ہم نے ان کے کیسوں کا بغور جائزہ لینے کا فیصلہ کیا اور جناب نے یہ ہدایت کی کہ آپ چیف منسٹر صاحب سے پوچھ کر اس معزز ایوان کو آگاہ کریں۔ چیف منسٹر صاحب آج خود بھی تشریف فرما ہیں۔ تو میں وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے، یا منسٹری کی طرف سے، یا ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ رکاوٹ فاضل ممبران کی اپنی ہی۔۔ کوتاہیوں تو میں نہیں کہہ سکتا۔۔ اپنی ہی negligence کی وجہ سے انھوں نے پیدا کی ہوئی ہے۔ ہم ان کے فنڈز اس وقت ریلیز کر دیں گے جب یہ objections دور کر دیں گے۔

جناب سپیکر، جناب ذوالفقار کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب سپیکر، میں اس پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہا ہوں کہ وزیر منصوبہ بندی و ترقیات نے اور ان سے پہلے جناب چیمہ صاحب نے دو یہاں غلط statements دی ہیں۔ میں ان کو اسمبلی کے ریکارڈ کے لیے correct کرنا چاہتا ہوں۔ پہلے تو جناب چیمہ صاحب نے فرمایا کہ ہم ترقیاتی سکیمیں دیں گے پیسہ کسی کو نہیں دیں گے۔ غالباً ان کو احساس نہیں کہ پیسہ تو ان کے ٹریژری بنچوں کو بھی نہیں ملتا، ہمیں اپوزیشن والوں کو کیا ملے گا۔ صرف ہم نے سکیمیں submit کرنی ہوتی ہیں اور مختلف سرکاری محکمہ جات کے ذریعے ان سکیموں کی تکمیل ہوتی ہے۔ پہلے بھی جب ہم حکومت میں تھے اور اپوزیشن میں جو حضرات تھے ان کو بھی اسی طرح سے ترقیاتی سکیمیں دی جاتی تھیں نہ کہ رقوم۔ پھر وزیر منصوبہ بندی و ترقیات یہ فرما رہے ہیں اور اس بحث کو reopen کر رہے ہیں جو گزشتہ تین چار دن سے چل رہی ہے۔ ہم نے ان کے بیان پر ان کو چیلنج کیا تھا کہ آپ ثابت کر دیں کہ جو آپ نے اس ہاؤس کے فلور پر کہا کہ اپوزیشن کے چار پانچ ممبران کی سکیمیں جاری ہو چکی ہیں۔ ان کی غلط بیانی ثابت ہو گئی، وہ ایک نام نہیں لے سکے۔ اب پھر ہم ان کی یقین دہانی پہ کیسے اعتبار کریں گے جب کہ وزیر اعلیٰ صاحب خود تشریف فرما ہیں اور ہمیں کل یہ کہا گیا کہ وزیر اعلیٰ صاحب لاہور میں نہیں ہیں۔ وہ لاہور واپس تشریف لے آئیں گے۔ ہم ان کے سامنے آپ کا یہ مسئلہ رکھ کے کل، یعنی کہ آج کے دن کا کہا گیا، آپ کو حتمی جواب دیں گے۔ جب کہ وہ خود یہاں تشریف فرما ہیں اس وقت میں نہیں سمجھتا کہ جب ہم سوال آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ

صاحب کی خدمت میں کر رہے ہیں تو پھر اسی غلط بیانی سے یہ کام لیتے ہوئے پھر اسی الجھن میں ہمیں الجھانا چاہتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا اور آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس مسئلے کو مٹا دیں۔ اگر ہمیں فنڈز نہیں دینے ' ا ایم پی اے صاحبان کو ان کے جمہوری حق سے محروم کرنا ہے تو آج یہاں ہاؤس کے فلور پر کہہ دیں۔ اور اگر محروم نہیں کرنا' جس طرح کہ ۹۰ سے ۹۳ تک ہر اپوزیشن ممبر کو اسی طرح فنڈ دیے گئے تھے جس طرح کہ ٹریژری ممبرز کو دیے گئے تھے تو اس کا اعلان آج کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، جناب لنگڑیال صاحب۔

وزیر محنت و افرادی قوت، محترم کھوسہ صاحب نے 1990ء سے 1993ء تک اپنے تین سالوں کی بات کی ہے۔ تو جناب سپیکر' وہ زمانہ تھا کہ ہم تھوڑے تھے۔ یہاں تیرہ چودہ ارکان موجود تھے اور وہاں بھی آپ انصاف دیکھ لیجیے کہ وہاں ہمارے آدھے ارکان کو فنڈز نہیں دیے گئے۔ یہاں جو اجلاس ہوتا تھا' ہر اجلاس میں یہاں تحاریک استحقاق پیش ہوا کرتی تھیں۔ غلام سرور خان پیش کرتے تھے' رانا اکرام ربانی بھی اس پر تحریک استحقاق پیش کرتے تھے' ان کے علاوہ مقصود خان لغاری ' اظہر لغاری' میں تو ایک ایک نام جناب کو بتاتا ہوں۔ تیرہ چودہ آدمیوں کو یہ مطمئن نہیں کر سکے۔ یہ ان کے ساتھ منصفانہ رویہ اختیار نہیں کر سکے۔ اب اگر یہ 101 ہیں تو ان کے ساتھ منصفانہ رویہ ہو گا۔ کام ان کے یقیناً ہوں گے۔ لیکن جناب سپیکر! اگر یہ چاہیں کہ فنڈز ہمیں دے دیے جائیں تو وہ میرے خیال میں ناممکن ہے۔ وہ اس طرح نہیں ہو سکے گا۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں' آپ تشریف رکھیں۔

وزیر محنت و افرادی قوت، جناب سپیکر' ان کے حلقوں میں کام یقیناً ہوں گے۔ اور شاید جو منظور ہو چکے ہیں وہ وزیر اعلیٰ صاحب جواب دیں گے۔

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی خاکوانی صاحب۔

حافظ محمد اقبال خاں خاکوانی، جناب سپیکر! یہ جو 1988ء اور 1990ء کے درمیان الزام لگاتے ہیں میں اس کی تصحیح کے لیے عرض کرتا ہوں۔ کہ سنٹر میں پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت تھی۔ انہوں نے پاکستان مسلم لیگ کے ممبران کو فنڈز نہیں دیے تھے۔ جس کے جواب میں میاں نواز شریف

صاحب کی جب پنجاب میں حکومت تھی تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ وہاں فنڈ نہیں دیتے تو Retaliation میں ہم بھی نہیں دیتے۔ وہ معاملہ چلتا رہا لیکن 1990ء اور 1993ء کے درمیان وفاق میں بھی اور پنجاب میں بھی یکساں فنڈز دیے گئے۔ اب وزیر موصوف جناب اقبال لنگڑیال صاحب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے فنڈز نہیں دیے تھے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہم نے فنڈز نہیں دیئے تھے۔ اگر آپ کے پاس اخلاقی جرات ہے تو جا دیجیے کہ ہم فنڈز نہیں دیں گے۔ ابھی جا دیجیے کہ ہم فنڈز نہیں دیں گے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔ (قطع کلامیاں) آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو اجازت نہیں دی گئی۔ I have given the floor to Mr. Wasi Zafer آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو موقع دوں گا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ان کو انگریزی میں بتائیں یہ پھر بیٹھیں گے۔ جناب والا! 1988ء سے لے کر انہوں نے تڑپنا شروع کر دیا۔ عا کو صاحب نے بھی فرمایا کہ retaliation میں ہم نے فنڈز نہیں دیے تھے۔ تو جناب والا! وہ یہ بھی فرمائیں کہ ادھر جو کام شروع ہوا تھا مرکز کے ممبران اور صوبے کے ممبران کا پیپلز پروگرام کا اور اس پر کیس درج کروانے وہ کس retaliation میں؟ سڑکیں اکھڑوا دیں وہ کس retaliation میں؟ سولنگ اکھڑوا دیئے وہ کس retaliation میں؟ ممبران کے خلاف پرچے کر دیے کہ یہ ڈویلپمنٹ کروا رہے ہیں وہ کس retaliation میں؟ اور پنجاب گورنمنٹ نے باقاعدہ ٹی وی پر، میڈیا میں ہر طرف دکھایا۔ کہ اگر ترقیاتی کام مرکزی حکومت اپنے ممبران کا کرنا چاہتی ہے یا ان کے ذریعے تو ان کا یہ حشر کیا جا رہا ہے تو وہ کونسی retaliation تھی؟ نہ انہوں نے فنڈز دیئے بلکہ انہوں نے قوم کی تعمیر و ترقی میں دانستہ رکاوٹ حائل کی۔ یہ تو کام ہی نہیں ہونے دے رہے تھے۔ دوسری بات یہ ہے جناب والا! کہ یہ کسی کا استحقاق نہیں ہے کہ میرے حلقے میں میرے ہی ذریعے سکیم ہو۔ یہ گورنمنٹ کا استحقاق ہے، ان کی ایجنسیز ہیں اور ان کے حلقہ میں ضروری نہیں کہ ان کے ذریعے کام ہو۔ انہوں نے سکیمیں دے دیں وہ ان کی پرنسپل کر کے ایجنسیز کے ذریعے کام کروا دیں گے۔ یہ پیسے کیوں مانگتے ہیں کمیشن کے لیے؟ یہ جناب ہمیں سمجھ نہیں آئی۔۔۔۔

جناب سپیکر، جناب خانزادہ تاج محمد۔

MR. TAJ MUHAMMAD KHANZADA: Sir , I think there has been a lot

of discussion on the development schemes The Chief Minister of Punjab several times made categorical commitment that after being approved these schemes would be implemented. He has already given his commitment. For God's sake let the Chief Minister speak. Sir there is a proverb that god is known by the name of NARKAMONIA. It is a Hindu god. It does nothing except to create dissensions. So there are some NARKAMONIAS there.

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔ (قطع کلامیاں)۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! وہ یہ بھی فرما دیں کہ باقی پیچھے کس لیے کھڑے ہو گئے تھے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ جناب چیف منسٹر صاحب' از راہ کرم آپ ایوان کی تسلی فرمائیے۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب، جناب سپیکر! مجھے جو پروگرام بتایا گیا تھا وہ آج Call Attention Notice کا جواب دینے کے بارے میں تھا۔ اور میں اس کے لیے تیار بھی ہو کر آیا تھا۔ اور میں نے اس کے بارے میں اپنی معروضات معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہیں۔ جہاں تک ترقیاتی فنڈز کی حلقہ وار تقسیم کا تعلق ہے' ابھی میں یہیں بیٹھا اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ میں اس کے بارے میں کوئی جامع اور ذمہ داری کے ساتھ اظہار خیال کر سکوں۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ میں یہ بتاؤں کہ یہ فنڈز رکے ہوئے ہیں یا نہیں رکے ہوئے۔ کس کس حلقے کے رکے ہوئے ہیں۔ کونسی سکیمیں دی گئی ہیں۔ کونسی سکیمیں نہیں دی گئی ہیں۔ اور اس سے پہلے طریقہ کار کیا رہا ہے اور اس وقت کیا طریقہ کار اختیار کرنا ہے۔ تو اس کے بارے میں میں یہ چاہوں گا کہ میں اس کو دیکھ کر' پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ سے رابطہ کر کے اس کی latest پوزیشن کو examine کر کے پھر یہاں حکومت کی طرف سے جو ہماری پالیسی ہے جو ہم کرنا چاہتے ہیں یا جو بھی ہماری پلاننگ ہے اس کے بارے میں ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے۔ تو میرے خیال میں آج کی بجائے کسی اور وقت کے لیے آپ اس کو طے کر لیں اور اس بارے میں جو بھی ہماری پالیسی ہے وہ یقیناً یہ ہے کہ ہم پنجاب میں ترقیاتی سرگرمیاں بر امتیاز جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم پنجاب کے ایک ایک کونے کو' ایک ایک شہر کو اور ایک ایک دیہات کو پنجاب حکومت کی طرف سے ترقیاتی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم ان علاقوں کو جہاں پہلے ترقیاتی سرگرمیاں نہیں ہوئیں' جہاں تک

ترقی کی رفتار جاتے جاتے راستے میں رک گئی' ہم پنجاب کے ان علاقوں کو ترقیاتی سرگرمیوں کا مرکز بنانا چاہتے ہیں اور ادھر سے شروع کرنا چاہتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) اب جہاں تک میرے بھائیوں کا تعلق ہے' جو ان کا فرمان ہے کہ اس بارے میں میں ذاتی طور پر بتاؤں۔ تو مجھے تھوڑا اس سلسلے میں انفارمیشن لینا ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اگلی دفعہ ایوان میں حاضر ہوں گا اور ایوان کو اعتماد میں لوں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، اب یہ بحث ختم کی جاتی ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر --- جناب سپیکر! میرا آج کا سب سے بڑا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

امن عامہ پر بحث (جاری)

جناب، سپیکر، نہیں' اب یہ بحث ختم کی جاتی ہے اور اب ہم لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کل تقریر کر رہے تھے۔ وہ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر سر --- آپ کی اجازت ہے؟ میں گزارش کروں۔ میں کوئی غیر آئینی بات نہیں کروں گا۔ کوئی غیر ضروری بات نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر، آپ ایک منٹ ٹھہریں۔ میں آپ کو موقعہ دیتا ہوں۔ تقریر شروع ہو جائے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں نے اپنا پوائنٹ آف آرڈر ان کو بھی سنانا تھا' وہ تشریف لے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر، اب تو وہ تشریف لے جا چکے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، اگر وہ تشریف لے جا چکے ہیں تو آپ سن لیں۔ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر، سنائیے جناب۔ امجد حمید دستی صاحب۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! یہ کوئی دو سال پیچھے کی بات ہے کہ لنگر سرائے تحصیل و ضلع مظفر گڑھ میں ایک بستی ہے۔ وہاں طے ہوا کہ فلاں کی بیٹی فلاں کے بیٹے کے ساتھ بیاہی جائے گی۔ لنگر سرائے کے نکاح خواں کو بلایا گیا۔ مولوی نے نکاح پڑھا' نام لیا---

جناب محمد افضل سندھو، جناب سپیکر! یہ کیا بات ہوئی؟ ہمیں کیا' اس سے بیاہ کرا دیں۔

جناب سپیکر، وہ ہمیشہ ایسی بات کرتے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، آپ سنیں۔ آپ کے کام کی بات ہے۔

جناب سپیکر! ہوا یہ کہ نام تو لیا کہ زید کا نکاح عائشہ سے ہو رہا ہے۔ آپ حیران ہوں گے اور یہ ساری اسمبلی حیران ہو گی۔۔۔۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب سپیکر، یہ امجد حمید دستی صاحب کی تقریر ہے، جس موضوع پر وہ ہمیشہ کرتے ہیں۔ (قہقہے)

ملک اقبال احمد خان لنگڑیال، جناب سپیکر! یہ تو شادی بیاہ کی باتیں ہیں۔ یہ تقریر تو نہیں کر رہے۔ جناب سپیکر! اس عمر میں شادی بیاہ کی باتیں اچھی لگتی ہیں؟

جناب سپیکر، حسن طبع، سمجھا کریں نا۔

آوازیں، دوبارہ، دوبارہ۔

سردار امجد حمید خان دستی، میں پھر repeat کروں۔ ان لوگوں نے گڑبڑ کی ہے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، جناب سپیکر! یہ کیا بول رہے ہیں؟

جناب سپیکر، سن لیں بات۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! جب تک میں بات ختم نہیں کروں گا۔ یہ interupt کرتے رہیں، میں نہیں بیٹھوں گا۔ مجھے آپ نے اجازت دی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! یہ ہوا کہ جس لڑکے کا نکاح جس لڑکی کے ساتھ ہونا تھا اور گھر والوں نے مولوی پر اعتماد کیا کہ مولوی صاحب اس لڑکے کا اس لڑکی سے نکاح پڑھا دیں۔ مولوی صاحب نے یہ کیا کہ اپنا نکاح درج کر لیا۔ (قہقہے) اس لڑکی کے ساتھ اپنا نکاح درج کر لیا۔ اس پر مقدمہ چلا۔ آج میں آپ کو بتاتا ہوں کہ عوام کی عدالت میں آپ کے خلاف بھی مقدمہ چلے گا اور یہ ڈویلپمنٹ سکیم کے ساتھ آپ کا نکاح نہیں ہو گا۔ ہمارا ہو گا۔ ہم ان سکیموں پر خرچ کریں گے اور بنائیں گے۔ آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کو نکاح خواں مقرر اس لیے نہیں کیا آپ ہمارے منصوبوں کے ساتھ نکاح ڈال لیں۔ میں گزارش کروں گا۔ چیف منسٹر صاحب سن رہے ہوں گے۔

مہربانی کر کے یا تو وہ یہ جرأت کریں کہ جو 88ء میں ہوا تھا۔ کیونکہ اب بھی محاذ آرائی ہے۔ ہم آپ کو فنڈز نہیں دیتے۔ جرأت سے وہ یہ بات کریں لیکن یہ بات نہیں چلے گی کہ ہمارے فنڈز' ہماری ہنڈیا کوئی اور پکائے۔ یہ نہیں ہو گا۔ ہم خود اس میں بیچھ بھی ڈالیں گے۔ کڑچھا بھی اس میں ڈالیں گے۔ پکائیں گے بھی خود۔ آپ بچے جو ہیں' آپ کو استعمال نہیں کریں گے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، تشریف رکھیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کی موجودگی یہاں ہمارے لیے اس باعث کی ایک دلیل بنتی تھی کہ جو تین چار دن سے مسلسل اس ہاؤس میں بحث کا موضوع بنتا رہا ہے۔ میری درخواست پر آپ کی وساطت سے وہ میرے اس مطالبے کا جواب دیں گے۔ وزراء کی تو بے بسی اور ان بیچاروں کی بیچارگی تو سمجھ سکتے تھے' جب وہ وزیر اعلیٰ کا سہارا لے کر یہ کہتے رہے کہ جی ہم وزیر اعلیٰ سے ڈسکس کر کے آپ کو جواب دیں گے لیکن جب وزیر اعلیٰ نے خود یہاں ہاؤس میں موجود ہوتے ہوئے' اپنی ذمہ داری کو نبھانے سے انکار کر دیا ہے تو ہم احتجاجاً علامتی واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز اراکین اپوزیشن ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر، جناب لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جناب سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب' ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن بیشک قابل احترام ہیں لیکن انہوں نے جو بات کی اس کا جناب وزیر اعلیٰ نے مناسب اور ضروری جواب جو ہے وہ انہوں نے دیا۔ انہوں نے اپنی ذمہ داریاں پوری کیں اور انہوں نے واضح طور پر یہ بات کی کہ ہم لوگ' ہماری حکومت جو ہے وہ سارے صوبے کے اندر بلاتمیز' بلا تفریق ترقیاتی منصوبہ جات جاری رکھنا چاہتی ہے اور ترقیاتی سرگرمیاں بھی جاری رکھنا چاہتی ہے۔ اس بارے میں انہوں نے واضح طور پر کہا کہ آئندہ جس روز وہ ایوان میں تشریف لائیں گے وہ اس بارے میں ایسے منصوبہ جات یا ایسے حلقے جن کے اندر کوئی ترقیاتی منصوبہ جات رکے ہوئے ہیں ان کی تفصیل معلوم کرنے کے بعد' ان کی معلومات حاصل کرنے کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ وہ جواب دیں گے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں اور پوری ذمہ داری سے ضروری جواب انہوں نے دیا ہے۔ اس لیے یہ اعتراض مناسب نہیں ہے۔ لہذا میں اراکین اپوزیشن سے بھی اور جناب ڈپٹی لیڈر

آف دی اپوزیشن سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ واک آؤٹ ختم کریں اور ایوان میں واپس تشریف لے آئیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، کن دوستوں کو بھجوائیں۔

آوازیں، شاہنواز چیمہ صاحب کو۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، شاہنواز چیمہ صاحب آپ کی ضرورت پڑ گئی ہے۔ آپ اور عارف نکئی صاحب ذرا جائیں اور اپوزیشن سے مل کر آئیں۔ انہیں لے کر آئیں۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، لیکن جناب آج انہوں نے علامتی واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر، وہ جلدی مان جائیں گے۔

چودھری محمد شاہنواز چیمہ، علامتی واک آؤٹ پر تو وہ خود بخود نہیں آ جائیں گے؛

جناب سپیکر، آ جائیں گے۔ آپ لے آئیں تو اچھا ہے۔ عارف نکئی صاحب آپ بھی جائیے۔ آپ دونوں جائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ایک بات ہوئی۔ اس کا جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی جواب دے دیا۔ اس کے بعد نیا topic آیا۔ اس کے بعد سپیکر کو کہہ دیا۔ اس کے بعد دستی صاحب نے۔۔۔ بہت after thought تھا۔ یہ ان کو بعد میں خیال آیا کہ یہ تو ہمیں واک آؤٹ کر دینا چاہیے کہ جی کوئی جواز بنا کر' یہ بلا وجہ کہا۔ یہ مختلف قسم کے بہانے ہیں۔ اصل میں یہ تمام کی تمام جماعت اس نظام کو چلنے نہیں دینا چاہ رہی۔ آپ دیکھ لیں کہ سرحد میں کیا کر رہے ہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ مرکز میں کیا کر رہے ہیں اور ادھر آپ دیکھ لیں کہ کوئی justification کسی طرح کی بھی' باوجود واضح یقین دہانی کے وہ اٹھ کے بعد میں سوچ کے کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہمیں اس کو جواز بنا کر واک آؤٹ کر دینا چاہیے تھا' وہ باہر تشریف لے گئے۔ جناب! میں نے یہ ریکارڈ کی درستگی کے لیے عرض کیا ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کا آغاز

کریں۔ جہاں سے انہوں نے کل بات چھوڑی تھی وہاں سے آگے بڑھائیں۔

جناب ریاض حشمت تبجوعہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ عالی مرتبہ جناب سپیکر! گزشتہ روز اس معزز ایوان کے روبرو امن عامہ کے مسئلہ پر میں اپنی معروضات پیش کر رہا تھا کہ وقت کی کوتاہی دامن کے سبب سے میری تقریر کا سلسلہ منقطع ہوا۔ میں اپنی گزارشات کا آغاز کرتے ہوئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی کسی بھی ریاست میں امن و امان کے مسئلہ پر بحث کرنے سے پہلے سیاست کے اندر موجود سیاسی سماجی اور معاشی معروضی حالات کا تجزیہ ضروری ہے ہمارے ملک میں امن و امان کی صورتحال کے پس منظر میں جو اسباب اور محرکات کار فرما نظر آتے ہیں امن معیشت کا تحفظ جہالت بے روز گاری مہنگائی اور آبادی میں بے ہنگم اضافہ سرفہرست ہیں۔ اگر دنیا میں سیاسی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)۔

تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جہاں بھی استحصالی طبقوں کی حکومت کو ختم کر کے عوامی حکومت برسر اقتدار آئی تو استحصالی طبقوں نے ان کے حواریوں نے اور ان کے حلیف طبقوں کے نام نہاد شرفاء نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سے عوامی حکومت کو ناکام بنانے کی سازش کی ذرائع پیداوار پر قابض استحصالی طبقوں نے کبھی تو پیداوار میں کمی کر کے اور کبھی خوراک کی ذخیرہ اندوزی کر کے مہنگائی اور قحط کی صورتحال پیدا کرنے کی کوشش کی اور کبھی سماج دشمن عناصر سے تعلقات استوار کر کے امن عامہ کی صورت حال کو سبوتاژ کرنے کے لیے اور عوام میں ہیجان اور اضطراب پیدا کرنے کی کوشش کی گئی جناب بدقسمتی سے اس وقت ہمارے ملک میں بھی استحصالی طبقوں اور عوامی قوتوں کے درمیان سیاسی آویزش جاری ہے جو امن عامہ کی صورتحال پر اثرانداز ہو رہی ہے اس کے باوجود بھی حکومت عوام کے دامن سے پوری ثابت قدمی کے ساتھ اس سازش سے نمٹ رہی ہے اور امن عامہ پر حکومت کی گرفت میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے جناب ماضی میں امن و امان کی جو صورتحال تھی اس کا موازنہ اگر آج کی صورت حال سے کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ ماضی میں مارشل لائی کوڑوں اور پھانسی کے خوف کے باوجود بھی جرائم کی رفتار میں کمی واقع نہیں ہوئی تھی اور جناب والا ماضی میں خواتین کی جبری آبرو ریزی کے واقعات روزمرہ کا معمول بن گئے تھے چھرا گروپ اور ہتھوڑا گروپ سرگرم عمل تھے اغوا برائے تاوان کے نام پر غیر

ملکی معارت کاروں اور صنعتکاروں کو اغوا کیا جا رہا تھا۔.....

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! آپ نے اپوزیشن کو منانے کے لیے میری اور چیمہ صاحب کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ اپوزیشن والے آنے کو تیار نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ان کی مہربانی۔ شکریہ۔ اگر وہ تشریف لے آئیں جی۔

وزیر اوقاف، جناب والا۔ وہ اپنے لیڈر سے بات کریں گے۔ وہ اپنے مالکوں سے بات کریں گے اس کے بعد یہ مشورہ کر کے آئیں گے کہ ہم نے ایوان میں بیٹھنا ہے یا نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جنجوعہ صاحب۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب والا! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ماضی میں امن عامہ کی جو صورتحال تھی وہ کس قدر خوفناک تھی۔ جناب والا! اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ دو تین سال قبل قتل کی اجتماعی وارداتیں عام تھیں اور ان وارداتوں میں قتل ہونے والوں کے ورثہ آج بھی حکمرانوں کے ہاتھ پر مقتولوں کا خون تلاش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں شخصی آمریت کے اس دور میں مجرم اس قدر دیدہ دلیر ہو چکے تھے کہ ان کے ایک ہاتھ میں کلاشنکوف اور دوسرے ہاتھ ہیروئن کی تھیلی تھی گورنر ہاؤسوں میں بیٹھے ہوئے لوگ منشیات فروشی کے دھندے میں ملوث تھے گورنر ہاؤسوں کے طیارے منشیات کے نقل و حمل میں استعمال ہو رہے تھے اور اس کے بعد وہ دور بھی آیا کہ حکمرانوں نے پبلک پارکوں پر قبضے جما لیے اور ان کو اپنے ذاتی تصرف میں لے آئے حتیٰ کہ شہروں میں گرین بیلٹوں تک کو معاف نہ کیا گیا حتیٰ کہ جہاں بھی زمین کا ایک خالی ٹکڑا نظر آیا کسی نہ کسی شریک اقتدار کے ذریعے اس پر اپنا قبضہ جما لیا قومی بنکوں میں اور کوآپریٹیو اداروں میں جب لاکھوں غریبوں بیوواؤں اور بوڑھے پنشنروں کی جمع کی ہوئی رقم کھربوں روپوں کی شکل میں جمع ہو گئی تو کسی نہ کسی مراعات یافتہ آدمی نے اسے لوٹ کر اپنی تجوریاں بھر لیں آج بھی ماضی کے حکمرانوں کے سرخ چہروں پر غریبوں کا خون جھلکتا ہوا نظر آتا ہے انہی سرخ چہرے والوں کے بارے میں جناب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ جب میں کسی سرخ چہرے والے کو دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اس نے کسی کا خون پیا ہے اور جب میں کسی زرد چہرے والے کو دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ اس کا خون کسی نے پیا ہے تو میرا جی چاہتا ہے کہ سرخ چہرے والے کا چہرہ نوچ کے اس کا خون نکال کے اس زرد چہرے والے کمزور انسان کے جسم میں داخل کر دوں۔

جناب والا۔ہماری موجودہ نسل جولوٹ کھسوٹ اور کلاشنکوف کی یلغار کے نفسیاتی جبر کے سایہ میں پل کر جوان ہوئی ہے یہ پروان ہوئی ہے یہ نسل اگر آج اس معاشرہ سے اپنی محرومیوں کا خراج وصول کرنے کے لئے سر گرم عمل نظر آتی ہے تو اس نسل کا کوئی قصور نہیں میں بلا خوف تردید یہ عرض کر رہا ہوں کہ قصور تو ان حکمرانوں کا ہے جنہوں نے احتساب کے خوف سے بے نیاز ہو کر قومی اداروں کو لوٹا انہوں نے غریبوں پر روزگار کے دروازے بند کیے اور اعلیٰ درجے کی ملازمتوں پر شریک اقتدار لوگوں کا حق قائم کر دیا مزدوروں محنت کشوں اور نچلے طبقوں کے نوجوان جنہوں نے مٹی کے دیے کی روشنی میں بیٹھ کر یا ماں کا زیور بیچ کر ڈگری حاصل کی ان پر درجہ چہارم کے دروازے بھی بند کر دیے گئے۔ جناب والا! جن لوگوں کو قواعد و ضوابط کو بالائے طاق رکھ کر قانون اور روایت کا خون کر کے قانون نافذ کرنے والے اداروں میں بھرتی کیا گیا ان لوگوں میں سینکڑوں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو ماضی میں ملک دشمن سر گرمیوں میں سر گرم عمل رہے ہیں اور آج بھی سماج دشمن کے ساتھ گہرے روابط ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ آج امن عامہ کو سبوتاژ کر رہے ہیں میں بغیر کسی ذہنی تحفظ کے ان لوگوں کے بارے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ They are criminal ! اگر ان لوگوں کی جانچ پڑتال کر کے ان کا محاسبہ نہ کیا گیا تو یہ مزید تیس یا چالیس برس تک یعنی اپنے موجودہ عہدوں سے ریٹائر ہونے تک یہ امن و امان سے کھیلتے رہیں گے۔ جناب سپیکر! خوگر حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے کہ مصداق آج امن عامہ کی جو صورتحال ہے اس کے بارے میں ہمارے قومی پریس کا جو رویہ ہے وہ صرف ایک ہی مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ گزشتہ دنوں لاہور میں ایک شادی کی تقریب میں باراتیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تو دوسرے دن قومی اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ یہ خبر شائع ہوئی کہ بیس ڈاکوؤں نے شادی کی تقریب پر حملہ کیا خواتین کے زیور لوٹے اور باراتیوں کو لوٹ کر راہ فرار اختیار کر لی۔

جناب والا! اس وقت امن عامہ کی جو صورتحال ہے اس کو پیش کرنے کے لیے اور ماضی کی صورتحال کے ساتھ اس کا تقابلی جائزہ پیش کرنے میں اپنے ضلع جھنگ کو مثال بنا کر پیش کرنا چاہوں گا وہ جھنگ جو نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے ملک میں امن عامہ کی صورتحال کو جانچنے کا بیرومیٹر سمجھا جاتا ہے۔ جناب والا! دو تین سال پہلے میری اس سر زمین پر انسانی خون انتہائی ارزاں ہو گیا تھا یہاں پر کروڑوں روپوں کی املاک کو نذر آتش کیا گیا یہاں پر ایک سو انسانی لاشوں کو چوکوں اور چوراہوں پر تڑپتے ہوئے دیکھا گیا ہے ایک عظیم دینی رہنما کو ایک دینی جماعت کے

سربراہ کو بیدردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔۔۔

جناب والا! جہاں پر منتخب ایم این اے مولانا ایثارالقاسمی کو پولنگ سٹیشن پر مسلم لیگ کے امیدوار کے غنڈوں نے گولیوں سے چھلنی کر کے شہید کر دیا۔ آج وہ پر آشوب سرزمین پرسکون ہو چکی ہے۔ اجڑے بازاروں میں رونقیں لوٹ آئی ہیں اور تعطل کا شکار زندگی میں رنگینیاں بحال ہو گئی ہیں۔ جناب والا! جھنگ جیسے شہر کا پر سکون ہو جانا اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ امن عامہ میں موجودہ حکومت کی گرفت کس قدر مضبوط ہے۔ جناب والا! موجودہ حکومت امن عامہ کے مسئلے کو حل کرنے کے لیے سائنسی بنیادوں پر جو منصوبہ بندی کر رہی ہے اور اس نے جو ترجیحات مقرر کی ہیں ان میں یہ بات بھی شامل ہے کہ لوگوں کو معاشی عدم تحفظ سے نجات دلا کر سب کے لیے سماجی انصاف مہیا کیا جائے گا۔ جہالت کے خاتمہ کے لیے طبقاتی نظام تعلیم کا خاتمہ کر کے سارے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا جائے گا۔ تاکہ کوئی بچہ معاشرے کی بھیڑ میں گم ہو کر جرائم کی دنیا کا بادشاہ نہ بن سکے۔ بیروزگاری کے خاتمہ کے لیے منصوبہ بندی کی جا رہی ہے اور ایسی پالیسیاں مرتب کی جا رہی ہیں کہ بغیر امتیاز کے سب کو روزگار فراہم کیا جائے گا۔ قومی پیداوار میں اضافہ کے لیے تولید برق کے قومی منصوبوں پر تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ اور آبادی پہ کنٹرول حاصل کرنے کے لیے عالمی تنظیموں سے تعاون حاصل کیا جا رہا ہے۔ انصاف کو ہر فرد و بشر میں عام کرنے کے لیے لوگوں کے عزت و مال اور جان کے تحفظ کے لیے criminal ganges کو crush کرنے کے لیے اور ان کے سرپرستوں کی سرکوبی کے لیے سیاسی مصلحتوں اور سیاسی ضرورتوں کو بالائے طاق رکھ کر محض دیانتدار، راستباز اور پیشہ ور افراد کا تعین کیا جا رہا ہے۔ اور بوقت تعیناتی حکومت پنجاب کی طرف سے ان کو ہدایات دی جا رہی ہیں کہ حکومت ایک شفاف جمہوری عمل کی پیداوار ہے اور ہر شعبہ زندگی میں fair play کی علمبردار ہے۔ کسی قسم کے سیاسی انتقام کا لفظ ہماری لغت میں شامل نہیں ہے۔ اس لیے آپ اپنے اختیارات کو جو کہ آپ کے پاس خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امانت ہیں پوری غیر جانبداری اور انسانی وقار کے ساتھ استعمال کریں۔ جناب والا! اگر وزیر اعلیٰ پنجاب کی بروقت حکمت عملی پر عمل درآمد ہوتا رہا تو انشاء اللہ بہت جلد پنجاب امن و امان کا گہوارا بن جائے گا اور میرا تو ویسے بھی ایمان ہے کہ

یہ عہد ستم سلسلہ دار کہاں تک
رستے میں اندھیروں کی یہ دیوار کہاں تک

اے صبح میرے دیس میں تو آ کر رہے گی
روکیں گے تجھے شب کے طرفدار کہاں تک

شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ چوہدری اختر رسول صاحب۔ (ایوان میں موجود نہیں تھے) وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر، انتہائی شکریہ، کل فاضل اراکین حزب اختلاف نے بحث کا آغاز کیا۔ آج وہ ایوان سے غیر حاضر ہیں۔ در اصل ان کا ڈویلپمنٹ وغیرہ کا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ان کے کوئی اور کارہائے پنہاں ہیں۔ جناب والا! میں گزارش کروں کہ ان کو بڑا افسوس اور دکھ ہوا کہ اس وقت ملک میں بڑی بدامنی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال ٹھیک نہ ہے بلکہ ناگفتہ بہ ہے۔ جناب والا! میری ناقص رائے کے مطابق ان کو اس بات کا افسوس ہونا چاہیے کہ انھوں نے ملک کو سوا سال تک ایڈہاک بنیادوں پر چلایا۔ انھوں نے کسی طرح سے بھی کوئی پالیسی عوام کی فلاح و بہبود کی نہ بنائی۔ اگر انہوں نے کوئی پالیسی بنائی تو حکومت کو بنانے اور اس کو قائم رکھنے کے لیے بنائی۔ اگر انہوں نے کوئی قانون بنایا تو حکومت کو بنانے اور مخالفوں کو کچلنے کے لیے بنایا اور اگر انھوں نے عمل کیا تو صرف خود کو مالی طور پر مضبوط کرنے کے لیے کیا۔ اس کے علاوہ عوام کو کاموں کے شکنجے میں جکڑ کر کہ ہر کام بذریعہ اسمبلی ہو گا اور عوامی نمائندوں کے ذریعے ہو گا اور کوئی کسی دوسرے طریقے سے کرا نہیں سکتا۔ ان شکنجوں میں جکڑ کر انھوں نے نا صرف جرائم پیشہ افراد کو پناہ دی بلکہ ان کو patronize کیا۔ عوامی مسائل کی طرف عدم توجہ اور بنیادی تبدیلیوں کے فقدان کی وجہ سے آبادی میں شدید اضافہ ہوا۔ اور اب وسائل ساتھ نہیں دے رہے۔ انہوں نے آنے والے وقت کو قطعاً نہ سوچا اور نہ اس پہ غور کیا۔ اور عوام کو صرف ناجائز دولت کمانے کی طرف لگائے رکھا۔ جیسا کہ ان کے خود بھی عزائم تھے اور انھوں نے ثابت کیا اور جس کے ثبوت موجود ہیں۔ اور جو ابھی واقعات سامنے آ رہے ہیں کہ جن طریقوں سے انھوں نے ناجائز دولت کمائی۔ اپنے باقی ساتھیوں کو بھی اسی طرف لگا دیا اور ملک کے جو دوسرے عوام تھے ان کو بے روزگار کر دیا اور آبادی میں اضافے کی وجہ سے بے روزگاری اتنی بڑھی کہ تعلیم کی طرف کوئی توجہ نہ دی اور جو لوگ پڑھ گئے ان کو نوکری نہیں ملی ان کے لیے روزگار نہیں ہے اور شرح خواندگی جناب والا کے سامنے ہے کہ یہ دنیا میں واحد ملک ہے کہ جس میں شرح خواندگی انتہائی کم ہو گئی۔ پہلے اگر 26

فیصد تھی تو اب 14 فی صد ہو گئی۔ یہ 26 سے 30 پر گئی تھی لیکن اب یہ 14 فیصد ہو گئی ہے۔ جو کہ انتہائی شرمناک ہے۔ اور یہ جو پچھلی حکومتیں سولہ سال تک ملک پر قابض رہیں ان کی پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ہم اس نہج پر پہنچے۔ جناب والا! شرح خواندگی کم ہونے کی وجہ سے بدمعاشی اور بد دیانتی عروج پر آ گئی اور تمام روایتی قدریں مفقود ہو گئیں۔ملک میں سیاسی عدم استحکام رہا۔ بغیر کسی نظام کے ایڈہاک ازم پر مارشل لاء رہا۔ اور اس کے بعد بالخصوص مارچ 1994ء سے جولائی 1994ء تک جو سیاسی صورت حال اور عدم استحکام رہا وہ بھی انھیں پالیسیوں کا نتیجہ تھا۔ اس کی وجہ سے یہ ساری صورت حال اب بھی ہے اور ظاہر ہے اس کو کنٹرول کرتے کرتے وقت لگے گا۔ اس کے علاوہ سندھ کے حالات اس قدر مخدوش ہوئے کہ آرمی ایکشن کرنا پڑا اور وہاں کے جو جرائم پیشہ افراد تھے انہوں نے پنجاب کا رخ کیا اور ادھر آ کر وہ وارداتیں کر رہے ہیں۔ اس طرح منشیات کا استعمال آزادانہ ہوتا رہا اور اسلحہ کی فراہمی سابقہ دور میں انتہائی عروج پر رہی۔ بالخصوص یہ جو افغان وار کا ایشو بنا کر ناجائز اسلحہ پنجاب، سندھ، بلوچستان اور سرحد کے اندرونی علاقوں میں فروخت کر دیا گیا۔ جس کا اب آزادانہ استعمال ہو رہا ہے۔ اور جو ان کے پروردہ لوگ ہیں وہ دندناتے پھر رہے ہیں۔ جناب والا! انہوں نے تو معاشرے کو اس نہج پر پہنچا دیا کہ ناجائز دولت کو کوئی برا ہی نہیں سمجھتا۔ کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ یہ راتوں رات بلڈنگ کہاں سے کھڑی ہو گئی اور یہ پلازا کہاں سے آ گیا اور یہ کوٹھی کہاں سے بن گئی۔ وہ قدریں ہی مفقود ہو گئی ہیں۔ انہوں نے عوام میں صرف ایک ہی سوچ پیدا کی کہ پیسہ پیسہ اور صرف پیسہ۔ اس کے علاوہ انہوں نے نوجوان نسل کا رخ ایک طرف موڑ کر اور اس کو channalize کر کے ان کی ٹریننگ کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ جرائم پیشہ افراد کو انہوں نے بغیر باری کے ترقیاں دیں۔جرائم پیشہ افراد کو انہوں نے بھرتی کیا اور قانون نافذ کرنے والے اداروں میں ان کو بھرتی کیا۔ یہ تو ابھی بھی کال اٹینشن نوٹس دے رہے تھے کہ آپ جواب دیں۔ لیکن جناب والا، آپ دیکھیں کہ وہ لوگ، وہ چاروں کے چاروں پولیس افسران کب بھرتی ہوئے تھے اور کب ان کی ترقیاں ہوئی تھیں تو ریکارڈ سے آپ کو پتا چلے گا کہ یہ ان کے دور میں ہوئی تھیں۔ جب اس قسم کے لوگ بالخصوص پولیس میں بھرتی کر لیں گے تو پھر اس کے نتائج بھی یہی نکلیں گے۔ انہوں نے جن کو بغیر باری کے ترقیاں دیں اور جن کو بھرتی کیا وہ تفتیش بھی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے ایک ایسا نظام بنا دیا ہے کہ ممبر جس کو چاہے تعینات کروائے اور جو اسے تعینات کروائے وہ اس کی مرضی کے مطابق تفتیش کرے اور اسی کی مرضی کے مطابق آدمی جائز پکڑے یا ناجائز پکڑے۔ اس کی مرضی کے

مطابق آدمی جائز چھوڑے یا مرضی کے مطابق آدمی ناجائز چھوڑے۔ اس کا نتیجہ جناب والا' اب ہم بھگت رہے ہیں۔

جناب سپیکر! انھوں نے جرائم پیشہ افراد کو اتنا زیادہ patronize کیا کہ وہ اب تک ان کے قابو میں ہیں۔ اور میری ذاتی رائے میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حکومت کو ناکام کروانے کے لیے اب وہی گروہ جو سابقہ دور میں ان جرائم پیشہ افراد کی partronage کرتا رہا خود ہی یہ تمام وارداتیں کروا رہا ہے اور ان وارداتوں کے ذمہ دار یہی لوگ ہیں لیکن یہ لوگ اپنی سیاسی شعبدہ بازیوں کی وجہ سے اپنے تک ہاتھ نہیں پہنچنے دیتے جناب والا! اس ملک کی تاریخ گواہ ہے کہ مغلوں اور انگریزوں کے دور میں بھی ایک طبقہ حکومتی طبقہ رہا۔ جو ہر حالت میں چمٹو بن کر حکومت کے ساتھ رہا' فائدے اٹھانے کے لیے' جاگیریں لینے کے لیے اور مالی مفادات حاصل کرنے کے لیے۔ اور دوسرا طبقہ نظریاتی رہا۔ جناب والا! پھر جب یہ مسلم لیگ قائم ہوئی تو اس میں دونوں طرح کے طبقے شامل ہوئے ایک نظریاتی طبقہ اور دوسرا مفاد پرست طبقہ۔ پاکستان کے قیام کے وقت تک نظریاتی طبقہ حاوی رہا اور وہ پاکستان کا قیام عمل میں لائے ۔ اس کے بعد جناب دوسرا طبقہ جو کہ مفاد پرست طبقہ تھا وہ حاوی ہو گیا جس کی وجہ سے مسلم لیگ کا شیرازہ بکھرا اور اسی میں سے جو نظریاتی لوگ تھے ' جن کو ملک سے پیار تھا انھوں نے مسلم لیگ سے علیحدہ ہو کر پیپلز پارٹی بنائی اور یہ سب نظریاتی لوگ اس پیپلز پارٹی میں شامل ہو گے۔ جناب والا! یہ اس ملک کی تاریخ ہے اور اس کو کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔ اس کے بعد پھر جب مسلم لیگ بنی تو اس میں پھر bifurcation ہوئی اور جو نظریاتی لوگ تھے وہ پھر علیحدہ ہو گئے اور مفاد پرست علیحدہ ہو گئے۔ ابھی یہ جو مفاد پرستوں کا ٹولہ ہے وہ اس ملک پر پھر دوبارہ حاوی ہونا چاہتا ہے۔ اس ملک پر پھر قبضہ مخالفانہ کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ ٹولہ اپنے انہی عزائم کے لیے یہ تمام شعبدہ بازیاں اور ہتھکنڈے استعمال کر رہا ہے۔ ان لوگوں کو نہ تو آنے والی نسلوں کا خیال ہے نہ ہی اس ملک کا خیال ہے دیگر کیا ان کو تو اپنے بچوں کا خیال بھی نہیں ہے کہ ان کے ساتھ کیا بیتے گی' ان کے ساتھ کیا ہو گا اور آئندہ ملک کا مستقبل کیا ہو گا انھیں ان چیزوں سے کوئی سروکار نہیں وہ ان چیزوں سے بری الذمہ ہیں۔ ان کو یہ عقل ہی نہیں ہے' ان کو یہ شعور ہی نہیں ہے یا پھر ان کے جو ذاتی اغراض و مقاصد ہیں وہ ان پر اتنے حاوی ہو چکے ہیں کہ وہ اس طرف سوچنا ہی نہیں چاہتے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ وصی ظفر صاحب ۔ اب سردار محمد حسین ڈوگر۔

سردار محمد حسین ڈوگر، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ آپ نے مجھے امن عامہ کی صورت حال پر بحث کرنے کے لیے موقع فراہم کیا۔ جناب سپیکر! کل اس مسئلے پر جب میرے محترم دوست سید تابش الوری صاحب نے بحث کا آغاز کیا تو انھوں نے اپنی دھواں دھار تقریر کے ذریعے اس ایوان میں پنجاب میں امن و عامہ کی صورت حال کو اس طرح پیش کیا کہ لگ رہا تھا کہ وہ جو کچھ بیان کر رہے ہیں یہ پچھلے دس گیارہ سال کی بیتی ہوئی داستان ہے۔ جناب سپیکر! اس بات پر غور کرنے کے لیے کہ پنجاب میں امن و عامہ کی صورت حال تشویش ناک ہے ہمیں تقابلی جائزہ لینا پڑے گا اور امن و عامہ کی صورت حال کو بہتر کرنے کے لیے اپوزیشن کے دوستوں کو اس ایوان میں تجاویز دینی چاہیے تھیں اور ایوان میں حکومت کو ایسی تجاویز اور مشوروں سے نوازنا چاہیے تھا کہ جس پر حکومت عمل پیرا ہو کر امن و عامہ کی صورت حال کو مزید بہتر کر سکتی۔ لیکن انھوں نے تنقید برائے تنقید اور مخالفت برائے مخالفت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اپنی بحث کو آگے بڑھایا۔ جناب والا! جب بھی کوئی مسئلہ پیدا ہوتا ہے یا صورت حال خراب ہوتی ہے تو اس کے کچھ محرکات ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! پاکستان کی یہ بدقسمتی ہے کہ جب بھی سیاسی اداروں اور سیاسی نظام کو استحکام کے ساتھ چلانے کے لیے کسی بھی جماعت نے کوئی کوشش کی تو اس جماعت یا اس نظام کے راستے کو روکنے کے لیے غیر جمہوری ہتھکنڈے استعمال کیے گئے۔ جناب سپیکر! جو سابقہ حکومت تھی وہ کسی نظریاتی جماعت کی حکومت نہیں تھی۔ جناب والا! جیسا کہ ابھی میرے محترم دوست وصی ظفر صاحب فرما رہے تھے کہ مفاد پرست ٹولہ ہمیشہ جماعتوں میں گھس جاتا ہے اور پھر یہ ٹولہ اپنے مفادات کی خاطر حکومتی اداروں کو استعمال کرتا ہے۔ موجودہ صورت حال کا اگر ہم مقابلتاً جائزہ لیں تو جناب سپیکر! آپ نے دیکھا ہو گا کہ 1988ء سے 1990ء تک صوبے کے بڑے شہر لاہور میں لوگوں نے اپنی جانیں بچانے کے لیے ہر محلے کے اندر اپنے گھروں پر جنگلے لگا لیے تھے اور اپنے اپنے پرائیویٹ گن مین رکھ لیے تھے۔ اس وقت پنجاب میں جو حکومت تھی وہ امن و عامہ بحال کرنے میں بے بس ہو گئی تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اپنی جماعت کی جو نام نہاد ذیلی تنظیمی طالب علموں کے نام پر بنائی تھیں انہی نام نہاد تنظیموں کے لوگ ہی امن و عامہ کی حالت کو خراب کر رہے تھے۔ اور

پھر ان جرائم کے خاتمے کے لیے جب پولیس کو فری ہینڈ دیا گیا اور تحقیق کے بعد امن و امان کو خراب کرنے والے مجرموں کے جو نام سامنے آتے تھے وہ اس جماعت کی نام نہاد ذیلی تنظیم کے ان لوگوں کے نام تھے جو نہ تو عملی طور پر طالب علم تھے اور نہ ہی وہ کسی کالج میں پڑھتے تھے بلکہ وہ صرف اس تنظیم کے لوگ تھے اور انہی کے سہارے وہ لاہور کے امن کو برباد کر رہے تھے اور بعد میں جب ان کی گرفتاریاں عمل میں آئیں تو پھر اس سے شہر میں امن و امان کی صورت حال بہتر ہوئی۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر دوسری بات جو میں آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ انھوں نے بھرتی کا ایک ایسا طریقہ کار اپنایا کہ جس میں عام لوگوں کے لیے تو بھرتی کے دروازے بند تھے' عام آدمی کا بچہ چاہے وہ کتنی بھی اہلیت رکھتا ہو اسے اس ملک کے اداروں میں بھرتی کرنے کے لیے کوئی پالیسی نہیں تھی جبکہ اس وقت کے اہل اقتدار نے اپنے من پسند کے ایسے لوگوں کو پولیس میں ہزاروں کی تعداد میں بھرتی کیا جو کہ اس نوکری کے اہل بھی نہیں تھے حالانکہ پولیس کا امن و عامہ کو بحال کرنے میں اہم رول ہوتا ہے۔ جناب سپیکر! آج پنجاب میں جو صورت حال ہے اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ انھوں نے پہلے پولیس میں اپنے من پسند لوگوں کو بھرتی کیا اور پھر انھیں اپنے سیاسی مخالفین کو انتقامی کارروائی کا نشانہ بنانے کے لیے استعمال کیا۔ یہ لوگ تھانوں میں اپنی مرضی کے ایس ایچ اوز لگوا کر اور اپنی مرضی کی انتظامیہ تعینات کروا کر اپنے سیاسی مخالفین کو انتقامی کارروائیوں کا نشانہ بناتے رہے۔ جناب والا! انھوں نے اپنے سیاسی اثر و رسوخ کی بناء پر انتظامیہ کو بے بس کر دیا تھا۔ اور انھوں نے جتنے بھی سماج دشمن عناصر تھے ان کے ڈیروں کو اپنی آماجگاہ بنایا ہوا تھا اور ان سماج دشمن عناصر کو ان کا سیاسی تحفظ حاصل تھا۔ جناب سپیکر! جب بھی کوئی قبضہ گروپ پیدا ہوا اس نے پہلے کسی بیوہ کی زمین یا گھر پر قبضہ کیا اور پھر اس قبضہ کو پکا کرنے کے لیے اس بیوہ کی زمین یا گھر پر حکومتی جماعت کا بورڈ لگا دیا یا اپنے قائد کی تصویر لگا دی اور اسی طرح سے بیواؤں کی' یتیموں کی جائدادوں پر قبضہ کیا جاتا رہا۔ جناب سپیکر ایسے بھی واقعات ہوئے کہ 302 جیسے گھناؤنے جرائم میں ملوث ملزموں کو یہ بااثر لوگ چابیاں لے کر تھانوں کی حوالاتوں سے نکال لیتے تھے۔ جناب والا! یہ ہیں وہ سارے محرکات جن کی وجہ سے پنجاب میں بد امنی پیدا ہوئی لیکن موجودہ حکومت نے اس ساری صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر ضلع میں غیر جانبدار انتظامیہ تعینات کی ہے۔ ایس پی اور ڈی سی کی اسامیوں پر کسی سیاسی اثر و رسوخ کے بغیر تقرریاں کی گئی ہیں اور تھانوں میں بھی محنتی اور ایماندار

پولیس افسر تعینات کیے جا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر آپ دیکھ رہے ہیں کہ موجودہ حکومت نے ایک بھرتی پالیسی بنائی ہے جس کے ذریعے قانون کے طریق کار کے مطابق جو بھی اہل لوگ ہوں گے ان کو بھرتی کیا جائے گا۔ اس طرح سے جب ان اداروں پر سیاسی اثر رسوخ کم ہو گا' جب انتظامیہ کو امن و عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے اس کے قانونی اختیارات دیے جائیں گے' انتظامیہ کو فری ہینڈ دیا جائے گا تو پھر کوئی ایسی وجہ نظر نہیں آتی کہ ان واقعات میں کمی نہ ہو۔

جناب والا! گزشتہ چھ ماہ میں کوئی ایسے واقعات نہیں ہوئے۔ پچھلے دور حکومت میں تھوڑا گروپ تھا' پھر اگروپ بھی تھا اسلام پورہ کا واقعہ دیکھ لیں۔ لیکن اب اللہ کے فضل و کرم سے جن ہاتھوں میں حکومت ہے آپ نے ایسا واقعہ کبھی نہیں سنا۔ جناب والا! اسلام پورہ کے واقعہ میں تو ان کے لیڈر جوتے چھوڑ کر بھاگے تھے۔ موجودہ حکومت عوامی حکومت ہے عوام کی منتخب کردہ حکومت ہے اور ہمارے قائدین میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ عوام میں جوتے چھوڑ کر نہیں بھاگیں گے۔ ہم عوام میں سے ہیں اور موجودہ حکومت نے عوام کے جان و مال کے تحفظ کے مسئلے کو priority پر رکھا ہوا ہے۔ جناب والا' اگر ہم جائزہ لیں تو گذشتہ چھ ماہ میں جرائم میں بھی کمی ہوئی ہے اور قتل و غارت میں بھی کمی ہوئی ہے۔ لوگ امن و سکون کی نیند سو رہے ہیں لیکن مکمل امن عامہ بحال کرنے کے لیے ہمیں اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں کی تجاویز کی بھی ضرورت ہے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ جناب والا' اسمبلی کو بنے ہوئے چھ ماہ ہو گئے ہیں حزب اختلاف والے کوئی ایک اجلاس یا کوئی ایک دن بتا دیں جس دن انھوں نے پوری تسلی سے' دلجمعی سے بیٹھ کر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنے کا سوچا ہو۔ ایک دن میں وہ پانچ پانچ مرتبہ بائیکاٹ کرتے ہیں باہر چلے جاتے ہیں۔ جناب والا' حزب اختلاف کا یہ حق ہے کہ وہ حکومت پر تنقید کرے حکومت کو درست راستے پر چلنے کے لیے مجبور کرے۔ لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ جب حکومت قانون سازی کی طرف چلتی ہے تو حزب اختلاف والے بائیکاٹ کر دیتے ہیں جب اسمبلی میں کوئی اہم issue آتا ہے تو وہ بائیکاٹ کر جاتے ہیں کبھی کورم کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جناب والا' ہمارے ان دوستوں نے ملک کو ٹھیکہ پر چلایا ہے۔ آج وہ ایوان میں ترقیاتی فنڈز کی بحالی کی بات کرتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ انھیں اس کام پر غشی پڑتی ہے اور ان کے وہ ٹھیکے دار ان کو مجبور کرتے ہیں جو ان کے الیکشنوں کا بھی ٹھیکہ لیتے تھے۔ انھیں آج وہ کمشنیں یاد آتی ہیں۔ انھیں آج کمشنیں سلب ہوتی نظر آتی ہیں۔ جناب والا

موجودہ حکومت نے تمام اراکین اسمبلی کے ساتھ مساوی رویہ اپنایا ہوا ہے پنجاب کی حکومت پنجاب کے تمام علاقوں میں تعمیر و ترقی اور امن عامہ کی بحالی کے لیے کوشاں ہے۔ جناب والا' آج میرے حزب اختلاف کے بھائیوں کو اچھی تجاویز دینی چاہئیں جن کے ذریعے حکومت عمل پیرا ہو کر امن و امان کی صورت حال کو بہتر کرے۔۔۔۔

(اس مرحلے پر حزب اختلاف کے تین چار معزز ممبر ایوان میں تشریف لائے)

جناب انعام اللہ خان نیازی، پوائنٹ آف آرڈر' جناب والا! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں اس لیے گنتی کرائی جائے کیونکہ کورم پورا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پوائنٹ آؤٹ ہو گیا ہے گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی۔ کورم پورا نہیں ہے)

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا پانچ منٹ کی لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر، پانچ منٹ گزر گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے۔

گنتی کی گئی۔۔۔ کورم پورا نہیں ہے اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس کے بعد اجلاس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کر دی گئی۔)

(ہاؤس کی کارروائی 12 بجکر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر دوبارہ شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے۔ فاضلی اراکین اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں تاکہ گنتی میں آسانی ہو۔

(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس میں کورم نہیں ہے اس لیے اجلاس کل صبح 9 بجے ہو گا۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی 26 اپریل 1994ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

منگل 26-اپریل 1994ء

(سہ شنبہ 14 - ذی القعد 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ

سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝

فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

سورۃ التین مکمل

انجیر کی قسم اور زیتون کی ۝ اور طور سینین کی ۝ اور اس امن والے شہر کی ۝ کہ ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے ۝ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو بدل کر) پست سے پست کر دیا ۝ مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے بے انتہا اجر ہے ۝ تو (اے آدم زاد) پھر تو جزا کے دن کو کیوں جھٹلاتا ہے؟ ۝ کیا خدا سب سے بڑا حاکم نہیں ہے؟ ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

پوائنٹ آف آرڈر

ایوان کی کارروائی چلانے میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین تعاون کی ضرورت

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، فرمائیے

جناب ایس ۔ اے ۔ حمید: جناب سپیکر پنجاب اسمبلی کا معزز ایوان آج اداس ہے اور اس کی اداسی کی وجہ بڑی واضح ہے ۔ جناب والا اس معزز ایوان میں اس ملک کے مقتدر اور معزز حاکم جس طریقے سے غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اس پر احتجاج کے طور پر آج کا معزز ایوان اداس ہے ۔

وزیر اوقاف، جناب والا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر کوئی معزز رکن سپیکر کو گائیڈ نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر یہاں پر جو یک طرفہ طور پر باتیں کی جاتی ہیں وہ درست نہیں۔ اس صوبے کے مقتدر وزیر اعلیٰ اور وزرائے کرام جس طور سے یقین دہانی کرواتے ہیں اور اس کے بعد اس پر غلط بیانی سے کام لیتے ہیں اس سے نہ صرف حکومتی ارکان کے دلوں میں بلکہ اپوزیشن کے دلوں میں طرح طرح کی بد گمانیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ جناب سپیکر یہ کسی کی ذات کا مسئلہ نہیں آج جو لوگ اپوزیشن میں بیٹھے ہیں کل یہ سرکاری بنچوں پر تھے اور جو آج سرکاری بنچوں پر ہیں کل یہ اپوزیشن بنچوں پر ہونگے اور جمہوریت کا بھی یہی خاصہ ہے ۔ جناب والا انسان کو انتظار کی گھڑیاں تو دیکھنی پڑتی ہیں اس میں قوت برداشت اور wait and see کا concept موجود ہے ۔ جناب سپیکر جو قومیں جمہوریت میں اپنی باری کا انتظار نہیں کرتیں ان ملکوں میں پھر جمہوریت نہیں چل سکتی۔ جناب سپیکر ہمیں بڑے ٹھنڈے دل اور بردباری کے ساتھ سوچنا چاہیے ۔ وہ تمام چیزیں جو ہمارے ذہن کے مطابق نہیں ہوتیں اور جو باتیں ہمیں اچھی نہیں لگتیں انہیں ہمیں قبول کرنا چاہیے-----

جناب سپیکر، آپ زرا میری بات بھی سن لیں ۔ آپ کو میں نے اس لئے موقع دیا ہے کہ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو آپ کو اس کا ضرور موقع ملے لیکن جس بردباری تحمل اور برداشت کا ذکر کیا ہے یہ کبھی ایک طرف سے کافی نہیں ہوتا اور یہ دونوں طرف سے ضروری ہوتی ہے ۔ اگر ایک طرف سے آپ برداشت اور تحمل چاہتے ہیں تو دوسری طرف سے بھی برداشت اور تحمل کا مظاہرہ ہونا چاہیے۔ اگر ایک طرف سے خواہش ہے اور دوسری طرف سے response نہیں ملے گا کیونکہ تالی ایک ہاتھ سے تو نہیں بجتی ۔ اس لئے جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس پر یہ کہنا کہ یہ کسی ایک کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ میں اس کرسی پر بیٹھ کر محسوس کرتا ہوں جہاں مجھے اس ایوان کے معزز ممبروں نے بٹھایا ہے یعنی جو کچھ بھی اس ایوان میں ہو رہا ہے اس میں قصور کسی ایک کا نہیں ہے بلکہ دونوں طرف

کے جو رویے ہیں اس میں اصلاح کی گنجائش ہے ۔ اگر حکومت کی طرف سے فراخ دلی کا مظاہرہ ہونا چاہیے تو اپوزیشن کی طرف سے بھی برداشت اور تحمل کا رویہ ہونا چاہیے۔ یہ صورت حال جو آج پیدا ہو گئی ہے اور جس کی وجہ سے یہ ایوان اداس محسوس ہو رہا ہے اس اداسی کو پیدا کرنے میں محض کسی ایک فریق کا ہاتھ نہیں ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا آپ کا حکم سر آنکھوں پہ۔

(اور اس مرحلہ پر جناب آفتاب احمد خان کچھ کہنے کے لئے کھڑے ہوئے۔)

جناب سپیکر: جی۔

جناب آفتاب احمد خان۔ جناب والا۔ ایس اے حمید صاحب نے بڑے واضح طور پر بتایا ہے کہ اس ایوان کو چلانے کے لیے جیسے کہ میں نے پہلے عرض کی تھی کہ ہمیں قوت برداشت کے ساتھ چاہئے ۔ استعفٰے دینے سے ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ کیا انہوں نے کبھی سوچا ہے کہ وہ کون سی طاقت ہے یا کون سی چیزیں ہیں جو اس ایوان کو چلانے میں رکاوٹ بن رہی ہیں؟ کیا یہ ممبران اپنی سوچ اور عقل کے مطابق سوچ رہے ہیں کہ اس الیکشن کے بعد کیا ہو گا؟ کیا ان کا خیال ہے کہ استعفٰے دینے سے ہمارے مسائل حل ہوجائیں گے' یہ کبھی حل نہیں ہوں گے۔ ہمیں sacrifice کرنا چاہئے ہمیں چاہئے کہ ہم اس ایوان کو اور اس ملک میں جمہوریت کو بچانے کے لئے جس راہ پر ہم چل رہے ہیں کیا یہ ٹھیک ہے۔ یہ غلطی نہیں اپوزیشن کو چاہئے اگر سرحد کی بات ہے تو سرحد میں 1973ء کے آئین کے مطابق اگر اعتماد کے ووٹ کا کہا گیا ہے تو اس میں کوئی غلط بات نہیں ہوئی۔ کیا آپ یہاں پر اعتماد کے ووٹ کے لئے نہیں کہہ سکتے ہیں؟ یہاں بھی اعتماد کا ووٹ ہوسکتا ہے۔ جب سرحد اسمبلی جیسے ادارے میں 43 ممبرز کا اعتماد حاصل ہوجائے تو اس میں برائی نہیں۔ مگر جو رویہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ ابھی ایوان کو چلے کتنی دیر ہوئی ہے' کتنے دن گزرے ہیں۔ ابھی تو آپ نے مجالس قائمہ ہی بنائی ہیں۔ کہ ان ممبروں نے جا کے ابھی تو اپنے دوستوں کا شکریہ بھی ادا نہیں کیا ہے۔ آپ کے پہلے بجٹ پر ابھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ان (یعنی اپوزیشن) کو ترقیاتی فنڈز ضرور ملنے چاہئیں۔ کیونکہ ہم وہ روایت قائم نہیں کرنا چاہتے جو 1988ء میں ہمارے ہاں ہوئی تھی۔ ہم اس طرف بیٹھتے تھے تو ہمیں نظرانداز کیا گیا تھا۔ مگر چونکہ ہم ایک سیاسی اور جمہوری عمل سے گزرے تھے۔

جناب سپیکر: اس سلسلے میں آج کے اخبارات میں وزیر اعلیٰ صاحب کی طرف سے ایک بڑی واضح خبر چھپی ہے کہ انہوں نے اس کے لئے احکامات بھی صادر کئے ہیں۔ بہرحال میں یہ کہتا ہوں کہ اگر اپوزیشن اور حکومت آپس میں افہام وتفہیم کرے تو یہ بہت ہی بہتر بات ہے۔ لیکن اگر بطور سپیکر میں دعوت دوں کہ حکومت کے ارکان اپوزیشن کے ارکان ان کے نمائندے دونوں میرے ساتھ بیٹھ کر باہم گفتگو کرلیں۔ کہ ایوان کو کس طریقے سے چلانا ہے کہاں پریشانی ہے' کہاں رکاوٹ ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی بات آگے مثبت طریقے سے بڑھ سکتی ہے۔ اور اس سلسلے میں جیسے آج بظاہر اعلان ہوا تھا۔ کہ اپوزیشن نے

فیصلہ کیا ہے کہ بائیکاٹ کیا جائے گا۔ لیکن محترم شیخ حمید صاحب تشریف لائے ہیں ہوسکتا ہے کہ اپنے طور پر ہی آئے ہوں ہوسکتا ہے وہ پوری اپوزیشن کی طرف سے آئے ایک سوچ کے تحت بات کرنے کے لئے تشریف لائے ہوں۔ تو میں نے اسی لئے ان کو موقع دیا حالانکہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں اسی لئے میں نے انہیں موقع دیا کہ بات تو آگے بڑھے آخر اس ایوان کو ہم نے گاڑی کے دو پہیوں کے طور حکومتی پارٹی اور اپوزیشن پارٹی کے باہمی تعاون سے آگے بڑھانا ہے۔ تو یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ جو دوست میرے دائیں ہاتھ بیٹھے ہیں وہ بھی یہ چاہیں گے کہ بائیں ہاتھ کی نشستیں آباد ہوں۔ اور ہاؤس میں پھر وہی گرم جوشی اور جوش و خروش ہو۔ اور کارروائی آگے بڑھے۔ تو میں اس سلسلے میں اپنی ناچیز خدمات پیش کرتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ حکومت کی پارٹی کو اور اپوزیشن کی پارٹیوں کو باہم میرے ساتھ بیٹھ کر آپس میں یہ بات طے کر لینی چاہئے۔ اور طے ہوسکتی ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ میں اپنے فاضل دوست کی بات کی تائید کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے جو بات کہی ہے وہ بالکل حقائق کے مطابق ہے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے۔ جناب والا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے چھ ماہ پہلے یہاں اسمبلی کے فلور پر اعلان کیا تھا۔ لیکن جناب والا وزیر اعلیٰ صاحب نے کل بھی اعلان کیا ہے۔ کل کا اعلان جناب والا۔ آپ نے خود سنا ہے۔ اگر جناب والا۔ آپ اور آپ کا ضمیر اس بات پر مطمئن ہے کہ ان کا اعلان ٹھیک ہے تو جو تعاون آپ چاہیں گے وہ ہم کریں گے۔ لیکن اگر آپ بھی مطمئن نہیں تو پھر جناب والا۔ اس پنجاب کے ساڑھے تین کروڑ عوام کو کون مطمئن کرسکتا ہے؟

جناب سپیکر: لاء منسٹر۔

وزیر قانون: جناب والا۔ ایک تو مجھے آپ کے اطمینان کے بارے میں کسی رکن سے کسی لیڈر سے یہ بات نہیں کہنی چاہئے۔ وہ تو آپ ہی بتا سکتے ہیں کہ آپ کو اطمینان ہے اس بات پہ یا نہیں ہے۔ لیکن ریکارڈ کی درستگی کے لئے اور فاضل ممبر کی توجہ کے لئے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ معزز اراکین حزب اختلاف کو بات کرتے ہوئے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی بات کرنی چاہئے۔ صرف تین یا ساڑھے تین کروڑ عوام کی بات نہیں کرنی چاہئے۔ یہ ایوان اور اس کا ہر نمائندہ پورے پنجاب کی تمام آبادی، تمام شہروں اور دیہاتوں کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی نمائندگی کرتی ہے۔ بے شک کچھ اراکین حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں لیکن انہیں بات کرتے ہوئے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی ہی بات کرنی چاہئے اور نمائندگی کا حق اس طرح ادا کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: ایک منٹ آپ تشریف رکھئے۔ وزیر منصوبہ بندی تشریف لے آئے ہیں۔ آج اخبارات میں محترم وزیر اعلیٰ کی طرف سے ایک خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے مختلف حلقہ ہائے نیابت میں ترقیاتی سکیموں کے سلسلے میں اس خبر کے مطابق ایک اعلان کیا ہے۔ کہ خواہ وہ کسی کا بھی حلقہ ہے اپوزیشن کا حلقہ ہے ان تمام حلقوں کو فنڈز دیئے جائیں گے۔ آپ اس خبر کے بارے میں ایوان کو کچھ بتا سکتے ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی (رانا آفتاب احمد خان): جناب والا! جیسے کہ وہ خبر تمام دوستوں کی نظر سے گزری ہے۔ میں نے بھی وہ خبر پڑھی ہے۔ لیکن باضابطہ طور پر ابھی مجھے اس خبر کا کچھ علم نہیں۔ میں اس خبر کے بارے میں آج وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کروں گا اور پھر اس ایوان کو بتاؤں گا۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ آپ نے آج اور ابھی اپنے کانوں سے سن بھی لیا اور معزز وزیر کو دیکھ بھی لیا کہ وہ جب بھی بات کرتے ہیں وہ اس لحاظ سے کرتے ہیں کہ شائد ان کی کسی معزز رکن کو سمجھ نہ آئے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں جناب والا۔ کہ آپ اس ایوان کو یک طرفہ طور پر نہیں چلا سکتے۔ دنیا کے کسی بھی جمہوری ملک میں اگر کوئی حکومت یہ چاہے کہ یہ ایوان چل سکتا ہے یا نہیں تو وہ افہام و تفہیم سے چلایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: لیکن ہمارے سسٹم میں تو افہام و تفہیم سے چلانے کی یہی کوشش ہے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا میں آپ کی بات نہیں کر رہا۔ میں تو حکومت کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے دعوت دی ہے حکومت کو بھی اور اپوزیشن کو بھی اب اس میں یہ ہے کہ ہم کوشش کرتے ہیں کہ جلد ہی ان کے اور آپ کے نمائندوں کے درمیان میری وساطت سے کوئی میٹنگ ہو جائے۔ اور اگر اس پر آپس میں کوئی اتفاق رائے ہوجائے تو بہت خوب ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے بہت بات کی اور اس کا جواب دیا گیا۔ اب سوالات کا وقفہ ہے اور ہم سوالات کو لیتے ہیں۔

وزیر منصوبہ بندی: جناب والا کل یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے تھے اور انہوں نے اس ہاؤس کو بتایا تھا کہ جب میں آئندہ آؤں گا تو پوری تیاری کے ساتھ آ کر وضاحت کروں گا اور بیان دوں گا۔ تو اس کے بعد جو اخباری خبریں ہیں وہ تو جناب والا آتی ہی رہتی ہیں۔ بہرحال پھر بھی ہم نے اس کو زیر غور رکھا ہوا ہے اس کی تحقیق کرکے ہی اس ایوان کو بتا سکتے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا۔ اس وقت تک بہت سا وقت گزر چکا ہوں گا۔ اور بجٹ کا وقت آ چکا ہو گا۔ فنڈز ختم ہوچکے ہوں گے۔

جناب سپیکر: نہیں آپ اعتماد رکھیں وہ دیں گے۔

جناب ایس اے حمید: جناب والا اعتماد میں ہی چھ ماہ گزر گئے۔ ابھی مزید کتنا وقت چاہئے؟

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بنفس نفیس یہاں ایک بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ہاؤس کی روایت بھی رہی ہے کہ اگر قائد ایوان ایک یقین دہانی کرتے ہیں تو اس پر اعتماد کرنا چاہیے۔ انھیں موقع دینا چاہیے' اور ان کے دوبارہ یہاں آنے میں کوئی اتنی دیر نہیں۔ وہ انشاء اللہ جلدی تشریف لائیں گے۔ اور اس دوران جیسا کہ وزیر منصوبہ بندی نے بات کی ہے وہ ان سے بات کریں گے میں ان سے بات کرتا ہوں۔ اس اخباری خبر کے بعد مزید گنجائش پیدا ہو گئی۔

جناب ایس اے حمید: وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس میں آ کر کیا بیان دیں گے۔ آپ بتا دیں۔ کیا آپ مطمئن ہیں؟ میں نے کہا کہ اگر آپ مطمئن ہیں تو آپ ہمیں بتائیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ میں اس حد تک مطمئن ہوں کہ وہ آپ کو' ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتے ہیں اور وہ جلدی اعتماد میں لیں گے۔ آپ کو اس کا موقع دینا چاہیے۔ اب آپ تشریف رکھیے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر!

جناب سپیکر، یہ بات اب یہاں ختم کرتا ہوں۔ اس پہ مزید بحث نہیں ہو سکتی۔

کورم کا سوال

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر' کورم نہیں ہے۔

وزیر آب کاری و محصولات (سید ناظم حسین شاہ)جناب والا' وقفۂ سوالات میں کورم کی نشان دہی نہیں کی جاتی۔ سندھ اسمبلی میں بھی' قومی اسمبلی میں بھی' ہر اسمبلی میں روایت یہی ہے کہ وقفۂ سوالات میں کوئی معزز رکن کورم کا پوائنٹ نہیں اٹھا سکتا۔

جناب سپیکر، اگر کوئی اٹھا دے تو؟

وزیر آب کاری و محصولات، آپ رولز اور ریگولیشنز پڑھ لیں۔

جناب سپیکر، جی ہاں' میں دیکھتا ہوں۔

وزیر آب کاری ومحصولات، precedent تو یہی ہے۔ آج تک وقفۂ سوالات میں کبھی کورم کا نکتۂ اعتراض نہیں کیا گیا۔

جناب ایس اے حمید، آپ رولز کی بات کریں۔

وزیر آب کاری و محصولات، precedents ہی رولز ہوتے ہیں۔ precedent کی وجہ سے رولز بنتے ہیں۔ جناب سپیکر' قوانین اسلام میں بھی دیکھ لیں اور جو قانون رائج الوقت ہو' جس کا رواج ہو اس کے admissibility ہے۔ جیسے اسلام میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ہے۔ یہ اسلام کی introduction نہیں' یہ عرب میں پہلے رواج تھا تو اسلام نے اس کو اپنا لیا۔ سر' circumcision کی بھی آپ دیکھ لیں It was accepted ۔ یہ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ جو رواج ہو' اس کی admissibility ہے۔

جناب سپیکر، مجھے رولز دیکھنے دیجیے۔ کیا اس میں کوئی exception کی ہوئی ہے کہ وقفۂ سوالات میں کورم کا سوال نہیں اٹھایا جا سکتا۔

> 182. If any time during a sitting of the Assembly the attention of the Speaker is drawn to the fact that members less than one-fourth of the total membership of the Assembly are present, he shall suspend the meeting and shall order the bells to be rung for a period of five minutes .....,...

اس میں کوئی exception نہیں ہے۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، میں آپ سے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، سوری، جس وقت کورم کی نشان دہی ہو جائے تو کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔ پہلے میں گنتی کا آرڈر کرتا ہوں----- گنتی کی گئی----- کورم نہیں ہے، پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں-----پانچ منٹ تک گھنٹیاں بجائی گئیں-----پانچ منٹ ہو گئے ہیں، گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا نہیں ہے، ہاؤس آدھے گھنٹے کے لیے adjourn کیا جاتا ہے۔

(اجلاس کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کر دی گئی)

(آدھے گھنٹے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع کی گئی)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی، ایوان میں کورم پورا نہیں تھا)

جناب سپیکر، مجھے انتہائی افسوس سے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ایوان میں کورم نہیں۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ غیر سرکاری کارروائی کا دن جس کے لیے اپوزیشن بھی خواہش مند رہتی ہے۔ اس دن بھی اپوزیشن تشریف نہیں لاتی اور نہ کورم کے سلسلہ میں فراخدلانہ رویہ رکھتی ہے۔ اس سے ایوان کی کارروائی متاثر ہو رہی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ دونوں طرف سے ہاؤس کو بہتر طریقے سے اور مثبت طریقے سے چلانے کی پوری کوشش کی جائے گی۔ حکومتی پارٹی بھی کورم پورا کرنے کی کوشش کرے گی اور اپوزیشن بھی اپنا منفی رویہ ختم کرے گی۔ اب ایوان کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی مورخہ بدھ 27۔ اپریل 1994ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

بدھ' 27 اپریل 1994ء

(چہار شنبہ' 14 ذی القعدہ 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٢﴾ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴿٣﴾

سورۃ احزاب آیات 70-71' سورۃ الصف آیات 2-3

مومنو! اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کرو اللہ تمھارے اعمال درست کر دے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی حاصل کی۔

مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کیا کرتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اس بات سے سخت بیزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

وما علینا الا البلاغ O

ایوان کی کارروائی چلانے میں حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین افہام و تفہیم

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی ! آج اجلاس کی کارروائی کچھ زیادہ تاخیر سے شروع ہوئی ہے۔ میری کوشش تھی، میں نے کل اس کا اعلان بھی کیا تھا کہ میں چاہوں گا کہ حکومت اور اپوزیشن کے درمیان کسی مناسب حد تک زیادہ سے زیادہ افہام وتفہیم پیدا ہو تاکہ ہاؤس کی کارروائی اور قانون سازی کا کام بہتر طریقے سے آگے بڑھے۔ چنانچہ آج میرے چیمبر میں، میری درخواست پر اپوزیشن لیڈر میاں شہباز شریف صاحب اور جناب ذوالفقار کھوسہ صاحب تشریف لائے اور اسی طرح لائنسٹر چودھری محمد فاروق صاحب اور میرے ساتھی ڈپٹی سپیکر منظور موہل صاحب تشریف رکھتے تھے۔ کچھ گفتگو آگے بڑھی ہے اور امید کی جا سکتی ہے کہ آپس میں بہتر طریقے سے کوئی افہام وتفہیم کر کے ہم ہاؤس کو مثبت انداز میں چلا سکیں گے۔ بہرحال آج اپوزیشن اپنی طرف سے ہماری درخواست کے باوجود ان کے فیصلے کے مطابق یہاں تشریف نہیں رکھتی لیکن میں امید کرتا ہوں کہ وہ جلد از جلد اس ہاؤس کو رونق بخشیں گے اور ہاؤس اپوزیشن اور حکومت کے دو پہیوں پر بہتر طریقے سے آگے بڑھے گا۔ اس وقت وقفہ سوالات ہے۔ آج محکمہ داخلہ سے متعلقہ سوالات ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے قبل آپ کی اجازت سے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، فرمایئے۔

وزیر قانون، بے شک جمہوری روایات کے مطابق بھی اپوزیشن ایوان کی رونق کا ایک حصہ ہے اور اپوزیشن کے بغیر اسمبلی کا ماحول پھیکا پھیکا سا لگتا ہے اور وہ رونق جو جمہوری ایوانوں میں ہونی چاہیے، اس خوبصورتی کے ساتھ ایوان نہیں چلتا اگر اپوزیشن ایوان کے اندر موجود نہ ہو۔ بہرحال ہماری خواہش تھی، ہماری کوشش تھی کہ اپوزیشن اراکین اسمبلی جو ہیں آج ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں اس لیے کہ ایوان میں آج بہت سے دوسرے امور کے علاوہ legislation کا بھی کام ہونا ہے تو اس میں یقیناً اپوزیشن کی موجودگی جو ہے وہ بھی اس طریقے سے اپنا وہ حق اور وہ اپنے عوام کی نمائندگی کا حق ادا کر سکتے تھے جس کے لیے عوام نے انہیں منتخب کر کے بھیجا ہے۔ بہرحال انہوں نے چونکہ آج ہڑتال کا پروگرام بنایا ہوا تھا اور باہر انہوں نے اپنی agitation کا جو سلسلہ شروع کرنا ہے، اس فیصلے کی وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ آج ہم ایوان کے اندر نہیں آ سکتے۔ لیکن اچھا ہوتا کہ اگر آج بھی وہ یہاں پر تشریف لے آتے کیونکہ ڈویلپمنٹ فنڈز کے بارے میں جو ان کے اعتراضات تھے، حکومت اس معاملے میں بھی

کوئی reservations نہیں رکھتی اور اپوزیشن اراکین اسمبلی کے حلقوں میں بھی حکومت نے واضح طور پر ترقیاتی کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس بارے میں کل بھی وزیر اعلیٰ صاحب نے statement دی تھی۔ (نعرہ ہائے تحسین) آج ایک دفعہ پھر میں حکومت کی طرف سے یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اور وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اپوزیشن اراکین جو ہیں ان کے حلقوں میں بھی ترقیاتی کام کیے جائیں گے اور ان کی ڈویلپمنٹ کی سکیمیں جو ہیں وہ بھی بلاجواز کوئی سکیم مسترد نہیں کی جائے گی۔ جب یہ صورت حال ہے تو اس صورت میں ' میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اراکین جو ہیں ' انہیں باہر کی agitation چھوڑ کر اسمبلی کے اجلاس کے جو اوقات کار ہیں' ان میں انہیں اسمبلی میں واپس آ جانا چاہیے۔ انہیں ہم ایوان میں واپس دیکھنا چاہتے ہیں اور legislation کی کارروائی میں انہیں حصہ لیتے ہوئے ہم دیکھنا چاہتے ہیں۔ البتہ میں بھی یہ توقع کرتا ہوں کہ جس طرح آج صبح بات ہوئی ہے' آج تو انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم اپنی پارٹی کی میٹنگ میں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ اگر وہاں کوئی ایسا فیصلہ ہو گیا تو ہم ایوان میں آ جائیں گے۔ اگر ان کی پارٹی میٹنگ میں کوئی ایسا فیصلہ ہو جائے تو ہم انہیں خوش آمدید کہیں گے۔ میں اس بارے میں دوبارہ ان سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں گا تاکہ وہ وہاں پر یہ فیصلہ کرلیں۔ بصورت دیگر ہم توقع کرتے ہیں کہ کل وہ ضرور ایوان میں تشریف لے آئیں گے۔

جناب سپیکر، مہربانی

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ خان بابر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب پہلے میں نے پوائنٹ آف آرڈر کیا ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

آوازیں، آپ تو واک آؤٹ پر ہیں۔

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات، جناب سپیکر! آپ کی عدم حاضری میں' میں نے پہلے بھی ذکر کیا تھا' ہمارے دروازے اپوزیشن کے لیے نہ کبھی پہلے بند ہوئے تھے نہ اب بند ہیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے تحریک استحقاق اور تحریک التوائے کار پر اعلان کیا تھا' میں آج بھی اسی اعلان کو دہراتے ہوئے' یہ پھر

واشگاف الفاظ میں اس معزز ایوان کے سامنے اعلان کروں گا کہ ہم نے ان کے ترقیاتی منصوبے نہیں روکے۔ یہی تشریف لائیں ہم کھلے دل سے جہاں جہاں اعتراض دور ہوتے جائیں گے ہم فوری طور پر ان کے فنڈز ریلیز کرتے جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس لیے میں آج واضح یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ ہم نے نہ پہلے روکے ہیں اور نہ آئندہ روکنے کا کوئی پروگرام ہے لیکن شرط صرف یہ ہے کہ وہ تشریف لائیں ہم ان سے مکمل تعاون کریں گے۔

جناب سپیکر: جی آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب امان اللہ خان بابر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج یہاں صرف اپوزیشن کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ وہ بات جو یہاں جناب وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو صاحب واضح نہ کر سکے۔ یہ وزراء کیا یقین دہانی کروائیں گے؟ اپوزیشن کے 101 اراکین اسمبلی کی طرف سے ٹوٹل 3779 سکیمیں دی گئی تھیں اور 3779 جو سکیمیں تھیں ' ان ٹوٹل پر اعتراضات لگائے گئے ہیں۔ کیا اعتراض ہیں ان میں؟ کیا خامی تھی ان میں؟ ہم اگر کہتے ہیں کہ ہمارے فنڈز سے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں تک سڑک بنوا دو ' یہ نالہ ہے اس پر پل بنوا دو ' اس گاؤں کی گلیاں بننے والی ہیں' اس کی گلیاں بنوا دو۔ کیا خامی ہے ان میں۔ اگر ان میں ہمت ہے 'جرأت ہے تو یہ صاف صاف کہہ دیں کہ ہم گورنمنٹ میں ہیں' ہم نہیں دینا چاہتے۔ اپوزیشن نے ان کے رویے سے اور ان کی غلط بیانی سے بائیکاٹ کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ہاؤس میں فرما رہے ہیں کہ سرگودھا میں جو واقعہ ہوا تھا وہاں کوئی آدمی زخمی نہیں ہوا لیکن ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ زخمی بھی نہیں ہوا اور 337 ' 367 (2) کے تحت پرچہ درج کر لیا گیا ہے لیکن ساتھ ہی یہ فرما رہے ہیں کہ زخمی بھی نہیں ہوا۔۔۔۔

جناب سپیکر: آپ میری بات سنیں۔ آپ کو میری بات سننی چاہیے۔ جس موضوع پر بات ہو رہی ہے اس پر آپ نے بات کی ہے لیکن اب موضوع کو مت بدلیں آپ نے اپنا مؤقف بیان کیا ہے انہوں نے آپ کو یقین دہانی کرائی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک دوسرے پر اعتماد کا نام ہی جمہوریت ہے جمہوریت ایک سیاسی کلچر ہے تحمل رواداری اور اعتماد کیا جاتا ہے اس لئے اگر آپ ہر بات یہی کہیں گے کہ ان کی یہ نیت ہے ان کی وہ نیت ہے واضح طور پر آپ کو یقین دہانی کرائی جاتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کا وقار مطالبہ کرتا ہے کہ ہاؤس کے اندر جو بھی یقین دہانی کرائی جائے وہ درست ہو اگر ایسا نہیں تو ہاؤس اس کی cognizance لے سکتا ہے آپ اس طرح سے اپنے تحمل کو ہاتھ سے نہ گنوائیں میں سمجھتا ہوں اعتماد کی فضا میں بات کو آگے بڑھانا چاہیے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ صحت)

جناب سپیکر، اب میں وقفہ سوالات شروع کرتا ہوں۔ سوالات محکمہ داخلہ سے متعلقہ ہیں۔ جناب آفتاب صاحب کی طرف سے ایک فرمائش آئی ہے کہ ان کے سوالات pend کر دیے جائیں۔ اس لئے باقی سوالات کو لے لیتے ہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! اگر آپ ان کے نمبر بتا دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: جناب آفتاب کے سوالات کا نمبر 111-123 اور اس کے بعد سوال نمبر 153 راجہ ریاض احمد صاحب کا ہے۔

تھانہ نشاط آباد کے ملازمین کی تفصیل

*153۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد کے تھانہ (نشاط آباد) اور اس سے منسلک چوکی میں اس وقت کل کتنے ملازم ہیں ان کے عہدہ جات کیا ہیں اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہے ہیں ان کا ڈومیسائل کن کن علاقوں کا ہے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتاجات کی مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

کل نفری تعینات۔	کنسٹیبل	ہیڈ کنسٹیبل	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	سب انسپکٹر	انسپکٹر
	104	10	6	4	0

جملہ کوائف بابت ڈومیسائل و تعینات تاریخ تقرری تاحال کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر، کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ پولیس کی نفری کسی تھانے میں اور کسی چوکی میں کس لحاظ سے تعینات کی جاتی ہے کیا یہ آبادی کے لحاظ سے تعینات کی جاتی ہے یا جرائم کے لحاظ سے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! کسی بھی پولیس سٹیشن یا آفس کی recommended strength ہوتی ہے یہ اس کی آبادی کے حساب سے مقرر کی جاتی ہے۔ وقتاً فوقتاً اگر کسی جگہ پر جرائم کی تعداد زیادہ ہو جائے تو عارضی طور پر وہاں پر مزید نفری مخصوص ڈیوٹی کے لئے تعینات کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی اور ضمنی سوال ہے۔ راجہ ریاض احمد۔

تھانہ ڈی ٹائپ کالونی کے اشتہاری ملزمان کی تفصیل

*156۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد کے تھانہ ڈی ٹائپ کالونی اور اس سے منسلک چوکی میں کل کتنے ملزمان اشتہاری ہیں۔ ان کے نام و پتاجات کیا ہیں۔ وہ کتنے عرصے سے مطلوب ہیں اور ان کے خلاف کس کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

(ب) متذکرہ تھانہ اور اس سے منسلک چوکی کے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے کیا کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو کب اور کس کے خلاف اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

نام و پتا مجرمان اشتہاری	مطلوب تاریخ	عنوان مقدمہ
(الف) 1۔ مسمات نوراں زوجہ نذر محمد دختر خان کھرل سکنہ 235 رب تھانہ صدر ضلع فیصل آباد	20-2-88	1۔ مقدمہ نمبر 83 مورخہ 26-3-87 بجرم 302/107 ت پ تھانہ ڈی ٹائپ کالونی۔
2۔ محمد رفیق ولد اللہ رکھا گجر سکنہ توپ خانہ بازار سیالکوٹ کینٹ	2-4-88	2۔ مقدمہ 223 مورخہ 10-10-87 7 رہائی یافتہ قیدی تھانہ ڈی ٹائپ کالونی
3۔ غلام حسین ولد محمد شریف ارائیں سکنہ اوچا مربعہ منصور آباد تھانہ فیکٹری ایریا	11-4-89	3۔ مقدمہ نمبر 248 مورخہ 7-10-88 بجرم 381 ت پ تھانہ ڈی ٹائپ کالونی
4۔ محمد صفدر ولد محمد اشفاق سکنہ 351 ڈی اقبال کالونی	15-10-90	4۔ مقدمہ 165 مورخہ 31-5-90 بجرم 307/34 ت پ تھانہ

			ڈی ٹائپ کالونی
5۔	محمد آصف ولد محمد شریف جٹ سکنہ 351 ڈی اقبال کالونی	""	5۔ """""""" """""""""
6۔	ندیم شاہ ولد مبارک شاہ سکنہ جھنگ روڈ الطاف گنج گلی نمبر 4 فیصل آباد	26-1-90	6۔ مقدمہ نمبر 381 مورخہ 11-12-89 بجرم 307/436 ت پ تھانہ ڈی ٹائپ کالونی
7۔	حسین شاہ ولد اقبال شاہ سید سکنہ کسو وال ضلع ساہیوال	28-6-90	7۔ مقدمہ 88 مورخہ 4-4-90 بجرم تھانہ ڈی ٹائپ کالونی
8۔	عبدالغفور ولد گلاب راجپوت ماہی سکنہ 174 ایچ اقبال کالونی	9-11-92	8۔ مقدمہ 265 مورخہ 8-2-93 بجرم 302/324/353 ت پ تھانہ ساندلیانوالہ

(ب) تمام اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے لیے پولیس افسران کو مامور کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوشش کریں بصورت دیگر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاحال اس سلسلہ میں کسی افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قبل ازیں مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کسی مخصوص افسر کو نہ سونپی گئی تھی لیکن اب علیحدہ علیحدہ افسران کو مامور کر کے 15 یوم کی مہلت دی گئی ہے۔ کوتاہی کے مرتکب افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میرا ضمنی سوال ہے کہ پندرہ یوم کا کہا گیا تھا مجھے اس سوال کو دیئے دو ماہ ہو گئے ہیں انہوں نے جب اس کا جواب بھیجا تو یہ کہا گیا تھا کہ پندرہ یوم کے اندر کارروائی کی جائے گی اور اشتہاری ملزموں کو پکڑا جائے گا۔ کیا ابھی تک کوئی اشتہاری ملزم پکڑا گیا ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! ابھی تک کچھ progress ہوئی ہے۔ اس بارے میں upto date انفرمیشن میرے پاس ہے اور یہ تقریباً 9,8 صفحوں پر مشتمل ہے اگر راجہ صاحب پسند فرمائیں تو میں یہ ان کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، نہیں ایوان کو مختصر سا بتا دیجئے۔ اس کا جو نتیجہ ہے یا اس کا جو لب لباب ہے۔

وزیرصحت، جناب والا! اس کے زیادہ تر میں آخری جملے عرض کرتا ہوں ۔ یہ مسماۃ نوراں کے بارے میں تفصیل ہے جو کل ہی میں نے supplementary presentation کے طور پر منگوائی تھی اس نے اور ایک شادی آشنائی کے سلسلے میں کر لی ہے اور وہ وہاں سے ترک سکونت کر کے کسی اور جگہ پر چلے گئی ہے ۔ اسی طرح کسی اور ملزم نے علاقہ غیر میں کسی کے پاس پناہ لے لی ہے یا وہاں پر رہائش پذیر ہے لیکن تقریباً کیسز میں وہ لوگ ترک سکونت کر کے چلے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود محکمے کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ قانونی حدود کے اندر رہتے ہوئے ان کی گرفتاری کے سلسلے میں ہر ممکن کوشش کی جائے ۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا! میں آپ کے وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو اشتہاری ملزمان ہیں ان کو پکڑنے میں پولیس بہت سست ہے کیا کوئی نیا ایسا طریق کار اختیار کیا جا سکتا ہے کہ ان کو پکڑا جا سکے۔ جناب والا! یہ جو اشتہاری ملزمان ہیں یہ جرائم کی ایک بنیاد ہیں ان کی وجہ سے جرائم بہت زیادہ ہوتے ہیں اور لوگوں کو اس طرح سے حوصلہ ہوتا ہے تو جناب کیا کوئی ایسی صورت حال ہے یا کوئی ایسا طریق کار ہو سکتا ہے کہ جو اشتہاری ملزمان ہیں اور وہ تھانوں میں پھرتے ہیں عوام کے سامنے پھرتے ہیں کچہریوں میں پھرتے ہیں ان کو پکڑنے کے لئے کوئی سپیشل طریق کار اختیار کیا جا سکتا ہے ۔؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! مجھے یہ بات عرض کرتے ہوئے کوئی خوشی یا فخر محسوس نہیں ہو رہا کہ ہمارے ہاں ملزموں کی گرفتاری کے لئے پیش کروانے کا جو طریقہ رائج ہے اگر تو راجہ صاحب ہمیں اس کا مشورہ دے رہے ہیں اس پر بھی کسی اور دوست کو اعتراض ہو سکتا ہے ۔ لیکن جناب والا! جس طرح کا یہ کیس ہے کہ وہ کسی اور ایریا میں گرفتار ہے ۔ میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب میں یہ نہیں کہتا کہ ایسے cases نہیں ہوں گے جب وہ فرما رہے ہیں ضرور ہونگے ۔ جو لوگ ہمارے پاس مفرور ہیں لیکن وہ فیصل آباد میں یا کسی جگہ پر دیکھے گئے ہیں میری ان سے بھی گزارش ہے اور ان کی وساطت سے ایوان کے دوسرے ممبران سے بھی اور اس ایوان کی وساطت سے عوام سے بھی میری یہ گزارش ہے کہ اگر کسی اشتہاری ملزم کو دیکھیں یہ کسی ذمہ دار افسر کے علم میں لائیں اگر اس کے باوجود بھی وہ اشتہاری ملزم گرفتار نہیں ہو گا ہمارے پاس یقینی ایک کھیپ موجود ہو گی اور میں ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس افسر کے خلاف فوری کارروائی کی جائے گی ۔

سردار سکندر حیات خان، جناب والا! میں آپ کی اجازت سے متعلقہ وزیر سے پوچھوں گا کہ کیا یہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ فاضل ممبر نے بتایا کہ وہ اشتہاری ملزم پھرتے ہیں جناب اس بارے میں ایک وقت مقرر کر دیا جائے تاکہ اس وقت کے اندر پولیس کارروائی اگر نہ کرے تو پولیس افسروں یا جو تھانے کے انچارج ہیں ان کے خلاف disciplinary action لیا جائے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ جہاں تک محکمے کے طرف سے موصول جواب کا تعلق ہے کہ "جی ان کے whereabouts کا ہمیں علم نہیں ہوتا"۔ لیکن میں نے اس میں اتنا اضافہ اپنی طرف سے کیا ہے کہ ایک تو روایتی طریقہ ہے کہ اگر ملزم پیش نہیں ہوا تو اس کی ماں کو پکڑ کر لے آئے غالباً" سردار صاحب بھی جوش میں یہی مشورہ دے رہے ہیں کہ یہ طریقے اختیار کئے جائیں اور اس ایوان کی مرضی سے کئے جائیں لیکن میں نے جو عرض کیا ہے کہ جو طریقہ میں نے تجویز کیا ہے اگر کسی ایسے بندے کے بارے میں اگر ہمیں اطلاع ملے کہ جی فلاں ملزم اشتہاری ہے اور وہ پولیس کو مطلوب ہے لیکن بازار میں یا فلاں دفتر میں یا اپنے عزیزوں کے پاس آیا ہوا ہے اس کے خلاف کارروائی کی بنیاد یقیناً ہمارے پاس موجود ہے کیونکہ ملزم کو پناہ دینے والا بھی ملزم ہے پھر ہمارے پاس ان لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا جواز موجود ہو گا بصورت دیگر ہمارے لئے یہ بڑا مشکل ہے کہ میں ایوان میں یہ کہوں کہ اگر ملزم پیش نہیں ہوتا تو اس کی ماں کو پکڑ کر لے آؤ یا اس کے باپ کو پکڑ کر لے آؤ۔

راجہ ریاض احمد، جناب سپیکر! میں یہ وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ یہ جو فیصل آباد کے ملزمان ہیں ان کو کتنے عرصے میں گرفتار کر لیا جائے گا۔ کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ ان اشتہاری ملزمان کو پولیس ہی تحفظ دیتی ہے۔ اس لیے میری رانا صاحب سے گزارش ہے کہ مجھے وقت بتا دیں کہ کتنے وقت میں ان اشتہاری ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

وزیر صحت، جناب والا! وقت کا تعین تو میرے لیے ممکن نہیں لیکن میں یہ یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے جن افسران کو متعین کیا گیا ہے اگر وہ اس عرصہ کے دوران ان کو گرفتار نہیں کرتے تو ان کے خلاف یقیناً کارروائی کی جائے گی اور مجھے یقین ہے کہ جب ایک deterence ہو گا تو ان کی کارروائی پہلے کی نسبت بہتر ہو جائے گی اور توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ عوام کو بچانے کے لیے نہ سہی اپنے آپ کو بچانے کے لیے اشتہاری ملزمان کے لیے ضرور دلچسپی لیں

گے۔

جناب سپیکر، جناب بھٹی صاحب۔

جناب نذر عباس بھٹی، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ فیصل آباد تک ہی اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کا ارادہ رکھتے ہیں یا باقی اضلاع جن میں بھی ایسے اشتہاری مجرمان ہیں جو سرعام پھر رہے ہیں اور انہیں گرفتار نہیں کیا جا رہا۔ مثال کے طور پر سکھیکی پولیس سٹیشن کے چند ایسے مجرمان ہیں جو سرعام دندناتے پھر رہے ہیں اور انہیں آج تک پولیس گرفتار نہیں کر سکی۔

جناب سپیکر، بہت strictly تو یہ ضمنی سوال نہیں بنتا لیکن لگتا ہے کہ وزیر موصوف جواب دینا چاہتے ہیں۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! جیسے آپ نے فرمایا ہے اور آپ نے میری رہ نمائی کر دی ہے اور مجھے آپ کی طرف سے معاونت بھی ملی ہے اس کے لیے میں آپ کا مشکور ہوں۔ لیکن غالباً بھٹی نے راجہ صاحب کا ضمنی سوال سنا نہیں۔ انہوں نے خاص طور پر فیصل آباد کے حوالے سے سوال کیا تھا اور ضمنی سوال بھی صرف فیصل آباد کے حوالے سے ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ پالیسی over all پورے پنجاب میں implement کی جائے گی اور سکھیکی پولیس سٹیشن کے بارے میں انہوں نے خاص طور پر فرمایا ہے میں ذاتی طور پر متعلقہ پولیس افسران سے کہوں گا کہ چونکہ اس کے بارے میں ایوان میں بات پوائنٹ آؤٹ ہوئی ہے تو وہ اس پر بھی خاص طور پر توجہ دیں اور نذر عباس صاحب کو جو شکایت ہے اور ان کے حوالے سے علاقے کے عوام کو جو شکایت ہے اس کو جلد از جلد ختم کیا جا سکے۔

جناب سپیکر، اب آگے بڑھتے ہیں۔ رانا محمد فاروق سعید خان۔

رانا محمد فاروق سعید خان، سوال نمبر 183

تھانہ گڑھ فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیلات

*183۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد کے تھانہ گڑھ اور اس سے منسلک چوکی میں اس وقت کل کتنے ملازم ہیں ان کے عہدہ جات کیا ہیں اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہے

ہیں۔ ان کا ڈومیسائل کن کن علاقوں کا ہے ایسے ملازمین کے نام و پتاجات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

تھانہ گڑھ اور اس سے منسلکہ چوکی میں کل ملازمین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ایچ سی	کنسٹیبل
0	5	3	4	31

مفصل کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، کیا کوئی ضمنی سوال ہے؟

اگلا سوال بھی آپ ہی کا ہے۔ رانا محمد فاروق سعید۔

رانا محمد فاروق سعید، سوال نمبر 184

تھانہ تاندلیانوالہ فیصل آباد کے ملازمین کی تفصیلات

*184۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد کے تھانہ تاندلیانوالہ اور اس سے منسلک چوکی میں اس وقت کل کتنے ملازم ہیں ان کے عہدہ جات کیا ہیں اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہے ہیں ان کا ڈومیسائل کن کن علاقوں کا ہے ایسے ملازمین کے نام و پتاجات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

تھانہ تاندلیانوالہ اور اس سے منسلکہ چوکی میں کل ملازمین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ایچ سی	کنسٹیبل
1	3	4	5	43

مفصل کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جتنے سوال کیے گئے ہیں ان سب میں یہ پوچھا گیا ہے کہ تھانے میں کتنا عملہ ہے اور چوکی میں کتنا اور جتنے سوال کیے گئے ہیں ان سب میں اکٹھا جواب دیا

گیا ہے۔ چوکی اور تھانے کا علیحدہ علیحدہ نہیں بتایا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر صحت، جناب والا! میں سوال دہراتا ہوں۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ ضلع فیصل آباد کے تھانہ تاندلیانوالہ اور اس سے ملحقہ چوکی میں کل کتنے ملازم ہیں۔ جناب والا! سوال ہی یہ ہے۔

جناب سپیکر، بجا ہے اور یہی جواب دیا گیا ہے کہ تھانہ تاندلیانوالہ اور اس سے منسلکہ چوکی میں---- یہی سوال تھا اور اس کے مطابق جواب دیا گیا ہے اور کچھ تفصیلات ویسے بھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ اگر آپ مزید تفصیل میں جانا چاہتے ہوں تو اس کو دیکھ لیجئے۔------ سید تابش الوری۔

(جناب امان اللہ خان نے سوال نمبر 414 سید تابش الوری صاحب کے ایماء پر دریافت کیا)

عصمت دری کے مرتکب ملزمان کے خلاف کارروائی

*414۔ سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محلہ غریب آباد بوریوالہ ضلع وہاڑی میں عصمت دری کے واقعہ سے متعلق اخبار کی کٹنگ جسٹس عبد المجید ثوانہ جج لاہور ہائی کورٹ نے ایس پی وہاڑی سے رپورٹ مانگی جنہوں نے اس واقع کی تصدیق کی جس پر جسٹس صاحب نے مورخہ 28 جولائی 1993ء کو مذکورہ زنا کے شرمناک واقع کا پرچہ درج کرنے اور غیر جانبدارانہ تفتیش کرنے کا سختی سے حکم دیا جس پر تھانہ سٹی بورے والا ضلع وہاڑی نے مورخہ 8 ستمبر 1993ء کو ایف آئی آر 305/93 کا اندراج کیا۔

(ب) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ مقدمہ کے بارے میں پولیس نے اب تک ملزمان کے خلاف کیا کارروائی کی ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) یہ درست ہے کہ روزنامہ سنگ میل مورخہ 20-4-94 کی پریس کٹنگ پر مسٹر جسٹس عبد المجید ثوانہ صاحب جج عدالت عالیہ لاہور ہائی کورٹ لاہور کو رپورٹ ارسال کی گئی اور مقدمہ نمبر 305 مورخہ 8-8-93 بجرم 10(2)/7/79 اسلامک لاء تھانہ سٹی بورے والا درج ہوا۔

(ب) مقدمہ کے اندراج کے بعد فریقین کو طلب کیا گیا مگر مدعی مقدمہ الزام علیہ فریق کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کرنے سے گریزاں ہے اور نہ ہی وقوعہ کی کوئی ٹھوس شہادت یا نشان دہی کرتا

ہے۔ جب کہ الزام علیہ فریق نے اپنی صفائی میں متعدد معززین محلہ کو پیش کیا ہے اس وقوعہ کی تردید کرتے ہیں۔ مدعی کی عدم دلچسپی / پیروی کی وجہ سے مقدمہ زیر تفتیش ہے یہاں میں یہ بات ضرور عرض کروں گا کہ الوری صاحب تشریف نہیں رکھتے لیکن جن معزز رکن نے ان کے ایماء پر سوال پوچھا ہے ان کی خدمت میں میں یہ عرض کروں گا کہ انہوں نے اپنے سوال میں جو تاریخیں لکھی تھیں وہ درست نہیں تھیں۔

جناب سپیکر، امان اللہ بابر صاحب! کیا آپ نے کوئی ضمنی سوال کرنا ہے؟

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میرے بھائی امان اللہ خان بیٹھے ہوئے ہیں۔ مجھے اس بات سے بہت تکلیف ہوئی ہے کہ تابش الوری صاحب بہت پرانے پارلیمنٹرین ہیں۔ انہوں نے ایک سوال کیا۔ سوال پہ کافی محنت ہوتی ہے۔ اس کی تیاری پہ کافی وقت لگتا ہے تو میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ امان اللہ خان صاحب یہاں بیٹھنے کی بجائے الوری صاحب یا اپنے دوسرے دوستوں سے کہیں کہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہوتا ہے۔ تاریخ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گی جو لوگ اسمبلی میں سوال وغیرہ کے سلسلہ میں پیسہ خرچ کروا دیتے ہیں لیکن وہ ایوان میں نہیں آتے۔ میں ان سے استدعا کرتا ہوں کہ یہاں بیٹھنے کی بجائے الوری صاحب کے پاس جائیں۔

جناب امان اللہ خان، چیمہ صاحب! وہ وقت آنے والا ہے جب آپ سے اوقاف کی کھیر کا حساب لیں گے۔

جناب سپیکر، آپ ان سے براہ راست بات نہیں کر سکتے۔ آپ سمجھدار اور معزز رکن ہیں۔ آپ سپیکر کو مخاطب کریں۔ ان سے اجازت لیں پھر بولیں۔ جناب ارشد عمران سلہری صاحب۔ جناب ارشد عمران سلہری کے ایماء پر۔

جناب امان اللہ خان، 795

عدالتوں کو کورٹ فیس سے آمدن

*795۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پچھلے مالی سال میں صوبہ کی عدالتوں کے کل اخراجات کتنے تھے۔

(ب) متذکرہ سال میں کورٹ فیس اور دوسرے ذرائع سے عدالتی نظام کو کل کتنی آمدنی ہوئی ہے۔

(ج) کیا عوام کو مقدمات کی طوالت سے نجات دلانے کے لیے کسی ٹھوس پالیسی پر عمل در آمد کیا جا رہا ہے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) گزشتہ مالی سال کے دوران صوبے کی عدالتوں کے اخراجات درج ذیل ہیں۔

21105۔	ہائی کورٹ	=	10,40,21,488	روپے
21106۔	سیشن عدالتیں	=	7,01,95,734	روپے
21107۔	سول کورٹس	=	11,60,95,684	روپے
21108۔	سمال کازز کورٹس	=	16,54,115	روپے
	میزان	=	29,19,67,021	روپے

(ب)

1۔	وصولی سٹیمپ ڈیوٹی	=	2,86,92,24,100	روپے
2۔	نقد وصولیاتی	=	8,37,54,300	روپے
3۔	آمدنی کورٹ فیس	=	12,75,60,000	روپے
	میزان	=	3,08,05,38,4001	روپے

(ج) دیوانی مقدمات کی طوالت کو کم کرنے کے لیے ایک آرڈیننس (6 آف 1994ء) کے ذریعہ دیوانی مقدمات کے طریق کار میں ترامیم کی گئی ہیں۔ ہائی کورٹ نے صوبہ میں تمام ماتحت عدالتوں کو ایک مراسلہ کے ذریعے ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اس آرڈیننس کی روح کے مطابق عمل کریں۔ علاوہ ازیں ماتحت عدالتوں کو بھی مزید ایسی ہی ہدایات جاری کی گئی ہیں۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 795 کے بارے میں کوئی ضمنی سوال؟ کوئی نہیں۔ اگلا سوال جناب ارشد عمران سلہری صاحب کا ہے۔ ارشد عمران سلہری صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ کوئی صاحب ان کے ایماء پر سوال کریں گے؟

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 807۔

جناب سپیکر، جی رانا صاحب سوال نمبر 807۔

بدکاری کے اڈوں کا خاتمہ

*807۔ جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایورنیو سٹوڈیوز لاہور کے بالمقابل آبادی سید پور اور اس کے گرد و نواح میں فلموں میں بطور ایکسٹرا گرل کام کرنے والی عورتوں نے بدکاری کے اڈے کھول رکھے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ آبادی میں رہائش پذیر فلموں میں کام کرنے والے فائٹر لڑکے مذکورہ عورتوں سے سرعام بدکاری اور فحاشی کرتے پھرتے ہیں اور ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متعلقہ پولیس کے پاس ایکسٹرا گرل کے طور پر فلموں میں کام کرنے والی عورتوں اور فلموں میں بطور فائٹر کام کرنے والے مردوں کی فہرست اور ان کے بارے میں معلوماتی تفصیلات موجود نہیں ہیں۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بدکاری کے اڈوں کے خاتمے اور تمام ایکسٹرا گرل اور فائٹرز لڑکوں کے بارے میں تفصیلات بمعہ نام و پتہ جات اور شناختی معلومات و کوائف ایوان میں پیش کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) یہ حقیقت ہے کہ ایورنیو سٹوڈیو کے بالمقابل ملتان روڈ کی جانب غریب آبادی سید پور ہے اور اس آبادی میں زیادہ تر شرفاء آباد ہیں۔ چند ایک عورتیں ایسی رہائش پذیر ہیں جو فلموں میں کام کرتی ہیں۔ فلموں میں سائیڈ ہیروئن فائٹر لڑکے لڑکیاں لینے کے اعتبار سے بدنام ضرور ہوتی ہیں۔ سید پور میں بدکاری کا اڈہ ہرگز نہ ہے۔ تاہم نگرانی جاری ہے قانون کی زد میں آنے پر ضابطہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(ب) یہ بات بالکل غلط ہے کہ اس آبادی میں فائٹر لڑکے لڑکیاں سرعام فحاشی، بدکاری کرتے ہیں۔

تھانہ سے ڈیوٹی کا انتظام موجود ہے اس کے علاوہ پبلک کی طرف سے کوئی اطلاع و درخواست موصول نہ ہوئی ہے۔

(ج) ایکسٹرا گرل یا فائٹر لڑکے جو آبادی سید پور میں رہائش رکھتے ہیں فلموں میں بطور مزدور کام کرتے ہیں اور شریف شہریوں کی طرح رہائش پذیر ہیں۔ اگر کوئی بدقماشی کرتا ہے تو فہرست تیار کی جاتی ہے۔

(د) آبادی سید پور جس کے متعلق سوالات بالا پیدا ہوئے ہیں۔ فائٹر لڑکے اور ایکسٹرا گرل جو فلموں میں کام کرتے ہیں وہ مزدوری کے طور پر کام کرتے ہیں۔ بدکاری یا فحاشی جیسا فعل آبادی علاقہ سید پور میں نہیں کرتے۔ علاوہ ازیں بدکاری اور ناجائز فروشی کی خفیہ و اعلانیہ نگرانی جاری ہے۔ ایسا فعل ہر گز نہ ہونے دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ آج کل public awareness کافی ہو چکی ہے۔ اگر کسی جگہ پر کوئی چھوٹا سا واقعہ بھی ہو جائے تو اس کے نتیجے میں ہم نے دیکھا ہے اور آپ نے بھی ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ اس کا وہاں پر کافی شدید رد عمل ہوتا ہے لیکن اس حوالے سے ابھی تک ایسی کوئی شکایت ہمارے نوٹس میں نہیں لائی گئی۔

جناب سپیکر ، اس بارے میں کوئی ضمنی سوال ؟ ۔ کوئی نہیں ۔ اگلا سوال سید ظفر علی شاہ صاحب کا ہے۔ شاہ صاحب تشریف نہیں رکھتے کوئی صاحب ان کے ایماء پر سوال کریں گے ؟

چودھری محمود اختر گھمن ، جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 966۔

زنانہ پولیس اسٹیشن کے بارے میں تفصیلات کی فراہمی

*966۔ سید ظفر علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) راولپنڈی میں زنانہ پولیس اسٹیشن (----) کا دائرہ اختیار Technical Jurisdiction کتنی ہے یہ کہاں سے شروع ہو کر کہاں ختم ہوتی ہے۔

(ب) متذکرہ زنانہ پولیس اسٹیشن میں آج تک کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان کی نوعیت کیا ہے۔

(ج) کیا متذکرہ پولیس اسٹیشن میں صرف خواتین کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی اور جرائم کے مقدمے درج کرائے جا سکتے ہیں اور خواتین ہی ایف۔آئی۔آر درج کرا سکتیں ہیں یا مردوں کو

بھی تھانہ متذکورہ میں رپورٹیں درج کرانے کا حق ہے۔

(د) متذکرہ زنانہ پولیس اسٹیشن کے اجراء سے پنجاب کے قومی خزانہ پر ماہوار کتنا خرچہ ہوا ہے۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) بحوالہ نوٹیفکیشن NOUP-2/3-35/93 محکمہ داخلہ حکومت پنجاب مورخہ 21-12-93 راولپنڈی میں زنانہ پولیس اسٹیشن کا دائرہ اختیار حدود میونسپل کارپوریشن راولپنڈی شہر اور راولپنڈی کینٹ ہے۔ یہ حدود صرف متعلق جرائم خواتین ہے۔

(ب) اس تھانہ میں ابھی تک خواتین کے متعلق صرف 25 مقدمات مختلف جرائم کے درج ہوئے ہیں مقدمات کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔

(ج) اس تھانہ میں کسی عورت یا مرد کی رپورٹ پر مقدمہ درج کیا جاتا ہے جس میں عورت ملزم ہو یا مدعیہ اور ہر ایسے جرم کا مقدمہ درج کیا جاتا ہو جس میں کوئی عورت ملزمہ ہو یا جرم اس کے خلاف سرزد ہوا ہو۔

(د) زنانہ پولیس اسٹیشن راولپنڈی کا ماہوار خرچہ تقریباً 59568-76 روپے ہے۔ اس رقم میں سٹاف کی ماہوار تنخواہیں بھی شامل ہیں۔

زنانہ پولیس اسٹیشن میں درج مقدمات کی تفصیل از مورخہ 2-5-94 تا 9-4-94

	اندراج	بے	دائر عدالت	سزا	بری	زیر تفتیش	زیر التواء
اقدام	1	1	-	-	-	1	-
زنا آرڈی نینس	3	3	1	-	-	2	1
اغواء	4	3	-	-	-	3	-
غیر فطری فعل	1	1	1	-	-	-	1
خلل عفت عورت	1	1	-	-	-	1	-
ضرر	3	3	-	-	-	3	-
نقب زنی	1	1	-	-	-	1	-
سرقہ مسلم	3	3	-	-	-	3	-

جیب تراشی	2	2	2	-	-	-	2
حراست سے فراری	1	1	-	-	-	1	-
دیگر	5	5	-	-	-	5	-
ٹوٹل	25	24	4	-	-	20	4

جناب سپیکر، جی رانا صاحب۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس بارے میں کچھ مزید معلومات ایوان کی رہنمائی کے لیے فراہم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ ایک پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر شروع کیا گیا ہے اور اس میں کوئی نئی بھرتی نہیں کی گئی۔ یہاں پر دوسرے شہروں سے جو سٹاف مہیا کیا گیا ہے اس کی تعداد اس طرح سے ہے کہ چھ سب انسپکٹر، ایک اے ایس آئی، چھ ہیڈ کانسٹیبل اور اٹھارہ کانسٹیبل خواتین پر مشتمل ہے۔ اور یہ ابھی monitary اور purview کے process میں ہے۔ اس پائلٹ پراجیکٹ کی کامیابی کے بعد یقیناً دوسرے شہروں میں بھی یہ سلسلہ شروع کیا جائے گا۔

میجر سیف اللہ چیمہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، چیمہ صاحب ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

میجر سیف اللہ چیمہ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ جو زنانہ پولیس سٹیشن ہے اس کی کارکردگی کیا ہے؟ اور کیا ان کے کام کرنے کا طریقہ ویسا ہی ہے جیسے کہ دوسرے روایتی پولیس سٹیشنوں کا ہے اور جب کہیں پر کوئی واقعہ ہوتا ہے تو کیا تفتیش کے لیے یہ عملہ خود وہاں جاتا ہے۔ ملزموں کو chase کرتا ہے۔ یعنی ان کے کام کا کیا طریق کار ہے، یہ کیسے کام کرتے ہیں؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ تجربہ ایک پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر کیا گیا ہے لیکن جہاں تک سیف اللہ چیمہ صاحب کے ضمنی سوال کا تعلق ہے اس بارے میں یہ عرض کروں گا کہ کسی قانون میں، سروس رولز یا پولیس ایکٹ میں ترمیم نہیں کی گئی۔ یہاں پر بھی وہی طریق کار ہے جو کہ دوسرے پولیس سٹیشنوں میں اختیار کیا جاتا ہے لیکن یہاں پر صرف یہ کیا گیا ہے کہ چونکہ عوام کی طرف سے یہ عام شکایت ہوتی تھی کہ اگر کسی جرم میں کوئی خاتون مدعی یا ملزم کے طور پر ملوث ہو تو اس بارے میں بعض اوقات شکایات ہوتی تھیں کہ تھانے میں ان کے ساتھ ایسا

سلوک کیا جاتا ہے جو کہ خواتین کے ساتھ نہیں ہونا چاہیے۔ لہذا اس کے لیے ایک پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر یہ شروع کیا گیا ہے لیکن اس کا طریق کار وہی ہے جو دوسرے پولیس سٹیشنوں میں اختیار کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، رانا صاحب! جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ طریق کار تو وہی ہے لیکن کیا اس سے کوئی فائدہ ہوا ہے یا اس سے کچھ بہتری ہوئی ہے؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! آپ شاید سیکرٹری صاحب کے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے۔ میں نے اپنے طور پر اس ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کیا تھا کہ اس تھانے میں عملے کی کوئی نئی بھرتی نہیں کی گئی۔ اس مرحلہ پر ابھی یہ صرف ایک پائلٹ پراجیکٹ ہے اور پھر ابھی یہ monitary purview کے process میں ہے۔ اگر یہ سلسلہ کامیاب رہا تو یقیناً پھر یہ دوسرے شہروں میں بھی شروع کیا جائے گا۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی ارشاد۔

ڈاکٹر شیلابی چارلس، جناب سپیکر! کیا محترم وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ راولپنڈی میں جو زنانہ پولیس سٹیشن بنایا گیا ہے اس میں کتنی خواتین پولیس آفیسرز یا پولیس کانسٹیبل ہیں اور کیا اس پولیس سٹیشن میں صرف خواتین آفیسرز ہی کام کرتی ہیں یا مرد پولیس آفیسرز بھی کام کرتے ہیں؟

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحبہ! آپ کے سوال کا دوسرا حصہ تو جواب طلب ہے لیکن پہلے حصے کے لیے الگ سوال آنا چاہیے۔ بہرحال وزیر موصوف سے معلوم کرتے ہیں۔ جی رانا صاحب؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں نے آپ کی اجازت سے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ اس کے لیے کوئی نئی بھرتی نہیں کی گئی۔ دوسرے پولیس سٹیشنوں سے خواتین کو وہاں پر بھیجا گیا ہے اور لفظ خواتین میں بار بار اس لیے استعمال کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس سوال کا جواب سب کو ساتھ ساتھ ملتا رہے کہ یہاں پر کوئی مرد سٹاف میں نہیں۔ اسی طرح اس کی تعداد کے بارے میں عرض کیا تھا کہ 6 سب انسپکٹر، ایک اے ایس آئی، 6 ہیڈ کانسٹیبل اور 18 کانسٹیبل خواتین وہاں پر تعینات ہیں۔

میجر سیف اللہ چیمہ، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب فرمایئے۔

میجر سیف اللہ چیمہ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تفتیش یا گرفتاری جو ہے یہ زنانہ پولیس سٹیشن کا عملہ خود کرتا ہے۔ یعنی جب کسی مقدمے میں دو خواتین ہی ملوث ہوں گی تو تب ان کے پاس مقدمہ درج ہو گا کیونکہ عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ خواتین کی involvement مردوں کے ساتھ ہی کسی مقدمے میں ہوتی ہے تو ایسی صورت میں جب کوئی خاتون کسی مقدمے میں مردوں کے ساتھ involve ہو تو پھر یہ کیسے کارروائی کریں گی۔ باہر فیلڈ میں یہ کیسے ان کو گرفتار کریں گی یا کیسے ان پر raid کریں گی؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! میں نے وضاحت کرنے کی کوشش تو کی تھی لیکن میں معذرت خواہ ہوں کہ شاید میں اپنی وضاحت میں اپنا نقطۂ نظر واضح نہیں کر سکا۔ جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ پولیس ایکٹ بھی وہی ہے، تفتیش کا طریق کار بھی وہی ہے اور دیگر قوانین بھی وہی ہیں۔ جس طرح دوسرے تھانوں میں یہ ہوتا ہے کہ اگر کسی خاتون کو گرفتار کرنا مطلوب ہو یا کسی خاتون کی search کرنا مطلوب ہو تو اس کے لیے وہ پولیس سٹیشن جہاں پر male نفری تعینات ہوتی ہے وہ بھی زنانہ پولیس کی امداد لیتے ہیں۔ اسی طرح اسی طریق کار کے تحت اس پولیس سٹیشن میں بھی جہاں تک خواتین کے خلاف ایکشن کا تعلق ہے یہ زنانہ پولیس سٹیشن کا عملہ جو یہاں پر تعینات ہے خود لیتا ہے لیکن اگر کسی مرد کو پکڑنا مطلوب ہو تو پھر دوسرے مروجہ طریق کار کے مطابق دوسرے پولیس سٹیشن سے بھی امداد حاصل کر لی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ رانا صاحب! اگلا سوال حاجی محمد افضل چن صاحب کا ہے۔

منڈی بہاؤالدین میں ڈکیتی کی واردات کی تفصیل

*1084۔ حاجی محمد افضل چن، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں اور کتنے مقدمات درج ہوئے اور ان میں سے کتنی ڈکیتیاں برآمد ہوئیں۔ تفصیل تھانہ وار مہیا کی جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

یکم جنوری سے 31 مارچ 1994ء تک حدود ضلع منڈی بہاؤالدین میں ڈکیتی کی کل 3 وارداتیں ہوئیں تین مقدمات درج کیے گئے اور تینوں میں برآمدگی ہوئی۔ تفصیل تھانہ وار لف ہے۔

تھانہ پھالیہ

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	ڈکیتی کی کل کتنی وارداتیں ہوئیں	کتنے مقدمات درج ہوئے	کن میں برآمدگی ہوئی
1۔	1	1	1
میزان	1	1	1

تھانہ میانہ گوندل

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
—	—	—	—

تھانہ ملکوال

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی وارداتیں

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
-	-	-	-

تھانہ کٹھیالہ شیخاں

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
	2	2	2

میزان	2	2	2

تھانہ قادر آباد

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
-	-	-	-

تھانہ سٹی منڈی بہاؤالدین

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
-	-	-	-

تھانہ پاہڑیانوالی

سال 1993ء سے آج تک ڈکیتی

نمبر شمار	کتنی وارداتیں ہوئیں	اندراج مقدمات	برآمدگی
-	-	-	-

جناب سپیکر: جی اگلا سوال۔ حاجی محمد افضل چن صاحب 1085

مویشی چوری کے مقدمات کی تفصیل

*1085۔ حاجی محمد افضل چن: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں نومبر 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے کتنے مقدمات درج ہوئے ان میں سے کتنے مویشی برآمد ہوئے تفصیل تھانہ وار مہیا کی جائے۔

(ب) جزو (الف) میں بیان کیے گئے مقدمات میں سے کتنے ملزمان گرفتار ہوئے۔ کتنے ابھی تک

مفرور ہیں اور کتنے ملزمان سزایاب یا بری ہوئے۔ تفصیل تھانہ وار بیان کی جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) نومبر 1993ء سے آج تک حدود ضلع منڈی بہاؤالدین میں 381 مقدمات درج ہوئے جن میں 331 مویشی برآمد ہوئے۔ تھانہ وار تفصیل لف ہے۔

(ب) نومبر 1993ء سے آج تک سرقہ مویشی کے مقدمات میں 70 ملزمان گرفتار ہوئے۔ 7 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں۔ 70 گرفتار ملزمان میں سے 5 ملزمان سزایاب ہوئے۔ 65 ملزمان کے خلاف مقدمات زیر سماعت ہیں اور کوئی ملزم ابھی تک بری نہیں ہوا۔ تھانہ وار تفصیل لف ہے۔

تھانہ پھالیہ

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف ج) کتنے مقدمات درج ہوئے — کتنے مویشی برآمد ہوئے

کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
26	23

(ب ج)

کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
6	3	-	-

تھانہ سٹی منڈی بہاؤالدین

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف ج)

کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
1	—

(ب ج)

کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
-	-	-	-

تھانہ میانہ گوندل

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف جز) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
43	53

(ب جز) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
13	2	-	-

تھانہ صدر منڈی بہاؤالدین

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف جز) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
46	105

(ب جز) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
9	-	-	-

تھانہ پاہڑیانوالی

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف جز) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
11	16

(ب جز) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
8	-	1	-

تھانہ قادر آباد

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف جز) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
40	36

(ب ج) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
14	1	-	-

تھانہ کٹھیالہ شیخاں

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف ج) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
78	58

(ب ج) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
10	-	4	-

تھانہ ملکوال

سال 1993ء سے آج تک مویشی چوری کے مقدمات

(الف ج) کتنے مقدمات درج ہوئے	کتنے مویشی برآمد ہوئے
36	22

(ب ج) کتنے ملزمان گرفتار ہوئے	مفرور ملزمان	سزایاب	بری
10	1	-	-

جناب سپیکر، اگلا سوال، حاجی محمد اسماعیل صاحب۔

تھانہ پیپلز کالونی اور تھانہ صدر میں اشتہاری ملزمان کی تعداد

*1115۔ حاجی محمد اسماعیل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد کے تھانہ پیپلز کالونی اور تھانہ صدر اور ان سے منسلک چوکیوں میں کل اشتہاری ہیں اور ان کے نام و پتاجات کیا ہیں وہ کتنے عرصے سے مطلوب ہیں اور ان کے خلاف کس

کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

(ب) متذکرہ تھانہ جات اور ان سے منسلک چوکیوں کے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے کیا کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کارروائی کی گئی۔ اگر ہاں تو کب اور کس کے خلاف اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک کارروائی کی جائے گی؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)

نام و پتا مجرمان اشتہاری	مطلوب تاریخ	عنوان مقدمہ
1۔ زبیر شاہ ولد رحمت علی شاہ سکنہ محلہ گھے زئی تھانہ سٹی سیالکوٹ	30/5/79	1۔ مقدمہ نمبر 1 مورخہ 2/2/79 بجرم 395 ت پ پیپلز کالونی۔
2۔ مبشر ولد نصیر جٹ سکنہ چک 29 ر۔ب تھانہ سانگلہ ہل۔	4/6/88	2۔ مقدمہ 154 مورخہ 14/5/88 بجرم 149/148/216/353/307/302 تھانہ پیپلز کالونی
3۔ اللہ یار ولد کموں قوم لوہار چک 240 ب تھانہ صدر	29/7/76	3۔ مقدمہ 4 مورخہ 3/2/76 بجرم 398/395 ت پ تھانہ پیپلز کالونی۔
4۔ عبداللطیف ولد اللہ بخش قوم مسلم شیخ سکنہ کوٹھی نمبر 313 ذی پیپلز کالونی	4/12/81	4۔ مقدمہ 608 مورخہ 10/10/81 بجرم 10/16 حدود زنا پیپلز کالونی۔
5۔ مشتاق احمد ولد محمد طفیل قوم جولاہا سکنہ 224 ر۔ب تھانہ صدر	5/8/85	5۔ مقدمہ 189 مورخہ 16/5/85 بجرم 380/354 ت پ تھانہ پیپلز کالونی
6۔ عبدالغفور ولد حسین بخش سکنہ 81/2 مہدی شاہ تھانہ گوجرہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ۔	17/7/85	6۔ مقدمہ 137 مورخہ 11/4/85 بجرم 10/11 حدود تھانہ پیپلز کالونی
7۔ امانت علی ولد عاشق علی " " "	" " "	7۔ " " " " " " " " " " " "
8۔ آصف ولد غلام حیدر آرائیں سکنہ کالم پورہ کالونی ملتان۔	9/10/85	8۔ مقدمہ 47 مورخہ 8/1/85 بجرم 17/6/79 تھانہ پیپلز کالونی
9۔ ارشاد احمد ولد محمد علی ملک سکنہ 46 شمالی سرگودھا۔	10/12/85	8۔ مقدمہ 275 مورخہ 3/8/85 بجرم 381 تھانہ پیپلز کالونی۔
10۔ بشیر احمد ولد فیروز جولاہا	5/4/81	10۔ مقدمہ 158 مورخہ 13/7/80 بجرم

سکنہ 224 ر۔ب		14/6/79 تھانہ مینٹیننس کالونی
11۔ عبدالرحمن ولد عبدالحمید سکنہ افغانستان حال 77 سلانوالی سرگودھا	26/6/80	11۔ مقدمہ 73 مورخہ 15/2/80 بجرم 156 کسٹم ایکٹ تھانہ مینٹیننس کالونی
12۔ محمد ظاہر ولد بلا خان پٹھان	" " "	12۔ " " " " " "
" " " " "		" " " " " "
13۔ خالد محمود ولد شیر محمد گوندل سکنہ چک باہڑیانوالہ گجرات	25/8/87	13۔ مقدمہ 172 مورخہ 16/5/87 بجرم 471/468/420
14۔ سلیم مسیح ولد ولیم مسیح عیسائی سکنہ 78 سی گلبرگ لاہور تھانہ صدر	7/5/88	14۔ مقدمہ 23 مورخہ 6/2/88 بجرم 7 پروول ایکٹ تھانہ مینٹیننس کالونی
15۔ محمد اکرم ولد محمد یوسف جٹ چک 226 ر۔ب تھانہ صدر	28/2/91	15۔ مقدمہ 10 مورخہ 9/1/91 بجرم 34/302 تھانہ صدر
16۔ الہٰی بخش ولد کریم بخش گوپانگ سکنہ بہاولپور صدر صادق آباد	22/7/88	16۔ مقدمہ 334 مورخہ 6/9/87 بجرم 7 پروول ایکٹ تھانہ صدر
17۔ احمد علی زخمی ولد نوشیر قوم کھرل چک 243 ر۔ب ڈجکوٹ	8/1/93	17۔ مقدمہ 279 مورخہ 13/7/92 بجرم 149/148/302 تھانہ صدر

(ب) مجرمان اشتہاری کو گرفتار نہ کرنے کی وجہ سے کسی آفیسر کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی ہے۔ کیونکہ مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے سلسلہ میں کوئی آفیسر کوتاہی کا مرتکب نہ پایا گیا ہے۔ مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے سلسلہ میں آفیسران نے ہر ممکن کوشش کی ہے۔ لیکن زیادہ تر مجرمان اشتہاری علاقہ غیر چلے گئے ہیں اور کبھی بھی ضلع فیصل آباد کی حدود میں داخل نہ ہوئے ہیں۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب والا! اس سوال سے پہلے بھی تین چار سوالات ایسے آئے ہیں جس میں There is negligence on the part of the police officials to arrest the accused persons. لیکن بدقسمتی سے کسی بھی پولیس آفیسر کے خلاف کسی بھی سوال کے مطابق کوئی کارروائی نہیں کی گئی اور ان میں چھ چھ ماہ کا عرصہ بھی گزر گیا ہے۔ جیسے انارگل کی گرفتاری ہے اور سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود بھی چھ ماہ گذر چکے ہیں۔ تو کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ آج تک کسی ایسے پولیس آفیسر کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی گئی کہ ایسے خطرناک قسم کے dacoits

اور بعض قتل کے مجرمان کو گرفتار کیوں نہیں کیا گیا؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب سپیکر! اس سے پہلے بھی اسی نوعیت کے دو ضمنی سوالات تھے جن پر میں نے گزارش کی تھی کہ پہلے specifically کسی آفیسر کو تعینات نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اب یہ کوشش کی جاتی ہے کہ جو مختلف proclaimed offenders ہیں ان کی گرفتاری کے لیے خصوصی طور پر کسی ایک آفیسر کی ڈیوٹی لگا دی جائے۔ تو اس کے بعد ہمارے پاس ایک جواز ہو گا کہ اگر وہ اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہوا ہے لیکن اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہو گی اور جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ یہ بات میرے لیے باعث فخر یا قابل تحسین نہیں کہ یہ چیز میں admit کروں کہ ہاں یہ شکایت عام ہے کہ اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہیں کی جاتی۔ اب ہم نے یہ exercise شروع کی ہے کہ جو اشتہاری ملزمان ہیں ان کی گرفتاری کے لیے خصوصی طور پر کسی پولیس آفیسر کی ڈیوٹی لگائی جائے تاکہ اس کے بعد اس سے جواب دہی کی جائے۔ لیکن میری اس ایوان کے معزز اراکین سے بھی گزارش ہے کہ سوال دینے کی حد تک تو دلچسپی کا اظہار ہوتا ہے لیکن اس سے تھوڑا سا آگے جانے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم سب مل کر ایسے اشخاص کسی پولیس آفیسر کے نوٹس میں لائیں کہ فلاں مجرم فلاں جگہ پر بیٹھا ہے تو پھر میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ چاہے وہ کسی بھی عہدے کا آفیسر ہے یقیناً اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی کیونکہ اس نے اشتہاری مجرم کو گرفتار نہیں کیا اور اسے موقع دیا ہے کہ وہ دوبارہ بھاگ جائے۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! ضابطے کے مطابق اور پولیس رولز کے مطابق کسی خصوصی آفیسر کا تعینات کیا جانا ضروری نہیں۔ جناب وزیر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ خصوصی طور پر کسی کو مامور نہیں کیا گیا اس لیے کارروائی نہیں کی گئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ضابطے کے مطابق اور پولیس رولز کے مطابق جو شخص انچارج ہوتا ہے وہ ذمہ دار ہوتا ہے۔ کیا وزیر موصوف اس بارے میں کوئی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ محکمہ پولیس کی کارکردگی ہمارے لیے باعث فخر یا باعث تحسین نہیں۔ غالباً انھوں نے میرے اعتراض کو سنا نہیں یا قبول نہیں کیا۔ یقیناً یہ کوشش کی جائے گی کہ آئندہ ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے خصوصی مہم شروع کی جائے۔

جناب سپیکر، وزیر موصوف باقاعدہ یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ ایسی کوئی کمی بیشی نہیں چھوڑی

جائے گی اور مناسب نوٹس لیا جائے گا۔ جی بھٹی صاحب۔

جناب نذر عباس بھٹی، جناب والا! جز ' ب ' میں جواب آیا ہے کہ زیادہ تر مجرمان اشتہاری علاقہ غیر چلے جاتے ہیں۔ تو میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ علاقہ غیر میں جانے والے مجرموں کے لیے کیا ہماری پولیس فورس وہاں کے پولیٹیکل ایجنٹ یا وہاں کے قانون سازوں کے ساتھ رابطہ کرتے ہیں؟ اگر کرتے ہیں تو میرے خیال میں ایسے اشتہاری مجرمان کو واپس لانا اچھا ہوتا ہے کیونکہ یہ لوگ وہیں سے آ کر واردات کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! قبائلی علاقے کا اپنا ایک legal constitutional status ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ clue ملنے پر ----

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! گورنمنٹ والے اپوزیشن میں شامل ہو گئے ہیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا! اکثر ایسا ہوا ہے کہ کوئی مخصوص clue ملنے پر کسی مجرم کی بازیابی کے لیے اور یقیناً بھٹی صاحب کے علم میں بھی ہو گا کہ ایسے لوگ جو اغوا کیے گئے ان کو بھی علاقہ غیر میں لے جایا گیا۔ یقیناً وہاں پر کارروائی کرنے کے لیے پنجاب پولیس کو آئینی اور قانونی مشکلات ہیں جیسے پنجاب کی حدود میں operate کر سکتی ہے ویسے وہاں نہیں کر سکتی۔ لیکن جہاں بھی کسی واقعہ کا clue ملتا ہے تو اس میں متعلقہ حکام کے تعاون کے ذریعے کوشش کی جاتی ہے لیکن اس سلسلے میں بھی ابھی تک جو کچھ کیا گیا ہے میں ذاتی طور پر اس پہ اطمینان کا اظہار نہیں کرتا۔ اس ضمن میں بھی ان کی تجویز کے مطابق آئندہ کے لیے کارکردگی کو بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے کہ یہ شکایت بھی جلد از جلد دور کر دی جائے۔

جناب سپیکر، مزید سوالات کوئی نہیں۔ غیر نشان زدہ سوالات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

تھانہ ڈجکوٹ میں اشتہاری ملزمان کی تعداد

28 جناب آفتاب احمد خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد کے تھانہ ڈجکوٹ اور اس سے منسلک چوکی میں کل کتنے ملزمان اشتہاری ہیں اور

ان کے نام و پتاجات کیا ہیں وہ کتنے عرصے سے مطلوب ہیں اور ان کے خلاف کس کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

(ب) متذکرہ تھانہ اور اس سے منسلک چوکی کے اشتہاری ملزمان کی مسلسل گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے آیا کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کارروائی کی گئی ہے اگر ہاں تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف)	نام و پتا مجرمان اشتہاری	مطلوب تاریخ	عنوان مقدمہ
1۔	عاشق حسین ولد ہدایت علی جٹ سکنہ 275 ر۔ب	20/7/92	مقدمہ 298 مورخہ 23/4/90 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ ڈجکوٹ
2۔	عبدالشکور عرف شکوری ولد روشن دین ذات راجپوت چک 659 گ ب ڈجکوٹ	24/3/92	مقدمہ 194 مورخہ 24/6/91 بجرم 149/148/337/324/302 ت پ تھانہ ڈجکوٹ فیصل آباد
3۔	محمود احمد ولد محمد اشرف ذات جٹ چک 274 ر۔ب ڈجکوٹ	5/8/92	مقدمہ 29 مورخہ 30/1/92 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ ڈجکوٹ

(ب) تمام اشتہاری ملزمان گرفتاری کے لیے پولیس افسران کو مامور کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ تمام ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے لیے ہرممکن کوشش کریں۔ بصورت دیگر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاحال اس سلسلہ میں کسی افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں نہ ہوئی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ کہ قبل ازیں مجرمان اشتہاری گرفتاری کسی مخصوص افسر کو نہ سونپی گئی تھی لیکن اب علیحدہ علیحدہ افسران کو مامور کر کے 15 یوم کی مہلت دی گئی ہے کوتاہی کے مرتکب افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

ضلع فیصل آباد کے پولیس ملازمین کو بطور انعام دی گئی رقم کی تفصیل

30 **جناب آفتاب احمد خان**، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 84-1983ء سے 94-1993ء کے عرصے کے دوران ضلع فیصل آباد میں کن کن افراد/

پولیس ملازمین اور افسران کو کتنی کتنی مالیت کی رقم بطور انعام کن وجوہ کی بناء پر دی گئی۔ ایسے افراد / ملازمین اور افسران کے نام و پتاجات عہدہ جات کی تفصیل سال وار ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ عرصے کے دوران فیصل آباد کے تھانہ جات میں کتنی رقم بطور خوراک خرچ کی گئی تفصیل سال وار اور تھانہ وار بتائی جائے؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) فہرست ہائے سال 84-1983ء تا 94-1993ء لف ہیں۔

(ب) تفصیل رقومات سال 84-1983ء تا 94-1993ء لف ہے۔

POLICE DEPARTMENT FAISALABAD DISTRICT

REPLY OF ASSEMBLY QUESTION NO. 30 PART-B

Sr No.	Name of P S	1983-84	84-85	85-86	86-87	87-88	88-89	89-90 to 93-94
1.	Kotwali	1423.25	-	-	-	-	-	-
2.	Civil Line	-	3019.32	-	1594.56	-	-	-
3.	Sargodha Rd	-	-	-	2407.32	4356.62	2266.00	-
4.	Ghulam Muhammadabad	-	-	-	-	3484.80	-	-
5.	Peoples Colony	-	-	-	5283	3041 80	15423.50	-
6.	Sadar	-	-	-	-	1340.20	-	-
7.	Dijkot	-	-	-	1133.12	591.00	-	-
8.	Chak Jhumra	-	-	-	215.46	3400 00	-	-
9.	Samundri	-	-	1873.16	9156.56	7924.95	7174.78	-
10.	Tandlianwala	-	-	-	10212.8	2958 00	-	-
11.	Bahlak	-	-	-	1585 20	1961.48	-	-
12.	Mamunkanjan	-	-	-	-	-	267.30	-
13.	Garh	-	-	-	639.90	-	-	-

14.	Jaranwala	-	-	1631.00	-	-	-	-
15.	Khurianwala	1634.30	-	2437.48	8524 00	-	-	-
16.	Lundianwala	-	2196	1954	2585	1594	1683.72	-

SD/-

Superintendent of Police.

Faisalabad

تھانہ فیکٹری ایریا کے اشتہاری ملزمان کی تفصیل

45۔ راجہ ریاض احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

الف۔ ضلع فیصل آباد کے تھانہ فیکٹری ایریا اور اس سے منسلک چوکی میں کل کتنے ملزمان اشتہاری ہیں اور ان کے نام و پتاجات کیا ہیں وہ کتنے عرصے سے مطلوب ہیں اور ان کے خلاف کس کس جرم کے تحت مقدمات درج ہیں۔

ب۔ متذکرہ تھانہ اور اس سے منسلک چوکی کے اشتہاری ملزمان کی گرفتاری نہ ہونے کی وجہ سے کیا کسی ذمہ دار افسر کے خلاف کارروائی کی گئی اگر ہاں تو کب اور کس کس کے خلاف اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

(الف) نام و پتا مجرمان اشتہاری	مطلوب تاریخ	عنوان مقدمہ
1۔ محمد خوشی ولد احمد خان سکنہ 171/c اعظم کوارٹر فیڈرل ایریا کراچی۔	6/4/86	مقدمہ 585 مورخہ 9/1/85 بجرم 420 ت پ فیکٹری ایریا کراچی
2۔ نور احمد ولد وزیر علی ذات اعوان کی نمبر 3 محلہ شریف پورہ فیصل آباد	10/5/88	مقدمہ 55 مورخہ 4/2/87 بجرم 411/420/379 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا۔
3۔ ڈانیئل مسیح ولد بونا مسیح ذات عیسائی سکنہ وارث پورہ فیصل آباد۔	8/9/90	مقدمہ 93 مورخہ 14/3/89 بجرم 149/148/302 ت پ تھانہ فیکٹری ایریا۔

(ب) تمام اشتہاری مجرمان کی گرفتاری کے لیے پولیس افسران کو مامور کیا گیا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی ہے کہ تمام مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کے لیے ہر ممکن کوشش کریں بصورت دیگر ان کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی تاحال اس سلسلہ میں کسی افسر کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ قبل ازیں مجرمان اشتہاری کی گرفتاری کسی مخصوص افسر کو نہ سونپی گئی تھی لیکن اب علیحدہ علیحدہ افسران کو مامور کر کے 15 یوم کی مہلت دی گئی ہے۔ کوتاہی کے مرتکب افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

تھانہ ڈی ٹائپ کالونی کے ملازمین کی تفصیل

46۔ راجہ ریاض احمد، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع فیصل آباد کے تھانہ ڈی ٹائپ کالونی اور اس کے منسلک چوکی میں اس وقت کل کتنے ملازم ہیں۔ ان کے عہدے جات کیا ہیں اور وہ اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کہاں کہاں تعینات رہے ہیں ان کے ڈومیسائل کن کن علاقوں کا ہے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتاجات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

تھانہ ڈی ٹائپ کالونی اور اس سے منسلک چوکی میں کل ملازمین کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

انسپکٹر	سب انسپکٹر	اے ایس آئی	ایچ سی	کنسٹیبل
1	5	9	12	96

* مفصل کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے۔

صوبے میں حادثات کی تفصیل

429۔ سید تابش الوری، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گذشتہ سال کے مقابلے میں سال 1993ء کے دوران پنجاب بھر میں سڑکوں اور ہائی وے پر

کتنے ٹریفک حادثات ہوئے اور ان میں کتنے افراد جان بحق اور زخمی ہوئے۔

(ب) گذشتہ سال کے مقابلے میں ایسے حادثات کی فی صد شرح میں کتنی کمی یا اضافہ ہوا اور اس کی وجوہ کیا ہیں۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)،

(الف) گذشتہ سال 93-1992ء کے دوران پیش آمدہ حادثات کا تقابلی جائزہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ 1992ء کے دوران 25521 مہلک 2966 غیر مہلک حادثات کے نتیجہ میں 3175 اشخاص ہلاک اور 6639 زخمی ہوئے جب کہ سال 1993ء میں 2781 مہلک 3196 غیر مہلک حادثات کے نتیجہ میں 13322 اشخاص ہلاک اور 6758 زخمی ہوئے۔ اعداد و شمار کے مطابق 1993ء میں 230 مہلک 230 غیر مہلک حادثات میں اضافہ اور اس کے نتیجہ میں 147 اموات اور 114 افراد زیادہ زخمی ہوئے۔

(ب) سال 93-1992ء کے اعداد و شمار کے مطابق 1993ء میں شرح حادثات میں 8,3 اضافہ ہوا جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ گاڑیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد
2۔ سڑکوں کی خستہ حالت
3۔ آبادی کا تیزی سے بڑھنا
4۔ تیز رفتاری
5۔ ناجائز تجاوزات
6۔ گاڑیوں کی فنی خرابی
7۔ سست رفتار گاڑیوں کی آمدورفت
8۔ سڑکوں کے ساتھ پارکنگ کا انتظام نہ ہونا
9۔ بس اور ویگن سٹینڈ کی کمی
10۔ ہر قسم کی ٹریفک کا ایک ہی سڑک پر چلنا
11۔ پیدل اور سائیکل سواروں کے لیے علیحدہ راہ گزر کا نہ ہونا۔
12۔ ڈرائیوروں کی ٹریفک قوانین سے ناواقفیت۔
13۔ ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرنے کے مرتکب لوگوں پر سزا اور جرمانے کا ناکافی ہونا۔

وہاڑی میں پولیس کرائم سیل کی تعداد

523۔ جناب محمود حیات خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع وہاڑی میں پولیس کے کتنے کرائم سیل کن کن مقامات پر قائم کیے گئے ہیں ان

کی کارکردگی کیا ہے۔ انہوں نے کتنے ڈاکے اور چوری کے پرچے درج کیے ہیں اور کس حد تک ڈاکہ اور چوری برآمد کی ہے۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)۔

ضلع وہاڑی کے اندر تین کرائم سیل بمقام صدر وہاڑی میلسی اور بورے والا قائم کیے گئے تھے جو اب ختم ہو چکے ہیں۔ جنہوں نے نئے مقدمات بابت ڈکیتی و چوری کے اندراج کے ساتھ ساتھ پرانے عدم پتا مقدمات ڈکیتی و چوری بھی ٹریس کیے ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مسئلہ استحقاق

غیر سرکاری ادارہ کی جانب سے شائع شدہ کتاب میں اراکین اسمبلی کے غلط کوائف کی اشاعت

جناب سپیکر، اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ سید ظفر علی شاہ صاحب نے تحریک استحقاق نمبر 11 غیرسرکاری ادارہ کی جانب سے شائع شدہ کتاب میں اراکین اسمبلی کے غلط کوائف کی اشاعت پیش کی تھی۔ اس پر بحث بھی ہو گئی تھی۔ جناب وزیر قانون نے اس پر جواب دینے کا وعدہ کیا تھا۔ کیا وہ مناسب خیال کرتے ہیں کہ اس کا جواب دیں۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب سپیکر! یہ تحریک استحقاق سید ظفر علی شاہ صاحب نے پیش کی تھی۔ بے شک آج اراکین اپوزیشن یہاں موجود نہیں ہیں اور یہ تحریک استحقاق اپوزیشن کے معزز رکن کی طرف سے پیش کی گئی تھی اس کے متعلق میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ متعلقہ کتاب جس ایڈیٹر نے لکھی ہے اس کی طرف سے جواب آنے کے بعد ہی صورت حال واضح ہوسکتی ہے۔جناب سپیکر جو جواب متعلقہ چیف ایڈیٹر نے دیا ہے وہ تسلی بخش نہیں ہے اس میں انہوں نے صرف یہ ذکر کیا ہے کہ جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ کتابت کی غلطیاں ہیں اور اس سے اگر کسی کو تکلیف پہنچی ہے تو ان غلطیوں کو درست کر دیا جائے گا اور کچھ غلطیاں وہ کہتے ہیں درست کر دی گئی ہیں کسی بھی آدمی کی سیاسی وابستگی یا اس کی ذاتی زندگی کے بارے میں کوئی غلط بیانی کی جائے تو پھر اسے کتابت کی غلطی نہیں

کہا جا سکتا۔اس لئے میں اس جواب پر اظہار افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور اسے thrash out کرنے کی ضرورت ہےاور اس بات کی بھی حوصلہ افزائی نہیں کی جا سکتی کہ کوئی شخص محض اپنی پبلشنگ کے لئے یا اپنے مالی وسائل بڑھانے کے لئے اراکین اسمبلی کے حوالے سے ان کی مرضی کے بغیر کوئی کتاب یا حالات زندگی اس انداز میں شائع کرے ۔ صحافت کا ہم بڑا احترام کرتے ہیں اور ان کو ہم پارلیمانی زندگی کا ایک حصہ تصور کرتے ہیں اور مثبت صحافت کے لئے حکومت ہرقسم کا تعاون کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ جس کسی شخص نے بھی یہ کتاب شائع کرکے جس غیر ذمہ داری کا مظاہرہ کیا ہے اس سے صحافت کے کردار کی بھی نفی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ صحافی جتنی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہیں کسی ایک شخص نے ان کو عوام میں مقبول بنانے میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیا جائے ۔ یہ معاملہ ایک خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو اسے thrash out کرے۔ لہذا میں اسے باضابطہ قرار دیے جانے کے حق میں ہوں۔

جناب سپیکر، میں اس تحریک استحقاق کو باضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ اس سلسلے میں تحریک پیش کی جائے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب والا! چونکہ اپوزیشن اراکین ایوان میں موجود نہیں ہیں اور اپوزیشن کے ایک فاضل رکن جو غالباً ٹوکن کے طور پر یہاں تشریف رکھتے ہیں وہ بھی جناب سپیکر! متوجہ نہیں۔ اس لئے یہ فریضہ بھی میں ہی آپ کی اجازت سے سرانجام دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 58 کو اس حد تک معطل کیا جائے جہاں تک وہ تقاضا کرتا ہے کہ تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور تحریک استحقاق نمبر 11 کے لئے مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور کمیٹی کی تشکیل کے بعد یہ تحریک استحقاق اس کے حوالے کی جائے۔

1۔میاں محمد رشید صاحب 2۔ نواب شیر وسیر صاحب 3۔فضل حسین سومرا 4۔ولائیت شاہ کھگہ 5۔ جناب عبدالرحمٰن کھر 6۔ میاں مشتاق حسین ڈوگر 7۔نوابزادہ شمس حیدر 8۔ چودھری محمد حنیف خان 9۔چودھری تنویر خان 10۔ محمد اقبال خان خاکوانی۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 58 کو اس حد تک

معطل کیا جائے جہاں تک وہ تقاضا کرتا ہے کہ تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور تحریک استحقاق نمبر 11 کے لئے مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور کمیٹی کی تشکیل کے بعد یہ تحریک استحقاق اس کے حوالے کی جائے ۔ 1۔میاں محمد رشید صاحب 2۔ نواب شیر وسیر صاحب 3۔فضل حسین سومرا 4۔ولایت شاہ کھگہ 5۔ جناب عبدالرحمٰن کھر 6۔ میاں مشتاق حسین ڈوگر 7۔نوابزادہ شمس حیدر 8۔ چودھری محمد حنیف خان 9۔چودھری تنویر خان 10۔ محمد اقبال خان خاکوانی۔

(تحریک منظور کی گئی)

خصوصی کمیٹی اپنی رپورٹ 2 ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے گی ۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 12 چودھری غلام احمد خان۔(تشریف نہیں رکھتے) اس لئے یہ dispose of تصور ہو گی ۔ اس کے بعد وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 13 ہے۔

ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ملکیتی اراضی پر ناجائز قبضہ

چودھری محمد وصی ظفر، میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں کل مورخہ 25-4-94 کو شام کے وقت سیر کرنے کے لیے ماڈل ٹاؤن کے " اے اور "ایچ" بلاک کے ملحقہ پارک میں گیا تو پارک کو اور سڑکوں کو جنگلوں سے بند کر کے تعمیرات جاری تھی۔ میں نے جنگلے سے اندر جانے کی کوشش کی تو چند مسلح آدمیوں نے مجھے روکا اور بدتمیزی کی۔ یہ جگہ ہذا سوسائٹی کی ملکیت ہے۔ جہاں بااثر افراد نے ناجائز قبضہ کر کے کروڑوں روپے کی جائیداد ہتھیا رکھی ہے۔ وہاں پر مسلح افراد ہر وقت دندناتے رہتے ہیں جس سے عوام بھی عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ مجھے روکنے اور بدتمیزی کرنے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا تحریک ہذا کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر آپ اجازت فرمائیں تو شارٹ سٹیٹمنٹ دے دوں

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ دے دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جناب سپیکر! اس

تحریک استحقاق کی کاپی ابھی مجھے موصول نہیں ہوئی ۔ بہرحال چونکہ تحریک پیش کر دی گئی ہے اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ کل دے دیں تاکہ اتنی دیر میں اس کا جواب بھی منگوا لوں اور حکومت کی طرف سے اس کا جواب بھی آ سکے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! وزیر قانون کی بات تو ٹھیک ہے ان کو ابھی اس تحریک کی کاپی بھی نہیں ملی ان کے پاس ابھی کوئی جواب بھی نہیں آیا ۔ میرے خیال میں ہم اسے کل ٹیک اپ کر لیں گے اور کل آپ اس پر short statement بھی دے دینا ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! ٹھیک ہے میں اس پر short statement تو کل دے دوں گا۔ مجھے پھر دو باتیں کرنے کا موقع دے دیا جائے جو کہ انتہائی اہم ہیں اور جو اس وقت موجودہ صورت حال ہے.....

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ نے اپنی تحریک استحقاق تو پڑھ دی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ تو میں نے پڑھ دی ہے اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ تو میں کل دے دوں گا۔ ایک علیحدہ subject ہے---------

جناب ڈپٹی سپیکر، پہلے میں اس dispos of تو کر دوں یعنی میں اسے کل تک کے لئے کر دوں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جناب کل تک کے لئے مؤخر کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے مؤخر کی جاتی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اب میری دو منٹ کے لئے گزارش ہے کہ حزب اختلاف نے جو منفی سیاسی رویہ اپنایا ہوا ہے جس سے سیاسی نظام کو اور ملک وملت کو بھی خطرہ لاحق ہے ۔ قوم کو ابھی تک ان کا سابقہ کردار یاد ہے جو انہوں نے چھانگا مانگا مری اور میریٹ ہوٹل میں اپنایا تھا ۔ جناب والا! یہ کس ڈگر پر جانا چاہتے ہیں؟ عوام سے انہوں نے ووٹ لئے ہیں اور اپنے فرائض سے یہ روگردانی کر رہے ہیں اور ان کے پاس کوئی ایسا جواز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے جو issue بنایا ہوا ہے۔ دراصل ان کے ذہنوں اور دل میں سرحد اسمبلی کا خیال ہے۔ وہاں 42 آدمی گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! ایک منٹ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ افہام و تفہیم سے کارروائی چلے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! افہام و تفہیم کا یہ مطلب نہیں کہ ہم ان سے جوتیاں کھاتے رہیں۔ وہ اپنی بات اور اصل شیشہ بھی دیکھیں۔ جو اصلیت ہے وہ اس ملک کے ساتھ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔جناب! یہ کس کے ایجنٹ ہیں اور یہ کیا کر رہے ہیں؟ اور یہ جمہوری نظام کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ لوگوں کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ 42 آدمی اندر نہیں گئے ہیں۔ ڈیمو کریسی کس کو کہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا مؤقف آپ کے نقطہ نظر میں درست ہے۔ لیکن ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ افہام و تفہیم سے ان کو ہاؤس میں لائیں۔ اس لئے میرے خیال میں آج یہ مناسب نہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! اگر انہوں نے یہی باتیں سن کر ہاؤس میں نہیں آنا تو نہ آئیں۔

جناب امان اللہ بابر، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ بابر، جناب والا! میں آپ کے توسط سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم دوست وصی ظفر صاحب نے جو اپوزیشن کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن تو پورے پنجاب کی لڑائی لڑ رہی ہے۔ ان لوگوں کی جنگ لڑ رہی ہے جنہوں نے ہمیں منتخب کرکے یہاں بھیجا ہے۔ جناب والا! ہم تو عوام کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ بابر صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ عوام کے حقوق کی جنگ نہیں لڑ رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ایک منٹ وصی ظفر صاحب! آپ تشریف تو رکھیں۔ امان اللہ بابر صاحب! آپ بیٹھیں۔ میں امان اللہ بابر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اپوزیشن نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے اور وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں کیا وہ اس بائیکاٹ میں حصہ دار نہیں ہیں؟ یہ اپنی پوزیشن واضح کریں۔

جناب امان اللہ بابر، جناب والا! میں نے تو اپنی جیب میں سیاہ پٹی بھی ڈالی ہوئی ہے۔ کہ میں اسے کسی وقت بھی اپنے بازو پر باندھ سکتا ہوں۔ میں آپ کو دن دے ٹریفک نہیں چلانے دوں گا۔ میں اسی لئے یہاں پر بیٹھا ہوا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنی اپوزیشن کے ساتھ مخلص نہیں۔

جناب امان اللہ بابر، اگر میں مخلص نہیں ہوں تو مجھ جیسا اور بھی کوئی مخلص نہیں یہ احتجاجی پٹی میرے پاس ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بابر صاحب! بات سنیں' دیکھیں اگر اپوزیشن کا بائیکاٹ ہے تو پھر آپ کو بھی بائیکاٹ میں شامل ہونا چاہئے۔ یا پھر آپ catagorically کہیں کہ میں ان کے مؤقف کا حامی نہیں ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب امان اللہ بابر، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، تشریف رکھیں ۔ میں امان اللہ بابر کے ان ریمارکس کو حذف کرتا ہوں۔ جی' (قطع کلامیاں) no cross talk please.

جناب امان اللہ بابر، میں کوئی غلطی نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بابر صاحب! آپ ہاؤس میں ایک قابل احترام ممبر کی حیثیت سے تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں) آپ تو ہر بات پہ ایسے ہی کر رہے ہیں وہ تو کھیلتے نہیں چلے گئے اور آپ ہاؤس کو اس انداز میں بھی چلنے نہیں دیتے۔ آپ بیٹھیں۔ جی' لاء منسٹر۔

وزیر قانون، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ فاضل ممبر امان اللہ بابر کا یہاں بیٹھنا ہمارے لئے تقویت اور حوصلے کا باعث ہے۔ کم از کم اتنا تو ہے کہ یہاں پر اپوزیشن کی نمائندگی ہو رہی ہے۔ اور اگر یہ بائیکاٹ نہیں کرنا چاہتے اور انہوں نے نہیں کیا تو یہ اچھی بات ہے۔ اور ان کا یہاں بیٹھنا جو ہے وہ اسمبلی کی کارروائی میں بہتر انداز سے چلنے میں معاون ثابت ہوسکتا ہے۔ میں انہیں خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ یہ ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب امان اللہ بابر، جناب والا! وزیر قانون کو مجھے خوش آمدید کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں اس ایوان میں خود آیا ہوں۔ میں ان کے پیغام پہ یا ان کی آفر پہ نہیں آیا۔ میں خود آیا ہوں۔

وزیر اوقاف، پوائنٹ آف آرڈر سر۔

*** (بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیے گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، شاہنواز چیمہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ ان کے بعد وصی ظفر پھر سردار سکندر حیات صاحب۔

وزیر اوقاف، جناب سپیکر! میں پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اجازت ہے۔ آپ کو ہمیشہ کے لئے پنجابی میں بات کرنے کی اجازت ہے۔

وزیر اوقاف، جناب والا! بڑی مہربانی۔ آپ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں' آپ نے اپنے کردار سے جو کوشش اور مہربانی کی ہے کہ امن اور اچھے طریقے سے اپوزیشن کے ساتھ تعاون کیا جائے۔ جناب کے حکم کے مطابق صبح ہمارے وزراء صاحبان نے بھی یقین دلایا ہے۔ ان کے جو بھی مطالبات ہیں وہ ہم منظور کرتے ہیں اور جو بھی سیاسی فیصلے ہیں اور جناب والا! یہ ایک کہاوت بنی ہوئی ہے کہ ایک آدمی شرط لگا آیا کہ ماں! کوا سیاہ رنگ کا ہے کہ سفید کا۔ اس نے شرط یہ لگائی تھی کہ کوا سفید رنگ کا ہے۔ دوسرے آدمی کی شرط تھی کہ کوا سیاہ رنگ کا ہے۔ ماں نے کہا بیٹا تم تو غلط شرط لگا آئے ہو۔ کوے تو سیاہ رنگ کے ہوتے ہیں۔ سفید رنگ کے نہیں۔ اس نے ماں سے کہا کہ یہ بات میں تسلیم کب کروں گا۔ یہ جو بائیکاٹ ہے' یہ کوئی چیز نہیں۔ صرف ان کے بیٹھ جانے سے ہی ملک کو' قوم کو' پنجاب والوں کو پتا لگ رہا ہے کہ اپوزیشن کیا کردار ادا کر رہی ہے اور حکومت کیا کردار ادا کر رہی ہے اور جناب والا! اس وقت بائیکاٹ کا کوئی جواز نہیں ہے۔ یہ تو اسی طرح ہے کہ گرا کھوتے سے اور غصہ کمہار پر۔ بات یہ ہے کہ اس کا حل یہ نہیں کہ قوم نے ان کو رد کر دیا ہے اور یہ بائیکاٹ کر کے اپنا آپ دکھا رہے ہیں۔

جناب امان اللہ بابر، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کھوتا یا کمہار دونوں میں سے کیا ہیں؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، بیٹھیں تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ اب ہاؤس کی کارروائی کو آگے لے کر چلیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! اب میرا خیال ہے کہ چھوڑیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری روایت کے مطابق لیگل پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں اپوزیشن کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ اگر اپوزیشن کا ایک بھی آدمی ہاؤس میں موجود ہو' اپوزیشن کی نمائندگی ہاؤس میں ہو تو آیا یہ اپوزیشن کا بائیکاٹ تصور ہو گا یا نہیں؟ میں اس پر رولنگ چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں نے اسی لئے پوچھا تھا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں رولنگ چاہوں گا کہ جب اپوزیشن کی ایک بھی آدمی کے ذریعے نمائندگی ہو تو وہ بائیکاٹ تصور ہو گا یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر، مکمل بائیکاٹ نہیں۔ کیونکہ فاضل رکن تشریف رکھتے ہیں۔ جی اب تحاریک التوائے کار شروع ہوتی ہیں (قطع کلامیاں) لاءمنسٹر صاحب! اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اپوزیشن کے ممبران نہیں۔ اس لئے یہ lapse ہوجائیں گی۔ کیونکہ ہم افہام و تفہیم سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میرا خیال ہے کہ اس کو آج ہم نہ لیں۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! میں خود یہ محسوس کرتا ہوں کہ اپوزیشن کی عدم موجودگی میں اگر اس طرح یہ تحاریک التوائے کار kill ہو گئیں تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہو گی۔ پارلیمانی روایات کا تقاضا یہ ہے کہ ہم courtesy شو کرتے ہوئے انہیں آج ٹیک اپ نہ کریں اور ہم ان تحاریک التوائے کار کو کل ٹیک اپ کرلیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ جناب! آج ہم تحاریک التوائے کار نہیں لیتے۔ اب پہلے leave applications لے لیں اس کے بعد پھر آپ بات کرلیں۔

وزیر قانون، جناب والا! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا تھا کہ امان اللہ بابر صاحب ہمارے محترم دوست ہیں وہ ایوان کے اندر بیٹھے ہوئے تھے۔ وصی ظفر صاحب کی بات کی وجہ سے وہ واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ جائیں اور انہیں منا کر لے آئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر خود جائیں۔

وزیر قانون، وصی ظفر خود تشریف لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر خود تشریف لے جائیں اور فاضل رکن کو ہاؤس کے اندر منا کے لے

آئیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

میاں عثمان ابراہیم

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب میاں عثمان ابراہیم صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

As I have to attend to my personal affairs, I will not be able to attend the Asembly Session. Please therefore, grant me leave of absence from the Session of the Punjab Assembly from 20-4-1994 onward.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب ایس اے حمید رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب جا رہا ہوں اور 3 فروری 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ براہ کرم رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب خلیل احمد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب خلیل احمد صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں عمرہ کی ادائیگی کے لیے سعودی عرب جا رہا ہوں اور 26 فروری سے شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ لہذا 26 فروری تا 3 مارچ 1994ء کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

ملک نعیم الدین خالد

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ملک نعیم الدین خالد صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں مورخہ 30 جنوری تا 2 فروری 1994ء کو منعقد ہونے والے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا کیوں کہ ان دنوں سروسز ہسپتال میں زیر علاج تھا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب امان اللہ خان بابر

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب امان اللہ خان بابر صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

مورخہ 3 مارچ 1994ء کو اپنے حلقہ انتخاب میں مصروف ہونے کی وجہ سے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا۔ لہذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

ڈاکٹر محمد شفیق چودھری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر محمد شفیق چودھری صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں عمرہ کے سلسلہ میں سعودی عرب جا رہا ہوں اور مورخہ 3 مارچ 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکوں گا۔ مہربانی فرما کر ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب محمد مظفر علی خان سیال

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد مظفر علی خان سیال، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں 20 اپریل 1994ء کو شروع ہونے والے اجلاس میں شامل نہیں ہو سکوں گا۔ کیوں کہ میرے قریبی عزیز کی شادی ہے۔ لہذا میری 20 تا 25 اپریل 1994ء کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد حنیف خاں صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں تبلیغ کے سلسلہ میں کراچی جا رہا ہوں اور حالیہ اجلاس مورخہ 20 اپریل 1994ء تا اختتام اجلاس حاضر ہونے سے قاصر ہوں گا۔ برائے مہربانی اجلاس سے مذکورہ رخصت دے کر مشکور فرمائیں۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید محمد عارف حسین بخاری

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید محمد عارف حسین بخاری صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کیطرف سے وصول ہوئی ہے۔

میں عمرہ کے لیے سعودی عرب جا رہا ہوں۔ اس لیے مورخہ 3 مارچ 1994ء کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکوں گا۔براہ کرم رخصت منظور کر دی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

سید محمد عبداللہ شاہ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست سید محمد عبداللہ شاہ صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ایک ضروری کام کی وجہ سے 21,21 اور 24 اپریل 1994ء کو

اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

پیر غلام فرید چشتی صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست پیر غلام فرید چشتی صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 20 اور 21 اپریل 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

خواجہ غلام محمد عاقل کوریجہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست خواجہ غلام عاقل کوریجہ صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میں ضروری کام کی وجہ سے 20 اور 21 اپریل 1994ء کو اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب اعجاز احمد شیخ

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب اعجاز احمد شیخ رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances, I am unable to attend the Assembly Session. I, therefore, request you to kindly grant me leave from 26th February to 3rd March and 20th to 28th April, 1994 and oblige.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب طاہر چیمہ صاحب

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب طاہر چیمہ صاحب، رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

Due to unavoidable circumstances, I could not attend the Session of the Assembly on 20th and 21st April, 1994. I am further unable to attend the Session from 25th till the end of the Session. I request you to kindly grant me leave for the above mentioned dates.

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب لا منسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء (ہنگامی قانون نمبر 5 بابت 1994ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ ۔ 77 کو معطل کر کے قاعدہ ۔ 160 کے تحت مندرجہ سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور ہنگامی قانون مذکورہ کو اس کے سپرد کیا جائے۔

1۔ میاں مناظر علی رانجھا

2۔ چودھری محمد منیر ازہر

3۔ رانا محمد فاروق سعید خان

4۔ جناب محمد عارف چٹھہ

5۔ چودھری محمد اسلم

6۔ پیر عارف زمان قریشی

7۔ میاں فضل حق

8۔ جناب تاج محمد خانزادہ

9۔ چودھری شوکت داؤد

10۔ سردار امجد حمید خان دستی

جناب ڈپٹی سپیکر، ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75 ' سب قاعدہ 6 کے تحت یہ اسمبلی میں پیش کردہ متصور ہوگا اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ 77 کو معطل کر کے قاعدہ۔160 کے تحت مندرجہ سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور ہنگامی قانون مذکورہ کو اس کے سپرد کیا جائے۔

1۔ میاں مناظر علی رانجھا

2۔ چودھری محمد منیر ازہر

3۔ رانا محمد فاروق سعید خان

4۔ جناب محمد عارف چٹھہ

5۔ چودھری محمد اسلم

6۔ پیر عارف زمان قریشی

7۔ میاں فضل حق

8۔ جناب تاج محمد خانزادہ

9۔ چودھری شوکت داؤد

10۔ سردار امجد حمید خان دستی

(تحریک منظور کی گئی)

یہ مسودۂ قانون اس کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ ایک ماہ کے اندر اس ایوان میں پیش کرے گی۔

ہنگامی قانون (ترمیم و توثیق) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1994ء

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم و توثیق) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ۔ 77 کو معطل کر کے ہنگامی قانون مذکورہ کو اسی کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہنگامی قانون (ترمیم و توثیق) مقامی حکومت پنجاب مصدرہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ۔75 سب قاعدہ۔6 کے تحت یہ اسمبلی میں پیش کردہ مسودۂ قانون متصور ہوگا اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ۔ 77 کو معطل کر کے قاعدہ 150 کے تحت مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس مسودۂ قانون کو اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

1۔ میاں مناظر علی رانجھا

2۔ چودھری محمد منیر ازہر

3۔ رانا محمد فاروق سعید خان

4۔ جناب محمد عارف چٹھہ

5۔ چودھری محمد اسلم

6۔ پیر عارف زمان قریشی

7۔ میاں فضل حق

8۔ جناب تاج محمد خانزادہ

9۔ چودھری شوکت داؤد

10۔ سردار امجد حمید خان دستی

(تحریک منظور کی گئی)

یہ مسودۂ قانون اسی کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ ایک ماہ کے اندر اس ایوان میں پیش کرے گی۔

میاں مناظر علی رانجھا، پوائنٹ آف آرڈر سر! اس کے لیے میرے خیال میں ووٹنگ کی ضرورت نہیں۔ آپ ویسے ہی فیصلہ کر دیں کہ یہ تحریک ہے' اس میں فلاں فلاں ممبر ہیں اور فلاں تاریخ تک رپورٹ دے۔ اس میں ووٹنگ کی ضرورت نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اصل میں یہ سپیشل کمیٹی ہے۔ پہلے سٹینڈنگ کمیٹی بنی نہیں ہوئی۔

میاں مناظر علی رانجھا، اس کے لیے ووٹنگ کی ضرورت نہیں۔ آپ اناؤنس کر دیں' صرف وہی کافی ہے۔ ووٹنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ہاؤس کی approval لے کے اس کو آپ اناؤنس کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ہاؤس سے ہی approval لے رہے ہیں ناں!

میاں مناظر علی رانجھا، ووٹنگ کی ضرورت نہیں۔ آپ صرف کہیں کہ یہ ہاؤس کو منظور ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاؤس کی منظوری کیسے ہو گی۔ وہ ووٹنگ کے لئے ہی ہو گی۔ آپ قاعدہ نمبر 160 پڑھیں جس میں سپیشل کمیٹی کے سلسلے میں یہ دیا گیا ہے۔

The Assembly may, by motion, appoint a Special Committee which shall have such composition and functions as may be

specified in the motion.

تو appoint وہ کرے گی اور کیسے پتا چلایا جائے گا کہ اسمبلی میں appoint کر دی۔ میں اگر announce کردوں کہ یہ کی جاتی ہے اور اسمبلی سے پوچھوں ہی نہ تو وہ پھر اسمبلی کا مقصد نہیں رہ جاتا۔ سپیکر کو یہ اختیار نہیں ہے۔ وہ اسمبلی نے ہی اختیار دینا ہے۔

لالہ مہر لال بھیل، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فرمائیے۔

لالہ مہر لال بھیل، جناب والا! اس کمیٹی میں اقلیت کو بھی نمائندگی دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں! آپ کی بات جائز ہے۔ وہ بن گئی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ خیال رکھا جائے گا۔

لالہ مہر لال بھیل، جی ٹھیک ہے۔

ہنگامی قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مصدرہ 1994ء

جناب ڈپٹی سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مصدرہ 1994ء (ہنگامی قانون نمبر 7 بابت 1994ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ 70 کو معطل کرکے قاعدہ 160 کے تحت مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور ہنگامی قانون مذکورہ کو اس کے سپرد کیاجائے۔

1۔جناب محمد وصی ظفر صاحب۔ 2۔جناب محمود اختر گھمن صاحب۔ 3۔جناب علی حسن رضا قاضی صاحب۔
4۔جناب آفتاب احمد خان صاحب۔ 5۔رانا سہیل احمد نون صاحب۔ 6۔جناب عبدالرشید بھٹی صاحب۔
7۔سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب۔ 8۔سید ظفر علی شاہ صاحب۔ 9۔جناب ایس اے حمید صاحب۔
10۔میاں عبدالستار صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وزیر قانون صاحب! اس کمیٹی میں لالہ بھیل صاحب کو ڈال دیں کیونکہ ہم 12

آدمیوں تک کمیٹی بنا سکتے ہیں۔ اقلیتی ممبر صاحب نے یہ پوائنٹ اٹھایا ہے کہ اقلیتی رکن کو بھی ممبر بنایا جائے تو میرے خیال میں اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں کوئی اعتراض نہیں۔

ہنگامی قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مصدرہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 75 سب قاعدہ 6 کے تحت یہ اسمبلی میں پیش کردہ مسودہ قانون منظور ہوگا اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ 77 کو معطل کرکے قاعدہ 160 کے تحتی مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس مسودہ قانون کو اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

1۔جناب محمد وصی ظفر صاحب۔ 2۔جناب محمود اختر گھمن صاحب۔ 3۔جناب علی حسن رضا قاضی صاحب۔
5۔جناب آفتاب احمد خاں صاحب۔ 5۔رانا سہیل احمد نون صاحب۔ 6۔جناب عبدالرشید بھٹی صاحب۔
7۔سردار ذوالفقار علی خاں کھوسہ صاحب۔ 8۔سید ظفر علی شاہ صاحب۔ 9۔جناب ایس اے حمید صاحب۔
10۔میاں عبدالستار صاحب۔ 11۔للہ مہر لال بھیل صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! للہ مہر لال بھیل صاحب کے ساتھ حزب اختلاف کا رکن بھی ضروری ہے۔ ایک یہ ہوں گے تو حزب اختلاف کی طرف سے ثاقب خورشید صاحب نمبر 12 پر ہونگے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ نمبر 12 پر میاں محمد ثاقب خورشید صاحب ہوں گے۔ جو اس تحریک کے حق میں ہیں ہاں کہیں۔

آوازیں، ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جو اس تحریک کے خلاف ہیں نہ کہیں۔

(تحریک منظور کی گئی)

یہ مسودہ قانون اس کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے اور یہ اپنی رپورٹ 2 ماہ میں ایوان کے اندر پیش کرے گی۔ جی 8 جناب محمد وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! امان اللہ خاں صاحب سے میں بات کرنے گیا تھا وہ کہتے ہیں

ہمارے جلوس کا ٹائم ہو گیا ہے تو میں جلوس سے فارغ ہو کر واپس آتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مہربانی آپ تشریف رکھیں۔ جی، وزیر قانون صاحب۔

ہنگامی قانون (ترمیم) تنخواہیں، بھتاجات و مراعات استحقاقات برائے اراکین صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1994ء

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون (ترمیم) (اراکین کی تنخواہیں، بھتاجات و مراعات) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1994ء (ہنگامی قانون نمبر 9 بابت 1994ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کو معطل کر کے قاعدہ 160 کے تحت ہنگامی قانون مذکورہ کو اسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو سپیشل کمیٹی برائے ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء (ہنگامی قانون نمبر 5 بابت 1994ء) تشکیل دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہنگامی قانون (ترمیم) (اراکین کی تنخواہیں، بھتاجات و مراعات) صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار کے قاعدہ 77 سب قاعدہ 6 کے تحت یہ اسمبلی میں پیش کردہ مسودہ قانون متصور ہو گا اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ 77 کو معطل کر کے قاعدہ 160 کے تحت ہنگامی قانون مذکورہ کو اسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے جو سپیشل کمیٹی برائے ہنگامی قانون (ترمیم) بیت المال پنجاب مصدرہ 1994ء ہنگامی قانون نمبر 5 بابت 1994ء تشکیل دی گئی ہے۔

(تحریک منظور کی گئی)

یہ مسودہ قانون اسی کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ ایک ماہ میں ایوان میں پیش کرے گی۔ جی، وزیر قانون صاحب۔

ہنگامی قانون لازمی پرائمری تعلیم پنجاب مصدرہ، 1994ء

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ہنگامی قانون لازمی پرائمری تعلیم پنجاب مصدرہ 1994ء (مسودہ قانون نمبر 4 بابت 1994ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار

مجریہ 1993ء کے قاعدہ 77 کو معطل کرکے قاعدہ 160 کے تحت مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور ہنگامی قانون مذکورہ کو اس کے سپرد کیا جائے۔

1۔چودھری صداقت علی 2۔راجہ ریاض احمد 3۔میجر ریٹائرڈ سیف اللہ چیمہ 4۔جناب ریاض حشمت جنجوعہ
5۔چودھری خادم حسین 6۔جناب طارق بشیر چیمہ 7۔سید تابش الوری 8۔بر گیڈیر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد
9۔جناب ارشد عمران سلہری صاحب 10۔جناب محمد بشارت راجا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، مسودہ قانون لازمی پرائمری تعلیم پنجاب بابت 1994ء پیش کردیا گیا ہے اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ اسمبلی کے قواعد انضباط کار مجریہ 1993ء کے قاعدہ 77 کو معطل کر کے قاعدہ نمبر 160 کے تحت مندرجہ ذیل سپیشل کمیٹی تشکیل دی جائے اور اس مسودہ قانون کو اس کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

1۔چودھری صداقت علی 2۔راجہ ریاض احمد 3۔میجر ریٹائرڈ سیف اللہ چیمہ 4۔ریاض حشمت جنجوعہ
5۔چودھری خادم حسین 6۔جناب طارق بشیر چیمہ 7۔سید تابش الوری 8۔بر گیڈیر ریٹائرڈ ذوالفقار احمد ڈھلوں
9۔جناب ارشد عمران سلہری صاحب 10۔جناب محمد بشارت راجا۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسودہ قانون اسی سپیشل کمیٹی کے حوالے کیا جاتا ہے اور یہ اپنی رپورٹ ایک ماہ کے اندر ایوان میں پیش کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، The Punjab Agriculture Produce Market (Amendment) Bill, 1993. جو تھا یہ ہمارے پچھلے سیشن میں زیر بحث تھا۔ سید ظفر علی شاہ صاحب اس پر تقریر کر رہے تھے۔ اب میں سید ظفر علی شاہ صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر کو continue کریں۔ جی، سید ظفر علی شاہ صاحب۔ حاضر نہیں ہیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) دی پنجاب ایگریکلچرل پروڈیوس مارکیٹس مصدرہ 1993ء (۔۔۔ جاری)

MR DEPUTY SPEAKER: Motion moved and the question is -

That the Punjab Agricultural Produce Markets (Amendment) Bill, 1993 (Bill No. 3 of 1993, as reported by the

Special Committee, be taken into consideration at once).

(The motion was carried)

Clause 2

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we come to the second reading of the Bill. Clause 2 of the Bill is under consideration. Three amendments have been received in it. The first amendment is from Syed Tabish Alwari, Mr. S.A. Hameed, Syed Zafar Ali Shah, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mr. Usman Ibrahim, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mian Abdul Sattar, Mr. Inamullah Khan Niazi, Mian Fazal Haq, Ch. Shaukat Dawood, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mr. Muhammad Iqbal Khan Khakwani, Mian Sheikh Muhammad, Sardar Mohsin Ata Khan Khosa, Sardar Amjad Hameed Khan Dasti, Mian Imran Masood, Sahibzada Muhammad Fazal Kareem. Any of these members may move the motion. As none of the movers is present, the amendment lapses.

Next amendment has been given notice of by Syed Tabish Alwari, Mr S.A. Hameed, Syed Zafar Ali Shah, Mr Arshad Imran Sulehri, Mr. Usman Ibrahim, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mian Abdul Sattar, Mr. Inamullah Khan Niazi, Ch. Shaukat Dawood, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mr. Muhammad Iqbal Khan Khakwani, Mian Sheikh Muhammad, Sardar Mohsin Ata Khan Khosa, Sardar Amjad Hameed Khan Dasti, Mian Imran Masood and Sahibzada Muhammad Fazal Kareem. As none of the movers is present, the amendment lapses.

Next amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Mr S.A. Hameed, Syed Zafar Ali Shah, Mr. Arshad Imran Sulehri, Mr. Usman Ibrahim, Sardar Hassan Akhtar Mokal, Mian Abdul Sattar, Mr. Inamullah Khan Niazi,

Mian Fazal Haq, Ch. Shaukat Dawood, Rana Muhammad Iqbal Khan, Mr. Muhammad Iqbal Khan Khakwani, Mian Sheikh Muhammmad, Sardar Mohsin Ata Khan Khosa, Sardar Amjad Hameed Khan Dasti, Mian Imran Masood and Sahibzada Muhammad Fazal Kareem. As none of the movers is present, the motion lapses.

The question is: -

That clause 2 of the Bill stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 3 of the Bill is under consideration. One amendment has been received from the Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may please move his motion.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I move-

That for clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted:-

REPEAL: "The Punjab Agricultural Produce Markets (Amendment)Ordinance, 1994 (VIII of 1994) is hereby repealed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion has not been opposed. Motion moved and the question is -

That for clause 3 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted:-

REPEAL:-"The Punjab Agricultural Produce Markets (Amendment) Ordinance, 1994 (VIII of 1994) is hereby repealed.".

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: The question is-

That clause 3, of the Bill as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER: Now, clause 1 of the Bill is under consideration. One amendment has been redceived from the Minister for Law and Parliamentary Affairs He may please move the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I move.-

That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee, for the figures "1993", occurring in line 2, the figures "1994" be substituted

MR DEPUTY SPEAKER: The motion has not been opposed I will putthe question

Motion moved and the question is:-

That in sub-clause (1) of clause 1 of the Bill, as reported by the Special Committee, for the figures "1993", occurring in line 2, the figures "1994" be substituted.

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question is.-

That clause 1 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER: Preamble of the Bill. Since there is no amendment.

The question is -

That the Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Long Title. Since there is no amendment, the Long Title becomes part of the Bill. Now, we come to the third reading of the Bill. Minister for Law may move the motion.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFIARS: I move -

That the Punjab Agricultural Produce Markets (Amendment) Bill, 1993, be passed.

MR DEPUTY SPEAKER. Motion moved and the question is -

That the Punjab Agricultural Produce Markets (Amendment) Bill, 1993, be passed.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) سروس ٹریبونل ماتحت عدلیہ، پنجاب مصدرہ 1994ء

MR DEPUTY SPEAKER: Next motion please.

MINISTER FOR LAW & PARLIAMENTARY AFFAIRS: I move -

"That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill," as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

MR DEPUTY SPEAKER. The motion moved is -

That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill, as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

Two amendments have been received in this clause The first one is by Mr Muhammad Basharat Raja, Mian Abdul Sattar, Mr. S.A.Hameed, Mr. Abdur Rauf Moghal and Mr. Arshad Imran Sulehri. Any one of the movers may

please move the motion. As none of the movers is present, the amendment lapses. The second amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Sardar Zulfiqar Ali Khan Khosa, Syed Zafar Ali Shah and Ch. Shaukat Dawood .As none of the movers is present, this amendment on also lapses.

جناب ڈپٹی سپیکر، کیا وزیر قانون صاحب اس کے Principles پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں؟ اگر بات کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت جو موجودہ Punjab Subordinate Judiciary Services Tribunal Act 1991 لاگو ہے اس کی دفعہ 2-E کے تحت Members of Subordinate Judiciary کے جو معنی بیان کئے گئے ہیں جناب سپیکر! وہ اس طریقے سے ہیں وہ تمام عدالتی افسران جو کہ عدالت عالیہ لاہور کے زیر انتظام ہوں وہ Subordinate Judiciary کے ممبر تصور ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر! اس ایکٹ کے تحت جس کلاز کا میں نے آپ کو حوالہ دیا ہے وہاں پر ممبر کی definition اس انداز سے کی گئی ہے کہ Members of Subordinate Judiciary means " and include all the Judicial Officers under the administrative control of the High Court تو جناب سپیکر! اس definition میں ambiguity تھی اور اس کی وجہ سے ایسے افسران جو عدالت عالیہ کے ممبر تو ہوتے ہیں لیکن جب وہ ریٹائر ہو جاتے ہیں تو اس ایکٹ کے تحت انہیں مفادات حاصل نہیں ہوتے تھے اور وہ اپنے کیسز اس کے تحت move نہیں کر سکتے تھے اور ایسے عدالتی افسران جو ریٹائر ہو جاتے تھے وہ پرانی کلاز کی صورت حال میں اس زمرے میں نہیں آتے تھے تو جناب سپیکر! جو نئی definition کی گئی ہے اس کے تحت یہ بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ واضح کر دی گئی ہے کہ جو ممبر اس وقت عدالت عالیہ کے تحت Subordinate Judicial Officers کے طور پر کام کر رہے ہیں یا کام کرنے کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں اب وہ سارے کے سارے اس زمرے میں آجائیں گے اور اس کلاز 2-E میں جو ambiguity موجود تھی اس موجودہ بل کے ذریعے جو اس وقت ایوان میں پاس کرنے کے لئے پیش کیا گیا ہے اس سے وہ دور کر دی گئی ہے اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ "Punjab Subordinate Services Tribunal Act, 1991ء میں جو ترمیم موجودہ بل کے ذریعے دی گئی ہے یہ پاس کی جانی انتہائی ضروری ہے اور اس

سے جو Subordinate Judicial Officers ہیں جو ممبرز ہیں انہیں بہت فائدہ حاصل ہو گا اس لئے اس کا پاس کیا جانا بہت ضروری ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں جو ترامیم دی گئی ہیں ان کے محرک اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے وہ تمام lapse ہو گئی ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER. Motion moved and the question is -

"That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill", as reported by the Special Committee, be taken into consideration at once.

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR DEPUTY SPEAKER. Now, we take up the Bill clause by clause Clause2 of the Bill. is under considealer.

One amendment has been received from Syed Tabish Alwari, Mr S.A. Hameed, Mian Fazal Haq and Ch Shaukat Dawood. As none of the movers is present, the motion lapses.

The question is -

That clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اپوزیشن والوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے لیکن کل بھی ان کے ارکان کی اکثریت الاؤنسز کیلئے حاضری لگا گئے تھے۔ اپوزیشن والوں نے جناب والا! ویسے تو بائیکاٹ کیا ہوا ہے لیکن وہ الاؤنسز کے لئے حاضریاں لگا گئے تھے تاکہ ان کو پیسے مل جائیں اور بائیکاٹ جاری رہے۔ آج بھی کچھ حاضریاں لگا گئے ہیں تو میں----------

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب! آپ اعلیٰ پایہ کے وکیل ہیں اور آپ 1988 میں بھی اس ایوان کے ممبر تھے جب کوئی بل under consideration, clause by clause. ہو تو اس دوران پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جاتا۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ جناب نے ختم کر دیا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں جی' ابھی تو ہم کلاز 3 پر چل رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھا سکتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جی۔

(اس دوران فاضل رکن حزب اختلاف جناب امان اللہ ایوان میں تشریف لے آئے)۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ان کو پیار سے رکھیں وہ ہمارے ساتھی ہیں ان کے بارے میں کوئی ایسی بات نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

جناب امان اللہ خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

آوازیں، فاضل رکن کورم کی نشاندہی کرنے آئے ہیں

جناب امان اللہ خان، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں کورم کی نشاندہی نہیں ہو سکتی۔ میں نے وصی ظفر صاحب کو بھی اجازت نہیں دی۔

جناب امان اللہ خان، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ آپ تشریف رکھیں۔ مہربانی۔

جناب امان اللہ خان، [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ یہ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ یہ جو بات کریں حذف تصور ہو گی۔

CLAUSE 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up clause 3 of the Bill. One amendment has been recieved from the Minister for Law & Parliamentary Affairs for the addition of a new clause. He may move his amendment please.

***(بحکم جناب ڈپٹی سپیکر حذف کر دیئے گئے)

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS I move:-

That after clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new clause be added as Clause 3, namely.

REPEAL.- "The Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Ordinance, 1994 (III of 1994) is hereby repealed."

MR DEPUTY SPEAKER. There is no one to oppose this motion. Now the amendment moved and the queston is:-

That after Clause 2 of the Bill, as reported by the Special Committee, the following new clause be added as clause 3 namely:-

REPEAL:- The punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Ordinance, 1994 (III of 1994) is hereby repealed "

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR DEPUTY SPEAKER. Now, Clause I of the Bill is under consideration An amendment has been received in it from the Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move the amendment.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS. Sir, I move:

That for clause I of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted:-

"1(1) This Act may be called the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Act, 1994.

(2) It Shall come in to force at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment move is:-

That for clause I of the Bill, as reported by the Special Committee, the following

be substituted:-

"1(1) This Act may be called the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Act, 1994.

(2) It Shall come in to force at once."

(The amendment was not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the question before the House is:-

That for clause I of the Bill, as reported by the Special Committee, the following be substituted:-

"1(1) This Act may be called the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Act, 1994.

(2) It Shall come in to force at once "

(The motion was carried)

MR DEPUTY SPEAKER:- Next motion is from:-

1 Syed Tabish Alwari

2 Mr S. A Hameed

3 Mr. Arshad Imran Sulehri

4. Ch. Shaukat Dawood &

5. Mr. Muhammad Basharat Raja

Since none of them is present in House the amendment given notice of by them cannot be taken up and it would be regarded as not move.

Now, I put the question for the vote of the House.

The question is:-

That Clause I of the Bill as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR DEPUTY SPEAKER Now, the Preamble of the Bill is under consideration. No amendment has been received in it.

Now the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, it becomes part of the Bill. Now, we come to the third reading of the Bill Minister for Law and Parliamentary Affairs may move his motion.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir I move:-

"That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill, 1994" be passed.

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill, 1994" be passed.

(Not opposed)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Subordinate Judiciary Service Tribunal (Amendment) Bill, 1994" be passed.

(The motion was carried)

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج کے روز پنجاب اسمبلی نے جس طریقے سے قانون سازی کا کام کیا ہے اور پانچ مسودات قانون سپیشل کمیٹی کو بھیجے گئے ہیں جب کہ دو مسودات قانون

منظور کیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے میں قانون سازی کے بارے میں پہلے سے سرکاری بزنس موجود تھا۔ حکومتی اراکین اسمبلی کو بھی اس بات کا علم تھا۔ اپوزیشن اراکین اسمبلی کو بھی اجلاس شروع ہونے سے لے کر اس بات کا علم تھا کہ بدھ کو قانون سازی کا کام کیا جائے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ منتخب اراکین اسمبلی کی اصل ذمہ داری legislation ہے اور legislation میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا ہے۔ جناب سپیکر! ہمارے صوبے کے عوام پنجاب اسمبلی کے اراکین کو اپنے علاقوں کی ترقی کے لیے اور مجموعی طور پر صوبے کی ترقی کے لیے منتخب کر کے بھیجتے ہیں۔ وہاں اصل ذمہ داری ان اراکین اسمبلی کی یہ ہوتی ہے کہ یہ قانون سازی کریں اور ایسے پرانے قوانین جن میں تبدیلی کی ضرورت ہے ان میں یہ اسمبلی کے ذریعے ترامیم کریں اور جناب سپیکر! جہاں کہیں ضروری ہے وہاں نئے قوانین بنائے جائیں۔ یہ قانون سازی ہی ہے کہ جس کے ذریعے اسمبلی کا اور ان ایوانوں کا عمل ہمارے جمہوری دور میں چلتا ہے۔ جناب سپیکر! جہاں قانون سازی نہ ہو اور قانون سازی میں اراکین اسمبلی دلچسپی چھوڑ دیں وہاں پر ان جمہوری ایوانوں کو استحکام نہیں مل سکتا۔ آج میں حکومت کے ان اراکین اسمبلی کو کہ جنھوں نے قانون سازی میں نہ صرف دلچسپی لی بلکہ انھوں نے اس عمل میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا اور مسودات قانون کی منظوری کے لیے مختلف مسودات قانون کو سپیشل کمیٹی کے پاس بھجوانے کے لیے وہ یہاں ایوان میں آئے اور ایوان کی کارروائی میں حصہ لیا۔ میں ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں اور انہیں اس اہم کام کو مکمل کرنے پر مبارک باد پیش بھی کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! دو اراکین جو اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے ایوان کے اندر بیٹھ کر اس کارروائی کے مکمل کرنے کے دوران جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا اور جس اچھے طریقے سے انھوں نے ایوان کی کارروائی آگے بڑھانے میں مدد دی میں اس کے لیے ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور قانون سازی کے اس کام میں انھوں نے جو جمہوری رول ادا کیا ہے میں اس پر انھیں بھی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ بہرحال جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آج اپوزیشن کے محترم اراکین اسمبلی میں تشریف نہیں لائے اور اگر وہ آج کا جلوس تین بجے کے بعد تک موخر کر دیتے اور اسمبلی کی کارروائی میں شریک ہوتے تو زیادہ مناسب تھا اور پھر انہیں اس بات کا پہلے سے علم تھا کہ آج اسمبلی میں قانون سازی ہوئی ہے۔ اس لیے آج اگر وہ اپنا احتجاجی جلوس اسمبلی کے اوقات کے بعد رکھتے تو یہ زیادہ بہتر اور جمہوری فیصلہ ہوتا۔ احتجاج کرنا، جلوس نکالنا ان کا جمہوری حق ہے۔ لیکن جناب سپیکر! جب اسمبلی کا وقت متعین کیا گیا

ہے اور اس معینہ وقت کے دوران اسمبلی سیکرٹریٹ کے علاوہ جتنی بھی سرکاری مشینری ہے' سول سیکرٹریٹ کے ملازمین' دوسرے مختلف محکموں کے ملازمین اپنے دیگر تمام امور حکومت اور تمام سرکاری امور چھوڑ کر ایوان میں آتے ہیں اور اس قانون سازی کے کام کو اہم سمجھتے ہوئے' اسمبلی کی کارروائی کو اہم سمجھتے ہوئے وہ ہمارے ساتھ ہاتھ بٹاتے ہیں۔ میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب سپیکر! جس طرح یہ سرکاری ملازمین ہمارا ہاتھ بٹانے کے لیے' عوام کی فلاح و بہبود کے لیے اور قانون سازی کے لیے ہم سے تعاون کرتے ہیں اسی طرح اپوزیشن کے معزز اراکین کو بھی چاہیے تھا کہ وہ آج قانون سازی میں حصہ لیتے کیونکہ یہی ہماری اصل ذمہ داری ہے۔ اگر اس بارے میں انھیں کوئی شکایت تھی تو میرے اپوزیشن کے دوست اس کو ایوان میں بیان کر سکتے تھے اور پھر انہوں نے ان بلوں پر ترامیم دے رکھی تھیں لہذا وہ اپنی ترامیم کے لیے fight کرتے اور ایوان کی کارروائی میں شریک ہوتے' وہ اس قانون سازی کے وقت کے دوران اپنا جمہوری رول ادا کرتے اور اپنا احتجاجی جلوس اس قانون سازی کے بعد نکالتے تو یہ زیادہ احسن اقدام ہوتا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن نے آج مسودات قانون کے دوران' قانون سازی کے بزنس کے دوران ایوان سے واک آؤٹ کر کے یا باہر رہ کر کوئی اچھا رول ادا نہیں کیا۔ میں آپ کی وساطت سے ایک دفعہ پھر یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اگر اپوزیشن کے اراکین کو کہیں کوئی اختلاف ہے' کہیں کوئی اعتراض ہے تو یہ معاملات افہام و تفہیم کے ساتھ طے ہو سکتے ہیں لیکن اسمبلی کے اوقات کے دوران اسمبلی کی کارروائی کا بائیکاٹ کرنے یا واک آؤٹ کرنے سے مثبت نتائج برآمد نہیں ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ ایوان قائم رکھنا' اس ایوان کو چلانا اور جمہوریت کو استحکام دینا ہماری پہلی ذمہ داری ہے۔ جناب والا! چھ مہینے پہلے جو انتخابات ہوئے ان کو قائد حزب اختلاف اور تمام اراکین اپوزیشن نے منصفانہ انتخابات قرار دیا تھا اور آج جناب سپیکر! صرف چھ مہینے کے بعد ان ایوانوں کو کمزور کرنے کی کوئی بھی سازش جمہوریت کے استحکام کے لیے قابل قدر نہیں ہو گی میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن اور حکومت کو ان ہی ایوانوں کے ذریعے سے عزت ملتی ہے۔ اس لیے جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں ایک دفعہ پھر اپوزیشن کے معزز اراکین سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ وہ آئیں' ایوان کے اندر بیٹھیں' ایوان کی کارروائی کو بہتر طریقے سے چلا کر اور قانون سازی کے عمل میں حصہ لے کر اپنی اصل ذمہ داریاں پوری کریں۔ ہم انھیں خوش آمدید کہیں گے' ہم ان سے تعاون کریں گے اور ہم انھیں ان کی نمائندگی کا بھرپور رول ادا کرنے کے لیے موقع دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بہرحال میں آج کی قانون سازی کے لیے آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں' اسمبلی سیکرٹریٹ کے سٹاف کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور جتنے معزز اراکین نے اس میں حصہ لیا ہے میں ایک دفعہ پھر ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اپوزیشن کے جو اراکین یہاں پر تشریف رکھتے ہوئے تھے میں ان کا بھی ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پریس کے حوالے سے عرض کرنا چاہوں گا کہ پریس اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ قانون سازی کے کام کے علاوہ اسمبلی کے باقی امور میں بھی جس طرح پریس کے اراکین اپنے باقی اہم معاملات کو چھوڑ کر یہاں پر آتے رہے اور اسمبلی کی کارروائی کو coverage دیتے رہے ہیں اس کے لیے بھی میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جس طریقے سے آج کی قانون سازی کے دوران پریس گیلری میں بھرپور طریقے سے ان کے تمام اراکین موجود رہے ہیں اس کے لیے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسی طرح ہمیں ان کے آئندہ بھی تعاون کی ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ ہم اور وہ مل کر یہاں پر سیاست کے اندر بہتر اقدامات کریں گے اور میں امید کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ آئندہ بھی ہمارے صحافی بھائی جمہوریت کو پروان چڑھانے کے لیے اپنی صحافتی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کرتے رہیں گے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ بابر صاحب! چونکہ پہلے وصی ظفر صاحب اٹھے ہیں لہذا پہلے وہ بات کر لیں پھر ان کے بعد آپ بات کر لینا۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اپوزیشن کے جن اراکین نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے وہ کل اور آج ایوان میں نہیں آئے لیکن انھوں نے اپنی حاضریاں لگائی ہیں جو کہ public money کا زیاں اور گورنمنٹ پر خوہ مخواہ کا بوجھ ہے۔ حالانکہ انھوں نے اپنے فرائض ادا نہیں کیے اور صرف allowances لینے کے لیے وہ حاضریاں لگا گئے ہیں۔ آپ بے شک رجسٹر منگوا کر دیکھ لیں ان کے لیے یہ جائز بات ہے کہ وہ حاضری لگا کر allowances لیں؟

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! وصی ظفر صاحب غلط کہہ رہے ہیں۔ میرے خیال میں اپوزیشن کے کسی ممبر نے حاضری نہیں لگائی۔ آپ رجسٹر منگوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ بابر صاحب! آپ تشریف رکھیں میں بات کرتا ہوں۔ وصی ظفر صاحب میں اس کو pending کرتا ہوں۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب سپیکر! آپ ایوان میں رجسٹر منگوا کر چیک کریں کہ اپوزیشن کے 101 میں سے کتنے اراکین اسمبلی نے حاضریاں لگائی ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اپوزیشن کے کسی بھی ممبر نے حاضری نہیں لگائی۔ دوسری بات وزیر قانون صاحب فرما رہے تھے کہ یہاں آج قانون سازی ہونی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، امان اللہ بابر صاحب! پوائنٹ آف آرڈر ایک بات پر ہی ہوتا ہے جو آپ بیان کر چکے ہیں لہذا اب آپ تشریف رکھیں۔ کیونکہ سارا جہان آپ ایک پوائنٹ آف آرڈر میں بیان نہیں کر سکتے۔ بابر صاحب آپ براہ کرم تشریف رکھیں کیونکہ میں بات کر رہا ہوں سیکرٹری صاحب چھٹی کی 2 درخواستیں رہ گئی تھیں آپ پہلے وہ پڑھ دیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

محترمہ شیلابی چارلس

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست ڈاکٹر شیلابی چارلس رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

I shall be grateful to you if you grant me leave for the 28th April 1994 as I have a date at the High Court. Thanking you.

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی ، مندرجہ ذیل درخواست جناب خادم حسین رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے وصول ہوئی ہے۔

"میں مورخہ 26-04-1994 کو جشن چکوال کے میلہ میں بحیثیت صدر سیشن مذکورہ تاریخ کو مدعو کیا گیا تھا اس لیے 26-04-94 کو رخصت عنایت کی جائے"۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب سوال یہ ہے کہ ،

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی سپیکر ، آج جو فاضل اراکین اسمبلی نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے اور جس کے لیے ہم ایک عرصے سے آپ سے درخواست کرتے چلے آ رہے تھے اس کے لیے میں آپ سب کا شکرگزار ہوں اگر اسی طرح آپ دلچسپی لیں تو میرے خیال میں ایسا کوئی مسئلہ نہیں جو ہمارے لیے تکلیف کا باعث بنے۔ اپوزیشن کے جو دوست ہیں ان سے آج ہم نے dilogue کیا تھا وہ بھی اس طرف مائل ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میرے خیال میں کل وہ اپنا بائیکاٹ ختم کر دیں گے اور جمہوریت کو اور زیادہ تقویت دیں گے۔ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ ہمارا آج کا جو بزنس تھا وہ ہم نے تقریباً مکمل کر لیا ہے۔ ہم نے جو ordinances lay کیے ہیں ان کی رپورٹ تو ایک ماہ بعد آئے گی لیکن جو زیر غور بل تھے ہمارے پاس ہو چکے ہیں۔ ہم آج بھی اس اجلاس کو prorogue کر سکتے تھے لیکن ہم اس اجلاس کو جمہوریت اور اپنے فاضل بھائیوں کے لیے کل تک بھی چلانا چاہتے ہیں تاکہ وہ اگر اپنی تحاریک بائے التوائے کار' لاء اینڈ آرڈر' مہنگائی یا اپنے کسی اور مسئلے پر بات کرنا چاہیں تو کر لیں۔ ہم اس کے لیے ان کو وقت دینا چاہتے ہیں تاکہ ہمارے ملک میں جمہوریت پروان چڑھے۔ اس لیے میری ان سے یہی گزارش ہے کہ ہم ان سے پورا تعاون کرنا چاہتے ہیں' ہمارے ذہن میں قطعاً کوئی ایسا مقصد نہیں کہ ہم ان سے کوئی اور سلوک کرنا چاہتے ہیں لیکن ایک بات ہے کہ اگر دور سے' اگر اوپر سے کوئی بات ہو رہی ہو تو پھر ان بچاروں کا کوئی قصور نہیں۔ وہ تو صرف اس پر عمل کر رہے ہیں۔ یہاں ایک بات میں اور واضح کر دوں کہ اس مرحلہ پر استعفیٰ کی بات کرنا' کسی طریقے سے بھی جمہوریت کے خلاف بات کرنا بالکل اس ملک کے فائدے میں نہیں۔ اب ان ممبران کا فرض بنتا ہے کہ وہ سوچیں' دیکھیں کہ ان کو کس کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اب

یہ مرحلہ ہے ان فاضل اراکین کے لیے' اب یہ وقت ہے ان معزز ممبران کے لیے کہ وہ اپنے ضمیر کے مطابق فیصلہ کریں کہ کیا استعفیٰ دینا اس ملک کی خدمت ہے یا اس جماعت کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرنا ان کے لیے بہتر ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

تو اب میں اجلاس کو کل صبح 9 بجے تک کے لیے برخاست کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی جمعرات 28 اپریل 1994ء کل 9 بجے صبح تک کے لیے ملتوی کر دی گئی)

یصوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا آٹھواں اجلاس)

جمعرات' 28۔اپریل 1994ء

(پنج شنبہ' 15 ۔ ذی القعد' 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر 12 بج کر 10 منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر' محمد حنیف رامے کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا
وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا
تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ
اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا
مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ وَاعْفُ عَنَّا ۟ وَاغْفِرْ لَنَا ۟ وَارْحَمْنَا ۟
اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ سورۃ البقرہ آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا برے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو گئی ہو تو ہم سے مواخذہ نہ کی جیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں کو درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب کرo

وما علینا الاالبلاغo

حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین افہام و تفہیم

جناب سپیکر، معزز اراکین اسمبلی میں اس امر پر اپنی طرف سے خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ آج میرا دایاں بازو اور میرا بایاں بازو دونوں سلامت بھی ہیں، مضبوط بھی ہیں اور موجود بھی ہیں۔

"ہوئی تاخیر تو کچھ باعث تاخیر بھی تھا"

اجلاس تاخیر سے شروع ہو رہا ہے لیکن یہ ساری گھنٹیاں جو بجتی رہی ہیں یہ در اصل اس اجلاس کی صورت میں ہم برداشت کرتے رہے ہیں جو میرے چیمبرز میں ہو رہا تھا حقیقت یہ ہے کہ اسمبلی کا اصل ایوان تو یہی ہے لیکن اسمبلی کے بہت سے کام سپیکر کے چیمبر میں طے پاتے ہیں۔ اکثر اوقات جب حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں کچھ رنجشیں اور غلط فہمیاں پیدا ہو جائیں تو اس ہاؤس کے مقابلے میں سپیکر کا چھوٹا سا کمرہ بہت کام آتا ہے۔ اور کل سے وہ کمرہ بہت آباد رہا۔ میری درخواست پر جو میں نے ایوان میں کی تھی کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے دوست میرے آس پاس بیٹھ کر، میرے ساتھ بیٹھ کر از راہ کرم اپنی غلط فہمیاں اور رنجشیں دور کریں تاکہ اس ایوان کو بہتر طور پر چلایا جا سکے۔ اور پنجاب کے کروڑوں عوام نے جو امیدیں اس معزز ایوان سے وابستہ کر رکھی ہیں انہیں ہم کما حقہ پورا کر سکیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں جس نے میری کوشش کو کامیابی بخشی اور میں شکر گزار ہوں حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے رہنماؤں کا جنہوں نے میری درخواست کو پذیرائی بخشی۔ اور کل بھی تشریف لائے اور محترم شہباز شریف صاحب، جناب ذوالفقار کھوسہ صاحب جناب وزیر قانون، میرے ساتھی ڈپٹی سپیکر جناب منظور موہل صاحب کل کی مختصر سی گفتگو میں شامل تھے۔ جس کے نتیجہ میں بعد میں حزب اختلاف نے پانچ رکنی ایک کمیٹی بنا دی اور اس سے بات کرنے کے لیے حزب اقتدار کی بھی ایک پانچ رکنی کمیٹی بنا دی گئی۔ جس کا اجلاس صبح نو بجے سے اس وقت تک میرے چیمبر میں ہوتا رہا۔ ان دو کمیٹیوں میں حکومت کی طرف سے مخدوم الطاف احمد صاحب ہمارے سینیئر منسٹر شامل تھے، چودھری محمد فاروق صاحب وزیر قانون شامل تھے، رانا اکرام ربانی، وزیر صحت شامل تھے۔ شاہ نواز چیمہ صاحب وزیر اوقاف شامل تھے اور اس معزز ایوان کے بہت دیرینہ معزز رکن جناب میاں افضل حیات صاحب شامل تھے۔ دوسری طرف سے حزب اختلاف کی طرف سے جو پانچ رکنی کمیٹی بنی تھی اس میں محترم ذوالفقار علی کھوسہ صاحب، جناب ملک سلیم اقبال صاحب، تابش الوری صاحب، چودھری محمد اقبال صاحب اور راجہ بشارت صاحب شامل تھے۔ میں ایک مرتبہ پھر ان دوستوں کا شکر گزار ہوں اور اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو دلوں میں محبت اور الفت ڈالتا ہے، جو دنیا کے تمام خزانوں سے بڑھ کر خزانہ ہے اور جس کے بغیر میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہ یہ ایوان چل سکتا ہے، نہ جمہوریت چل سکتی ہے اور نہ یہ ملک چل سکتا ہے۔ میں وزیر قانون سے یہ درخواست کروں گا کہ جو باتیں ان کے درمیان طے پائی ہیں ان کے بارے میں ایوان کو اعتماد میں لیں۔

وزیر قانون، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے صورت حال کی وضاحت کے لیے مجھے بھی کچھ کہنے کا موقع عنایت فرمایا ہے ۔ چند دنوں

سے بے چینی کی جو صورت حال اور اختلاف رائے میں کی جانے والی باتوں کو جن افواہوں نے گھیر رکھا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے اس ایوان کے معزز ارکان قطعی طور پر کسی لحاظ سے بھی جمہوریت کو افواہوں کا شکار نہیں ہونے دینا چاہتے۔ اور اس سلسلہ میں اپوزیشن کے واک آؤٹ کے بعد جو صورت حال کل بنی اس کی وجہ سے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے حکومتی ارکان میں سے پانچ اراکین کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور آپ کی مہربانی سے آپ کی تحریک پر اور آپ کی معاملہ فہمی کی وجہ سے اور آپ نے جس انداز سے محترم اراکین اپوزیشن سے بھی رابطہ کیا اور قائد حزب اختلاف کی طرف سے قائم کردہ پانچ رکنی کمیٹی کے ساتھ آپ نے ان معاملات کو سلجھانے کے لیے، جمہوریت کے استحکام کے لیے، اس ایوان کے احترام کو مزید بڑھانے کے لیے اور اس کے بہتر مقام کے لیے آپ نے اپنے چیمبر میں ہمیں مل بیٹھنے کا موقع فراہم کیا اور آپ نے نا صرف اپنی تحریک کے ذریعے دعوت دی بلکہ اپنی معاملہ فہمی کے ساتھ وہاں بیٹھ کر اس معاملے کو سلجھانے کے لیے بھی اپنا کردار ادا کیا۔ آپ کے ساتھ جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے بھی وہاں ان معاملات کو سلجھانے کے لیے جو اپنا اہم رول ادا کیا اس کے لیے میں ان کا بھی شکر گزار ہوں۔ میں ایوان میں واپسی پر اپوزیشن کے تمام اراکین کو خوش آمدید کہتا ہوں اور ان کے فیصلے کو میں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ حزب اختلاف کی طرف سے قائم کردہ پانچ رکنی کمیٹی نے بھی ان معاملات کو سلجھانے کے لیے اور ایوان کی رونق بحال کرنے کے لیے جس معاملہ فہمی سے کام لیا۔ اور معاملے کو سلجھانے کے لیے انھوں نے جو اپنی ذمہ داریاں ادا کی ہیں اس کے لیے بھی میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! جو صورت حال اس وقت سامنے تھی اس میں تین چار معاملات تھے۔ ان میں سے جو اہم معاملہ ہے وہ اپوزیشن اراکین کے ترقیاتی فنڈز کے بارے میں ہے۔ اپوزیشن اراکین اسمبلی کا یہ اعتراض تھا کہ ان کے حلقوں میں ابھی تک ترقیاتی کاموں پر کام شروع نہیں ہوا۔ ان کے پچاسی لاکھ روپے کے ترقیاتی فنڈز جو ہیں وہ ابھی تک release نہیں ہوئے۔ اس کے علاوہ جناب والا! اپوزیشن کے اراکین کے ذہن میں سیاسی صورت حال کے بارے میں کچھ غلط فہمیاں تھیں جس کا انھوں نے ایک اخبار میں آج بھی ذکر کیا ہے۔ جناب سپیکر! میں یہاں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کل جب وزیراعلیٰ پنجاب نے پانچ رکنی کمیٹی بنائی تو انھوں نے واضح طور پر ہمیں ہدایات دیں کہ پنجاب اسمبلی کے ایوان کی رونق حکومت اور اپوزیشن دونوں کے ارکان سے مل کر بنتی ہے۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے ارکان اسمبلی تشریف لائیں اور ان کی موجودگی میں اسمبلی کا بزنس آگے بڑھے۔ اپوزیشن کے اراکین کے بغیر اسمبلی مکمل نہیں ہوتی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب وزیراعلیٰ اور حکومت پنجاب اپوزیشن ارکان کو ساتھ لے کر چلنا چاہتی ہے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جمہوریت کو مضبوط بنانے کے لیے اپوزیشن کو ساتھ لے کر چلنا ضروری ہے۔ ہمارے ملک کے اندر جمہوریت کا یہ کمزور سا پودا جسے کئی مرتبہ مارشل لاء نے مرجھانے کی کوشش کی ہے اس جمہوریت کے پودے کو مضبوط بنانے اور پروان چڑھانے کے لیے ہمیں آپس میں افہام وتفہیم کے ساتھ معاملات کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے۔ اور جناب سپیکر!

جناب وزیر اعلیٰ بھی یہی چاہتے ہیں کہ ہم اپنے صوبے میں قطعی طور پر کوئی political victimization نہیں چاہتے ۔ اور اگر کہیں پر بھی political victimization کی کوئی نشان دہی کی جائے گی تو ہم اس معاملے کا سختی سے نوٹس لیں گے ۔ حکومت نے نہ پہلے کوئی political victimization کی ہے اور نہ ہی آئندہ حکومت کسی کو ایسا کرنے کا موقع فراہم کرے گی ۔ جناب سپیکر ! میں فنڈز کے حوالے سے خاص طور پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت اپوزیشن اراکین اسمبلی کے حلقہ جات میں ترقیاتی منصوبہ جات پر عمل درآمد کے لیے رکاوٹیں دور کرنے پر سنجیدہ ہے اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں حکومتی اراکین کے ساتھ ساتھ اپوزیشن اراکین اسمبلی کے حلقوں میں بھی ترقیاتی فنڈز جاری کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس طرح اپوزیشن اراکین کے انتخابی حلقوں میں بھی ان کے ذریعے ترقیاتی کام مساویانہ بنیادوں پر ہوں گے اور پچاس لاکھ روپے کے ترقیاتی فنڈز کے معاملے میں حکومت کوئی امتیاز نہیں کرے گی۔ اور جہاں کہیں کوئی شکایت پیدا ہوگی تو اس کے لیے آج کی دس رکنی مذاکراتی ٹیم جس کے ناموں کا ابھی آپ نے اعلان فرمایا ہے وہ آپ کے زیر صدارت ان شکایات کا جائزہ لے کر ازالہ کرے گی۔ اور جناب سپیکر میں اس حوالے سے حکومت کی طرف سے اپنے اپوزیشن کے اراکین کو یہ یقین دہانی اس لیے کرانا چاہتا تھا کہ ایک تو ان کے بغیر اسمبلی کی رونق بحال نہیں ہو رہی تھی اور دوسرا یہ کہ حکومت پنجاب اور جناب وزیراعلیٰ ترقیاتی معاملات میں کوئی تمیز یا امتیاز روا نہیں رکھنا چاہتے ۔ جناب سپیکر! سیاسی محاذ آرائی نہ تو حکومت بڑھانا چاہتی ہے اور نہ ہی اپوزیشن' بلکہ اپوزیشن اراکین نے یہاں ایوان میں واپس آ کر اس بات کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ اپوزیشن بھی محاذ آرائی کی سیاست کے ذریعے سے ان ایوانوں کو بے رونق نہیں کرنا چاہتی۔ اس حوالے سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں مستقبل میں بھی اس بات کا خیال کرنا ہوگا۔ جناب سپیکر! ماضی کے ادوار میں معاملہ فہمی سے کام نہ لے کر جمہوریت کے اس پودے کو نظر لگائی گئی ' ان ایوانوں کی رونق میں رکاوٹ ڈالی گئی ' یہ اسمبلیاں توڑی گئیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہمیں مل کر یہ فیصلہ کرنا ہے کہ چھوٹے چھوٹے معاملات پر اختلاف رائے کو ہوا دینے کی بجائے ہمیں اختلاف رائے رکھتے ہوئے ' اپنا اپنا نکتہ نظر بیان کرتے ہوئے ' اپنے اپنے سیاسی نظریے پر قائم رہتے ہوئے ان ایوانوں کو بھی قائم رکھنا ہے ۔ ان کے لیے ہمیں اپنے بعض مفادات کی قربانی بھی دینی ہے ۔ ہمیں ان ایوانوں کو قائم رکھنا ہے ' جمہوریت کو قائم رکھنا ہے اور صوبے کے مفاد کے لیے کام کرنا ہے ' صوبے کے ترقیاتی معاملات کے لیے کام کرنا ہے ' غریب لوگوں کے لیے کام کرنا ہے۔ اور اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ کر صوبے کے عوام کی وہ توقعات جو ان کی حکومت اور اپوزیشن کے منتخب اراکین سے وابستہ ہیں کو پورا کرنا ہے ۔ ہمیں ان ووٹرز کو مدنظر رکھنا ہے ' ہمیں ان لوگوں کو مدنظر رکھنا ہے ' ہمیں اس عوام کو مدنظر رکھنا ہے جنہوں نے ہمیں منتخب کر کے یہاں پر بھیجا ہے ۔ اور میں آج اس ایوان میں انشاء اللہ یقین کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ حکومت اپوزیشن اراکین کے تعاون کے ذریعے سے ------

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! سید ظفر علی شاہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں آپ ذرا تشریف رکھیں ۔ جی شاہ صاحب فرمائیے ۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے میرا مقصد وزیر قانون کی تقریر میں خلل ڈالنا نہیں' بلکہ میں تو صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت والے ابھی حزب اختلاف کو منا کر لائے ہیں ۔ لیکن اب پریس والے بائیکاٹ کر گئے ہیں جو کہ بڑے اہم ہیں ۔ میں صرف اس طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب! میں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور رانا اکرام ربانی صاحب ابھی یہاں سے اسی لیے اٹھ کر گئے ہیں کہ وہ ان سے بات کریں ۔

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر! اپوزیشن نے جو فیصلے کیے ہیں ان کا ذکر کرنے کے بعد اور ان حالات کا ذکر کرنے کے بعد ہی میں پریس کے بارے میں بات کر سکتا ہوں ۔

جناب سپیکر! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ حکومت اپنے صوبے کے عوام کے مفادات کو نظر انداز نہیں کر سکتی۔ ہم نے پورے صوبے کے ساڑھے چھ کروڑ عوام کی نمائندگی کرنی ہے اور ان کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرنا ہے ۔ اپوزیشن اراکین نے آج ایوان میں واپس آ کر جو فیصلہ کیا ہے میں اس کے لیے ایک دفعہ پھر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اور انھیں یقین دلاتا ہوں کہ جمہوریت کے اس قافلے میں اور جمہوریت کی منزل تک پہنچنے کے لیے ہم انہیں ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ہم انھیں ساتھ لے کر چلیں گے۔ انھیں ساتھ لے کر چلتے ہوئے ہمیں خوشی ہو گی اور انشاء اللہ ہم آسانیسے منزل تک پہنچ سکیں گے ۔ جناب والا! جہاں تک پریس کے اراکین کے واک آوٹ کا تعلق ہے اس کے بارے میں ابھی تک میرے تک صرف اتنی بات پہنچی ہے کہ انھوں نے واک آوٹ کیا ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ ہمارے ساتھ کچھ زیادتیاں ہوئی ہیں ۔ جناب والا ! جس طرح ہم نے اپوزیشن کی ضرورت کو محسوس کیا اور آج کا ایجنڈا نہ ہونے کے باوجود آج کا اجلاس رکھا تا کہ اپوزیشن ایوان میں آئے اور ہم اکٹھے یہاں پر بیٹھیں اور ایک مثبت انداز فکر پیدا ہونے کے بعد اجلاس ختم ہو ۔ جناب والا! پریس گیلری میں اور پریس سے باہر صحافیوں کے بغیر صحافت کے لیے کام کرنے والے صحافیوں کے بغیر جمہوریت کو آگے نہیں بڑھایا جا سکتا اور جمہوریت کے process کو لے کر آگے نہیں چلا جا سکتا۔ حتیٰ کہ اسمبلی کی کارروائی کو بھی اس وقت تک عوام تک نہیں پہنچایا جا سکتا جب تک پریس کے ساتھی ساتھ نہ دیں ۔ اور یہ پریس کے معزز ساتھی ایوان کی کارروائی کو عوام تک بہتر انداز میں پہنچانے کے لیے کام کرتے ہیں ان کے ساتھ حکومت کسی قسم کی زیادتی برداشت نہیں کرے گی ۔اور جہاں بھی اس کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے وہ نشان دہی کریں ہم اس کا نوٹس لیں گے ۔ اور جس کسی نے ان کے ساتھ زیادتی کی ہے اس کے خلاف بھی حسب ضابطہ کارروائی ہو گی ۔ میں اس بات کے لیے آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں اور پریس کے ساتھیوں کو بھی یقین دلاتا ہوں اور اس کے ساتھ ان سے گزارش بھی

کرتا ہوں کہ وہ براہ کرم پریس گیلری میں واپس تشریف لے آئیں ۔ تاکہ صحیح طریقے سے ایوان کی کارروائی چل سکے ۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی سردار ذوالفقار علی کھوسہ صاحب ۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے بات کرنے کا موقع دیا ہے ۔ وزیر قانون چودھری محمد فاروق صاحب نے جو تقریر یہاں فرمائی ہے اور حکومت پنجاب اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے پالیسی کی وضاحت کی ہے ۔ خصوصاً ترقیاتی فنڈز کے بارے میں منصوبہ جات کے بارے میں اور انتظامی کارروائیوں کے بارے میں جو ہمارے خیال میں سیاسی بنیادوں پر کی جا رہی ہیں۔ یہ آپ کی کوشش اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف آپ کی چیمبر میں مل بیٹھے اور گفتگو ہوئی جس کے نتیجے میں حزب اختلاف آج کے اجلاس میں شرکت کے لیے آمادہ ہوئی ۔ جناب والا، میں بحیثیت رکن پنجاب اسمبلی یہاں پہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہر رکن پر اس ہاؤس کی اس معزز ایوان کی روایات کی پابندی ہے ۔ اور ہم سب پر یہ لازم ہے کہ ہم ان روایات کا احترام کریں اور مل جل کر چاہے حزب اختلاف کے ممبران ہوں یا حزب اقتدار کے مل جل کر اس ہاؤس کو چلائیں ۔ یہ احتجاج جسے ہم بائیکاٹ کے نام سے پکارتے ہیں ۔ ہم نے کیا ہی اسی لیے تھا کہ ان روایات کو پورا نہیں کیا جا رہا تھا اور ہم نے وزیر اعلیٰ کے اس ایوان میں موجود ہونے پر جب ان سے اس معاملے کی الجھی ہوئی صورت کو سلجھانے کے لیے آپ کی وساطت سے اپیل کی تھی ۔ لیکن اس وقت انھوں نے کوئی واضح جواب نہ دیا ۔ ان کے اس رویے کے خلاف ہم نے اس ایوان کے باقی ماندہ اجلاس سے بائیکاٹ کا فیصلہ کیا ۔ یہ اس ایوان کی روایات کی خاطر بالخصوص اور صوبہ بھر کی عوام کے لیے بالعموم خوش آئند بات ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ہمارے حقوق کو تسلیم کیا ۔ یہ ہمارے حقوق نہیں ہیں بلکہ یہ ان کروڑوں لوگوں کے حقوق ہیں جنھوں نے ہمیں ووٹ دے کر اس ایوان میں بھیجا۔ جناب والا! ہاؤس میں بارہا حزب اختلاف کے بنچوں کی طرف سے ممبران کی تقریر میں یہ کہا گیا کہ ہم اپنے لیے کچھ نہیں مانگ رہے اور یہ حکومتی بنچز بھی جانتے ہیں کہ اس میں ممبران کو کچھ نہیں ملتا ۔ ہم حلقہ نیابت کے ترقیاتی منصوبوں کی بات کرتے رہے ہیں اور اگر وہ ترقیاتی منصوبے ہمیں مل جاتے تو جہاں ہماری بہت سی ذمہ داریاں ہاؤس کے اندر ہیں اسی طرح بہت سی ذمہ داریاں ہاؤس کے باہر بھی ہیں ۔ اگر ہمیں پالیسی کے اندر یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کو بالکل مساویانہ طور پر بغیر امتیاز کے کہ آپ کس پارٹی یا مذہب سے تعلق رکھتے ہیں منصوبے دیے جائیں گے۔ عملاً یہ ہوتا ہے کہ ہمارے حلقہ نیابت میں منصوبہ جات روک دیے جاتے ہیں ۔ بعض حلقے ایسے بھی تھے جہاں ٹینڈر call ہو چکے تھے ٹینڈر لگ چکے تھے تو پھر ہمارا ووٹر ہم کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ یہ ہمارا وہاں بھی فرض بنتا ہے کہ ان کو بھی ہر لحاظ سے مطمئن کریں ۔ کہ ہم آپ کے حقوق کے لیے کوئی کوتاہی نہیں کرتے ۔ اس بائیکاٹ کرنے سے ہمیں کوئی خوشی نہیں تھی ہم نہیں چاہتے تھے کہ اس ہاؤس کی کارروائی سے ہم بے دخل ہو کر باہر بیٹھے رہیں لیکن وہاں ہم نے اپنے حلقہ نیابت کے تمام ووٹران کے

لیے جن میں پیپلز پارٹی کے لوگ بھی مسلم لیگ کے بھی ہیں اور دوسری جماعتوں سے ہمدردی رکھنے والے لوگ بھی بستے ہیں ۔وہ پاکستانی ہیں پنجاب کا حصہ ہیں ۔ اس بنیاد پر ہم نے بائیکاٹ کیا تھا ہمیں خوشی ہے کہ حکومت پنجاب نے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے ہمارے حقوق کو تسلیم کیا ۔ وزیر قانون نے اور سینئر وزیر مخدوم الطاف صاحب نے جو آج ہمیں بتایا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لاتے اگر آج کی جو مجبوریاں تھیں جو pre-plan تھیں جن کے لیے وہ commited تھے اس وجہ سے وہ یہاں تشریف نہ لا سکے اور انھوں نے یہ کام وزیر قانون کو سونپا ہے کہ ان کی طرف سے یہ یہاں وضاحت کریں گے اور ہمیں اس چیز کی یقین دہانی کرائیں گے ۔ ہم ان کی اس یقین دہانی کو welcome کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ صرف اس ایوان کی روایات کو زندہ رکھنے کے لیے نہیں بلکہ پنجاب کے عوام کے لیے بھی خوش آئند بات ہے کہ ہمارے حقوق تسلیم کیے گئے ۔اسی طرح انتظامی کارروائیوں کے بارے میں ہم نے جو مطالبہ کیا تھا ۔ میں یہاں دہرانا نہیں چاہتا کیونکہ آپ ان مذاکرات میں خود تشریف فرما تھے ۔ تو ہم نے مثال دے کے ثابت کرنے کی کوشش کی تھی ۔ جہاں ہمیں احساس ہوتا ہے کہ یہ انتظامی کارروائی ہے ۔ لیکن آج نہ صرف آپ کے چیمبر میں بلکہ On the floor of the House ہمیں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ اگر اس قسم کی کوئی کارروائی ہمارے نوٹس میں آئے گی تو انھیں آگاہ کریں گے ۔ ہم یہ قطعاً نہیں چاہتے کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص اگر کوئی غیر قانونی حرکت کرتا ہو تو اسے تحفظ دیا جائے ۔ لیکن ہم یہ بھی برداشت نہیں کر سکیں گے کہ ایک شخص کو یہ سزا دی جائے کہ یہ مسلم لیگ کا ووٹر تھا یا سپورٹر تھا تو اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جائے۔ ہم صرف اسی چیز کی یقین دہانی چاہتے تھے ۔وہ وزیر قانون نے اپنی طرف سے از خود اور خصوصاً وزیراعلیٰ کی طرف سے یقین دہانی کروائی ہے ۔ ہم اس یقین دہانی پر آج اعتماد کرتے ہیں اور ان کی اس یقین دہانی پر ہم اس مسئلے کو اور نہیں اٹھائیں گے جب تک کہ پھر ہمیں یہ احساس نہ دلایا جائے کہ اس قسم کی کارروائی پھر کی جا رہی ہے (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا! اخبارات کے ذریعے اور اس ہاؤس کے اندر بھی ہمارے بائیکاٹ کرنے سے پہلے دو issues کو confuse کیا جا رہا تھا ۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے درستگی کے لیے وضاحت کرنا چاہوں گا ۔ ایک ہمارا عمل اس ہاؤس کے باقی ماندہ کارروائی سے بائیکاٹ تھا اور دوسرا ہمارا عمل اس ہاؤس کے باہر تھا جو ہماری پارٹی میٹنگ کے اندر فیصلہ ہوا ۔ اور وہ تھا اپنی رکنیت سے استعفیٰ لکھ کر اپنی پارٹی کے قائد کے حوالے کر دینا ۔ جناب والا' یہ دو confuse issues نہیں ہونے چاہییں۔ میں On the floor of the House یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ ہاؤس کی کسی کارروائی کے خلاف احتجاج کرنا ہمارا حق ہے یہ ہم نے بائیکاٹ کے ذریعے رجسٹر کیا۔ ہمارا دوسرا عمل اپنی رکنیت سے استعفیٰ لکھ کر دینا تھا ۔ وہ ہم نے ایک ایسے عمل کے خلاف کیا تھا جس کا اس ہاؤس کے ساتھ تعلق نہیں۔ ہاؤس میں ہم نے جو اس کا عمل اختیار کیا تھا وہ ہم نے ایک قرار داد پیش کرنے کی کوشش کی تھی لیکن آپ نے پیش کرنے کی اجازت نہ دی۔ اگر آپ نے قواعد و ضوابط کے مطابق پیش کرنے کی اجازت نہیں دی تو وہ آپ کا اختیار تھا ۔ ہماری تو ایک protest تھی اور ہم چاہتے تھے

چونکہ وہ بھی اسی طرح منتخب اسمبلی تھی اس کے سپیکر کے خلاف ایک کارروائی کی گئی جو آئین اور قانون کے تحت جائز نہیں تھی لیکن اگر ہمارے Treasury Benches کے ساتھی ہماری یہاں پر حمایت نہیں کرنا چاہتے تھے تو یہ ان کی مرضی تھی اور آپ کو بھی اختیار حاصل تھا آپ نے اسے رول آؤٹ کر دیا۔ لیکن باہر جو ہم نے عمل کیا وہ ہمارا اپنا اختیار تھا۔ وہاں ہم ہاؤس کے اختیارات کے تابع نہیں تھے اور ہم نے وہ استعفے اس لئے دیے کہ ہم صوبہ سرحد کے عوام کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا چاہتے تھے اور مزید براں اپنے قائد اور پاکستان مسلمیگ کے صدر کو یہ اعتماد دینا چاہتے تھے کی ملکی صورت حال یعنی ملک میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کو دیکھتے ہوئے جب بھی آپ چاہیں اپنی پارٹی کی طرف سے آپ اس بات کے مجاز ہوں گے کہ ان استعفوں کو استعمال کر سکیں۔ لہذا میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ یہ دو معاملات علیحدہ علیحدہ ہیں ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں ہے اور دونوں کے مقاصد الگ تھے۔اور میں اس کی وضاحت بھی کر چکا ہوں۔ اس کے علاوہ جناب ابھی ہمارے ایک ساتھی یہاں پر اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں کہ پریس گیلری میں پریس کے حضرات نے اجلاس کا بائیکاٹ کیا ہے اور وہ پریس گیلری سے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ میں یہاں پر حزب اختلاف کی طرف سے آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ صحافی حضرات سے اسلام آباد میں جو زیادتی ہوئی ہے ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔ بہتر ہوتا کہ ان حضرات کو بلا لیاجاتا اور ان کی بھی بات سنی جاتی جیسے آج ہم مل بیٹھے ہیں۔حزب اختلاف اور حزب اقتدار میں مفاہمت ہو بھی گئی ہے ان کو بلا لیا جاتا ان کی باتیں بھی سن لی جاتیں تا کہ آج کی باقی ماندہ کاروائی کا وہ بائیکاٹ نہ کرتے۔ میں ان چند الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔

جناب سپیکر: جناب اقبال خا کوانی صاحب

حافظ محمد اقبال خان خا کوانی: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ شکریہ

جناب سپیکر۔ جناب والا جس طرح آپ اس پورے ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اسی طرح اس پورے ہاؤس کا ہر معزز رکن اپنے اپنے حلقے کے عوام کے حقوق کا کسٹوڈین ہے۔ اگر ہم نے یہاں اپنے اپنے حلقے کے عوام کے حقوق کی بات کی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے گویا کہ فرض ادا کیا تھا۔ جناب والا جس طرح جسم کے کسی ایک حصے کو تھوڑی سی تکلیف پہنچے تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ آپ نے ایک ریفری کی حیثیت سے جس طرح کا کردار ادا کیا میں کم از کم ذاتی طور پر اور اپنے دوستوں کی طرف سے بھی اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ الحمد للہ ابھی یہ جسم زندہ ہے۔ اس کے ایک بازو کی تکلیف کو محسوس کیا گیا وگرنہ جس طرح ایک مردہ جسم یا لاش کا ایک بازو کاٹ بھی دیا جائے تو اس لاش کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیونکہ اس کے کوئی احساسات نہیں ہوتے۔ اسی طرح آج آپ نے ہماری تکلیف کو محسوس کر کے کم ازکم ہمیں یہ یقین دلا دیا ہے کہ بطور ریفری کے آپ ان دونوں ٹیموں کے درمیان مکمل ہم آہنگی کے ساتھ اس کھیل کو کھلائیں گے اور آخر میں ہیں ان جذبات کے ساتھ کہ ہمارے حکومتی بنچوں کے اراکین اور دوستوں نے جس قسم کی یقین دہانی کروائی

ہے میں اس بارے میں حسن زن رکھتے ہوئے انہیں جہاں یہ خراج تحسین پیش کروں گا وہاں میں اللہ تعالیٰ کے کلام کی ایک آیت بھی ضرور سناؤں گا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یاایھاالذین آمنوا اتقواللہ و قولو اقولا سدیدا۔

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو بھی بات کیا کرو پکی اور سیدھی بات کیا کرو۔

جناب والا انہی الفاظ کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے امید رکھوں گا کہ بطور اہل ایمان اپنی بات کا پاس کریں شکریہ۔

جناب سپیکر، سید تابش الوری صاحب۔

سید تابش الوری، جناب سپیکر آپ کے علم میں آ چکا ہے کہ پریس گیلری احتجاجاً واک آؤٹ کر چکی ہے اور آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ ہر مہذب اور جمہوری معاشرے میں اخبارات کی آزادی ایک مقدس فریضے کی حیثیت رکھتی ہے اور ہمارے آئین میں بھی اخبارات کی آزادی اظہار رائے کی آزادی اور خاص طور پر صحافتی عمل کی غیر جانب دارانہ جاری رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اسلام آباد میں جو ناخوشگوار واقعہ ہوا ہے اس پر سارے ملک کے پریس نے احتجاج کیا ہے اور آج پریس گیلری نے بھی اسی احتجاج کے سلسلے میں واک آوٹ کیا ہے۔ ہم ان کے ساتھ اظہار ہمدردی حمایت اور تائید کے طور پر دو منٹ کا علامتی واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ اور آپ سے درخواست کر رہے ہیں کہ ہم اور حزب اقتدار کے ارکان کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو پریس گیلری کے روٹھے ہوئے حضرات کو واپس لانے کے لئے کام کرے۔

جناب سپیکر، واک آوٹ کرنے سے پہلے بات سنتے جائیے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، محترم تابش الوری صاحب کی جو بات ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ان تک پہنچ بھی گئی ہو گی اور انہیں اس بات کا بھی احساس ہو گیا ہو گا کہ اراکین اپوزیشن بھی اور دوسرے اراکین بھی سب ان کے لئے ہمدردی کے جذبات رکھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی آپ واک آؤٹ ختم کر کے اندر آئے تھے اور ہمیں صحافیوں کی طرف سے ایک پیغام ملا کہ .....

جناب سپیکر، اپوزیشن کے معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، صحافیوں کی طرف سے جناب والا مجھے جو پیغام دیا گیا ہے اس میں جناب سپیکر انہوں نے وضاحت کی ہے کہ اسلام آباد میں ایک معزز صحافی فاروق اقدس جو قومی اسمبلی کی پریس گیلری کے سیکرٹری بھی ہیں اور سہیل اقبال صاحب جو اسلام آباد پریس کلب کے سیکرٹری ہیں ان کے خلاف پولیس نے توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے اور تشدد آمیز رویہ بھی اختیار کیا ہے۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر پنجاب میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ صحافیوں سے کچھ عرصہ قبل کوئی زیادتی ہوئی تھی اور اس پر جو فیصلہ ہوا تھا ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب سپیکر پنجاب کے جس معاملے پر وہ بات کر رہے ہیں۔ اس کے بارے میں دو روز قبل حکومت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور میں انہیں اس بات کا

بھی یقین دلاتا ہوں کہ آٹھ دس روز کے اندر اندر اس فیصلے پر عمل درآمد ہو جائے گا۔ جہاں تک اسلام آباد کے واقعے کا تعلق ہے میں اس پورے ایوان کی طرف سے یہ محسوس کرتا ہوں کہ تمام اراکین پریس کے ساتھیوں پر کئے گئے تشدد یا ہتک آمیز رویہ اختیار کرنے پر اظہار مذمت کرتے ہیں اور کوئی بھی رکن اسمبلی اس رویے کی حوصلہ افزائی نہیں چاہتا۔ ہم پولیس کے اس رویے کی مذمت بھی کرتے ہیں اور حکومت کی طرف سے میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم وفاقی حکومت سے بھی یہ بات عرض کریں گے کہ وہ پولیس ملازمین جنہوں نے پریس کے ساتھیوں کے خلاف توہین آمیز رویہ اختیار کیا ہے ان کے خلاف قاعدے اور قانون کے مطابق وفاقی حکومت کاروائی کرے۔ میں صحافیوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ ان کی یہاں پر موجودگی بھی ضروری ہے اور ان کی عزت احترام اور تحفظ حکومت کی بھی ضرورت ہے اور ہماری بھی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کے تحفظ اور احترام کو ملحوظ خاطر رکھیں گے اور میں ان سے یہ بھی گزارش کرتا ہوں کہ وہ واپس تشریف لے آئیں۔ بجائے اس کے کہ کسی بھی فاضل رکن کو واک آوٹ کرنا پڑے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: میری درخواست بھی یہ ہے کہ بجائے واک آوٹ کرنے کے محترم تابش الوری صاحب اور محترم رانا اکرام ربانی صاحب یہ دونوں دوست وزیر قانون کی یقین دہانی کی روشنی میں، اور اس واقعے کی انہوں نے اور آپ نے جو مذمت کی ہے اس کی روشنی میں آپ ان سے جا کر بات کریں اور انہیں منا کر لے آئیں تو یہ زیادہ بہتر ہو گا۔ بڑی مہربانی۔

سید تابش الوری: درست ہے۔

وزیر اوقاف (چودھری شاہنواز چیمہ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

وزیر اوقاف: جناب والا۔ اج جناب دی کوشش دے نال جہڑا فارمولا بنیا اے۔ اے اک تاریخی فارمولا اے۔ اور ایس طریقے دے نال کہ اپوزیشن نوں کسے طریقے دے نال نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ اور اے جہڑے ترقیاتی فنڈز نیں اینہاں دا release ہونا، اے اتنی اعلیٰ مثال اج پنجاب اسمبلی دی قائم ہوئی اے۔ کہ میں ایدی مبارک جناب کھوسہ صاحب نوں وی دینا۔ اور جناب نوں وی دینا۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ چیف منسٹر صاحب کو بھی مبارک باد دینی چاہئے۔

وزیر اوقاف: جناب والا! اصل مدعا تے چیف منسٹر صاحب نیں جہناں نے ایدا initiative لیا کہ میں ایسی مثال پیش کرنا چاہناں۔ کہ لوگ اپوزیشن وچ رہ کے وی چگی گل کر سکن۔ ایہہ نہ کرن کہ اپوزیشن والے کل نوں گھر جان تے لوگ آکھن کہ ساڈی گلی نہیں بنی، ساڈی سڑک نہیں بنی، ساڈا مکان نہیں بنیا۔ جہڑا مدتاں توں ایہہ دستور رہیا اے۔ میرے دل دی خواہش سی اور میں اللہ تعالیٰ دا وی شکر گزار آں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اک دے دل دے وچ خاص طور تے ساڈے چیف منسٹر صاحب دے دل دے وچ اور ساریاں دوستاں دے دل وچ اک سانجھی سوچ پیدا کیتی اے۔ اور میں اے ای چاہنداں ساں کہ الیکشن فریم ورک وچ اے چیز ہونی چاہی دی اے۔ کہ جناب والا کوئی آدمی اے نہ سوچے کہ اپوزیشن

کرن لگیاں مینوں اے خوف آوے کہ کل میں اپوزیشن وچ ہواں گا میرے پتر نوں کوئی پکڑ کے لے جائے گا' میرے بھائی نوں کوئی پکڑ کے لے جائے گا۔ اسے اک مثال قائم کیتی گئی اے۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب نوں ایس دی مبارک باد دیناں اور اسے چیز اک مسلمہ حقیقت بن گئی اے۔ اللہ تعالیٰ میرے اپنیاں بھائیاں نوں جہڑے اپوزیشن وچ وی نیں اپنیاں نون وی ایس چیز دا احساس ہونا چاہی دا اسے کہ کتنی اعلیٰ سوچ اللہ تعالیٰ دے فضل و کرم نال برسر اقتدار پارٹی دی اسے کہ ایس ملک دے وچ ایس پنجاب دے وچ امن ہونا چاہی دا اسے۔

جناب حسن اختر موکل، جناب والا۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہتا ہوں۔ یہاں پر باتیں تو بڑی خوبصورت ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر، اور امید ہے کہ آپ بھی خوبصورت بات ہی کریں گے۔

جناب حسن اختر موکل، جناب والا۔ میں بڑی ہی خوبصورت بات کروں گا۔ اور اس کی خوبصورتی کا انحصار آپ خود دیکھیں گے کہ آج اس میٹنگ کی جو باتیں ہو رہی ہیں۔ اس کو سبوتاژ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ایک طرف تو یہ اتنی خوبصورت باتیں ہورہی ہیں۔ اور جہاں پر جیسے کہ پریس والے دوست واک آؤٹ کر گئے ہیں۔ ان کے اوپر تشدد جو ہوا ہے ۔ اس کی بات ہورہی ہے۔ ان کو منانے کی بات ہو رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے آپ کے اور اہل اقتدار کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اپوزیشن کے کردار کی باتیں ہورہی ہیں۔ لیکن باہر کیا ہو رہا ہے۔ یہ پولیس گردی اس حد تک بڑھ چکی ہے۔ کہ یہاں پر تو اب Member Legislative کے privileges کا بھی خیال نہیں کیا جاسکتا۔ باہر جو بیریر لگائے گئے ہیں' میں جب ہاؤس میں آرہا تھا۔ یہ عجیب بات ہوئی کہ وہاں پولیس والے کھڑے تھے اور انہوں نے کہا جی آپ داخل نہیں ہوسکتے۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اسمبلی کا ممبر ہوں اور یہ میرا کارڈ ہے۔ آپ مجھے کیسے روک سکتے ہیں؟ کہنے لگے کہ جلوس آرہا ہے۔ بھئی جلوس کا تو ابھی نام و نشان بھی نہیں ابھی یہ کیوں بند کیا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہم نے نہیں جانے دینا۔ اور میرے بعد ایک سبز نمبر پلیٹ کی گاڑی آئی' کوئی آفیسر ہوگا۔ بیریر بھی اٹھا دیا گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ کس بنیاد پہ باتیں ہو رہی ہیں۔ پولیس گردی کا تدارک ہونا چاہئے۔ کہیں سڑکوں پہ مزدوروں کو پیٹا جا رہا ہے۔ کہیں پریس والوں کو پیٹا جا رہا ہے۔ کہیں ممبر اسمبلی جو ہیں ان کو اندر داخل نہیں ہونے دیا جا رہا ہے یہ کہاں کی امن قائم رکھنے کی باتیں ہو رہی ہیں۔ یہ کہاں پہ استحقاق کو قائم رکھنے کی باتیں ہیں۔یہ آپ نے ہی بات کی تھی کہ خوبصورت بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے باتیں تو ہماری ساری خوبصورت ہیں۔ ہم تو اپنے عوام کے لیے ' عوام کے حقوق کے لیے لڑتے ہیں۔ لیکن میں اس ہاؤس کے فلور پر یہاں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اس کو پولیس اسٹیٹ نہ بنائیں۔ یہ ایک مکافات عمل ہے جو کہ چلتا رہتا ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ۔

وزیر صحت (رانا اکرام ربانی)، جناب والا میں سردار حسن اختر موکل صاحب سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کی تقریر کے دوران پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا۔ لیکن جیسا کہ آپ نے حکم دیا تھا۔ میں اور محترم

تابش الوری صاحب آپ کے حکم کی تعمیل میں صحافی حضرات کے پاس گئے ہیں اور انہیں یقین دلایا ہے۔ اور میں ان کا اپنی طرف سے بھی الوری صاحب کی طرف سے بھی اور ایوان کی طرف سے بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے حکومت کی طرف سے اور اپوزیشن کی طرف سے کی جانے والی مذمت ۔ اور حکومت کی طرف سے کی جانے والی یقین دہانی پر اعتماد کرتے ہوئے انہوں نے بائیکاٹ ختم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

جناب سپیکر، بہت خوب۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

وزیر اوقاف، جناب والا! موکل صاحب کا کارڈ دیکھا جائے کہ نقلی ہے یا اصلی ہے۔ کیونکہ اگر اینان دے کول اصلی کارڈ ہے تے فیر اینان نوں کیوں روکیا گیا اے۔ ایدا پتا لینا چاہی دا اے۔ اور او جناب نوں کارڈ دکھان کہ آیا اسے چی گل کہہ رہے نیں یا ویسے ای خصے وچ کر رہے نیں۔

وزیر اطلاعات(مہر سعید احمد ظفر)، جناب والا۔ مجھے اجازت فرمائیے گا۔

جناب سپیکر، جی ۔ مہر سعید احمد ظفر۔

وزیر اطلاعات، میں ایک پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ سردار صاحب نے جمہوریت کے حق میں اور اپنے استحقاقات کے بارے میں بڑی لمبی چوڑی تقریر کی ہے۔شاید پولیس والوں کو انہیں پہچاننے میں کچھ غلط فہمی ہوگئی ہو۔ ہم آئندہ اس بات کو ensusre کریں گے کہ احتیاط سے کام لیا جائے۔ اور پنجاب کے رہنے والوں کو پنجاب کا ہی باسی تصور کیا جائے۔ کسی اور جگہ کا نہیں۔ شکریہ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، ان کی تقریر ختم ہوجائے تو بہتر ہے ۔ میں پھر آپ کو موقع دیتا ہوں۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے محترم وزرائے کرام کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک صاحب ہیں وہ غالباً وزیر کلچر ہیں۔ اور کلچر کہاں پایا جاتا ہے ہمارے یہاں پہ وہ بہتر جانتے ہیں۔ وہ اسی زبان میں یہ بات کر رہے تھے۔ ان کو احساس نہیں کہ پنجاب اسمبلی کے جس کے وہ بھی اس مقدس ہاؤس کے ممبر ہیں۔ اس ممبر کا کیا تقدس ہوتا ہے۔ وہ پھر پولیس گردی کی حمایت کر رہے ہیں۔ جناب والا! میری بات سن لیجئے۔ شاہنواز چیمہ صاحب نے بات کی وہ بھی سچے ہیں' درباروں پہ بیٹھنے والے کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں وہ بھی آپ جانتے ہیں۔ ان کو وہاں پہ بٹھا دیا گیا ہے انہوں نے تو ہر ارد گرد والے کو ایک ہی بات کرنی ہوتی ہے کہ اللہ بھلا کرے گا۔ وہ تو صرف یہ ایک بات جانتے ہیں۔ جناب والا! میری یہ عرض سن لیجئے کہ میں یہ باتیں اس ہاؤس کے فلور پر اس لئے کر رہا ہوں کہ پولیس گردی ہمارے صوبے میں اس حد تک بڑھ چکی ہے ۔ اگر اس ہاؤس کے ایک ممبر کا تقدس بحال نہیں رہے گا یہاں کے پریس والوں کا تقدس بحال نہیں رہے گا تو پھر یہ عام شہری کو کیا تسلی دے سکتے ہیں۔ اس کو کیا shelter دے سکتے ہیں' اس کو کیا تحفظ دے سکتے ہیں۔ میرے محترم رانا اکرام ربانی صاحب اس بات کو جانتے ہیں کہ ایک قصے میں ' ایک سلسلے میں ڈی آئی جی لاہور کو تنبیہ کی تھی ایک مہینہ ہو گیا ڈی آئی جی مجھے ملنے کے لئے تیار نہیں وہ بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ یہ کس جگہ کی بات کررہے ہیں' کس تقدس اور کس تحفظ کی بات کر رہے ہیں۔ میں ان کو آپ کی وساطت

سے بتانا چاہتا ہوں کہ مکافات عمل ہیں کہ یہ ان باتوں کو ذہن میں رکھیں کہ اگر آج اس طرف کچھ ہو رہا ہے تو کل اس طرف بھی کچھ ہو گا۔ لیکن خدا کے لئے یہ موقع نہ آنے دیں۔ اس پنجاب کو اس پنجاب کے عوام کو اس پنجاب کے شرفا کو تحفظ کا احساس دلائیں۔ جو جس کا حق بنتا ہے جو جس کے حقوق ہیں ان کے تحفظ کی بات کریں۔ یہاں بیٹھ کے یہ مذاق اڑاتے ہیں اور کلچر کی باتیں کرتے ہیں یہ اپنے کلچر کو وہاں پر رکھیں جہاں کا یہ خمیر ہے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔(قطع کلامیاں) ایک منٹ میں بات کر رہا ہوں۔

وزیر اطلاعات و ثقافت، میں نے ایک بھول کی بات ہے۔ جو پولیس سے ہو گئی ہے۔ آئندہ اس میں احتیاط ہو گی اور ان کو سختی سے کہا جائے گا۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر، سعید ظفر صاحب ۔ میری بات سنئیے۔ میرا خیال ہے کہ جس ماحول میں گفتگو شروع ہوئی تھی۔ جس فضا میں آج یہ سارے فیصلے ہوئے۔ اس کا تقاضا ہے کہ ہم ماحول کو کم از کم آج کے دن تو خوش گوار رکھیں۔ ہماری نیتیں دونوں طرف سے یہ ظاہر ہوئی ہیں کہ افہام و تفہیم سے بات چلے گی۔ رواداری سے تحمل سے بردباری سے ہم آگے بڑھیں گے۔ اور پھر ہم ایک گھنٹے کے اندر اندر پھر اسی زبان پر اسی طرز گفتگو پر آجاتے ہیں۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاؤس کے لئے ضروری ہے کہ اب اس گفتگو کو بند کیا جائے۔ اور اب ہم business کو لے لیں۔ کل وصی ظفر صاحب نے اپنی تحریک استحقاق پڑھ دی تھی۔ شارٹ سٹیٹمنٹ باقی ہے۔ اس کا جواب پھر شاید لاء منسٹر صاحب دیں گے۔ وصی ظفر صاحب' آپ اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ۔ ذرا بزنس چلنے دیجیے۔ بیچ میں بات کر لیں۔

سید ظفر علی شاہ، میں نے قاعدہ ۔ 65 کے تحت تحریک التواء پیش کی تھی۔ میں اس کی بات کرنا چاہتا تھا' اگر آپ اس کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر، آپ کی تحریک التواء تو اس دن ہم نے قبول کر لی تھی۔

سید ظفر علی شاہ، وہ تحریک استحقاق تھی' یہ تحریک التواء ہے۔ کل مزدوروں پر جو لاٹھی چارج ہوا ہے' میں نے اس کے بارے میں قبل از وقت نوٹس دیا ہے۔ اس کی کاپیاں دی ہیں۔ وہ سیکرٹری صاحب کے چیمبر میں ہے۔ میں اس کو ٹیک اپ کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جب تحریک التواء کی باری آئے گی' اس وقت بات کیجیے۔ اس وقت تحریک استحقاق ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا' اس لیے کہ قواعد میں ہے کہ before taking up any business تحریک التواء پر بات کی جا سکتی ہے۔ میں قواعد کے بغیر بات نہیں کر رہا۔ لیکن اس کے باوجود آپ تحریک استحقاق لے لیں' اس کے بعد مجھے وقت دے دیں۔ ٹھیک بات ہے۔

جناب سپیکر، میرے علم میں ابھی بات نہیں آئی۔ جناب وصی ظفر صاحب۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، جناب والا' میں ایک بڑے اہم مسئلے کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، آپ کبھی کبھی توجہ دلاتے ہیں' اس لیے میں نے کہا کہ آپ کو موقع دیتے ہیں۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، یہ تحریک استحقاق ہے۔ آج کے اخبار "خبریں" میں ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں صرف اس معزز ایوان کا ہی نہیں' بلکہ پورے چھ ایوانوں کا انھوں نے استحقاق مجروح کیا ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے' شروع ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔ اس کو لے لیں گے۔

سید محمد خلیل الرحمٰن چشتی، بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر، جناب وصی ظفر۔ short statement دیں۔

ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی املاک پر ناجائز قبضہ

(----------جاری)

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! کل ڈپٹی سپیکر صاحب' سپیکر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے تو میں نے یہ تحریک پیش کی تھی کہ لاہور میں ایک بڑی خوبصورت رہائشی جگہ ہے' ماڈل ٹاؤن سوسائٹی۔ اس میں پنجاب اسمبلی کے لیڈز آف دی اپوزیشن اور سابقہ وزیر اعظم کی جو رہائش گاہ ہے اس کے آگے پیچھے کی سڑکیں اور پارک ہیں۔ وہاں جنگلے تعمیر کر کے انھوں نے پکی اینٹوں کی تعمیرات شروع کی ہوئی ہیں۔ پارک پہ قبضہ کر لیا ہوا ہے اور وہاں پہ کوئی سیر کرنے جاتا ہے تو مسلح آدمی اس کے بے عزتی کرتے ہیں' ان کو روکتے ہیں۔ وہ وہاں دندناتے پھرتے ہیں۔ جیسا کہ میں بھی مورخہ 25 کو شام کے وقت گیا تھا تو میرے ساتھ بھی انھوں نے یہی سلوک کیا کہ آپ آگے نہیں جا سکتے' یہ پارک نہیں' یہ پرائیویٹ جگہ ہے۔ جب کہ وہ کروڑوں روپے کی جائیداد سوسائٹی کی ملکیت ہے۔ اس سے ہٹ جناب' میری ایک گزارش ہے کہ سرحد اسمبلی میں lose کرنے کے بعد اب وہ کہتے ہیں کہ ہمیں آپ کچھ ممبر دیں' ہم حکومت بنا لیں۔ اپنا رویہ ان کا یہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں کچھ ممبر دے دیں۔

جناب سپیکر، آپ غیر متعلقہ بحث نہ کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب' یہ غیر متعلقہ نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ آپ نے خود کہا کہ "اس سے ہٹ کر"۔ اس سے ہٹیں نہیں۔ اسی پر رہیں۔ اور میرا خیال ہے' آپ کی شارٹ سٹیٹمنٹ ہو گیا ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، وہ رویہ ہے ان کا------

جناب سپیکر، نہیں۔ وصی ظفر صاحب' آپ تو ماشاء اللہ رولز اینڈ ریگولیشنز کے اتنے پابند ہیں کہ لوگ مثالیں دیتے ہیں۔ تو آپ ہٹ کے بات نہ کریں۔ بس اب کافی ہو گیا۔

چودھری محمد وصی ظفر، میری صرف یہی گزارش تھی۔ آپ خود اتنے پرانے سیاست دان' اتنے پرانے اعلیٰ پارلیمنٹیرین' کیا جمہوری اداروں میں کہیں ہے کہ آپ ہمیں ممبر دیں ہم حکومت بنالیں؟

جناب سپیکر، اس بات کا اس تحریک استحقاق سے کوئی تعلق نہیں۔ آپ تشریف رکھیے۔ جی۔

جناب غلام عباس (مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب)، جناب سپیکر' میرے معزز دوست نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ مگر انھیں یہ علم ہونا چاہیے کہ وہ جو جنگلے ہیں' وہ تہتر کنال جگہ پر ایل ڈی اے کی زمین میں لگے ہوئے ہیں۔ ایل ڈی اے کو آپ حکم دیں کہ وہ ہٹا دیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ کوئی لیڈر آف دی اپوزیشن نے ہٹانا ہے۔ ایل ڈی اے کو ہٹانا چاہیے۔ تہتر کنال زمین عوام کی دسترس میں آنی چاہیے۔ وہ زمین ہی ایل ڈی اے کی ہے۔

جناب سپیکر، حکومت کا موقف سن لیتے ہیں۔

جناب غلام عباس، حکومت کو خود ہٹا دینا چاہیے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس پر لیڈر آف دی اپوزیشن کو کوئی اعتراض ہوگا۔ کیونکہ وہ زمین ان کی ملکیت ہی نہیں ہے۔ بہت مہربانی۔

جناب سپیکر، جی' لا منسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر' جناب وصی ظفر صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے اس میں ایک تو ان کی شارٹ سٹیٹمنٹ پر مجھے یہ سمجھ نہیں آسکی کہ یہ ناجائز قبضے کے حوالے سے انھوں نے استحقاق مجروح ہونے کا ذکر کیا ہے' یا جو انھیں وہاں داخل ہونے سے روکا گیا ہے اس پر ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر، یہ جنگلوں میں داخل ہونا چاہتے تھے۔ (قہقہے)

جناب امان اللہ خان بابر، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، لا منسٹر کی وضاحت کے بعد دیکھتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر' اگر اس کا جواب حکومت کے behalf پر امان اللہ بابر دینا چاہتے ہوں تو انھیں جزوی طور پر موقع دیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر' یہ اراضی ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ہے۔ یہ ایل ڈی اے کی نہیں ہے۔ محکمہ مال کے کاغذات میں یہ اراضی جس کے اوپر جنگلوں کی بات انھوں نے کی ہے یہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ملکیت ہے اور یہ 1987ء' 1985ء میں' اور اس کے بعد 1996ء میں سابق وزیر اعلیٰ کی سیکیورٹی کے مقاصد کے لیے یہاں پر مذکورہ تعمیرات بنائی گئی تھیں۔ چونکہ پروٹوکول کے تحت اس وقت کے وزیر اعلیٰ کے تحفظ اور سیکیورٹی مقاصد کے لیے وہاں پر تعمیرات اس وقت کی گئیں تھیں۔ البتہ جو سامنے والی سڑک کا انھوں نے ذکر کیا ہے اور پچھلی سڑک کا کہ وہاں آہنی گیٹ نصب کر دیے گئے ہیں۔ جناب سپیکر' اس میں صورت حال یہ ہے کہ بے شک اس وقت سیکیورٹی یا پروٹو کول کے لحاظ سے جناب سابق وزیر اعلیٰ کے زیر استعمال مذکورہ دفاتر نہیں رہ سکتے۔ کیونکہ یہ ان کی سرکاری طور پر------

میاں عبدالستار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایک منٹ ٹھہریے۔ پوری وضاحت ہو جائے۔ اس کے بعد میں موقع دوں گا۔

میاں عبدالستار، میں بتانا چاہتا ہوں -----

جناب سپیکر، نہیں' آپ نہ بتائیے۔ پہلے انھیں بتا لینے دیجیے۔

میاں عبدالستار، وہ سابق وزیر اعظم تھے۔

جناب سپیکر، وہ وزیر اعلیٰ بھی تھے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چلیے' آپ بات مکمل کیجیے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر' میں عرض کرتا ہوں کہ جب 1985ء میں اور 1986ء میں اس اراضی کے اوپر یہ تعمیرات کی گئی تھیں -----

جناب سپیکر، وہ وزیر اعلیٰ تھے۔

وزیر قانون، تب وہ وزیر اعلیٰ تھے۔

جناب سپیکر، جی' مجھے پتا ہے۔

وزیر قانون، اور وزیر اعلیٰ کی حیثیت سے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کو اس وقت لکھا گیا تھا اور انھیں preliminary approval دی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ جب تک اس کی ضرورت ہے تب تک یہ رہے گی اور اس کے بعد یہ ہٹا لی جائیں گی۔ اور یہ تعمیرات جناب سابق وزیر اعلیٰ نے' جو کہ سابق وزیر اعظم بھی رہے ہیں' انھوں نے یہ اپنے اخراجات سے تعمیر نہیں کی تھیں۔ جہاں تک سڑکوں کے اوپر گیٹس کا تعلق ہے' اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت وہاں پر گیٹس کی ضرورت نہیں اور گیٹس لگنے سے بے شک آمد و رفت کے لیے عوام الناس کو تکلیف یا پریشانی ہوتی ہے۔ جناب سپیکر' یہ جو جنگلے بنائے گئے ہیں جن کا انھوں نے ذکر کیا ہے ان پر بھی بیشتر اخراجات ایل ڈی اے کی طرف سے کیے گئے ہیں۔ اور اس معاملے میں ہائی کورٹ میں ایک کیس بھی چل رہا تھا۔ جس میں 7۔ اپریل 1994ء کو یہ فیصلہ ہوا تھا۔ اور ہائی کورٹ میں ماڈل ٹاؤن سوسائٹی نے یہ رٹ کی تھی کہ یہ ان کی پراپرٹی ہے اور یہ پراپرٹی انھیں واپس کی جائے۔اس میں ہائی کورٹ نے جو حکم دیا اس میں ہائی کورٹ نے پنجاب حکومت کو بھی موقف پیش کرنے کا موقع دیا۔ اور ہائی کورٹ نے یہ Judgement دی ہے کہ یہ اراضی چونکہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ہے' لہٰذا یہ اراضی واپس ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کو دی جائے اور اس کا حکومت پنجاب بندوبست کرے۔جہاں تک اس اراضی کا تعلق ہے یہ تقریباً 72 کنال اراضی ہے جس کے بارے میں یہ ذکر کر رہے ہیں۔ جناب سپیکر! جنگلے لگنا اور اس پر قبضے کی کیا نوعیت ہے' یہ جو نئی تعمیرات بتا رہے ہیں اس کے بارے میں اس جواب میں واضح نہیں ہے کہ وہ نئی تعمیرات کون کر رہا ہے یا کہاں ہو رہی ہیں۔ اور نہ ہی فاضل محرک نے اس میں کوئی مخصوص ذکر کیا ہے کہ کون اشخاص اس میں تعمیرات کر رہے ہیں جس کا کہ نوٹس لیا جائے کہ کون ناجائز تعمیرات وہاں پر کر رہا ہے۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ تحریک استحقاق واضح نہیں اور پھر

جناب سپیکر انہوں نے اس تحریک استحقاق میں جو اپنے بارے میں ذکر کیا ہے کہ ان سے بدتمیزی کی گئی ۔ تو جناب سپیکر وہ بدتمیزی تو وہاں پر کھڑے کسی اہلکار نے کی ہے ۔ اس لئے میں نے عرض کیا ہے کہ ان کی short statement واضح نہیں۔ البتہ حکومت پنجاب قطعی طور کسی بھی ناجائز قبضے کی حمایت کرتی ہے نہ حکومت پنجاب نے کسی ناجائز تعمیر کی اجازت دے رکھی ہے ۔ اور نہ ہی حکومت پنجاب کوئی بھی ناجائز قبضہ یا ناجائز تعمیرات کرنے کی اجازت دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس لئے جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق قابل پذیرائی نہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ، میں بات کررہا ہوں۔ میں اس تحریک کو رول آؤٹ کرتا ہوں ۔یہ ٹیکنیکلی تحریک استحقاق نہیں بنتی ۔ حکومت کا جو فرض ہے وہ اپنے طور پر قانونی طریقے سے جو اس کا فریضہ ہے اس کو ادا کرے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ-----

جناب سپیکر، یہ رول آؤٹ ہو گئی ہے ۔ اس پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

جناب امان اللہ خان بابر، جناب والا۔ میں نے کچھ عرض کرنی تھی اور آپ نے فرمایا تھا وزیر قانون صاحب بات کررہے بعد میں بات کرلینا ۔

جناب سپیکر، اس پر بات نہیں ہوسکتی آگے چلیے ۔ (قطع کلامیاں)تھوڑا سا وقت رہ گیا ہے ،بس تحریک استحقاق ہوجانے دیجئے ۔ ابھی آپ کا معاملہ آجاتا ہے ۔ جناب ریاض فتیانہ صاحب کچھ فرمانا چاہتے ہیں۔

وزیر تعلیم (جناب ریاض فتیانہ)۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ فاضل رکن وصی ظفر صاحب نے جو یہاں پر تحریک استحقاق پیش کی ہے ۔ یہ میں سمجھتا ہوں کہ عوامی مفاد کے تحت آج یہاں پیش کی گئی تھی اور اس پر اگر آپ ایوان کی رائے لینا چاہیں تو رائے بھی لی جا سکتی ہے ۔

جناب سپیکر، دیکھیے فتیانہ صاحب ۔ میں نے اس پر رولنگ دے دی ہے۔ میں خلاف ضابطہ قرار دے چکا ہوں ۔

میاں عبدالستار، جناب والا ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ہر بار کھڑا ہوتا ہوں اور آپ مجھے اجازت نہیں دیتے۔ یا شاید میں بیٹھا ہوا یا کھڑا ہوا آپ کو نظر نہیں آتا ۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس وقت ایک بار جناب یہ فیصلہ کردیا تو اس کے بعد بار بار یہ بات کرنا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں۔

جناب سپیکر، میں اسے رول آؤٹ کرچکا ہوں اور کسی کو اجازت نہیں دے رہا تو پھر آپ یہ افسوس کیوں کرتے ہیں ۔ ایسے اتنا افسوس نہ کیا کریں ۔ کبھی کبھی خوشی بھی منایا کریں ۔ ہر وقت افسوس کرتے رہتے ہیں۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order

سید محمد خلیل الرحمان چشتی ، جناب سپیکر! حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم واقعہ پر جو کہ پاکستان کے تمام منتخب اداروں کے ارکان کے استحقاق کی پامالی کا موجب بنا ہے ، تحریک استحقاق

پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں ۔ معاملہ یہ ہے روزنامہ خبریں لاہور میں مورخہ 28 ۔ اپریل کے صفحہ اول پر تحریک اصلاح معاشرہ کی طرف سے ایک اشتہار شائع ہوا ہے ۔ جس میں پاکستان کے سیاست دانوں کو ***

****

جناب سپیکر، میری بات سنیے ' سیانے کہتے ہیں کہ گالی کو دہرانا بھی گالی ہے ۔ میں اسے خلاف ضابطہ قرار دیتا ہوں ۔ اسے مت پڑھیے ۔اسے جانے دیجئے ۔ یہ روز چھپتا رہتا ہے ۔ کیوں اس کو ہوا دیتے ہیں ۔

سید محمد خلیل الرحمان چشتی، جناب والا ۔ اس کو پڑھ کر تو دیکھیں ۔

جناب سپیکر ، یہ پڑھنے کے ناقابل ہے ۔ اسے جانے دیجئے ۔ اسے expunge کیا جاتا ہے ۔ یہ باتیں جو انہوں نے کہی ہیں اسے بھی میں expunge کرتا ہوں ۔

سید محمد خلیل الرحمان چشتی، جناب والا! پھر اخبار والوں سے بھی request کی جائے کہ اسے شائع نہ کیا جائے ۔

جناب سپیکر ، جی ان سے بھی request کرتے ہیں ۔ before we take up the adjournment motions آج جو گفتگو ہوئی تھی اس میں جو سٹینڈنگ کمیٹیاں بنانی تھیں اس پر بھی بات ہوئی ہے آج اجلاس کا آخری دن ہے' آرڈر آ گیا ہے۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ پیشتر اس کے کہ وقت ختم ہو جائے سٹینڈنگ کمیٹیوں کے بارے میں جو باہم اتفاق رائے ہوا ہے اس کے مطابق ان کمیٹیوں کی فہرست یہاں ہاؤس میں رکھ دی جائے ۔ جی وزیر قانون صاحب ۔

جناب زاہد محمود مزاری، جناب سپیکر! ہماری طرف ایک بڑا اہم واقعہ ہوا ہے جس کی طرف میں اس سارے ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں لہذا مجھے اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، آپ کو ابھی اجازت دیتا ہوں ۔ ایک منٹ کے لئے رکیں۔

جناب شاہد محمود مزاری، جناب والا۔ میری سائڈ پندرہ بندے مارے گئے ہیں اور کافی بندے اغوا ہو گئے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ مجھے بولنے کی اجازت دی جائے ۔

جناب سپیکر ، ایک منٹ آپ اس کارروائی کو ہو جانے دیجئے اس کے فوراً بعد میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیے ۔ جناب لاہنسٹر ۔ میں اسے انہیں call کر لیا ہے۔ مزاری صاحب آپ تشریف رکھیں میں آپ کو موقع دوں گا ۔ جی وزیر قانون صاحب۔

اسمبلی کی مجالس کے لیے اراکین کا انتخاب

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1993ء کے قاعدہ 121(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے جو اسمبلی کی مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

***(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

"کہ ان مجالس کو منذکرہ قاعدہ کے تحت ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے"۔

جناب سپیکر، قواعدہ کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1993ء کے قاعدہ 121(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے اسمبلی کی جو مجالس تجویز کی گئی ہیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اور یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ان مجالس کو ایوان کی طرف سے منتخب تصور کیا جائے"۔

(تحریک متفقہ طور پر منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، ایک منٹ آپ کو موقعہ دیتے ہیں۔

جناب زاہد محمود مزاری، میرا خیال ہے کہ میرا بہت اہم مسئلہ ہے۔ پلیز اگر آپ خاموش رہیں تو میں دو منٹ کے لیے بات کر لوں۔

تحصیل دوجھاں ضلع راجن پور پر بگٹی قبیلہ کا حملہ

جناب سپیکر، جو کبھی کبھی بولتے ہیں انھیں ضرور موقع دیجیے۔ (قطع کلامیاں)

جناب زاہد محمود مزاری، آپ کے اپنے نجی مسائل ہوں گے۔ یہ ہمارے اپنے علاقے کا مسئلہ ہے جس میں کافی لوگ مارے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، ضرور، فرمائیے۔ (قطع کلامیاں) I call the House to order

تحصیل روجھان ضلع راجن پور پر بگٹی قبیلے کا حملہ

جناب زاہد محمود مزاری، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اور اسمبلی کی توجہ تحصیل روجھان ضلع راجن پور کی طرف دلوانا چاہتا ہوں، جہاں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال میں 15 آدمی مارے گئے ہیں اور تقریباً دو آدمی اغواء ہو گئے ہیں۔ اب اس میں پتا نہیں کہ یہ تخریب کاری کا نتیجہ ہے یا یہ کیا ہے؟ کوئی پتا نہیں؟ اس میں بگٹی قبیلہ کے لوگ جو صوبہ بلوچستان سے آٹومیٹک رائفلز کے ساتھ، کلاشنکوف کے ساتھ، راکٹ لانچرز کے ساتھ، مشین گنز کے ساتھ سوئی گیس کی گاڑیوں پر جو پی پی ایل کی گاڑیاں ہیں، جو ان کی ملکیت ہیں، ان پر آ کر ہمارے صوبہ پنجاب کی تحصیل روجھان پر حملہ کرتے ہیں اور جو مزدور انڈس ہائی وے پر کام کر رہے ہوتے ہیں، وہ ان کو مار کر چلے جاتے ہیں۔ اب کم از کم پندرہ، بیس آدمی جن کو مارا گیا ہے، مہربانی کر کے حکومت پنجاب کی توجہ اس طرف دلوائی جائے اور مہربانی کر کے وہاں پر جو لا اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورت حال ہے اس کو دیکھا جائے۔ وہاں رینجرز مقرر کی جائے اور بلوچستان گورنمنٹ کو کہا جائے۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ نے اس سلسلے میں کوئی باقاعدہ تحریک پیش کی ہے؟

جناب زاہد محمود مزاری، جی ہاں۔ میں نے تحریک دی ہے اور 92 اس کا نمبر ہے۔ وہ پتا نہیں کس دن آئے گی؟ میں چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ پر جس میں اتنے لوگ مارے گئے ہیں' مہربانی کر کے گورنمنٹ توجہ تو دے۔ ایک مہینہ سے یہ کام ہو رہا ہے۔ کسی نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! اس تحریک کو تسلیم کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں پنجاب حکومت کی نااہلی ہے۔ اس لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورت حال پر بحث کی جائے۔

جناب زاہد محمود مزاری، نہیں نہیں' جناب دیکھیں آپ اس میں اپنا سیاسی مسئلہ نہ اٹھائیں۔ اس میں پنجاب کا مسئلہ نہیں۔ وہاں بلوچستان کے لوگ automatic weapons کے ساتھ آ کر ہمارے پنجاب کے علاقے پر حملہ کرتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ بلوچستان گورنمنٹ کو تلقین کی جائے' یہ نہیں کہہ رہا کہ پنجاب گورنمنٹ کو کی جائے۔ (قطع کلامیاں) آپ اس میں اپنے ذاتی مفاد نہ اٹھائیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: I call the House to order.

جناب زاہد محمود مزاری، میں یہ بات کر رہا ہوں کہ ہمارے اتنے آدمی مارے گئے ہیں اس کے لیے رینجرز مقرر کی جائے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کی بات کی حمایت کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا' پہلے بھی میں نے عرض کیا ہے کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال انتہا کی خراب ہو چکی ہے اور یہ حکومت پنجاب کی نااہلی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اتنے سنجیدہ مسئلے پر اسمبلی میں بحث ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔

جناب زاہد محمود مزاری، آپ سمجھے نہیں۔

جناب سپیکر، میں سمجھ گیا ہوں۔

جناب زاہد محمود مزاری، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ کا اس میں کوئی عمل نہیں۔ میں نے ان کو بالکل clear کہا ہے کہ سوئی گیس میں پی پی ایل جو ہے وہ ایک کمپنی ہے' جس کی وہ لوگ گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں۔ وہ تو بلوچستان کا ایریا ہے۔ وہ بلوچستان سے آتے ہیں اور automatic weapons کے ساتھ پنجاب میں attack کر جاتے ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں' یہ نہیں کہہ رہا کہ پنجاب والے آدمی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ تشریف رکھیں۔ لاء منسٹر صاحب یہ تحریک آج ہی پیش ہوئی ہے۔ دراصل وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کو تھوڑا پہلے لے لیا جائے لیکن ظاہر ہے' مجھے نہیں پتا کہ آپ کو اس سلسلے میں کوئی اطلاعات ہیں یا نہیں؟ چونکہ آج اجلاس آخری دن ہو رہا ہے' اس لیے میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ خاص طور پر اس معاملے کی فوری تحقیقات کریں اور اس میں جہاں بھی کوئی کوتاہی ہے اور اگر حکومت بلوچستان سے بات کرنی پڑتی ہے یا جو بھی' تو اس کا تدارک ہونا چاہیے۔

جناب زاہد محمود مزاری: جناب سپیکر! ہمارے دو آدمی پی پی ایل کے پاس، بگٹی قبیلہ کے پاس جو کہ اغواء کر کے لے گئے ہیں، ان کے پاس موجود ہیں۔ تو مہربانی کر کے ان کو واپس لیا جائے۔ حکومت پنجاب، حکومت بلوچستان سے بات کر کے ان کو واپس لے۔ اب ہم سے بہت ہو چکا ہے۔ وہ کہیں ان کو مار نہ دیں۔ یہ میرا نوٹس ہے۔

جناب سپیکر: جی آپ تشریف رکھیں۔ وزیر قانون صاحب کو بات کرنے دیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اگر آپ نے رولنگ نہیں دی تو مجھے کچھ سنا جائے۔

جناب سپیکر: جی ابھی رولنگ نہیں دی۔ آپ بتائیں۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! کیا یہ آؤٹ آف ٹرن اجازت لینے کے بعد انہوں نے پیش کی ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے بات کی ہے اور یہ بات اہم ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس صورتحال کے بارے میں، میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تحریک التوائے کار جو ہے، اس میں جس خطرناک صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ایک بج کر بیس منٹ پر تحریک التوائے کار شروع ہوئی تھی۔ جی جناب۔۔۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار میں جس خطرناک صورت حال کا ذکر کیا گیا ہے یا جو statement فاضل محرک نے دی ہے، یہ معاملہ صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے۔ تحصیل روجھان ضلع راجن پور کے جو عوام ہیں، ان کے بارے میں انہوں نے یہ کہا ہے کہ بگٹی قبیلہ جو صوبہ بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے، اس قبیلے کی طرف سے ہونے والی زیادتیوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے۔ جہاں تک صوبے کے عوام کے تحفظ کا تعلق ہے تو حکومت ہر طریقے سے اپنے صوبے کے عوام کے تحفظ کی ذمہ داری رکھتی ہے اور ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ بہرحال صوبہ پنجاب بھی پاکستان کا حصہ ہے اور دوسرے صوبے کے معاملات کو میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس صوبے سے تعلق رکھنے والے افراد یا جو قبیلہ ہے، اس کے حوالے سے ہم ایوان میں یہ معاملہ زیر بحث لا کر کوئی ایسی صورت حال پیدا کریں جس سے صوبائی تعصب کو ہوا ملے۔

جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ہمارے ایوان کی jurisdiction میں نہیں آتی۔ البتہ فاضل محرک کے علاقے میں اس صورت حال کی وجہ سے جو بے چینی پائی جاتی ہے، جو اضطراب کی فضاء یہ محسوس کرتے ہیں، اس کے لیے حکومتی سطح پر افہام و تفہیم کے ساتھ دوسرے صوبے سے بہتر working relationship رکھتے ہوئے اور دوسرے صوبے کے مجموعی معاملات کا باقاعدہ طور پر احترام ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، فاضل محرک کے علاقے میں، جس کا انہوں نے ذکر کیا ہے، اس میں تحفظ فراہم کرنے کے لیے حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ میں فاضل محرک سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جس حد تک معاملہ اٹھایا ہے اس کو یہیں تک اگر یہ رہنے دیں اور یہ دوبارہ اس پر زور نہ دیں۔ بہرحال حکومت پنجاب کی طرف سے ان سے تعاون کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، آپ اپنی حکومت کی سطح پر اس معاملے کو اٹھائیں۔ جن لوگوں کو پریشانی ہو رہی ہے وہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی جان ' مال ' عزت آبرو کا تحفظ حکومت کی ذمہ داری ہے۔ تو اس سلسلے میں ان کے ساتھ پورا تعاون کیجیے۔ یہ آپ کے پاس تشریف لاتے ہیں اور حکومتی سطح پر آپ اس کو حل کیجیے۔

جناب زاہد محمود مزاری: جناب سپیکر، تحصیل روجھان پنجاب کے اندر ہے اور میں پنجاب اسمبلی کا رکن ہوں اور یہ واقعہ جو آپ کی Indus Highway بن رہی ہے وہاں ہوا ہے۔ وہ پنجاب کے اندر ہے۔ جس پر نرفس کمپنی اور جیپیز کمپنی کام کر رہی ہیں ان کی گاڑیوں کو بھی انہوں نے آ کر نقصان پہنچایا ہے' ان کی گاڑیوں کو کافی نقصان پہنچایا گیا ہے۔ ان کمپنیوں نے وہاں پر کام ہی روک دیا تھا پھر سنیئر گورنمنٹ نے وہاں پر رینجرز بھیج کر کام کو دوبارہ شروع کروایا ہے۔ تو میں یہ چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت بھی مہربانی کرے اور وہ جو ہمارے دو آدمی اغواء کر کے لے گئے ہیں ان کو بھی واپس کروایا جائے۔

جناب سپیکر، وہ آپ کو اس کی یقین دہانی کروا رہے ہیں۔ آپ اس پر اصرار نہ کیجیے۔

جناب زاہد محمود مزاری، میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، آپ نے ان سے بات کر دی ہے۔ وہ حکومت کی سطح پر اس کا تدارک کریں گے۔

جناب زاہد محمود مزاری، جی ٹھیک ہے۔ شکریہ

سردار حسن اختر موکل، پوائنٹ آف آرڈر.....

جناب سپیکر، جی۔

سردار حسن اختر موکل: جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے محترم وزیر قانون صاحب نے اپنی وضاحت میں ایک بات کہی ہے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب ' میں اسے نمٹا چکا ہوں۔ اب اس پر بات نہیں ہو سکتی۔

سردار حسن اختر موکل، جناب والا ! ابھی آپ نے رولنگ تو نہیں دی۔

جناب سپیکر، میں نے رولنگ دے دی ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب میری ایک گزارش ہے۔ آپ نے ابھی اس پر رولنگ نہیں فرمائی۔

جناب سپیکر، نہیں سردار صاحب ' میں معافی چاہتا ہوں۔ یہ بات ختم ہو گئی۔ جناب ظفر علی شاہ صاحب۔ کیا آپ نے آج ہی اسے پیش کیا ہے۔

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! یہ پیش کی ہے۔ رولز کے تحت پیش کی ہے۔ جناب کے سامنے پہنچ چکی ہے اس کا نمبر لگ چکا ہے۔ اب آگے آپ اس کا حشر کیا کریں گے That is a separate question لیکن میں اسے آپ کی اجازت سے پڑھنا چاہتا ہوں۔ کہ کل کے واقعے کے بارے میں مزدوروں کی دوست حکومتوں نے ان کے ساتھ کیا حشر کیا۔ میں اسے پڑھ لوں تاکہ یہ اخبار میں آ جائے۔

اس کے بعد رولز کے مطابق جو تحاریک التوائے کار کا طریق کار ہے اسے آپ لے لیں ۔ میں آپ کا مشکور ہوں ۔

جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کے اجازت چاہوں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے ------

جناب سپیکر، ذرا ایک منٹ ۔ میں اس پر غور کر لوں۔ بہت سے movers کی تحاریک التوائے کار پہلے آئی ہوئی ہیں ۔ اب سوال یہ ہے کہ آج آخری دن ہے ان کو روک دیا جائے اور جو تحریری ابھی آئی ہے اس کو take up کیا جائے------

سید ظفر علی شاہ، جناب والا! میں out of turn کی بات کرتا ہوں ۔ جن کی وہ ہیں وہ withdraw کر لیں گے یہ immediate problem ہے یہ immediate مسئلہ ہے یہ recent occurrence ہے۔ یہ مسئلہ کل اسمبلی کے سامنے ہوا ہے اور گورنر ہاؤس کے سامنے ہوا ہے مزدوروں کے ساتھ ہوا ہے آٹے کے مسئلے پر ہوا ہے اور مہنگائی کے مسئلے پر ہوا ہے اس لیے جناب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اسے out of turn لیا جائے ۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب ۔ اس مسئلے پر کچھ کہنا چاہتے تھے ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ۔ تحاریک التوائے کار کے لئے رول 65 یہ کہتا ہے ۔

" کسی ایسے مخصوص معاملہ پر جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو اور فوری اہمیت عامہ کا حامل ہو بحث کرنے کی غرض سے اسمبلی کی کاروائی کے التواء کی تحریک سپیکر کی رضا مندی سے پیش کی جا سکتی ہے"۔

اور پھر جناب سپیکر رول 66 میں آتا ہے کہ،

"قاعدہ نمبر 66 کے تحت کسی تحریک کے نوٹس کی تین نقول اس نشست کے آغاز سے کم از کم ایک گھنٹہ پیشتر جس میں ایسا مسئلہ اٹھانا مقصود ہو سیکرٹری کو دی جانی چاہییں اور نوٹس موصول ہونے پر سیکرٹری نوٹس کو سپیکر اور متعلقہ وزیر کے علم میں لائے گا۔

جناب سپیکر! صورت حال یہ ہے کہ باقی جو تحاریک التوائے کار آئی ہوئی ہیں یہ کسی نہ کسی لحاظ سے اہمیت عامہ سے تعلق رکھتی ہیں اور ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔ آج آخری کاروائی ہے۔ جناب سپیکر ۔ ایوان کی رائے سے یا اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ایوان کی sense یہ ہے کہ باقی تمام تحاریک کو ختم کر دیا جائے اور اس تحریک کو out of turn پہلے لے لیا جائے تو اس صورت میں جناب سپیکر میں یہ چاہوں گا کہ آپ بےشک ایوان سے بھی sense لے لیں لیکن ایسے جو اراکین اسمبلی ہیں جنہوں نے دوسری تحاریک دے رکھی ہیں جناب والا ان میں سے زیادہ تحاریک اپوزیشن ارکان کی ہی ہیں تو جناب والا! میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہوگا کہ جو تحریک ابھی ابھی آئی ہے اور ابھی ان کے بات کرنے کے بعد اس کی کاپی مجھ تک پہنچی ہے اور یہ کاپی دو یا تین گھنٹے

پہلے بھی نہیں ملی اس لیے اس تحریک کو جناب سپیکر out of turn نہ لیا جائے اور دوسری تحاریک لے لی جائیں۔

جناب سپیکر، کیا ایوان سے پوچھ لیں۔

سید ظفر علی شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! فاضل منسٹر صاحب نے بڑی مہربانی کی ہے، کہ انہوں نے کم از کم یہ تسلیم تو کر لیا ہے کہ یہ رولز کے مطابق ہے لیکن صرف جو ان کو بات کھٹکی ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی تحاریک التوائے کار آئی ہوئی ہیں اور وہ بھی اپنے طور پر بہت ہی اہم نوعیت کی ہیں باوجود اس کے کہ اپوزیشن کی طرف سے میرے فاضل ساتھی ان کو ابھی press نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن میں ان کی اس سخاوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حزب اختلاف کی طرف سے (صرف اور صرف حزب اختلاف کی طرف سے) جو تحاریک التوائے کار move ہوئی ہیں ان میں سے ہمیں کسی ایک پر حق حاصل ہے اور اس کو یہ مان لیں اور اجازت دے دیں کہ اس پر بحث کی جائے۔ مجھے منظور ہے۔

جناب سپیکر، اس بحث میں پڑے بغیر اگر اسے ایوان میں put کر دیا جائے کہ آیا اس تحریک التوائے کار کو out of turn لیا جائے تو ایوان اس بارے میں کیا رائے رکھتا ہے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

سید ظفر علی شاہ، جناب سپیکر! Point of objection, Sir جناب سپیکر۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے آپ ان سے پوچھ رہے ہیں کہ انہوں نے ہمیں باہر ڈنڈے مارے ہیں جناب والا یہ بات نہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیے۔ ہاؤس سے پوچھا ہے۔ ہاؤس کی رائے لی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہاؤس کی رائے میں "نا" والے اس کی اجازت نہیں دے رہے۔

سید ظفر علی شاہ، ٹھیک ہے کہ یہ out of turn ٹیک اپ نہیں ہو سکتی۔ بہرحال جناب والا میری یہ استدعا ہے کہ اس کو اپنی turn پر رہنے دیا جائے۔ اگر ایوان آج prorogue ہو رہا ہے تو یہ تو الگ بات ہے۔

جناب سپیکر، بہت اچھے۔

تحریک التوائے کار نمبر 1 سردار حسن اختر موکل صاحب کی ہے اور یہ move ہو چکی ہے اس کا جواب جناب وزیر تعلیم صاحب نے دینا ہے۔ جی وزیر تعلیم صاحب۔ چونکہ وزیر تعلیم اور محرک آپس میں گفتگو کر رہے ہیں لہذا اس دوران میں ہم اگلی تحریک لے لیتے ہیں۔ جناب ارشد عمران سلہری۔ میاں عبدالستار صاحب، تحریک التوائے کار کا نمبر 7 ہے۔

آؤٹ فال روڈ پر تعمیر کردہ "ٹرانسفر اسٹیشن" کی حالت زار

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ

"خبریں" لاہور مورخہ 08-03-94 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کی طرف سے آؤٹ فال روڈ پر چالیس لاکھ روپے کی خطیر رقم سے بیل گاڑیوں کے ذریعے لائے جانے والے کوڑے کو کنٹروں میں ڈالنے کے لیے تعمیر کیا جانے والا "ٹرانسفر اسٹیشن" محض تین دن کی کارکردگی دکھانے کے بند ہو گیا اور فرش علاقے کے بچوں کے لیے کرکٹ پچ بن گئے اور عمارت لوگوں کے لیے "اوپن ٹائیلٹ" بن کر رہ گئی ہے۔ عوام حکومت کی بے پروائی پر سراپا احتجاج کر رہے ہیں اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی، اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب متعلقہ محکمے نے جو دیا ہے اس کے مطابق جو ٹرانسفر سٹیشن قائم کیا گیا تھا یہ کام کر رہا ہے۔ بہرحال یہ latrine کا کام نہیں دے رہا جس کے حوالے سے جناب ارشد عمران سلہری صاحب نے بات کی ہے۔ بہرحال اگر کبھی کوئی شخص موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے صاف جگہ کو بھی گندا کرنا چاہے تو اسے روکنے کے لئے کارپوریشن کا عملہ ہر وقت موقع پر موجود نہیں ہو سکتا۔ البتہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ ایسا نہیں کہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہو۔ اور نہ ہی یہ رولز کے تحت تحریک التوائے کار بنتی ہے۔ یہ ٹرانسفر سٹیشن عوام کی سہولت کے لیے جس مقصد کے لیے قائم کیا گیا تھا وہ اپنے مقاصد پورے کر رہا ہے۔ جہاں تک یہ بات کرتے ہیں کہ علاقے کے لڑکوں نے اس جگہ کو کرکٹ پچ بنا لیا ہے اور وہ یہاں پر آ کر کھیلتے ہیں۔ جناب سپیکر، اگر اس قوم کے بچے اور کسی بھی علاقے کے یہ جو معصوم سے پھول ہیں ان کی جسمانی نشوونما کے لیے اور ان پر پابندیاں اور قیود لگانا کہ وہ ایسی جگہوں پر یا ایسی جگہوں کے قریب کھیل نہیں سکتے یا ان کے کھیلنے پر پابندی لگا دی جائے۔ اس سوچ سے بچوں کی نشوونما پر بھی اثر پڑے گا۔

جناب سپیکر، ویسے بھی اگر وہ اوپن ٹائیلٹ بن گیا ہے تو وہ پچ تو نہیں بن سکتا۔ وہاں کرکٹ تو نہیں کھیلی جا سکتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور، جناب سپیکر! میں اسی بات کی وضاحت کرنے لگا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار کے نفس مضمون میں تضاد موجود ہے۔ کہ اگر یہاں ٹائیلٹ کی صورت حال بنی ہوئی ہے تو پھر وہاں پہ نہ بچے نہ بڑے وہاں کھیل نہیں سکتے اور نہ ہی کھیل کی سرگرمیاں جاری رکھ سکتے ہیں۔ اور اگر وہ وہاں اپنے جسمانی اور ذہنی نشوونما کے لیے کھیلتے ہیں اور وہاں آ کر بیٹھتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہاں کی صورت حال تسلی بخش۔ بہر حال یہ معاملہ ایسی نوعیت کا نہیں ہے کہ یہ تحریک التوائے کار کا موضوع بن سکے۔ اس لیے جناب سپیکر، اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

جناب سپیکر، یہ خلاف ضابطہ قرار دی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر بارہ جناب ارشد عمران سلہری، میاں فضل حق، میاں معراج دین کی طرف سے ہے۔

باغ جناح لاہور میں جمہور میلے کا انعقاد

میاں فضل حق: میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جنگ" لاہور مورخہ 21-03-94 کی اشاعت میں یہ خبر چھپی ہے کہ حکومت پنجاب 23 مارچ کی باغ جناح لاہور میں جمہور میلے کا اہتمام کر رہی ہے جس سے مقبوضہ کشمیر کے مظلوموں کے زخموں پر نمک چھڑکنے کا بندوست کر رہی ہے۔ ایسے وقت میں جب کشمیر میں بھارتی درندے مسلمان عورتوں بچوں اور بوڑھوں کے خونسے ہولی کھیل رہے ہیں۔ جمہور میلے منعقد کرنا نہایت شرمناک بات ہے۔ اس خبر سے صوبہ بھر کے عوام میں بے چینی' اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ واقعہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (چودھری محمد فاروق): جناب سپیکر' مجھے خوشی ہوئی جناب ارشد عمران سلہری صاحب کے موقف پر لیکن مجھے حیرت ہے ----

میاں فضل حق: جناب والا' تحریک التوائے کار میں نے پڑھی ہے۔

جناب سپیکر: ان کا نام بھی اس میں شامل ہے۔

میاں فضل حق: میں نے پڑھی ہے' یہ میرا ہی نام لے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: وہی میں عرض کرنے لگا ہوں۔ میاں صاحب' بات سن لیجیے۔ جناب سپیکر' مجھے خوشی ہوئی جناب ارشد عمران سلہری صاحب کے موقف پر اور حیرت ہوئی میاں فضل حق کے اس تحریک التوائے کار کے پیش کرنے کے انداز پر اور خیال پر کہ یہ اسے پیش کریں اور خوشی اسی بات کی ہے کہ کم از کم میاں معراج دین صاحب ایم پی اے جو کہ اس تحریک کے محرک تھے انہوں نے اس کی باریکیاں سمجھتے ہوئے اس میں حصہ لینا یا یہاں موجود رہنا مناسب خیال نہیں کیا۔ جناب سپیکر' صورت حال یہ ہے کہ 23 مارچ یوم پاکستان ہے۔ آزادی کی وہ نعمت جس کی وجہ سے آج کے سارے ارکان عزت کے ساتھ احترام کے ساتھ ایوانوں کے اندر بیٹھ کر اپنے علاقے کے عوام کی اور صوبے کے عوام کی فلاح و بہبود اور عزت کے لیے اور آزادی کے ساتھ ساتھ جمہوریت کی منزلوں تک پہنچنے کے لیے اور اس ملک کو اور صوبے کو خوش حال بنانے کے لیے جو کردار ادا کر رہے ہیں اگر 23 مارچ کی اہمیت اور خوشی کے موقع سے انکار کیا جائے کہ اس کے پیچھے کیا سوچ تھی۔ 23 مارچ کے دن اگر صوبہ پنجاب کی حکومت نے جمہوریت کے نام پر کوئی میلہ یا خوشی کا موقع منانے کا فیصلہ کیا تو اس کے پس منظر میں اپنے اسلاف اور اپنے قائدین کو خراج تحسین پیش کرنا مقصود تھا کہ جنہوں نے آج سے پہلے 23 مارچ کو قرارداد پاکستان منظور کر کے پاکستان کی تخلیق کے لیے بنیاد فراہم کر کے اور آج کی ان نسلوں کو آزاد وطن فراہم کرنے کے لیے کردار ادا کیا۔ اور یہ فیصلہ

جو 23 مارچ کو ہی کیا گیا تھا اس کی بنیاد پر اس وقت کو منانے کے لیے اس فیصلے کو منانے کے لیے کہ جس کے نتیجے میں ہمیں آج یہ خوشی کا موقع ملا۔ اور اس انداز سے ہی یہ خوشی کا تہوار منایا گیا۔ اور اس میں صوبے کے مختلف ایسے افراد جن کے اندر مختلف صلاحیتیں موجود ہیں انھوں نے اپنی صلاحیتوں کا اظہار کیا اور ان کی فنکارانہ صلاحیتوں اور محنتوں کو داد دینے کے لیے انہیں قبول کرتے ہوئے اور انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے وہاں پر انہیں انعامات دینے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس انداز میں اس تقریب کا جو انعقاد تھا وہ جمہوریت کو آگے بڑھانے کے لیے اور آزادی کے لیے ہمارے اسلاف نے جو قربانیاں دی تھیں ان کے اعتراف کے لیے اور آزادی کے نتیجے میں ہمیں جمہوریت کی فضا میں جو سانس لینے کا موقع ملا ہے اور اپنے صوبے اور ملک کے عوام کی زندگیوں کو بہتر بنانے کا جو موقع ملا ہے یہ اس کے لیے خوشی کا اظہار تھا۔ خوشی کے اظہار کا طریقہ تھا۔ جہاں تک یہ کشمیر کی بات کرتے ہیں ۔ کشمیر کے اندر جو ظلم وستم ہو رہا ہے اس کے اوپر پنجاب اور اس ملک کا کوئی شہری ایسا نہیں جسے افسوس نہ ہو ۔ ہمیں دکھ ہے لیکن جناب سپیکر ، مقبوضہ کشمیر کے اندر مسلمانوں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے وہاں پر مظلوم کشمیریوں کو ان کی آزادی دلانے کے لیے حکومت کی جو ذمہ داریاں ہیں حکومت وہ ذمہ داریاں ادا کر رہی ہے اپنے ملک کے اندر بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی ہر پلیٹ فارم پر ہم کشمیر کا مسئلہ اٹھا رہے ہیں اور کشمیر کی آزادی کے لیے کام کر رہے ہیں البتہ یہ تحریک التوائے کار کہ 23 مارچ سے بھی پہلے کے حوالے سے اس انداز میں دی گئی ہے کہ ایک تو یہ فوری نوعیت کی نہیں اور جناب سپیکر ' یہ رولز کے تحت بھی تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے ۔ شکریہ۔

میاں فضل حق، جناب سپیکر ۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے۔

میاں فضل حق، جناب والا! وزیر قانون نے بڑی تفصیل سے جمہور میلہ کے متعلق بتایا۔ بات جو میں نے اپنی تحریک میں پیش کی ہے ۔ اگر اس کے مفہوم کو وزیر قانون صاحب صحیح طریقے سے دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ اس دن وہاں پر جمہور میلے کے نام پر جو کچھ کیا گیا اور پھر ٹیلی ویژن پر جس طریقے سے اس کی تشہیر کی گئی یا یہ کہیں کہ وہاں پر جمہوریت کے نام پر جو کچھ پیش کیا گیا ' جو ناچ اور گانے وہاں پر دکھائے گئے کیا اس سے جمہوریت پروان چڑھتی ہے ؟ کیا اس سے جمہوریت کو تقویت ملتی ہے؟ جناب والا! میں نے اپنی تحریک میں یہ بات کی ہے کہ اس دن 23 مارچ کا جو دن ہے اس دن کے حوالے سے اگر وہاں کوئی بات کی جاتی تو میں ان کی بات مانتا۔ وہاں پر تو اس موضوع پر کسی قسم کی کوئی بات ہوئی ہی نہیں ۔ وہاں تو جناب والا جمہور میلہ لگایا گیا ہے ۔ وہاں پر 23 مارچ کے حوالے سے کوئی بات نہیں کی گئی ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! میاں صاحب کا یہ موقف بھی درست نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے باقاعدہ

طور پر تقریر کی۔ فن کاروں نے اپنی جن صلاحیتوں کا اظہار کیا یا جس طریقے سے انہیں انعامات دیئے گئے اس سے قبل جناب سپیکر لاہور کے شہریوں کے اعزاز میں اور صوبہ پنجاب کے شہریوں کے اعزاز میں ایک ضیافت کا اہتمام کیا گیا اور اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے 23 مارچ کی اہمیت کے حوالے سے باقاعدہ طور پر تقریر کی ۔ اور ان کی تقریر کو صوبہ پنجاب سے آئے ہوئے ہزاروں شہریوں نے سنا۔ اور وہاں پر انھوں نے اس دن کے حوالے سے واضح طور پر اپنا موقف بیان کیا ہے ۔

جناب سپیکر، شکریہ ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میاں فضل حق صاحب آپ بھی تشریف رکھیں کیونکہ میں بات کر رہا ہوں ۔ زندگی میں خوشی اور غمی ساتھ ساتھ چلتی ہے۔اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۔ خوشی کے موقع پر خوشی منانی چاہیے۔23 مارچ ایک خوشی اور فخر کا دن ہے۔ اس دن قوم کے اندر اگر خوشی منائی جاتی ہے تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے ۔ 23 مارچ کا تعلق جمہوریت سے ہے۔ جمہور میلے کا تعلق بھی جمہور اور جمہوریت سے ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس رویے نے کہ ہر خوشی کے موقع پر بھی ہم غمی ہی کی بات کریں قوم کو اداس کر دیا ہے ۔ ہماری نسلوں کو اداس کر دیا ہے۔ اداس نسلیں بالآخر بیمار ہو کر برباد ہو جایا کرتی ہیں ۔ اس لیے خوشی کو بھی خوشی رہنے دیجیے اور تھوڑی سی یہ جو معاشرے میں گھٹن پیدا ہو گئی ہے اور جس کے پیچھے گیارہ سال کا مارشل لاء ہے اس گھٹن کو دور کیجیے۔ صحت مند خوشیاں قومی تہواروں کے موقعوں پر زیادہ قابل قدر ہیں اور ان کی قدر کرنی چاہیے۔ لہذا میں اس تحریک التوائے کار کو rule out کرتا ہوں ۔ اور اب نمبر 1 تحریک لی جاتی ہے اس کا جواب وزیر تعلیم صاحب نے دینا ہے۔ فوری طور پر جواب دیں اس لیے کہ وقت ختم ہو رہا ہے۔ جی جناب وزیر تعلیم ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب سپیکر! مجھے صرف آدھے منٹ کے لیے بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، نہیں وصی ظفر صاحب نہیں ۔ آپ بات نہ ہی کیجیے تو اچھا ہے ۔ البتہ اگر کوئی خوشی کی بات ہے تو بتائیے ۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا ! یہاں پر ایوان میں آپ کی کاوشوں سے بہت اچھا ماحول بنا ہوا ہے۔ اور ابھی اپوزیشن اور ہم بالکل افہام و تفہیم سے بیٹھے ہیں ۔ جناب والا ! مرکز میں اپوزیشن والوں نے اپنے تین مطالبے رکھے ہیں جس میں ان کا پہلا مطالبہ یہ ہے کہ ہمیں کچھ ممبر دیں تاکہ ہم سرحد اسمبلی میں حکومت بنالیں ۔ان کا دوسرا مطالبہ ہے کہ ----

جناب سپیکر، وصی ظفر صاحب ! مرکز کے مطالبے ہم یہاں نہیں سن سکتے ۔لہذا آپ تشریف رکھیں ۔ جانے دیجیے ۔ بیٹھیں پلیز ۔ جی جناب وزیر تعلیم ۔

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر! جس تحریک کے لیے آپ وزیر تعلیم کو بات کرنے کا موقع فراہم کر رہے ہیں میں چاہتا ہوں کہ اس پر پہلے آپ مجھے ایک لمحے کے لیے بات کرنے کی اجازت فرمائیں ۔

جناب سپیکر، جی فرمائیے ۔

جناب وزیر قانون، جناب سپیکر ! فاضل محرک اور جناب وزیر تعلیم کے درمیان بھی یہ بات ہوئی ہے۔ صورت حال کے بارے میں پہلے بھی وہاں سے معلومات حاصل کی گئی تھیں اور اب بھی کی گئی ہیں۔ اس کے مطابق یہ معاملہ sub judice ہے۔ وہاں پر سکول کی زمین پر جس قبضے کا ذکر فاضل محرک نے اپنی تحریک میں کیا ہے' اس بارے میں جو وضاحتیں ملی ہیں ان کے مطابق اس وقت جو شخص اس زمین پر بیٹھا ہوا وہ اس زمین کا اصل مالک نہیں بلکہ اصل مالک کوئی اور ہے۔ اصل مالک نے یہ زمین محکمہ تعلیم کے نام منتقل کرائی تھی لیکن اس پر قبضہ کسی اور شخص نے کر لیا۔ یعنی اس شخص نے اس زمین پر کچھ کچی عمارتیں تعمیر کر کے اپنا قبضہ کر لیا۔ اور جب اس آدمی کا قبضہ ختم کروانے کے لیے Civil Court میں کیس کیا گیا تو سول عدالت نے اس کیس کا فیصلہ سکول کے حق میں یا اس شخص جس نے یہ زمین سکول کے نام منتقل کروائی تھی کے حق میں دینے کی بجائے اس شخص کے حق میں دے دیا جس نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا یعنی زمین کے اصل مالک کی بجائے اس پر قبضہ کرنے والے کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ جناب والا! یہ معاملہ اس وقت بھی sub judice ہے لیکن چونکہ معاملہ اہم نوعیت کا ہے اور اس بارے میں وزیر تعلیم سے میری بات ہوئی ہے اور وزیر تعلیم چاہتے ہیں کہ اس معاملے کو فاضل رکن اپوزیشن کے-----

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب آپ وزیر قانون کی بات تو مکمل ہو لینے دیتے بہرحال فرمائیے۔

حاجی عبدالرزاق، جناب سپیکر ! میں آپ کی توجہ جناب وزیر اوقاف کے بیٹھنے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ آپ دیکھیں کہ وزیر اوقاف اسمبلی میں کس انداز سے بیٹھے ہوئے ہیں۔ کیا یہ اسمبلی میں بیٹھنے کا انداز ہے؟

جناب سپیکر، شکریہ حاجی صاحب۔ تشریف رکھیں۔ جی وزیر قانون صاحب آپ اپنی بات مکمل کریں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ معاملہ اس نوعیت کا ہے کہ فاضل محرک اس سے بہت زیادہ concerned feel کرتے ہیں اور وزیر تعلیم بھی اس معاملے کو فاضل محرک کی تسلی کے مطابق حل کرنا چاہتے ہیں۔ جس کے لیے اس معاملے کی مزید چھان بین کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اصل حقائق سامنے آ سکیں۔ جناب وزیر تعلیم نے اس مقصد کے لیے فاضل محرک سے بات چیت کی ہے لہذا فاضل محرک کو چاہیے کہ وہ اس بات چیت سے ایوان کو آگاہ کریں کہ اس بارے میں کیا فیصلہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر، تو کیا اس کو pend کر لیں یا پھر محرک اس پر اصرار نہیں کر رہے۔ سردار حسن اختر موکل صاحب آپ اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

سردار حسن اختر موکل، جناب والا! میری اور وزیر تعلیم صاحب کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس بارے میں تو وزیر تعلیم صاحب خود ہی بتائیں گے لیکن جناب سپیکر! اب اس معاملے میں کچھ

development ہوئی ہے ۔ آپ کی اجازت سے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ میں بڑی حیرت میں گم ہوں کیونکہ ہمارے وزیر تعلیم صاحب ماشاء اللہ بڑے پڑھے لکھے اور ان معاملات کو بخوبی سمجھتے ہیں اور ان کے ہوتے ہوئے وزیر قانون کو اس پر بات کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سے پہلے جب اس مسئلے پر بات ہوئی تھی تو شاید آپ موجود نہیں تھے اور جناب ڈپٹی سپیکر صاحب اجلاس کی صدارت فرما رہے تھے ۔ اس وقت انھوں نے جو باتیں کیں اور آج جو کچھ فرما رہے ہیں اس میں بڑا تضاد پایا جاتا ہے ۔ اس بارے میں آپ میرے ان دوستوں سے دریافت فرما سکتے ہیں جو اس دن ایوان میں تشریف رکھتے تھے اور آج بھی موجود ہیں ۔ آپ نے ابھی فرمایا ہے کہ افسوس نہیں کرنا چاہیے لیکن جناب سپیکر یہ باتیں ہی ایسی کرتے ہیں کہ ہمیں افسوس کرنا پڑتا ہے۔ جناب والا! پہلے دن یہ مسئلہ sub judice نہیں تھا۔ اس دن تو یہ کچھ اور ہی باتیں بتا رہے تھے لیکن انہیں جناب ڈپٹی سپیکر صاحب نے بتایا کہ یہ معاملہ ایسا نہیں۔ جناب والا! یہ معاملہ اب بھی sub judice نہیں۔ مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ آپ جناب وزیرتعلیم اور دوسرے تمام وزراء کو ہدایت فرمائیں کہ وہ اپنے محکموں کو سختی سے ہدایت کریں کہ وہ غلط جوابات فراہم کرکے وزراء کو On the floor of the House شرمندہ نہ کروائیں۔ جناب والا! پہلے وہ وزیر تعلیم کے پاس آتے رہے کہ ہمیں معافی دے دیں اور اسی طرح میرے پاس بھی انھوں نے اس مقصد کے لیے اپنے آدمی بھجوائے ۔ اور اب وزیر صاحب نے بیان دے دیا ہے کہ یہ معاملہ sub-judice ہے' جناب میں یہاں پر یہ بات واضح کر دوں کہ یہ معاملہ بالکل sub judice نہیں۔ وہاں موقع پر انتظامیہ بھی گئی تھی۔ اور میں نے پہلے دن ہی یہ بات کہی تھی کہ جناب یہ لوگ بڑے زبردست ہیں۔ یہ لوگ غنڈا گردی کرتے ہیں لیکن انھوں نے میری بات پر غور نہیں کیا۔ آج پھر میں آپ کی وساطت سے یہ بات واضح کر دوں کہ یہ معاملہ sub judice نہیں ہے۔ نہ ہی یہ معاملہ ملکیت کا ہے بلکہ یہ معاملہ سینہ زوری کا ہے' بدمعاشی کا ہے' غنڈا گردی کا ہے۔ جہاں تک میری اور وزیر تعلیم صاحب کی بات چیت کا تعلق ہے تو وہ وزیر تعلیم صاحب خود بتائیں گے کہ ہمارے درمیان کیا بات چیت ہوئی ہے ۔ اب حالت کچھ یوں ہو چکی ہے میں مثال عرض کرتا ہوں کہ کہیں پر دو آدمیوں نے ایک جگہ پر چار دیواری کر لی اور کہا کہ یہ مسجد ہے اور آپس میں قرآن پاک پر ہاتھ رکھ کر ایک معاہدہ کر لیا۔ لیکن شام کو ان میں سے ایک آدمی اس معاہدے سے انکاری ہو جاتا ہے ۔ دوسرا آدمی پنچائت اکٹھی کرتا ہے کہ یہ آدمی اپنے معاہدہ سے انکاری ہو گیا ہے۔ جب پنچائت اس آدمی سے پوچھتی ہے کہ آپ نے تو قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ معاہدہ کیا تھا اب کیوں انکار کر رہے ہو تو اس نے جواب دیا کہ جس مسجد میں بیٹھ کر میں نے معاہدہ کیا تھا اس کی تو چھت ہی نہیں تھی۔۔۔۔

جناب سپیکر، ایوان کا وقت دس منٹ کے لیے بڑھایا جاتا ہے۔

سردار حسن اختر موکل، جناب سپیکر ! میں آخر میں صرف یہ گزارش کروں گا کہ اگر میرے معزز دوست معاملے کو نمٹانا چاہتے ہیں تو اچھے طریقے سے نمٹائیں ۔ اگر یہ واقعی سنجیدہ ہیں تو میں بھی ان

سے تعاون کروں گا۔ آپ وزیر تعلیم صاحب سے پوچھ لیں۔ جو باتیں میری اور وزیر تعلیم صاحب کے درمیان ہوئی ہیں میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم اور میری بات ہوئی ہے۔ آپ ان سے پوچھ لیں اور اس کے مطابق کر لیتے ہیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، تحاریک التوائے کار کا بھی وقت ختم ہو چکا ہے۔ لیکن اب جو ٹیک اپ ہوئی ہے اس کو کسی منزل تک تو پہنچا دیں۔ اگر دونوں دوستوں نے بات کی ہے تو پتا چل جائے کہ کیا بات ہوئی ہے۔ اس کے بارے میں فیصلہ کر لیں۔

وزیر تعلیم، جیسے محترم وزیر قانون و پارلیمانی امور نے فرمایا ہے معاملہ عدالت میں ہے اس کے باوجود چونکہ حکومت کی ہمیشہ سے یہ خواہش رہی ہے کہ کوئی بھی مسئلہ جو عوامی مفاد کا ہو اس کو محض مخالفت برائے مخالفت مد نظر نہ رکھا جائے لیکن کوئی اچھی تجویز بے شک ہمارے اپوزیشن کے بنچوں کی طرف سے کیوں نہ آئے حکومت نے کبھی منفی انداز فکر نہیں اپنایا بلکہ اس کی پذیرائی کی ہے۔ فاضل رکن سردار حسن اختر موکل صاحب ماشاء اللہ میرے اپنے دوست بھی ہیں ان سے میری اپنی بات ہوئی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ پرائمری سکول کے بننے سے بھی پہلے وہاں پر کسی شخص کا قبضہ تھا۔ اور اس کے بعد سکول بنا۔ میں یہ آپ کے سامنے گزارش کروں گا کہ میں ایک تین رکنی کمیٹی بنا دیتا ہوں۔ اس ضلع سے جو ہمارے وزیر محترم محمد عارف نکئی صاحب ہیں اور ان کے ساتھ فاضل رکن سردار حسن اختر موکل صاحب اور ڈائرکٹر ایجوکیشن ایلیمنٹری، یہ تین رکنی کمیٹی اس معاملہ کے ازالہ کے لیے اپنی کوشش کرے گی۔ اور جہاں کہیں میری ضرورت ہو گی میں بھی ان کے ساتھ ہوں گا۔ امید ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ کافی ہے۔ اور اس کمیٹی کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ اب کچھ درخواست ہائے رخصت ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب محمد افضل ساہی

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد افضل ساہی رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

> گزارش ہے کہ میں مورخہ 20، 21 اور 24 تا 26۔اپریل 1994ء ضروری کام کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر مندرجہ بالا تاریخوں کی رخصت منظور فرمائی جائے۔ ممنون ہوں گا۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ "کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب منیر احمد ملک

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست جناب منیر احمد ملک رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ ضروری کام مورخہ 20' 21 اور 23 تا 25 اپریل 1994ء کے اجلاس' میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں۔ نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

چودھری وقار علی خان

سیکرٹری اسمبلی، مندرجہ ذیل درخواست چودھری وقار علی خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے،

میں ذاتی مصروفیت کی وجہ سے 20-04-94 تا 26-04-94 کو اجلاس میں شریک نہ ہو سکا۔ مہربانی فرمائیں۔ میری 5 یوم کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، اب سوال یہ ہے۔ " کہ مطوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

"In exercise of the powers conferred on me by Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Altaf Hussain, Governor of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect from Thursday, the 28th April, 1994, on the termination of the sitting on that day"

اجلاس کی طلبی کا فرمان

In exercise of the powers conferred by Article 54(3) read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Wednesday, the 11th May, 1994 at 4:00 p.m. in the Assembly Chambers, Lahore

LAHORE

The 7th May, 1994.

MUHAMMAD HANEEF RAMAY

Speaker,

Provincial Assembly of the Punjab

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس)

بدھ' 11۔مئی 1994ء

(چہار شنبہ' 29۔ذی القعدہ 1414ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں شام 4 بج کر 20 منٹ پر منعقد ہوا۔ جناب سپیکر محمد حنیف رامے کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ کی سعادت قاری سید صداقت علی نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا
اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ اِنَّ اللّٰهَ
عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ① مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ
لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②
يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ
يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ③

سورۃ فاطر' آیت 1 تا 3

تمام تر حمد اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو' تین تین اور چار چار پردار بازو ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھول دے سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ اے لوگوں تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں ان کو یاد کرو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہو۔ اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم کہاں الٹے جا رہے ہو۔

وما علینا الا البلاغ○۔

چیئرمینوں کا پینل

جناب سپیکر ۔ جی کھوسہ صاحب۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب سپیکر! میں بحیثیت ڈپٹی اپوزیشن لیڈر آج کے اس اجلاس کے بارے میں کچھ عرض کرنے کی آپ سے اجازت چاہوں گا۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔۔۔۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پہلے آپ پینل آف چیئرمین کے ناموں کا اعلان کر دیں۔

جناب سپیکر ۔ جی سیکرٹری صاحب ' پینل آف چیئرمین کی اناؤنسمنٹ کر دیں۔

سیکرٹری اسمبلی ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ 14 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل بحسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

1۔ چودھری محمد وصی ظفر صاحب
2۔ راجہ ریاض احمد صاحب
3۔ ملک کرامت علی کھوکھر صاحب
4۔ میاں محمد ثاقب خورشید صاحب

تعزیت

تحریک پاکستان کے کارکن خان امان اللہ خان کی وفات پر فاتحہ خوانی

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب سپیکر! گزشتہ دنوں قائد اعظم کے دیرینہ رفیق۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ۔ ایک منٹ۔ آپ کے ڈپٹی لیڈر صاحب بات کر رہے تھے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب والا! میں نے ان سے اجازت لے لی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جناب والا! میں نے ان کو اجازت دے دی ہے کیونکہ وہ تعزیت پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر ۔ جی ارشاد فرمائیے۔

جناب بادشاہ میر خان آفریدی ۔ جناب والا! قائد اعظم کے ساتھی اور تحریک پاکستان کے کارکن چیئرمین بار کونسل اور سچے مسلم لیگی رہنما خان امان اللہ خان صاحب پچھلے دنوں وفات فرما گئے تھے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر ۔ دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلے پر دعائے مغفرت کی گئی)

رواں اجلاس کے لیے پروگرام کی ترتیب

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر! میں عرض کر رہا تھا جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ یہ اجلاس اپوزیشن کی طرف سے requisition کیا گیا اور یہ اجلاس آپ نے convene کیا ہے اور نہ کہ گورنر صاحب کے حکم کے تحت convene ہوا ہے اور ہم نے اس requisition میں آپ کی وساطت سے ایک ایجنڈا بھی حکومت کے لئے بھیجا تھا اور اس ایجنڈے کے مطابق ہماری خواہش یہ تھی کہ ایک دن امن عامہ کی صورتحال پر ایک دن جنرل ایڈمنسٹریشن پر ایک دن نہری پانی کی اس اہم موقع پر قلت ایک دن مہنگائی اور ایک دن جو پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہر اجلاس میں منگل کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے ۔ اس سلسلے میں جب ہمیں ایجنڈا موصول ہوا تو پتہ چلا کہ یہ اجلاس صرف دو دن کے لئے طلب کیا گیا ہے اور وہ بھی لاء اینڈ آرڈر اور مہنگائی ان دو دنوں میں رکھ دی گئی ہے اور ہم نے جو ایجنڈا پر باقی items لکھی تھیں ان کو سرے سے ہی نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اس سلسلے میں آپ کے ساتھ اپوزیشن کی طرف سے رابطہ ہوا اور آپ نے یہ یقین دہانی کروائی کہ میں وزیر قانون سے مل کر ان کو آپ کا موقف بتاؤں گا اور بعد ازاں آپ کے ساتھ دوبارہ میٹنگ ہو گی چنانچہ آپ نے پھر یہ convey کیا کہ آپ کا وزیر قانون سے تو رابطہ نہیں ہو سکا اور وزیر اعلیٰ سے آپ کا رابطہ ہوا جنہوں نے ایک آئٹم کے لئے اپنی رضامندی یا اعتراض نہیں کیا اور وہ تھی نہری پانی کی قلت۔ پھر اسی سلسلے میں آج آپ کے چیمبر میں اپوزیشن کی طرف سے ایک ٹیم اور وزیر قانون اور ان کے ساتھی ایک طویل بحث کے بعد کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے اور حکومت اپنے اسی موقف پر قائم رہی کہ ہم صرف دو دن دے سکتے ہیں اور دو دن سے زیادہ ہم یہ اجلاس نہیں چلا سکتے ۔ ہم نے آپ کی وساطت سے اور directly ان کے سامنے بھی اپنا موقف بیان کیا کہ یہ وہ اہم موضوعات ہیں جن کو اس اجلاس کے اندر ایوان میں زیر بحث لانا نہایت ضروری ہے ۔ لیکن جناب والا! میں نہیں سمجھ سکتا کہ حکومت کیوں اس سے گریزاں ہے اور یہ نہری پانی کے مسئلے کو کیوں ایوان میں زیر بحث نہیں آنے دیتے اسی طرح امن عامہ، مہنگائی اور دوسرے مسائل ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر ، کھوسہ صاحب ۔ معاف کیجیے گا میں بھی اس میٹنگ میں موجود تھا ۔ جو آخری بات اس میں ہوئی اس میں تو یہ حکومت اس بات پر راضی تھی کہ ایک دن بھی اس کے لئے دینا ہے اور نہری پانی پر بھی بات ہو جائے ۔ آپ کیسے فرما رہے ہیں کہ یہ اس سے گریز کر رہے ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں عرض کرتا ہوں۔ ہماری جو پانچ دنوں کی ڈیمانڈ تھی انہوں نے اسے صرف تین دن میں سمیٹنے کی وہاں تجویز پیش کی جو کہ ہمارے لئے ممکن ہی نہیں تھا کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ پچھلے اجلاس میں اپوزیشن کے بائیکاٹ سے پہلے جو تھوڑی سی کارروائی چلی اس میں اپوزیشن کی طرف سے بھی ایک سپیکر اور ٹریژری بنچز کی طرف سے ایک سپیکر بول سکا تھا۔ اس وقت صوبے کے حالات اس قدر سنگینی اختیار کر چکے ہیں کہ اگر زیادہ نہیں تو ایک ایک ممبر اپنے ضلع سے بول سکے اور جو ضلع میں بدامنی کے حالات ہیں اور جو وہاں پر آج چوروں کا راج چل رہا ہے اور

نہروں کے پانی کی قلت سے جو زراعت پیشہ لوگوں کو نقصان ہو رہا ہے ان کے بارے میں وہ اس ایوان میں بول سکے تو جناب والا ہمارے لئے یہ ناممکن تھا کہ اس تمام کارروائی کو ہم تین دن میں سمیٹ سکتے۔ اور ہمارے اپوزیشن کے ممبران کو موقع ملتا کہ کسی نارمل ڈے پر وہ بڑی مشکل سے گھنٹے یا گھنٹے سے زیادہ وقت لے لیتے۔ اور جناب اگر یہ تین دن بھی جمع کر لیں تو یہ چار یا ساڑھے چار گھنٹے بنتے تھے تو ان چار یا ساڑھے چار گھنٹوں میں اپوزیشن نے بھی بولنا ہے اور ٹریژری بنچز نے بھی بولنا ہے۔ لہذا آپ خود ہی اندازہ فرما سکتے تھے کہ اس طرح سے اپوزیشن کو اپنا موقف بیان کرنے کے لئے کتنا موقع ملتا۔ جناب والا! میں تو سمجھتا ہوں کہ جب حکومت اس بحث کو اسمبلی میں لانے سے خود گریزاں ہے اور حکومت دو روز کم کر دیتی ہے تو یہ کیوں face کرنے سے گھبراتے ہیں اگر ہم نے یہاں پر کوئی بات کرنی تھی تو اس کا جواب دینا تو ان کا اختیار تھا۔۔۔۔

جناب سپیکر، کھوسہ صاحب! کس چیز سے یہ گریزاں ہیں؟

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! جو ہم نے ایجنڈا دیا تھا۔

جناب سپیکر، خاص طور پر کون سے مسئلے پر گریزاں ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں عرض کر چکا ہوں۔ ہم ایک پورا دن لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے لیے چاہتے تھے۔

جناب سپیکر، آپ نہری پانی کے مسئلے پر بات کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! نہری پانی ہے۔ لاء اینڈ آرڈر ہے مہنگائی ہے جنرل ایڈمنسٹریشن ہے اور ایک دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے جس میں ممبران اپنی طرف سے جو بھی تحاریک لانا چاہیں یا جو بھی لانا چاہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! آپ نے مجھے فلور دیا ہوا ہے اور اس وقت تو کوئی جواز نہیں بنتا کہ وزیر قانون مجھے interrupt کریں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! مناسب ہو گا کہ کھوسہ صاحب کی پوری بات سن لیں کہ یہ کیا کہتے ہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، جناب والا! میں کسی بحث میں نہیں الجھنا چاہتا۔ ممکن ہے کہ وزیر قانون صاحب میری ان باتوں کا جواب دینا چاہتے ہوں میں تو کوئی بحث نہیں کر رہا میں تو وہ حقائق آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن میٹنگز کی آپ خود صدارت فرما رہے تھے اور جو آپ کے سامنے باتیں ہوئیں۔ جناب والا! ہم یہ چاہتے تھے کہ ہمیں یہ پانچ دن کھلے دے دیئے جائیں۔ اگر ہمارا ایک سپیکر بولے گا تو ٹریژری بنچز کی طرف سے بھی ایک سپیکر بولے گا اگر ہم نے ان کے اوپر کوئی غلط الزام تراشی کرنی تھی تو یہ ہاؤس میں موجود ہوتے اور اپنا دفاع کر سکتے تھے تو جناب یہ اس situation

سے کیوں گریز کرتے ہیں یہ ہم نہیں سمجھ سکے ۔ صرف ایک بات کی سمجھ آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اب حکومت نے اپنے رویے سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنی credibility کھو چکے ہیں۔ floor of the House پر commitment دی جاتی ہے یہ کہا جاتا ہے کہ اس وقت میں وزیر اعلیٰ پنجاب کے اختیارات حاصل کر کے بات کر رہا ہوں اور آپ کے ساتھ commitment کر رہا ہوں اور میں اشارہ کر رہا ہوں کہ آپ کے چیمبر میں آپ کی صدارت میں جو اجلاس ہوا تھا اور جو پانچ رکنی کمیٹی ہماری طرف سے اور جو پانچ رکنی کمیٹی ان کی طرف سے منعقد کی گئی تھی اس میں سینئر منسٹر اور وزیر قانون صاحب نے کہا تھا کہ اب جو بات ہم ایوان میں کریں گے وہ ہماری یقین دہانی نہیں ہو گی وہ وزیر اعلیٰ سے حاصل کردہ یقین کے بعد ہم ایوان میں یقین دہانی کرائیں گے۔ اب جناب والا! آپ نے اس کا حشر دیکھ لیا ہے کہ آج چودہ دن گزر چکے ہیں اور برسر تذکرہ اس موضوع پر آپ کے چیمبر میں بات ہوئی تو آپ کے سامنے یہ بات بتائی گئی کہ ماسوائے چند ممبران کے جن کو شاید اطلاعات مل گئی ہیں------

جناب سپیکر ، دیکھیے وہاں میرے چیمبر تو کم از کم ان کے کہنے کے مطابق 32 آدمیوں کے بارے میں-------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! ان میں سے چار ہماری جماعت کے نہیں تھے۔

جناب سپیکر ، بہرحال اب وہ جواب دیں گے اور میرا خیال ہے کہ آپ ضرور ان کا بھی خیال سنیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں اس بحث میں تو نہیں الجھنا چاہتا-------

جناب سپیکر ، کھوسہ صاحب! معاف کیجئے گا۔ آپ بحث میں نہیں الجھنا چاہتے لیکن آپ بحث طلب معاملات چھیڑ رہے ہیں جن کا جواب دینا ان کے لیے بنتا ہے۔ اگر تو آپ صاف یہ بتائیں کہ جو آج گفتگو ہوئی اس کے نتیجے میں آپ نے کیا فیصلہ کیا یہ تو پھر بحث طلب بات نہیں ہو گی لیکن اگر آپ تمام باتوں کو زیر بحث لائیں گے تو پھر آپ کا بھی فرض بنتا ہے کہ جو جواب ان کی طرف سے ہے اور جو ان کی صورتحال ہے اسے بھی ایوان میں پیش کیا جائے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب والا! میں صرف وہ باتیں کر رہا ہوں جو آپ کی موجودگی میں ہوئیں اور آپ کی زیر صدارت ہوئیں اس میں میں کوئی غلط بیانی نہیں کر رہا۔ میں اپنی طرف سے کوئی من گھڑت بات نہیں کر رہا میں نے چند کا لفظ استعمال کر دیا اور آپ نے 28 کہہ دیا۔

جناب سپیکر ، نہیں۔ آپ نے کہا 32 ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ۔ جی نہیں۔ 32 نہیں تھے اور یہ تو وہاں ہی correction ہو گئی تھی کہ چار ہماری صفوں میں سے نہیں تھے اور وہ ہیں جو ---- اب میں وہ لفظ استعمال کر رہا ہوں-------

جناب سپیکر ، نہیں وہ نہ کیجئے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب جو لوٹے ہیں۔ یہ لفظ عدالت نے استعمال کیا ہے لہذا اب یہ

پارلیمانی بن گیا ہے جی - یہ ان لوگوں کو بھی ہمارے ساتھ شامل کر رہے تھے اگر آپ نے فیگر جا ہی دی ہے تو جناب وہ 28 تھے حالانکہ ہمارے ساتھ commitment یہ تھی کہ چیف منسٹر کے آرڈر ہو چکے ہیں اور انہوں نے یہ حکم صادر کر دیا ہے کہ دس دن کے اندر اندر مجھے یہ رپورٹ ملنی چاہیے کہ تمام ممبران کے کیسز lay ہو چکے ہیں۔ لیکن آج چودہ دن گزرنے کے باوجود اگر وزیر قانون کا figure بھی لے لیا جائے تو صرف اٹھائیس ہی ملتے ہیں۔ ہم اس سے بحث نہیں کر رہے کہ 28 کیوں ہیں اور ایک سو اٹھائیس کیوں نہیں۔ لیکن یہ بات ثابت کرتی ہے کہ جو ایوان میں یقین دہانی کرائی جاتی ہے اس پہ بھی یہ قائم نہیں رہتے۔ تو آپ کے چیمبر میں بیٹھ کے جو یہ بات کرتے ہیں اس پہ ہم کیسے یقین کر لیں؟ یہاں تو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا اور پھر کہا گیا کہ چیف منسٹر صاحب پالیسی دیکھیں گے اور پھر پالیسی دیکھنے کے بعد ایک commitment کی گئی اور اس commitment کے بعد سے آج تک انہوں نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔ جناب والا' اس طرح آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ صرف پنجاب کی بات نہیں ہے۔ یہ ان کی عادت بن چکی ہے۔

جناب سپیکر ، بہتر ہے کہ آپ پنجاب ہی تک رہیں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب' میں پنجاب کی حد تک محدود رہوں گا۔ میں یہ عرض کر چکا ہوں کہ ان کو آئین اور قانون کی پرواہ نہیں رہتی۔ انہیں جمہوریت کی پرواہ نہیں رہتی۔ ہم کوئی بھیک نہیں مانگ رہے۔ ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ ہم سے کوئی رعائت کی جائے اور ہمیں فنڈز دیے جائیں۔ ہم نے اس commitment کے تحت ان کو یاد دہانی کروائی تھی کہ اس ایوان میں بجٹ تقریر میں وزیر اعلیٰ نے commitment دی تھی کہ بغیر امتیاز کیے فنڈز جاری کیے جائیں گے۔ اس کا ہم ان کو دوبارہ احساس دلا رہے تھے۔ پھر مجبوراً مجھے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ان کے لیے نہ قانون اور نہ کوئی آئین وقعت رکھتا ہے اور اس کی مثال سرحد اسمبلی کے سپیکر کے ساتھ ان کا سلوک ہے اور اس کی توجہ میں نے اس دن بھی دلوائی تھی کہ سپیکر ہمیشہ قائم رہتا ہے ۔ اگر اسمبلی ٹوٹ بھی جائے یا مدت بھی پوری کر لے لیکن وہاں بھی آپ نے دیکھا اور میں سمجھتا ہوں کہ آپ کو کم از کم اس موضوع پر میرے ساتھ ضرور ہمدردی ہو گی کہ سپیکر کے ساتھ جو مذاق کیا گیا۔ اور اسی طرح آپ سندھ میں دیکھ لیں ۔ وہاں بھی یک طرفہ کارروائی چل رہی ہے اور یہی بات موجودہ وزیر اعظم 1990ء میں جب قائد حزب اختلاف تھیں تو ان کا مشورہ قائد حزب اقتدار کو تھا کہ میز کے ذریعے آپ اختلافات کو کیوں ختم نہیں کرتے۔

جناب سپیکر ، سردار صاحب! بات پھیلتی جا رہی ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، اور اب وہی وزیر اعظم جو اس وقت قائد حزب اختلاف تھیں وہ مخالفین یا مخالف جماعتوں کو بلانا نہیں چاہتیں اور اس طرح سے ایکشن لے رہی ہیں جس سے صرف یک طرفہ پہلو نمایاں ہوتا ہو۔ اور اسی طرح آپ نے دیکھا کہ مرکزی اسمبلی میں بھی ان تمام معاملات کو سامنے رکھتے ہوئے بائیکاٹ کر رکھا ہے ۔ ہم نہیں چاہتے اور ہماری یہ خواہش نہیں کہ جب عوام نے ہمیں

منتخب کر کے بھیجا ہے کہ ہم اس ایوان میں ان کی نمائندگی کریں اور ان کے حقوق کے حصول کے لیے کوشش کرنا ' جدوجہد کرنا تو ہمارا فرض ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم اپنے ان فرائض سے کوتاہی کریں۔ لیکن جناب والا! یہ ایک مرتبہ نہیں بلکہ بار بار ثابت کیا جا رہا ہے کہ صرف brute force کی وجہ سے' کیونکہ آج ان کے پاس اکثریت موجود ہے' کیونکہ انہوں نے اپنے تمام تر اختیارات اور وسائل استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو جس طرح سے بھی پھانسا ورنہ اٹھارہ ارکان سے حکومت نہیں بنتی جہاں 218 کا ایوان ہو۔ جس طریقے سے بھی انہوں نے کیا ہے۔ آج ان کے پاس brute force ہے اور اس brute force کے ذریعے ہمیں یہ تابع کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میں wind up کرتا ہوں۔ جناب والا! اس رویے کی وجہ سے جو آج ہم سے روا رکھا جا رہا ہے یا پچھلے اجلاس میں ہوا یا اس سے پچھلے اجلاس میں ہوتا رہا۔ آپ نے دیکھا کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کبھی آیا ہی نہیں۔ اس کی جو بھی وجوہات ہیں وہ جانتے ہوں گے۔

جناب سپیکر ، اس کی وجوہات بھی ضرور سامنے آنی چاہییں۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ : کورم پوائنٹ آؤٹ کیا گیا۔ جناب والا! پھر میں آپ ہی کا سہارا لوں گا۔ آپ نے خود یہ تسلیم کیا تھا کہ بعض ان کے حضرات ایسے ہیں کہ جو ان کے قابو میں بھی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، آپ کی سوچ کے مطابق میں نے اپنے عملے کو اسی وقت کہا کہ ذرا دیکھیں کہ یہ کورم کن لوگوں نے کس وقت پوائنٹ آؤٹ کیا۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ پہلے تو یہ تھا کہ چیف منسٹر کے اور سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے الیکشن ہوتے رہے' پھر 12-10-93 کو پہلی مرتبہ جب یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے آیا تو اتفاق سے چودھری بشیر احمد گوجر صاحب ایم پی اے کی وفات ہو گئی۔ اس وجہ سے اس دن وہ نہیں ہو سکا۔ پھر 21-12-93 کو آپ کے ممبر تاج خانزادہ صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا اور اس وجہ سے اجلاس جاری نہیں رہ سکا۔ ایک اجلاس جس میں پرائیوٹ ممبرز ڈے تھا اس میں چوددھری وصی ظفر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا لیکن اس کے بعد 1-2-94 ہے۔ اس کے بعد 1-3-94 کو پھر ایک پرائیویٹ ممبرز ڈے آیا اور عبدالرزاق صاحب نے کہا کہ ظہر کی نماز ہو گی۔ نماز کے بعد جب واپس آئے تو امان اللہ بابر صاحب نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور اجلاس ختم ہو گیا اور 26-4-94 کو جب پھر پرائیوٹ ممبرز ڈے آیا تو مسٹر ایس اے حمید نے کورم کی نشاندہی کی اور یوں یہ اجلاس ختم ہو گیا۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے آپ کے لیے بھی اتنا ہی اہم ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ ، جناب سپیکر' بالکل بجا ہے۔ میں اس کے بغیر آپ کے زبانی بیان سے بھی مطمئن ہو جاتا۔ یہ آپ حکومت کی تائید کر رہے ہیں کہ انہوں نے کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں کیا بلکہ ہم نے کیا ہے۔ میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔

جناب سپیکر، میں نے تو ریکارڈ بتایا ہے۔

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ مخلوط حکومت اپنی credibility کھو چکی ہے۔ ان کے کسی وعدے پہ ہمیں یقین نہیں رہا۔ کیونکہ ہر مرتبہ مصالحت کے لیے آپ کے چیمبر میں بلایا جاتا ہے۔ ہم سے براہ راست رابطے کیے جاتے ہیں اور باتیں طے ہوتی ہیں لیکن عمل اس کا صفر بٹا صفر ہوتا ہے۔ ان کی یہ بدعہدی' یہ بد عملی اور جو یہ سلوک اپوزیشن کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں اس کو سامنے رکھتے ہوئے متفقہ طور پر ہماری جماعت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ------

جناب سپیکر، آپ کا فیصلہ دینے سے پہلے میں آپ سے یہ کہنا چاہتا ہوں---------

سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ، متفقہ طور پر ہماری تمام جماعتوں کا یہ فیصلہ ہے کہ ہم اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(اس مرحلے پر تمام اراکین حزب اختلاف ایوان سے باہر چلے گئے)

MR SPEAKER: I call the House to order.

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کا احترام کرتا ہوں لیکن انہوں نے جو صورت حال یہاں بیان کی ہے۔ آپ کے چیمبر میں جس طرح گفتگو ہوئی یہ بالکل اس کے الٹ بات ہوئی ہے ۔ بے شک حکومت نے دو دن کے لیے ایجنڈا دیا لیکن ہم نے آپ کے چیمبر میں بیٹھ کر ان کا مطالبہ مانا اور ان کو ہم نے اتوار کا تیسرا دن بھی دیا اور اتوار کے روز آ کر water crisis پر بحث کر لیں۔ جہاں تک انہوں نے ایجنڈا دیا تھا اس میں قطعی طور پر یہ نہیں لکھا تھا کہ ایک آئٹم کے لیے ان کو ایک دن چاہیے۔ ان کا کام ہے ایجنڈا دینا اور قواعد و ضوابط کے مطابق حکومت اپنا بزنس دیتی ہے۔ اپوزیشن اپنا بزنس نہیں دیتی۔ اس کے باوجود ہم نے ان کو دو دن کی بجائے تین دن دیے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے میں اپوزیشن پہلے بھی کبھی سنجیدہ نہیں رہی اور اپوزیشن نے ہمیشہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے موقع پر خود بائیکاٹ کیا ہے ۔ اور خود واک آؤٹ کیا ہے ۔ اس کی تفصیل آپ نے بھی بتائی ہے ۔ پچھلے ایجنڈے میں بھی اور جب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا ۔ اس اجلاس کے دوران امن عامہ پر بحث کے لیے وقت رکھا گیا۔ انہوں نے واک آؤٹ کیا اور امن عامہ کی بحث میں حصہ نہیں لیا۔ انہیں ہم نے مہنگائی پر بات کرنے کے لیے موقع دیا۔ ہم نے ایجنڈے میں مہنگائی کا آئٹم رکھا آئٹم کے اوپر بحث میں حصہ نہیں لیا اور جناب سپیکر! آج جب ان کا ریکوزیشن کردہ اجلاس ہم نے طلب کیا ہے تو اس میں بھی مہنگائی اور امن عامہ پر دوبارہ بات کرنے کا موقع دیا ہے ۔ آج پھر یہ واک آؤٹ کر رہے ہیں۔ اس کے بعد water crisis پر انہیں بولنے کا موقع دیا ہے اور اس پر یہ بات کرنا نہیں چاہتے ۔ در اصل یہ اجلاس خود بلاتے ہیں لیکن ہمارے فاضل ممبران اپوزیشن شاید خود اس بات سے گریزاں ہیں کہ ایوان کے اندر آ کر یہ بحث میں حصہ لیں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ جہاں تک یہ سمجھتے ہیں کہ حکومت کی طرف سے یہ خواہش ہے کہ اجلاس سے گریز کیا جائے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ ہم اپوزیشن کے ایجنڈے اور بزنس کو ٹیک اپ کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ہم اسمبلی میں زیر

بحث لانا چاہتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپوزیشن جو بھی اہم issue اس ایوان کے ذریعے عوام کے سامنے لانا چاہتی ہے لائے' انہیں thrash out کیا جائے' ان پر بحث کی جائے۔ اور بحث کے ذریعے ان کا کوئی حل نکالا جائے۔ ہم اسے خوش آمدید کہتے ہیں۔ گزشتہ اجلاس کے دوران جب اسمبلی کا بزنس ختم ہو چکا تھا' قانون سازی کا کام مکمل ہو چکا تھا ہم نے محض اس لیے ایک روز اضافی اسمبلی کا اجلاس بلایا تاکہ اپوزیشن ایوان میں حصہ لے سکے' اپوزیشن اجلاس میں آئے' اپوزیشن کا کسی طریقے سے بائیکاٹ ختم کرایا جائے تاکہ اپوزیشن کے بغیر ایوان کے اندر جو رونق نہیں ہے وہ بحال ہو سکے اور مجموعی طور پر ان جمہوری اداروں کے بارے میں پنجاب میں جو تاثر پیدا ہو رہا ہے کہ اپوزیشن بائیکاٹ کیے بیٹھی ہے وہ ختم ہو سکے۔ اور عوام میں یہ تاثر بھی پیدا ہو رہا تھا کہ یہ اراکین اسمبلی جن کی تعداد 248 ہے آپس میں بھی افہام و تفہیم پیدا نہیں کر سکتے تو یہ ہمارے مسائل کیسے حل کریں گے؟ چنانچہ ہم نے اپوزیشن کو خوش آمدید کہا۔ ان کے مطالبات پر ہم نے نہ صرف ہمدردی سے غور کیا بلکہ ان پر عمل درآمد بھی شروع کیا۔ ہماری حکومت کسی قسم کی کوئی political victimization نہیں کر رہی۔ پھر جناب والا! ہم اپوزیشن کو ایوان میں لائے۔ اور جہاں تک ان کے ترقیاتی فنڈز کا معاملہ تھا اس حوالے سے آج پھر ایوان کے اندر انھوں نے بات چھیڑی ہے اور کہتے ہیں کہ شاید ان میں کوئی چار لوٹے ہیں۔ گو کہ انھوں نے لوٹوں کا نام نہیں لیا لیکن یہ 32 اراکین اسمبلی جن کے فنڈز release ہو چکے ہیں ان کے نام جناب سپیکر! میں آپ کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معزز اراکین اسمبلی ہیں' یہ فاضل اراکین ہیں' انہیں عوام نے منتخب کر کے اسمبلی میں بھیجا ہے' یہ عوام کی اکثریت کے ووٹ لے کر اسمبلی میں آئے ہیں لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اراکین اسمبلی کے لیے جو لوٹے کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں یہ اس ایوان کی توہین ہے' یہ ان اداروں کی توہین ہے۔ کسی معزز رکن اسمبلی کو' منتخب رکن اسمبلی کو کسی دوسرے معزز رکن اسمبلی کے بارے میں لوٹے کے الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہییں۔ جب یہاں پر کسی رکن اسمبلی کو لوٹا کہا جائے گا تو اس سے صرف اس رکن اسمبلی کا ہی استحقاق مجروح نہیں ہوتا بلکہ اس سے اس پورے کے پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اس کی عزت' اس کے تقدس اور اس کے احترام میں فرق آتا ہے اور جن اراکین اسمبلی کے بارے میں میرے معزز دوست نے یہ الفاظ استعمال کیے ہیں ان کے بارے میں یہ الفاظ کارروائی کا حصہ نہیں رہنا چاہیے۔ جن معزز ممبران کو محکمہ ترقیات و منصوبہ بندی نے فنڈز release کرنے کی advice مورخہ 8 یا 9 مئی کو جاری کی ہے ان میں سید ظفر علی شاہ صاحب' تاج محمد خان زادہ صاحب' ملک سلیم اقبال صاحب' مظہر احمد قریشی صاحب' محمد الیاس قریشی صاحب' چودھری فرخ جاوید گھمن صاحب' الحاج ملک صالح محمد صاحب' انعام اللہ خان نیازی صاحب' محمد شفیق چودھری صاحب' محمد افضل ساہی صاحب' محمد انوارالحق صاحب' چودھری احمد یار گوندل صاحب' محمد طارق انیس صاحب' ہارون اختر خان صاحب' میاں محمد شہباز شریف صاحب' بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں صاحب' منیر احمد ملک صاحب' ضیاء احمد خان صاحب' حاجی غلام صابر

انصاری صاحب' چودھری محمد حنیف خان صاحب' چودھری شفقت عباس ربیرہ صاحب' ملک مشتاق احمد صاحب' غلام قادر رانا صاحب' حاجی غلام حیدر خان کھچی صاحب' میاں محمد ثاقب خورشید صاحب' میاں جاوید ممتاز خاندولتانہ صاحب' سردار محسن عطا خان کھوسہ صاحب' سردار رسول بخش خان جتوئی صاحب' سردار نذر محمد صاحب' چودھری اصغر علی گجر صاحب' سردار محمد عبداللہ ڈاہر صاحب' سیٹھ محمد اسلم صاحب شامل ہیں۔ جناب سپیکر! یہ اراکین حکومتی بنچوں سے تعلق نہیں رکھتے۔ یہ اپوزیشن اراکین اسمبلی ہیں۔ ہم نے ان کے فنڈز جاری کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کے وعدے کے مطابق اور ایوان کے اندر ہم نے جو بات کی تھی اس کے مطابق advice بھی جاری کی اور ان سکیموں پر مزید process بھی ہو رہا ہے اسی طرح دوسرے اراکین اسمبلی جو ہیں ان کے کیس بھی process ہو رہے ہیں اور حکومت قطعی طور پر دوسرے اراکین اسمبلی کے فنڈز بھی نہیں روکنا چاہتی لیکن procedural matters اور process کو صرف حکومت نے ہی پورا نہیں کرنا ہوتا بلکہ اس میں متعلقہ محکمہ جات کے افسران اور اراکین اسمبلی نے بھی حصہ لینا ہوتا ہے اور جناب سپیکر! میں آج یہاں پر اسی حوالے سے یہ بات واضح طور پر کہنا چاہتا ہوں کہ آپ Rules of Procedure کے قاعدہ 24,23,22 کو ملاحظہ فرمالیں۔ اس کے تحت جو ایجنڈا ہے' بزنس ہے وہ حکومت نے دینا ہے۔ ہمارے رولز کے مطابق قطعی طور پر کسی طریقے سے بھی اپوزیشن ایجنڈا نہیں دیتی۔ اپوزیشن صرف ایجنڈا indicate کرتی ہے اور حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ وقت اور حالات کے مطابق ایجنڈا طے کرے۔ جناب سپیکر! ایجنڈا تین قسم کا ہوتا ہے۔ رول 22 کے تحت۔

22۔ (1) اسمبلی کی کارروائی کی تقسیم حسب ذیل ہو گی۔

(اول) سرکاری کارروائی یا

(دوم) غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(2) غیر سرکاری ارکان کی کارروائی ایسے مسودات قانون' قراد دادوں اور دیگر تحاریک پر مشتمل ہو گی جنہیں غیر سرکاری ارکان نے پیش کیا ہو یا جس کا انہوں نے آغاز کیا ہو۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ اگر آپ آگے رول 23 اور 24 کو پڑھیں تو اس کے مطابق وزیر قانون کے مشورے کے مطابق حکومت اپنا بزنس دیتی ہے۔ لیکن آج یہاں پر یہ ضد کرنا کہ اپوزیشن نے requisition میں جو ایجنڈا دیا ہے ہو بہو اور سارے کا سارا وہی لیا جائے یہ ناممکن بات ہے۔ ابھی چار روز پہلے اجلاس ختم ہوا اور جب اجلاس ختم ہوا تو اس میں وہ items جو ہم نے رکھے تھے مہنگائی اور لاء اینڈ آرڈر وغیرہ ان میں اپوزیشن نے بحث میں حصہ نہیں لیا صرف ایک ممبر نے تقریر کی اور باقی ممبران کے جب آپ نے نام پکارے تو وہ ایوان میں موجود نہیں تھے یعنی اپوزیشن اراکین اسمبلی دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ نہ وہ امن عامہ کی صورت حال پر بات کرنا چاہتے تھے اور نہ ہی وہ مہنگائی پر بات کرنا چاہتے تھے۔ اس کے بعد یہ بات بھی ختم ہو گئی۔ پھر جب Private Members Day آیا تو ہم انہیں accommodate کرنا چاہتے تھے' ہم Private Members کو

قانون سازی میں حصہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہتے تھے لیکن اس دن بھی انھوں نے کورم point out کیا اور اس کو ختم کر دیا۔ جناب سپیکر! اپوزیشن نے اجلاس ختم ہونے کے صرف تین روز بعد requisition دے دی لیکن ہم نے آخری دن کا انتظار نہیں کیا۔ آخری دن 13 مئی کو بنتا تھا۔ جناب والا! آپ کی مہربانی سے حکومت نے اپوزیشن کا احترام کرتے ہوئے' اپوزیشن کو welcome کرتے ہوئے' ان کی requisition کو welcome کرتے ہوئے ہم نے آج 11 تاریخ کو اجلاس بلایا ہے۔ اور پھر اس میں اگر حکومت کی طرف سے دو دن کا ایجنڈا آیا تو اس کو بھی ہم نے ایک طرف رکھ دیا۔ امن عامہ کی صورتحال پر بحث کرنے کے لیے انہیں دوبارہ موقع دیا' مہنگائی کی جو صورتحال ہے اس کو بھی ایجنڈے میں شامل کیا اور اس کے بعد ان کی خواہش پر کہ water crisis پر بحث کی جائے۔ بے شک یہ ایک national issue ہے لیکن پنجاب کی اکثریتی آبادی چونکہ اس water crisis کی صورت حال سے متاثر ہو رہی ہے اس لیے ہم نے انہیں موقع فراہم کیا کہ حکومتی اراکین اسمبلی بھی' اپوزیشن اراکین اسمبلی بھی water crisis کی صورت حال کے بارے میں حکومت کی رہنمائی بھی کریں اور ایوان کے اندر اپنے علاقے کے عوام کے جذبات سے بھی حکومت کو آگاہ کریں۔ ہم نے کہا کہ نہ صرف نشان دہی کریں بلکہ مناسب تجاویز لائیں جن کو ہم وفاقی حکومت تک پہنچا سکیں اور پنجاب کے عوام کے جذبات عوامی نمائندوں کے ذریعے سے وفاقی حکومت تک پہنچ سکیں۔ اس کے لیے ہم نے اپوزیشن کو بالخصوص ایک دن اتوار کا دینے کا وعدہ کیا جس کا میرے فاضل دوست نے اپنی تقریر میں ذکر نہیں کیا۔ انھوں نے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اتوار کا ایک دن مزید ہم نے ان کو دینے کا وعدہ جناب سپیکر! آپ کے سامنے کیا ہے۔ اگر آج اپوزیشن کے معزز دوست بائیکاٹ نہ کرتے تو اس کا ایجنڈا بھی ہم شائع کر رہے تھے۔ میں اب بھی جناب سپیکر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اپنی requsition میں جو items دیئے تھے ان میں صرف ان کے دو items رہ گئے ہیں جو نمبر 4 اور نمبر 5 ہیں۔

4. Discussion on resolutions of National and Provincial importance.

5. Presentation of private bills.

Private bills جناب سپیکر! Private Members Day پر آتے ہیں۔ رولز کے تحت Private Members Day جو ہے وہ Tuesday کو ہوا کرتا ہے اگر انھوں نے Tuesday کو honour کیا ہوتا' اس سے پہلے کبھی بھی کوئی Private Members Day انھوں نے avail نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو آج اپوزیشن والے Tuesday کے علاوہ کوئی دوسرا دن چاہتے تو اسے مختص کرنے کے لیے بھی ہم ان کی حمایت کرتے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اراکین اسمبلی کو جو دن دیا جاتا ہے حکومت کے اس پر اخراجات اٹھتے ہیں اور اگر حکومت اخراجات کرے لیکن ممبران وہ دن avail نہیں کرتے بلکہ انھوں نے کورم point out کر کے walk out یا بائیکاٹ کیا ہو تو

آج یہ نئی روایت بھی نہیں ڈالنی چاہیے کہ کوئی دوسرا دن ہم Private Members Day کے لیے مختص کریں۔ اس لیے ہم نے ان سے گزارش کی تھی کہ آپ آئیں آئندہ جو بھی کسی اجلاس کے دوران کوئی Private Members Day آئے گا اس پر آپ اپنا Private Members Day لیں۔ اس دن آپ اپنے Private Members bills لائیں۔ جہاں تک Item No 4 کا تعلق ہے یہ تو جناب رولز کے تحت ایجنڈے یا بزنس کا حصہ بنتی ہی نہیں ہے۔ resolution کی importance سے ہمیں انکار نہیں۔ صوبائی اسمبلی اگر کوئی تحریک پاس کرے تو اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے لیکن یہ کوئی طریقہ کار نہیں کہ resolution کے لیے ہم ایک دن مختص کر دیں کہ فلاں دن آپ resolution لے آئیں۔ resolutions بھی پرائیویٹ ممبر ڈے والے دن آتیں ہیں۔ قرار دادیں بھی رولز کا حصہ ہے یہ بھی رولز آف پروسیجر کے تحت اس دن آتی ہیں۔ اگر انھوں نے کسی resolution کی اہمیت پر بات کرنی ہے یا مجموعی طور پر قراردادوں پر بات کرنی ہے تو یہ کسی وقت بھی resolution لا سکتے ہیں اور ایوان میں اپنی اکثریت ہونے کی صورت میں اگر یہ رولز کو suspend کرانا چاہتے ہیں تو یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کے علاوہ بھی کسی دن یہ رولز suspend کرا کر اہمیت عامہ کی کوئی قرار داد لا سکتے ہیں یا قرار داد کی اہمیت پہ بات کر سکتے ہیں۔ لیکن جس چیز کی رولز میں اجازت نہیں اور حزب اختلاف ضد کرے کہ یہ بھی بزنس کا حصہ بنائیں تو یہ ناممکن بات ہے یہ اچھی بات نہیں البتہ ہم حزب اختلاف کو اجلاس میں دیکھنا چاہتے ہیں ہم حزب اختلاف کو ایوان کی کارروائی میں حصہ لیتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے بغیر ایوان کی کارروائی مجموعی طور پر پورے صوبے کی نمائندگی کا مظہر نہیں ہو سکتی۔ اس لیے میں حزب اختلاف کے فاضل اراکین سے گزارش کروں گا کہ آج انھیں ملک کی اس صورت حال کی سنجیدگی کے لیے احساس کرنا چاہیے کہ ملک اور ملک کے عوام کیا چاہتے ہیں؟ یہ ملک اور اس کے عوام چاہتے ہیں کہ یہاں پر جمہوریت بڑھے پھولے اور اسے مضبوط کیا جائے۔ کسی گروہ کی سیاست کو مضبوط کرنے کی بجائے اس وقت ضروری ہے کہ political جماعتوں کے مفاد سے بڑھ کر ملک کے مفاد کو آگے رکھا جائے اور ملک کے مفاد کے لیے فیصلے کیے جائیں اور ملک کے مفاد کا یہ تقاضا ہے کہ ان ایوانوں سے گریز کرنے کی راہ اختیار نہیں کرنی چاہیے ان سے بائیکاٹ کی مسلسل پالیسی اس جمہوریت کو نقصان دے گی۔ اس ایوان کو نقصان دے گی، صوبہ پنجاب کا نقصان ہی نہیں ہو گا محض چند سیاسی جماعتوں کا نقصان نہیں ہو گا بلکہ مجموعی طور پر یہ پورے جمہوری عمل کا نقصان ہو گا۔ اس لیے میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی وساطت سے حزب اختلاف کے فاضل اراکین سے بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں افہام و تفہیم سے طے کی جا سکتی ہیں۔ عوام ہماری طرف دیکھ رہے ہیں۔ صرف گیلری میں بیٹھے ہوئے لوگ ہی ہمیں نہیں دیکھ رہے بلکہ پورے صوبے کے لوگ ہماری طرف نظریں لگائے ہوئے ہیں کہ یہ اپنے معاملات بھی افہام و تفہیم سے طے نہیں کر سکتے ہمارے حقوق کا تحفظ کیسے کریں گے؟ یہ ہمیں کس طرح انصاف دیں گے؟ یہ ہمارے

معاملات کس طرح نبھائیں گے؟ جناب والا! اس لیے حزب اختلاف کے فاضل اراکین کی خدمت میں میری یہ گزارش ہے کہ آئیں اور جو اختلافات ہیں ایوان کے اندر ان کا اظہار کریں۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔ انھیں حکومت سے جو شکایت ہے برملا اس کا اظہار کریں۔ حکومتی معاملات پر بھی تنقید کریں۔ اپنے جذبات کا بھی اظہار کریں اختلافی نکات کا بھی اظہار کریں لیکن ایوان میں آئیں۔ یہ بائیکاٹ نہ کریں یہ واک آؤٹ نہ کریں۔ اس بائیکاٹ کے نتیجے میں خدا نہ کرے اس سیاسی عمل کو کہیں نقصان نہ پہنچ جائے۔ اس لیے آخر میں میری پھر گزارش ہے کہ اس ایوان کی کارروائی حزب اختلاف کے ساتھ ہی چل سکتی ہے اس لیے براہ کرم آپ ایک دو اراکین کو اور ایک دو وزراء کو حزب اختلاف کے اراکین کے پاس بھجوائیں تاکہ وہ ایوان میں واپس تشریف لائیں اور ایوان کی کارروائی آگے چل سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، افضل سندھو صاحب اور مہر سعید ظفر صاحب! آپ تکلیف فرمائیں اور حزب اختلاف سے بات کریں۔

(اس مرحلے پر جناب محمد افضل سندھو وزیر صنعت اور مہر سعید احمد ظفر وزیر اطلاعات حزب اختلاف کے اراکین سے بات کرنے کے لیے ایوان سے باہر گئے)

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! مجھے ذرا بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر ، آپ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ' میں بغیر پوائنٹ آف آرڈر کے اجازت لے رہا ہوں تاکہ جناب والا کے جو سپیشل اختیارات ہیں ان کے تحت میں اپنی عرض داشت پیش کر سکوں۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اور سردار سکندر حیات صاحب کو بھی حزب اختلاف کے پاس بات کرنے کے لیے بھیجا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! حزب اختلاف کا رویہ آپ کے سامنے ہے آپ نے کتنے دن ان کے ساتھ میٹنگز کیں در اصل ان کا مدعا اور مقصد نہ اجلاس بلانا ہے اور نہ ہی کارروائی کرنا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ جمہوری ادارے چل کیوں رہے ہیں۔ جس طرح سے وہ اسمبلیوں میں آئے اور جس طرح وہ سیاسی طور پر build up ہوئے اگر اس background میں جائیں تو وہ تلخیاں آجاتی ہیں کیونکہ وہ حقائق تلخ ہیں۔

جناب سپیکر ، حشمت جنجوعہ صاحب! آپ بھی ذرا تکلیف کریں اور حزب اختلاف کے پاس جائیں۔

(اس مرحلے پر میاں ریاض حشمت جنجوعہ مشیر برائے وزیر اعلیٰ' حزب اختلاف کے اراکین سے بات کرنے کے لیے ایوان سے باہر گئے)

وزیر قانون ، سردار سکندر صاحب کو بھی بھیجیں۔

جناب سپیکر ، جی؛ سردار سکندر صاحب کو بھی بھیجیں؛ (مسکراتے ہوئے) جی ان کو منانا ہے۔ جی وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ یہ اجلاس انھوں نے کارروائی کے لیے بلایا ہی نہیں تھا دراصل مرکز میں ابھی تک بائیکاٹ جاری تھا تو ہاؤس prorogue ہوا۔ جب آپ کی کوششوں سے انھوں نے صلح کر لی تو مرکز سے ان کو جھاڑیں پڑیں کہ ہم نے تو بائیکاٹ ختم نہیں کیا تھا اور آپ کو ہماری تقلید کرنی چاہیے تھی۔ جناب والا! اب میری یہ گزارش ہے کہ اس صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ اپنے صوابدیدی اختیارات استعمال کرتے ہوئے انصاف کے تقاضے کو اور صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہاؤس کو prorogue فرمائیں۔ یہ قومی خزانے کا بھی ضیاع ہے اور یہ سیاسی بد نیتی پہ مبنی چالیں ہیں۔ میں آپ کو ابھی بتا رہا ہوں کہ وہ قطعاً نہیں آئیں گے جناب والا! اگر آپ خود بھی حزب اختلاف کے پاس تشریف لے جائیں تب بھی وہ نہیں آئیں گے۔ آپ نے تو اپنا delegation بھیجا ہے اور جب سپیکر صاحب فرماتے ہیں تو It is presumed that it is delegation on behalf of the honourable Speaker تو یہ جناب کے behalf پر گئے ہیں اور جب یہ نہیں آئیں گے تو یہ مزید توہین ہو گی اور انھوں نے قطعاً نہیں آنا اور ان کا مدعا اور منشا یہی تھی کہ یہ ہاؤس آئے ہم یہ باتیں کریں اور ہم اس طرح بائیکاٹ کریں اور ہم جمہوری اداروں کو نقصان پہنچائیں، ہم اور قوتوں کا راستہ ہموار کریں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ ملک تب ہی چل سکتا ہے جب حکومت ہمارے پاس ہو اگر ہم اس میں embezzlement کریں پیسے کھائیں رشوت ستانی کریں بدکاریاں کریں عیش و عشرت کریں اپنے خاندانوں کو بڑھائیں ابھی وہ کہتے ہیں کہ ہماری پانچ پشتوں کے پیسے مکمل ہوئے ہیں سات کے نہیں ہوئے دو پشتوں کے ابھی بقایا ہے ہیں وہ پورے کریں کروڑوں اربوں پتی ہوں پھر یہ ملک چل سکتا ہے اس کو ہم دیگ کی طرح چاٹیں پھر یہ ملک چل سکتا ہے اگر یہ ملک کسی اور کو دے دیا جائے تو پھر نہیں چل سکتا ان کے خیال کے مطابق اس ملک کو ان کے ذریعے ٹھیکے پہ دے دینا چاہیے اور ان کی تجوریاں بھرنی چاہییں۔ تو جناب والا! اس اجلاس کو prorogue فرمائیں اور قومی خزانے پر بوجھ نہ بڑھائیں۔

جناب سپیکر ، آپ تشریف رکھیں میں گزارش کر لوں۔ یہ ہاؤس حزب اختلاف نے ریکوزیشن کیا تھا۔ حزب اختلاف کا حق ہے اگر اس کے پاس اتنے ممبران ہیں تو وہ ریکوزیشن کر سکتی ہے تو وہ کرتی ہے چنانچہ انھوں نے اپنا جمہوری حق استعمال کیا۔ اسی طرح حکومت کا یہ حق ہے کہ حزب اختلاف جب ریکوزیشن کرتی ہے تو ایجنڈے کا ذکر کرتی ہے کہ ہم یہ ایجنڈا چاہتے ہیں ایجنڈے کی نشاندہی کرتی ہے حکومت کا حق ہے کہ اس نشاندہی کے حوالے سے اندازہ کر کے کہ ہاؤس کتنے دن چل سکتا ہے اور اس میں کیا کیا زیر بحث آ سکتا ہے وہ ایک ایجنڈا تیار کرتی ہے۔ زیادہ اچھا یہ ہوتا کہ حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان افہام و تفہیم ہو جائے۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اس کی کوشش وزیر قانون نے کی لیکن وہ آپس میں صحیح طریقے سے گفتگو نہیں ہو پائی۔ اس کے بعد ایجنڈا جاری ہو گیا اس کے بعد حزب اختلاف نے مجھ سے کہا کہ ہم آپ سے ملنا چاہتے ہیں اور ایجنڈے کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں نے ان کی ایک ٹیم سے ملاقات کی اور انھوں نے جو شکایات میرے

سامنے رکھیں میں نے دوبارہ وزیر قانون کو تلاش کیا۔ یہ راولپنڈی میں تھے انھیں لاہور آنے کے لیے گزارش کی۔ آپ کو پتا ہے کہ اس دن طوفان باد و باراں تھا تو اس کی وجہ سے یہ تشریف نہیں لا سکے۔ میں نے وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی اور وزیر اعلیٰ سے گفتگو کے بعد میں نے ان دوستوں سے کہا کہ آپ تشریف لائیے اور حزب اختلاف اور حزب اقتدار کی آپس میں ملاقات کرائی جائے۔ چنانچہ دوبارہ پھر میں بیچ میں بیٹھا اور آج اجلاس سے پہلے صبح گیارہ بجے دونوں ٹیموں کی ملاقات میرے چیمبر میں ہوئی ظاہر ہے حزب اختلاف کا ایک موقف ہے اس نے کچھ خواہشات کیں۔ خواہشات تو ساری کی ساری کبھی بھی کسی کی پوری نہیں ہوتیں۔ تمام مطالبات تو کبھی بھی پورے نہیں ہوتے give and take ہوتا ہے اب میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں اچھی بھلی گفتگو ہوئی اور حکومت کی طرف سے اس حد تک accommodation آئی کہ ایک دن بھی بڑھا لیتے ہیں اور ایجنڈے کے اندر پانی کا موضوع بھی بڑھا لیتے ہیں۔ اس پر اپوزیشن نے یہ کہا کہ ہم اس پر سوچتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمیں یہ دونوں باتیں کس حد تک قبول ہیں اور ہم نے بحث میں حصہ لینا ہے یا نہیں لینا۔ واپس آنا ہے یا نہیں آنا۔ اب سوال یہ ہے کہ ہاؤس دونوں فریقوں کے تعاون سے چلتا ہے تو اچھا لگتا ہے۔ اسلئے وصی ظفر صاحب آپ نے جو مطالبہ فرمایا ہے اور اگر غصے میں طبیعت میں تندی اور تیزی کو قبول کرتے ہوئے چلیں تو پھر یہی ٹھیک نظر آتا ہے۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ نہیں آخری وقت تک کوشش کرنی چاہیے۔ ڈاکٹر جس طرح آخری وقت تک مریض کو بچانے کی کوشش کرتا ہے میں بھی ویسے ہی کوشش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس کو اور جمہوریت کے اس ایوان کو آخری وقت تک بچانے کی کوشش کی جائے لیکن۔ تیرا ہی دل نہ چاہے تو باتیں ہزار ہیں اس لئے کہ اگر مریض خود ہی اچھا نہ ہونا چاہے تو یہ پھر اس کی مرضی ہے میری یہ کوشش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ایوان میں جو حضرات میری بات سن رہے ہیں اور وہ حضرات جو واک آؤٹ کر گئے ہیں ان تک بھی اگر میری آواز پہنچ رہی ہے تو رویہ یہی ہونا چاہیے کہ بڑی مشکل سے یہ ایوان بنتے ہیں لاکھوں کروڑوں روپے کا صرف اصراف اور خرچہ ہی نہیں ہوتا۔ لاکھوں کروڑوں انسان ان ایوانوں سے بڑی امیدیں بھی وابستہ کرتے ہیں ان ایوانوں کی رونق کو اس طرح سے نہیں اجاڑنا چاہیے اور چھوٹی چھوٹی بات پر رنجش کر کے ہر مرتبہ ایوان بلایا جائے اور پھر اس کو آگے بڑھانے کی بجائے اس کو واپس بھیجنے کی کوشش کی جائے۔ بہر حال ہم انتظار کرتے ہیں کچھ دوست گئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ کوئی اچھی خبر لے کر آئیں۔ جناب رانا آفتاب احمد خان۔

رانا آفتاب احمد خان : جناب سپیکر! آپ نے بجا فرمایا ہے کہ ہمیں یہ ایوان چلانے ہیں یہاں کی رونقیں دوبالا کرنی ہیں مگر آپ نے ساتھ ساتھ یہ بھی دیکھا ہوگا کہ 1985ء سے لے کر 1993ء تک پنجاب کی سیاست میں جو کرشلائزیشن ہوئی ہے آپ دیکھیں کون سے لوگ آ گئے ہیں۔ میں نے اس وقت 1988ء میں بھی ہارس ٹریڈنگ پر ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی چار آدمی ادھر سے ادھر گئے تھے اور چار آدمی ادھر سے ادھر آئے تھے اور ان کی وجہ سے 96 فیصد ذبح ہو گئے تھے۔ اسی طرح یہ

لوگ جو اس سائیڈ پر بیٹھے ہیں یہ سنجیدہ نہیں ہیں۔ ان کے پیچھے vested forces ہیں' ان کے پیچھے جو خفیہ ہاتھ ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ ایوان نہ چلیں۔ یہ صوبہ اور ملک دوبارہ ان لوگوں کے ہاتھوں میں چلا جائے' جس طرح اس طرف کے ایک ممبر نے کہا تھا کہ میں اس اسمبلی کو لعنت بھیجتا ہوں۔ میں اس وقت یہاں پر موجود نہیں تھا ورنہ میں اس وقت یہ ضرور کہتا کہ لعنت ہم اس پر بھیجتے ہیں جو کلاشنکوف کلچر یہاں پر لائے۔ جو اس ملک میں ڈرگ مافیا لائے' ہیروئن لائے' جنہوں نے اس ملک میں لاقانونیت پھیلائی۔ کیا وہ اس کا بیٹا نہیں تھا جس نے یہاں سے سارا اسلحہ سمگلنگ کرکے ایران میں بھیجا؟ کیا افغانستان کی کلاشنکوف یہاں پر استعمال نہیں ہوئی اور افراط زر کہاں سے ہوئی ہے؟ آج آپ ایک فصل بیجتے ہیں تو وہ فصل چھ ماہ بعد پکتی ہے اور پھر اس کو کاٹتے ہیں۔ حقیقت میں یہ مہنگائی اس وقت کی ہے۔ 30 روپے من صرف گندم کی قیمت بڑھی ہے۔ بطور زمیندار میں یہ کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ بیج مہنگا ہو گیا ہے' کھاد مہنگی ہو گئی ہے اور کھاد میں بھی ملاوٹ ہے' پانی مہنگا ہو گیا ہے ٹریکٹر بھی مہنگا ہو گیا ہے۔ زمیندار اپنی محنت بھی کاؤنٹ نہیں کرتا۔ جب کسی اور چیز کی قیمت بڑھتی ہے تو یہ ان کو نظر نہیں آتی۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ اس ہاؤس کو چلانا نہیں چاہتے۔ میری یہ بات سن لیں کہ الیکشن جو ہونے تھے وہ ہو چکے ہیں۔ یہ غلط فہمی میں ہیں اور ان کو اس پر سوچنا چاہیے۔ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کی بات کرتے ہیں' انہوں نے آج تک کبھی کوئی پرائیویٹ بل دیا ہے؟ وقفہ سوالات میں کبھی انہوں نے دلچسپی لی ہے؟ یہ صرف اس لئے ایسا کررہے ہیں کہ سابقہ دور میں ان کے بچے تحصیلدار ہو گئے ہیں' پولیس انسپکٹر ہو گئے ہیں انہوں نے ملیں لگا لیں اور سٹیٹ لینڈ پر قبضہ کرلیا۔ جناب سپیکر! آپ ریکارڈ منگوا کر دیکھیں۔ اب یہ حکومت کو کہتے ہیں کہ یہ زمینوں پر اثر مارک کرتے ہیں۔ اب جب ان کی انکوائری شروع ہونے لگی ہے تو انہوں نے شور مچانا شروع کر دیا ہے۔ جناب والا! چودھری وصی ظفر صاحب نے بالکل ٹھیک کہا ہے کہ پاکستان میں اگر آپ نے ریونیو کو جنریٹ کرنا ہو تو بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ آپ نے یہاں پر ٹیکس لینا ہو تو بڑا مسئلہ بن جاتا ہے۔ جناب والا! جب ہم اسمبلی کے اجلاس میں آتے ہیں تو لوگ ہمیں پوچھتے ہیں کہ آپ وہاں پر کیا کرنے جا رہے ہیں۔ جب میں گھر سے چلا تو میرے بچے نے بھی کہا کہ بابا آپ کیا کرنے جا رہے ہیں؟ وہاں تو واک آؤٹ ہو جائے گا بائیکاٹ ہو رہا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ نہ جائیں۔ میں کم از کم ایوان کے فلور پر یہ بات کہتا ہوں کہ میرے بزرگ ممبر ہیں میری فیملی کے ممبر ہیں میں کم از کم یہاں آ کر کچھ نہیں سیکھ پایا۔ یہ ہمارے لئے باعث ندامت بن چکا ہے۔ کیونکہ ہمارے رویے درست نہیں ہیں۔ ہم نے ابھی تک اپنی ترجیحات مقرر نہیں کیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے؟ کیا ہم نے قانون سازی کرنی ہے یا زمینیں الاٹ کرنی ہیں یا مہران سکینڈل کے پیسے کھانے ہیں یا ڈرگ مافیا کو آگے لانا ہے؟ آپ دیکھیں کہ کون سے لوگ ان کے پیچھے چلتے ہیں۔ وزیر قانون اور وصی ظفر صاحب نے بالکل درست کہا ہے کہ انہوں نے بائیکاٹ ختم نہیں کرنا۔ انہوں نے بالکل بائیکاٹ ختم نہیں کرنا۔ ہمارا رویہ درست ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی ترجیحات مقرر کریں اور اس ایوان کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلائیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، جناب سردار سکندر صاحب۔

جناب سردار سکندر حیات خان ، جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے انگریزی میں بات کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ انتظار کافی لمبا ہوتا جارہا ہے۔ کیا مناسب نہیں کہ ہاؤس کی کچھ کارروائی کر لی جائے۔ سوالات کا وقفہ ہے۔ سوالات کو شروع کر لیا جائے؟

رائے نور محمد کھرل ، جناب والا! میں پہلے ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ، آپ بات کرلیں۔ آپ کو اجازت ہے۔

رائے نور محمد کھرل ، جناب والا! سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب نے ابھی اعتراض کیا ہے کہ اپوزیشن لیڈر کو ممبران اپوزیشن کو ڈویلپمنٹ فنڈز نہیں دیے گئے۔ ابھی ہمارے وزیر اعلیٰ جناب میاں منظور احمد وٹو میانوالی کے دورے پر گئے ہیں اور انہوں نے اپنی سپیشل گرانٹ میں سے انعام اللہ خان نیازی کے حلقے میں انعام اللہ خان نیازی کو یہ فنڈز دیے ہیں۔ انہوں نے ان کی بازار کی سڑک کے لیے دس لاکھ روپیہ دیا ہے۔ ان کے ہسپتال کے لیے انٹرا ساؤنڈ سسٹم منظور کیا ہے اور ان کے علاقے کے سٹیڈیم کے لیے دس لاکھ روپیہ منظور کیا ہے۔ یہ انعام اللہ خان نیازی کے حلقے کی باتیں ہیں۔ ہمارا تو وہ حلقہ نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا اس سے کوئی تعلق ہے۔ میں تو صرف یہی عرض کرنا چاہتا تھا۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی)

جناب سپیکر ، میرا خیال ہے کہ سوالات کو لے لیا جائے۔ مقامی حکومت وہ دیہی ترقی کے وزیر جناب سید ناظم حسین شاہ صاحب ان سوالوں کے جوابات دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سوالات شروع کر دیے جائیں۔ جناب آفتاب احمد خان۔

جناب آفتاب احمد خان ، 126۔

محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں ملازمین کی تفصیلات

*126۔ جناب آفتاب احمد خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جون 1993ء سے 10 اکتوبر 1993ء کے دوران محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی اور اس کے ذیلی اداروں میں کل کتنے ملازم کس کس حیثیت میں کس کس تاریخ اور کس کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے بھرتی کیے گئے ایسے تمام ملازمین کے مکمل نام و پتہ جات، تعلیمی معیار،

تاریخ تقرری سے تاریخ تعیناتی اور موجودہ جگہ تعیناتی سمیت مکمل تفصیلات الگ الگ ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران جو افراد بھرتی کیے گئے ان میں سے کتنے افراد بذریعہ پنجاب پبلک سروس کمشن اور دیگر کن کن اداروں کی سفارشات پر بھرتی کیے گئے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یکم جون 1993ء کے دوران محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب اور اس کے ذیلی اداروں میں سکیل نمبر 1 تا 15 کی بھرتی محکمانہ منظور شدہ سلیکشن کمیٹیوں کی سفارشات پر قواعد و ضوابط کو مد نظر رکھتے ہوئے اور بمطابق بھرتی پالیسی جاری کردہ حکومت پنجاب مورخہ 10-08-1993 کے تحت کی گئی ہے۔ ان تمام بھرتی شدہ افراد کے مکمل کوائف یعنی نام و پتہ جات، تعلیمی استعداد، تاریخ تقرر و تعیناتی موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل درج ذیل ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	متعلقہ ذیلی ادارہ	بھرتی شدہ ملازمین کی تعداد
1۔	ڈائریکٹوریٹ جنرل رورل ڈیویلپمنٹ	469 مکمل تفصیل تتمہ "الف" پر ملاحظہ فرمائیں۔
2۔	ڈائریکٹوریٹ جنرل کچی آبادی	7 مکمل تفصیل تتمہ "ج" پر ملاحظہ فرمائیں۔
3۔	لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی	کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔ تتمہ "ہ"
4۔	ڈی جی خان ڈویلپمنٹ اتھارٹی	کوئی بھرتی نہ ہوئی ہے۔ تتمہ "ر"
5۔	بہاول پور ڈویلپمنٹ اتھارٹی	12 مکمل تفصیل تتمہ "و" پر ملاحظہ فرمائیں۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران محکمہ ہذا کے ذیلی اداروں میں پنجاب پبلک سروس کمشن یا دیگر اداروں کی سفارشات پر کوئی فرد بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب آفتاب احمد خان: جی ہے۔ جناب والا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ صرف یکم جون سے 10 اکتوبر تک اتنے تھوڑے عرصہ میں اتنے وسیع پیمانے پر بھرتیاں کی گئی ہیں۔ کیا یہ سابق حکومت کی نالائقی نہیں تھی کہ انہوں نے صرف اپنی مرضی کی سفارشی کمیٹیاں بنائی تھیں جس پر یہ بھرتیاں کی ہیں۔ ان میں جو بے قاعدگیاں ہوئی ہیں یا ان میں جو رولز کو relax کر کے بھرتیاں کی گئی ہیں۔ کیا وزیر موصوف اس پر کوئی انکوائری کروائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: یہاں پر صرف اس چیز کی نہیں بلکہ 90 سے 1993ء تک جو بھی ڈویلپمنٹ ہوئی ہے ہم اس کی انکوائریاں کروا رہے ہیں اور ہمارے نوٹس میں جہاں کہیں بھی irregularity آئے گی ہم اس کے خلاف ایکشن بھی لیں گے اور میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ اگر اس چیز میں ہمارے بھائی ہمارے ساتھ تعاون کریں تو میں ان کا

شکر گزار بھی ہوں گا۔ شکریہ۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب والا! ہمارا تعاون تو یہ ہے کہ ہم ہاؤس کے فلور پر ان کو بتا رہے ہیں کہ بے قاعدگیاں ہوئی ہیں۔ جب ہاؤس کے فلور پر کہہ دیتے ہیں تو پھر اس پر آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ماشاء اللہ آپ وزیر ہیں۔ آپ خود اس کی انکوائری کر سکتے ہیں۔ یہ خود اس کی چھان بین کریں اور اس کی فہرست منگوائیں جو بے قاعدہ رکھے گئے ہیں۔ age relax ہوئی ہے اور اگر تعلیم میں بھی کوئی relexation ہوئی ہے تو کس طریقے سے ہوئی ہے؟

جناب سپیکر ، اگر آپ کے علم میں کوئی بات آئے اور آپ انہیں بتا دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب والا! یہ بات کرلیں۔ میں ان کو بتادوں گا۔ مگر میں نے تو ہر وزیر صاحب کو بتایا ہے کہ سابقہ ریکارڈ کے مطابق ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ پہلے کے جو وزراء ہیں جنہوں نے یہاں یقین دہانیاں کروائی تھیں۔ اس پر بھی ابھی تک کوئی عمل نہیں ہوا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز بھائی سے دوبارہ عرض کروں گا کہ میں نے پہلے ہی اس کے اوپر ان سے رپورٹ مانگی ہے۔ چونکہ یہ ایک ضلع کا معاملہ نہیں بلکہ پورے پنجاب کا معاملہ ہے اس لئے میں ان کو پہلے ہی 30 مئی 1994ء تک ان کو میعاد دے چکا ہوں۔ رپورٹ آنے میں بھی آخر کچھ وقت لگتا ہے۔ اس کے علاوہ میں اپنے بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا۔ لیکن میں اس میں یہ بات نہیں کرنا چاہتا۔ مگر جو لوٹ مار ہوئی ہے وہ کسی ایک کی نہیں۔ پورے ملک کی ہوئی ہے پورے پنجاب کی ہوئی ہے اور ہم سب پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ میں اس سلسلے میں ایک گزارش کروں گا کہ کامونکی میں 8 کروڑ 64 لاکھ روپے ایشو ہوئے۔ مگر میں خلیل الرحمان چشتی صاحب کا ہاؤس کے اس فلور پر شکریہ ادا کروں گا کہ وہ میرے پاس آئے اور انہوں نے اس بات کی نشان دہی کی۔ ہم نے جب ان کی انکوائری کروائی تو پتہ چلا کہ انہوں نے کامونکی میں ریکارڈ ہی جلا دیا ہے۔ پھر چشتی صاحب نے اپنی کوشش سے پی اینڈ ڈی سے ہمیں وہ تمام چیک مہیا کئے کہ فلاں فلاں چیک کے ذریعے اتنی رقم وہاں سے ایشو ہوئی ہے۔ تو میں نے جناب ان سے یہ کہا کہ جو رقم ایشو ہوئی ہے ہمیں اس کی justification دیں۔ جو justification نہیں دے سکے وہاں پر ابھی بھی انکوائری جاری ہے۔ اس سلسلے میں تقریباً اس وقت دس بارہ آدمی جیل میں ہیں اور باقیوں کے خلاف کیس رجسٹر ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے اپنے بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ جہاں بھی کوئی irregularity ہوئی ہے۔ یہ اس سلسلے میں ہمارے پاس آئیں اور وقت بھی دیں۔ ہم ان کے مشکور ہوں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر ، آفتاب صاحب ویسے ہمارے سید ناظم حسین شاہ صاحب "وکھری ٹائپ دے وزیر نیں تسی ایناں توں نیک امید رکھو۔ ایناں نوں تے موقع ملے تے ایہہ اک وی انکوائری نہ چھڈن"۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب والا! یہ پوزیشن واضح ہو گی تو ہم جائیں گے۔ ابھی تک تو ہم نے

صرف کہانیاں سنی ہیں۔ بیان سنے ہیں۔

جناب سپیکر ، آزمائش شرط ہے۔ انہیں آزما کر دیکھ لیں۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب میں نے کون سا حکیم صاحب سے کوئی نسخہ لینا ہے یہ تو وزیر ہیں۔

جناب سپیکر ، جناب غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس ، جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ اب ہم بھائی آپس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میری ایک گزارش یہ ہے کہ ضلع کونسل کا ٹیکس چوری ہو رہا ہے جو ذوالفقار چودھری کر رہا ہے۔ چونگیوں کے پیسے چوری ہو رہے ہیں۔ قوم کا کروڑوں روپیہ روزانہ چوری ہو رہا ہے۔ یہ چوری کا نظام جو سو سال سے اس ملک میں جاری ہے۔ اس کو ختم کیوں نہیں کیا جاتا؟ ان کے اوپر آپ ٹیکس لگائیں۔ ایوان کی ایک کمیٹی بنائیں جو کہ ضلع کونسل کی ان چونگیوں کے ٹیکسوں کا حساب کرے' پھر ان لوگوں کو پکڑا جائے اور ان کی جو سکیورٹیاں ضلع کونسل لاہور کے پاس ہیں وہ واپس دلائی جائیں۔ بے چارے لوگ رو رہے ہیں پیٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر ، جی وزیر صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! جہاں تک میرے بھائی غلام عباس نے بات کی ہے۔ ایک تو یہ end of the year ہے ۔ دوسرا یہاں یہ جس بات کی نشان دہی کر رہے ہیں۔ کچھ ایکسپورٹ ٹیکسوں میں کورٹ کے stay orders ہیں۔ ہم ان کو persue بھی کر رہے ہیں اور جب کورٹ میں کوئی ایک معاملہ ہو۔ وہاں اس پر subjudice بھی ہو جاتا ہے۔ اب ان کو stay ملا ہوا ہے۔ میں یہاں پر ضلع کونسل لاہور کی مثال دیتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ ضلع کونسل لاہور کا اس وقت ایکسپورٹ ٹیکس 11 کروڑ 34 لاکھ روپے ہے۔ مگر اس کے مقابلے میں اگر شیخوپورہ کو دیکھیں جو کہ چھوٹا ضلع ہے۔ اس کا ٹیکس 13 کروڑ روپے ہے۔ یعنی یہ ضلع کونسل لاہور کا میں موازنہ کر رہا ہوں۔ مگر اس کی وجہ کیا ہے؟ وہ یہ کہ دو سال سے حکم امتناعی چل رہا ہے۔ ایک پارٹی کو حکم امتناعی دیا گیا ہوا ہے جس کی وجہ سے دو سال سے نہ ہی ضلع کونسل لاہور شیڈول revise کر سکتا ہے۔ کیونکہ ہر سال شیڈول revise ہوتے ہیں۔ مگر حکم امتناعی ہے' ہم شیڈول بھی revise نہیں کر سکتے۔ اسی طریقے سے پنڈی میں بھی ہمارا ضلع کونسل کا ایک کیس عدالت میں چل رہا ہے۔ چھ مہینے سے عدالت میں پیشی بھی نہیں نکل رہی۔ ہم تو مورد الزام ٹھہرائے جاتے ہیں۔ مگر کورٹ کے متعلق بات کریں تو contempt of court ہو جاتی ہے' مجھے تو آج تک اس بات کی سمجھ نہیں آئی۔ جب ہم جواب دہ ہیں' پاکستانی ہونے کے ناتے سے ہر آدمی کو جواب دہ ہونا چاہیے۔ اس میں اب ضلع کونسل لاہور کا صرف میرا نقصان نہیں' لاہور کے شہریوں کا نقصان نہیں' بلکہ پورے پنجاب کا نقصان ہے۔ تو اس لیے یہ مجبوریاں ہیں کہ بہت سی چیزوں پر جب کورٹ کے فیصلے آڑے آ جاتے ہیں تو اس وقت ہم بے بس اور مجبور ہو جاتے ہیں۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، ظہیر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب غلام عباس (مشیر برائے وزیر اعلیٰ پنجاب) ، جناب والا' ان کے پاس ایک ارب روپے سے زیادہ securities ہیں۔ وہ جمہوریت کی بات بھی کرتے ہیں۔ وہ عوام سے ہمدردی کی بات بھی کرتے ہیں۔ وہ لوگ اس ملک کی بھی بات کرتے ہیں۔ استحقاق کی بھی بات کرتے ہیں۔ کرپشن روکنے کی بھی بات کرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے معزز قائد حزب اختلاف سے کہوں گا کہ اپنے بڑے بھائی محترم نواز شریف صاحب سے کہیں کہ وہ چودھری ذوالفقار صاحب سے کہیں کہ وہ کیوں عوام کا پیسہ کھا رہے ہیں۔ کیوں نہیں ذوالفقار چودھری سے کہتے کہ حکم امتناعی خارج کرواؤ اور عوام کی دولت' جیسے 13 کروڑ شیخوپورہ دے رہا ہے' 11 کروڑ روپیہ لاہور دے رہا ہے' حالانکہ لاہور میں 50 کروڑ روپیہ اکٹھا ہو رہا ہے۔ 7 کروڑ دے رہا ہے اور ان کے پاس جناب' ارب روپے سے زیادہ کی securities ہیں جو کہ عوام کو واپس نہیں ہو رہیں۔ یہ واپس ہونی چاہییں اور جعلی کتابیں جو استعمال ہو رہی ہیں ان کو ضبط کرنا چاہیے۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، ظہیر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی ظہیر صاحب۔

جناب محمد ظہیر الدین خان ، شکریہ۔ جناب سپیکر ، آخر آپ نے مجھے موقع دے دیا دو تین دفعہ کی کوشش کے بعد۔ میرے خیال میں تو پوائنٹ آف آرڈر پر یہی طریقہ ہے کہ جب ہاؤس in order نہ ہو اور اس وقت کوئی رکن دخل اندازی کرے تو اس کو فلور دے دیا جاتا ہے۔ مہربانی جناب۔ گزارش یہ ہے کہ یہ وقفہ سوالات ہے۔ جناب یہ ہاؤس رولز آف پروسیجر کے تحت اور روایات کے تحت چلتا ہے تو پھر ہی یہ احسن طریقے سے چلتا ہے۔ سوالات کے بعد ضمنی سوالات ہوتے ہیں۔ تقاریر نہیں ہوتیں۔ میں نہایت احترام سے چودھری غلام عباس سے گزارش کروں گا کہ جس ضمن میں انھوں نے بات کی ہے' یہ بات لمبی ہوتی چلی جا رہی ہے۔ وہ fresh question لے کر آئیں اور اس کے بعد اپنا ضمنی سوال کریں۔ طریق کار اور پروسیجر کے مطابق ہاؤس کو چلنے دیں۔ اگر اپوزیشن والے چلے گئے ہیں تو یہ ہاؤس بے مہار اور بے لگام نہیں ہونا چاہیے۔ پروسیجر کے تحت چلنا چاہیے۔ اس پر میں آپ کی رولنگ چاہوں گا۔

جناب سپیکر ، جی۔ اگلا سوال۔

اراضی کی پٹہ پر عطائیگی

*143۔ جناب آفتاب احمد خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کی کل کتنی ملکیتی اراضی ہے یہ کہاں کہاں واقع ہے اس میں سے کتنی اراضی پٹہ پر کتنے عرصہ کے لیے اور کتنی کرایہ پر ہے۔

(ب) متذکرہ ضلع کونسل نے اپنی ملکیتی اور پٹہ پر موجود اراضی میں سے کون کون سی اراضی کتنے کتنے عرصہ کے لیے کن کن افراد / اداروں کو کن کن تاریخوں میں اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت کرایہ / پٹہ پر کتنے کتنے کرایہ پر دی ہے؟ ایسی تمام اراضی کی مکمل تفصیلات اور جن افراد کو دی گئی ان کے ناموں سمیت ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد کے زیر انتظام اراضیات کی فہرست (الف) میں شامل ہے۔ جس کا کل رقبہ 206(A)-0(K)-18(M) ہے۔ مندرجہ بالا فہرست میں محل وقوع درج ہے۔

(ب) 28-03-04 اراضی ایک سال کے لیے بمطابق قانون بذریعہ نیلام تمام بعد از منظوری چیئرمین صاحب ضلع کونسل پٹہ پر دی گئی ہے۔ پٹہ دار افراد / اداروں کی تفصیل بمع رقم پٹہ فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان ، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمے نے وزیر موصوف کو جو انفرمیشن دی ہے' وہ ساری غلط دی ہے۔ میں نے جو انفرمیشن مانگی تھی' وہ نہیں دی گئی۔انھوں نے اس کو بڑا گول مول کر دیا ہے۔اگر وزیر موصوف اس تفصیل کو لے لیں جو غیر منقولہ جائیداد والی ہے تو اس کو بہتر پڑھ سکیں گے۔ انھوں نے ماشاء اللہ تیاری کی ہے۔ ذرا وہ تفصیل لے لیں۔ کیونکہ انھوں نے صفحہ 1' آئٹم نمبر 20 پر لکھا ہے' بنگہ ڈسٹرکٹ انجینئر خسرہ نمبر 1070-7 ایکڑ اس میں جو چیز پوچھی گئی تھی کہ کن کو دی گئی ہے۔ ایک تو انھوں نے ساتھ ہی چھوٹا سا لکھ دیا ہے کہ اس میں ٹیکسیشن افسر کا بھی گھر ہے' فلاں کا بھی گھر ہے۔ اصل چیز پوچھنے والی تھی کہ ضلع کونسل کے لوگوں نے اپنے مخصوص مقاصد کے لیے بنک الحبیب کو جو جگہ دو لاکھ روپے کرایے والی ہے وہ دو ہزار پر دی ہوئی ہے۔ عسکری کمرشل بنک کو جو جگہ دی ہوئی ہے جہاں پر ایک لاکھ روپیہ کم از کم کرایہ چاہیے وہ بھی دو ہزار روپے پر دی ہوئی ہے۔ وہ انھوں نے انفرمیشن ان سے چھپا لی ہے' انھیں نہیں دی۔ میں کہوں گا کہ یہ ضلع کونسل فیصل آباد کی بھی آڈٹ انکوائری کروائیں اور یہ جو غلط انفرمیشن دی ہے' اس پر بھی ذرا وضاحت فرما دیں۔

وزیر بلدیات ، جناب سپیکر! محکمے کے جس بھی آفیسر نے یہ غلط رپورٹ دی ہے' میں آپ کو یہ assurance دیتا ہوں کہ اس کے خلاف بالکل ایکشن ہو گا اور maximum ہو گا اور ساتھ ہی میں اپنے بھائی معزز رکن کا شکر گزار بھی ہوں گا۔ یہ ایوان مذاق نہیں ہے۔ جس آفیسر نے بھی غلط رپورٹ دی ہے' صرف کلرک تک محدود نہیں رہے گا باقی بھی جو آفیسر ضلع کا ہو گا He will also be held responsible for that. رپورٹ دی ہے تو میں بالکل انکوائری کرنے کے لیے تیار ہوں اور اپنے بھائی کا بھی میں شکر گزار ہوں گا کہ انھوں نے اس چیز کے بارے میں بتایا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! میں نے یہ عرض کی تھی کہ ہم نے یہ پوچھا تھا کہ کن لوگوں کو زمین پٹے پر دی ہے۔ انھوں نے ان کے تو نام ہی نہیں دیے۔ concealment تو یہاں

ہے۔ جواب ہی مکمل نہیں دیا۔ تو وزیر صاحب اس پر انکوائری۔۔۔۔

وزیر بلدیات ، میں ایک چھوٹی سی گزارش کرنی چاہتا ہوں۔ آپ نے ہم دو وزراء کو اپوزیشن کے ساتھ بات کرنے کے لیے بھیجا تھا تو میں اور سعید ظفر صاحب اس میں بری طرح سے ناکام ہوئے ہیں اور وہ بضد تھے کہ وہ اپنا بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔ انھوں نے اعلان کیا ہے کہ کل گیارہ بجے وہ پریس کانفرنس کریں گے۔

جناب سپیکر ، کل گیارہ بجے؟

وزیر بلدیات ، جی ہاں۔ تمام تر کوششوں کے باوجود ہم انھیں یہاں لانے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ ہر چند کہ انھیں یہ باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ یہ ہاؤس' یہ نظام اور یہ جمہوریت ہم سب کے فائدے میں ہے اور ساری باتیں فلور آف دی ہاؤس پر ہوں تو زیادہ بہتر ہے۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں کوشش جاری رکھنی چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ کل ان کی پریس کانفرنس سے پہلے ہمارے سینئر منسٹر صاحب کو ہمارے لاء منسٹر صاحب کو آپ کی وساطت سے ان سے رابطہ کرنا چاہیے تاکہ یہ سلسلہ چلتا رہے۔

جناب سپیکر، آپ کا بہت بہت شکریہ۔ بہت افسوس ہے کہ یہ کوشش کامیاب نہیں ہوئی۔ لیکن میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ کوشش ہمیں آخری وقت تک جاری رکھنی چاہیے۔ کوئی اور ضمنی سوال ہے؟

جناب آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب یہاں کمیٹی تشکیل دیں گے اور اس کے لیے کوئی ٹائم lumit بتائیں گے جو انھوں نے facts بتانے ہیں؟ اس کے لیے ہمیں بتا دیں ناں۔ یہ تو انھوں نے کہہ دیا کہ کریں گے۔

جناب سپیکر ، جناب وزیر صاحب۔

وزیر بلدیات ، جناب والا' میں اس کے لیے بالکل تیار ہوں اور اگر یہ مجھے پندرہ دن کا وقفہ دے دیں' اگر یہ مناسب سمجھیں تو ان کی مہربانی ہو گی۔ میں یہ عرض کر دوں کہ میرے پاس جو لسٹ ہے' یہاں پر 246 ایکڑ لکھا ہوا ہے اور یہاں میں نے 206 ایکڑ پڑھا ہے جو مجھے ایوان کی میز پر لسٹ ملی ہے۔ تو اس میں بالکل میں تیار ہوں۔ I leave it to you, Sir. جو کہ بھی آپ مناسب سمجھیں' جو بھی آپ کمیٹی بنائیں۔

جناب سپیکر ، میرا خیال ہے کہ وزیر صاحب کی جو پندرہ دن کی خواہش ہے' وہ کافی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان ، ٹھیک ہے سر۔ ساتھ ہی ضلع کونسل میں بے ضابطگیاں ہوئی ہیں اس کی بھی انکوائری اور آڈٹ کروا لیں تو کوئی برائی نہیں۔ جس طرح ضلع کونسل لاہور کا ذکر ہو رہا ہے' ضلع کونسل فیصل آباد کا بھی ہو جائے تو اس میں کوئی برائی نہیں۔ ضلع کونسل فیصل آباد کا بھی کروا لیں۔

جناب سپیکر ، میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف نے فلور پر وعدہ کیا ہے تو وہ خود ہی انکوائری کروا لیں جیسے مناسب سمجھیں۔

وزیر بلدیات ، جناب سپیکر' معزز بھائی سب بات کہہ کے پوچھ سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ شاید انھوں نے میری بات توجہ سے نہیں سنی' میں نے پہلے کہا ہے کہ پورے پنجاب کی 1990ء سے 1993ء تک اس میں 34 ضلع کونسلیں' 137 ٹاؤن کمیٹیاں' 71 میونسپل کمیٹیاں اور 8 میونسپل کارپوریشنز۔ ان سب کی انکوائری پہلے ہی کر رہے ہیں اور کل بھی آپ نے اخبار میں پڑھا ہو گا کہ ہم نے تقریباً دس کمیٹیاں بھی تشکیل دی ہیں اور مزید بھی کر رہے ہیں۔ پورے پنجاب کی ہم 1990ء سے 1993ء تک ہر چیز کی کرا رہے ہیں کہ کہاں کہاں embezzlement ہوئی ہے۔

جناب سپیکر ، بجا ہے۔

رانا سہیل احمد نون ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر ، فرمائیے۔

رانا سہیل احمد نون ، جناب والا! یہ پورے پنجاب کی ضلع کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں میں جو 1993-90ء تک دھاندلیاں ' چور بازاری اور ڈاکہ زنی کی گئی ہے اس کے بارے میں ابھی وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ ان کی انکوائری جاری ہے ۔میری اس سلسلہ میں یہ گزارش ہے کہ ان انکوائری کمیٹیوں میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ وہی لوگ جو کل تک انہی ضلع کونسل پر impose رہے ہیں اور یہاں پر ضبن کرتے رہے ہیں۔ یہاں پر ڈاکہ زنی اور چور بازاری کرتے رہے ہیں ۔ آج بھی وہی لوگ ان کمیٹیوں میں موجود ہیں اور انہی ضلع کونسلز میں موجود ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ ہر ضلع سے وہاں کے عوامی نمائندہ کو بھی اس کمیٹی کے اندر شامل کیا جائے تاکہ انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں۔ شکریہ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! پہلی بات تو یہ کہ یہ انکوائری کمیٹی ضلع تک محدود نہیں ہے ۔ میرے عزیز رانا سہیل احمد نون صاحب اگر تشریف لے آئیں تو میں نے جیسے پہلے عرض کیا ہے کہ پرسوں ہم نے دس کمیٹیاں بنائی ہیں ۔ اب مجھے یہ سارا زبانی طور پر تو یاد نہیں ہے۔ اب گوجرانوالہ ڈویژن کے لئے چیف آفیسر سلطان احمد ہم نے راولپنڈی سے لئے ہیں۔ اپنی طرف سے تو ہم نے کوشش کی ہے کہ اسی طریقے سے اور آفیسر مختلف جگہوں سے لئے جائیں۔ میں نے اس میں یہ بھی دیکھا تھا اور کوشش کی تھی کہ ممبران کو ان کے کہنے سے پہلے اس کمیٹی میں شامل کر دیا جائے۔ مگر 1979ء کا جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس ہے اس میں لفظ آفیسر لکھا ہوا ہے۔ اس میں جب تک رولز relax نہ ہوں اس وقت تک ممبر انکوائری کمیٹی میں نہیں آ سکتے ۔ اگر آ سکتے تو میں پہلے کر چکا ہوتا۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ ممبر نہیں بن سکتے but they can sit always as observers جس نے یہ بے قاعدگی point out کی ہے اگر آپ اسے ممبر نہیں بنائیں

گے تو وہ کیسے point out کرے گا اور کیسے چلے گا؟ یہ آڈٹ تو پہلے ہو چکے ہیں۔ انہوں نے خود ہی کئے ہیں اور خود ہی کھاتے ہیں۔ وہ سب ملے ہوئے ہیں۔ جتنی دیر یہ عوامی نمائندے، یہ منتخب لوگ وہاں نہیں جائیں گے اور وہاں پر اس کی نشاندہی نہیں کریں گے تو یہ کیسے چلے گا؟ آپ قانون کی بات کر رہے ہیں۔ قانون، رولز اور پروسیجر کے متعلق تو ہمیں چاہیے کہ ہمیں کیا کرنا ہے۔ وزیر صاحب کو چاہیے کہ ہمیں یہاں پر ٹائم دیں۔ اس پر انکوئری کریں۔ جو ہم نے بتایا ہے اس کے مطابق کر لیں۔ اگر ہم ٹھیک ہیں تو یہ فلور آف دی ہاؤس پر کہیں جی بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کر لیں۔ یہ سزا دے دی ہے۔ غلط تو ہم انہیں نہیں جانیں گے۔ تو یہ انکوائری ٹیم کیوں نہیں بناتے۔ اس میں کیا قباحت ہے؟ یہ پورا ہاؤس ہے جو قانون بناتا ہے۔ یہ قانون ساز ادارہ ہے جو قانون سازی کرتا ہے۔ اس کے لئے آپ بل لائیں کیونکہ آپ وزیر ہیں۔ اس میں آپ قانون کی بھی بات کریں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! میں نے آپ کی وساطت سے اپنے بھائی سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ 1979ء جو آرڈیننس ہے۔ لوکل گورنمنٹ میں جو کچھ رولز ہیں جو ہمیں اجازت دیتے ہیں۔ میں خود بھی ترمیم کر سکتا ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں پوری کوشش کی ہے اور یہ جو انکوائری ہو رہی ہے جو میری intention ہے وہ یہ ہے کہ جب رپورٹ مکمل ہو کر آ جائے گی۔ ہر ضلع سے جو ممبر حضرات ہیں ہم ان کو باقاعدہ جانیں گے کہ یہ نتیجہ ہے اس میں آپ مطمئن ہیں یا نہیں؟ اس میں یہ میری اپنی طرف سے intention ہے۔ مگر جہاں تک رولز کا تعلق ہے تو اس ایوان کو پورا اختیار ہے۔ اگر یہ چاہتے ہیں تو لاء منسٹر صاحب سے بھی بات کر لیتے ہیں۔ مجھے اس سلسلے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تو ممبر اس میں کیوں نہ شامل ہوں۔ جب ان کے پاس یہ استحقاق ہے They can make the law. Why can't they amend the law مگر جب تک ترمیم نہیں ہو گی؟ اس وقت تک میں ممبران کو بیچ میں شامل نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر، کیا آپ انہیں observers کے طور پر بلا سکتے ہیں؟ کیا ان کو اس میں observers کے طور بٹھا سکتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب والا! ابھی تو ان کی رپورٹ آئی ہے۔ میں نے ویسے اپنے طور پر اپنے بھائیوں سے جیسے آج میں بات کر رہا ہوں۔ ان سے میں نے ویسے بھی اور verbally بھی کہا ہے۔ اور یہ بات ان کے علم میں بھی ہے کہ انکوائری چل رہی ہے۔ میں نے ان سے خود بھی کہا ہے کہ آپ اس میں دلچسپی لیں۔ اور جو انکوائری آفیسر جا رہے ہیں ان سے بھی کہا ہے کہ وہ ان کے ساتھ رابطہ کریں تو as on observer کیا۔ جب نتائج آ جائیں گے ہم تو ان سے باقاعدہ کنفرم کروائیں گے۔ کہ کیا واقعی یہ صحیح ہے یا نہیں۔ اب مثال کے طور پر میونسپل کارپوریشن لاہور کو لے لیں۔ 7 ہزار سے اوپر سکیمیں ہیں۔ اسی طرح ہر ضلع میں ہیں۔ 1990 تا 1993ء تک ہر ضلع میں کہیں 2 ہزار سکیمیں ہوں گی کہیں تین ہزار سکیمیں ہوں گی۔ وہ ساری چیک کرنے میں وقت تو چاہئے۔ یہ ایک حلقہ نیابت تک تو محدود نہیں ہے۔ پورے ضلع کی سکیمیں اس میں ہیں۔ جو جو سکیمیں جس جس

ممبر کی ہوں گی پھر ہم اس اس متعلقہ ممبر کو بلائیں گے۔ اگر یہ اس سے پہلے دلچسپی لیں تو میں ان کا ذاتی طور پر مشکور ہوں گا۔ میں نے آفیسرز کو پہلے ہی ہدایات کی ہیں کہ وہ ان سے رابطہ رکھیں۔ مگر میں آپ کی وساطت سے ان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھی دلچسپی لیں۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر! ان کی دلچسپی کی یہ حد ہے کہ ہم نے اتنے سوال دیئے ہیں اور ان کا محکمہ ان کو غلط جواب بھیج رہا ہے۔ بات یہ ہے کہ جو جتنی لوکل کونسلیں اور ضلع کونسلیں اور کارپوریشنیں ہیں۔ ایک ہی پراجیکٹ ہے اور ضلع کونسل کہہ رہی ہے کہ میں نے سڑک بنائی ہے۔ شوگر مل والے کہہ رہے ہیں کہ یہ سڑک ہم نے بنائی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی والے کہہ رہے ہیں کہ سڑک ہم نے بنائی ہے۔ تعمیر وطن والے کہتے ہیں کہ ہم نے بنائی ہے۔ ایک سڑک ہے اور اس کو چار ادارے کلیم کر رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی کی رپورٹ آجائے گی تو ان کو دکھاؤں گا۔ جب آپ رپورٹ ہی فائنل کردیں گے تو پھر ہمیں دکھانے کا کیا فائدہ؟ جب ہم نے یہ چیز initiate کی ہے تو پھر یہ ہمیں اعتماد میں کیوں نہیں لے رہے؟ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کیوں ہے۔

جناب سپیکر ، وہ تو کہہ رہے ہیں کہ میں ان کو اعتماد میں لیتا ہوں۔

جناب آفتاب احمد خان ، جناب والا! ہمارے جو سوال جاتے ہیں اگر یہ ان پر ہی عمل درآمد کردیں۔ اور ان پر انکوائری کروا دیں تو کافی ہے۔ جیسے ایک سوال کا جواب تھا۔ کہ یہ جو refund rebate دیا گیا ہے یہ غیر قانونی ہے اور مجاز اتھارٹی کے بغیر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کسی بھی انکوائری کی ضرورت نہیں ہے جب آپ نے جواب میں admit کر لیا ہے تو آپ سیدھا اس پر پرچہ کروا دیں۔ انہیں پوچھیں کہ انہیں اس چیز کا پتہ ہے؟ یہ بڑی تیاری کرکے آئے ہیں۔ اس لئے میں ان سے پوچھ رہا ہوں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! میرے بھائی بات کر رہے ہیں۔ اس کے متعلق میں عرض کرتا ہوں۔ مثال کے طور پر یہاں پر ایک تحریک التوائے کار لاہور کے متعلق آئی۔ کہ یہاں پر 429 جوہڑ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے پہلے ہی اس پر بغیر کسی کو بتائے ایکشن لے لیا۔ اب جو ان کا سوال ہے۔ میں فیصل آباد کا رہنے والا نہیں ہوں۔ اگر مجھے محکمے کے کسی بھی آدمی نے غلط جواب دیا ہے۔ لیکن میں تو کہہ رہا ہوں کہ میں ان کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے نشان دہی کی ہے۔ and I will see to it کہ یہ مجھے کیوں غلط جواب دیتے ہیں۔ یہ صرف میرے استحقاق کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ پورے ایوان کے استحقاق کا مسئلہ ہے مگر اس کو confront کس نے کرنا ہے؟ جب تک فریقین کو نہ سنا جائے ایکس پارٹی جسٹس کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ جو ہوتا ہے That is always based on act of injustice and not an act of justice. تو یہاں پر جو ہمارے پاس جوابات آتے ہیں۔ ٹھیک ہے ان کا سوال ہوتا ہے۔ اس سوال کا کوئی بھی آدمی غلط جواب دیتا ہے۔ ہم اسی لئے ہاؤس میں جواب دینے کے لیے آتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں پہلے بھی یقین دہانی کرواچکا ہوں۔ کہ ہم اس آفیسر کے خلاف ایکشن لیں گے۔ کیونکہ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔ مگر اس کو rebut انہوں نے کرنا

ہے۔ جب میرے پاس جواب آئے تو میں اس وقت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر ، راجہ ریاض صاحب۔

راجہ ریاض احمد ، جناب والا ۔ میری یہ گزارش ہے کہ شاہ صاحب کے محکمے کے افسروں نے اس ہاؤس کے سامنے جھوٹ بولا۔ لہذا اس ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس چیز کی انکوائری کرے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر ، دیکھیے جواب تو آنے دیجئے۔

چودھری محمد اسلم ، جناب والا! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ فنڈ میں جو خورد برد کیا گیا۔ اس میں جو لوگ ملوث تھے ۔ وہ ایگزیکٹو ایجنسی متعلقہ لوکل گورنمنٹ کے افسران ہی تھے۔ بعض جگہوں پر جو انکوائریاں ہوئی ہیں تو بعض افسروں نے اپنے ساتھیوں کو defend کیا۔ اور ان کی کارگزاری پہ انہوں نے پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔ شاید یہ بات آسانی سے سمجھ میں آجائے کہ اگر متعلقہ علاقوں کے عوامی نمائندے ان انکوائری کے ساتھ ایسوسی ایٹ ہوجائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ انکوائریاں زیادہ شفاف ہوں گی۔ شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان ،جناب والا! شاہ صاحب نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر ، اب آپ نے اتنی بات کی ہے اور انہوں نے اتنی assurance دی ہے کہیں تو آپ کو اطمینان ہونا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان ، نہیں' جناب! میری چھوٹی سی گزارش ہے کہ last session میں وزیر صاحب کے جواب میں جو آیا تھا اس میں انھوں نے irregularities کو admit کر لیا تھا کہ ہم نے یہ غیر قانونی طور پر refund rebate دیا ہے اور without competent authority کی منظوری کے دیا ہے۔ اس پر انھوں نے کیا ایکشن لیا ہے؟ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سابقہ جو انھوں نے جواب دیا تھا' اس میں انھوں نے یہ کہا تھا۔

جناب سپیکر ،آپ کوئی جواب دینا چاہتے ہیں؟

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔

جناب سپیکر ،آپ انھیں موقع دیجئے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ،جناب سپیکر! میرے معزز بھائی جو اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دیں۔ تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس ہاؤس کو پاور ہے۔ اگر کسی آفیسر نے غلط جواب دیا ہے تو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں۔ آپ کو بھی اختیار ہے۔ اس ایوان کو بھی اختیار ہے۔ اگر وہ اس چیز کی کمیٹی constitute کرنا چاہتے ہیں تو I would welcome it with open arms. میں تو خود چاہتا ہوں کہ کیوں کوئی آفیسر ایک ممبر کا استحقاق مجروح کرے؟ وہ ایک ممبر کا مطلب نہیں ہے۔ پورے ایوان کے استحقاق کی بات ہے۔ اگر میرے بھائی یہ کہتے ہیں تو

مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں کہ اگر ایوان کی بھی آپ کمیٹی constitute کر لیں تو I don't have any objection.

سردار غلام عباس ، جناب والا! میں ایک چھوٹی سی وضاحت چاہوں گا کہ ایک mover نے اپنا question move کیا اور اس کے جواب میں وزیر صاحب نے جو میں سمجھ سکا ہوں ' یہ فرمایا کہ شاید جواب غلط آیا ہو' میں جناب کی رولنگ چاہوں گا کہ اگر on the floor کسی subject پر غلط جواب دیا جائے تو اس کی سزا کیا ہو گی؟

جناب سپیکر ، جی آپ جواب دینا چاہتے ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب! میں سوال سن نہیں سکا۔

جناب سپیکر ، انہوں نے کہا ہے کہ آپ نے admit کیا ہے کہ سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔ اگر سوال کا جواب غلط دیا جائے تو اس کی سزا کیا ہونی چاہیے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سردار صاحب! میری بات سمجھ نہیں سکے۔ میں نے admit نہیں کیا۔ ایک ممبر آفتاب احمد خان صاحب نے جب یہ کہا کہ یہ جواب غلط دیا گیا ہے تو میں نے ان کی بات کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے آپ سے یہ عرض کیا ہے کہ اگر جواب غلط ہے تو اس آفیسر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا اور جو رولز ان رولز کے تحت ایکشن ہو گا جو ہمیں لاء permit کرتا ہے۔ اس میں law بڑا واضح ہے۔ رولز اینڈ پروسیجرز میں بھی ہے۔ تو جو رولز ہمیں اجازت دیں گے ہم ان رولز کے تحت ان کے خلاف ایکشن لیں گے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ جب کوئی سوالات جاتے ہیں اور کسی ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جوابات لے کر منسٹر صاحب یہاں تشریف لاتے ہیں تو پھر ان کی ذمہ داری بن جاتی ہے کہ وہ صحیح سوال لے کر آئیں۔ یہ نہیں کہ اگر وہ غلط جواب دیں گے' اگر غلط جواب دیں گے تو وہ بعد کی بات ہے۔ صحیح سوالات لے کر آنا منسٹر صاحب کی ذمہ داری ہے اور پھر اس کے بعد غلط جوابات کی ذمہ داری میں منسٹر صاحب بھی آتے ہیں۔ اس لیے ان کو پہلے دیکھ لینا چاہیے۔ یہ عجیب قسم کی بحث چل رہی ہے کہ اگر سوالات غلط آ جائیں تو پھر بعد میں انکوائری کمیٹیاں بنا دی جائیں۔ پھر انکوائری کمیٹیوں کی سب کمیٹیاں بنا دی جائیں۔ تو یہ تو مناسب نہیں ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! ظہیر خان صاحب نے جو بات کی ہے میں اس کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ ہم نے اپنے طور پر تو یہی سمجھا ہے کہ یہ جواب صحیح ہے۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ میں فیصل آباد کا رہائشی نہیں ہوں۔ جو یہ حالات جانتے ہیں ' میں نہیں جانتا۔ اگر کسی آفیسر نے غلط جواب دیا ہے تو وہ اس کا جوابدہ کیوں نہ ہو؟ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کہ اپنے کسی معزز رکن کی بات کو صحیح تسلیم نہ کروں۔ ہم اپنی طرف سے چھان پھٹک کر کے یہ جواب لے کر آئے ہیں۔ اگر اب آفتاب احمد خان صاحب کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے تو اس میں ' میں نے تو پہلے

بھی آپ کو assurance دی ہے ' وہ میں نے پندرہ دن کا ٹائم لیا ہے' زیادہ نہیں۔ اگر پندرہ دن کے لیے وہ مجھے ٹائم دیں تو ہم اس کی مزید چھان پھٹک کر لیتے ہیں اور اگر جواب غلط ہے تو اس میں پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہم اس آفیسر کے خلاف ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہی بات درست ہے۔ پندرہ دن کا ٹائم دیا جائے۔ وزیر صاحب انکوائری کر لیں اور اس کے بعد اگر کوئی دقت ہو گی' پریشانی ہو گی ' تو مزید اس پر بحث کر لیں گے۔

چودھری محمد ظہیر الدین خان ، حضور! آپ نے بجا فرمایا ہے لیکن میں ایک چیز ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی جواب غلط آتا ہے اور میں اس پر تحریک استحقاق دیتا ہوں تو اس کے ذمہ دار ---- وہ تحریک استحقاق منسٹر صاحب کے خلاف ہے' کسی آفیسر کے خلاف نہیں ہے۔اس لیے ان کو پہلے ہی چھان بین کرنی چاہیے۔ یہ بعد کی باتیں تو آج ہو گئیں کہ آئندہ یہ ہو گا لیکن چونکہ یہ ہاؤس ماشاء اللہ پانچ سال آپ کی صدارت میں چلنا ہے تو اس کے لیے آج یہ بات واضح ہو جائے کہ یہ اگر مگر والی بات نہ چلے۔

جناب سپیکر ، ظہیر صاحب! میں عرض کرتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ یہ جو سوالات آتے ہیں' ان کے جوابات محکمے تیار کرتے ہیں۔ کسی وزیر کے لیے تمام سوالات کی چھان پھٹک جواب دینے سے پہلے کرنا ناممکن ہے۔ وہ اپنے محکمے پر اعتماد کرتا ہے۔ ان آفیسرز پر اعتماد کرتا ہے۔ وہ ذمہ دار لوگ ہیں۔ ان کی اپنی terms of references ہیں۔ اس لیے اگر کسی جواب میں غلطی آتی ہے تو اس کا وزیر اس حد تک ذمہ دار ہے کہ غلط جواب دینے والے کی کوتاہی پر انھیں سرزنش کرے یا سزا دے لیکن یہ کہ اس کی سزا وزیر کو دی جائے' میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا بوجھ ہے کہ آپ ایک ہزار سوال کرتے ہیں اور وہ وزیر صاحب اس کے ذمہ دار ہوں کہ جو بات بھی وہ کریں گے وہ ایک ایک کوما' فل سٹاپ کی حد تک درست ہو گی۔ یہ کسی ایک فرد کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ تو اس لیے انکوائری کی گنجائش جو ہے وہ تو رہے گی۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر! وزیر صاحب نے پڑھا تھا کہ A-206-K0 آگے M انھوں نے پڑھا تھا کہ میٹر 18۔ میرا خیال ہے کہ یہ میٹر نہیں ہے ۔ مرہ ہے۔ اس پر ذرا روشنی ڈال دیں۔

جناب سپیکر ، روشنی پڑ گئی تھی راجہ صاحب۔ (قہقہے) اتنی روشنی پڑی تھی۔ میں نے ڈالی تھی۔ آپ نے دیکھی ہی نہیں۔ جی رشید بھٹی صاحب۔

جناب عبدالرشید بھٹی ، اگلا سوال 149۔

جناب سپیکر ، ہاں! ماشاء اللہ ' ماشاء اللہ ' یہ بہت اچھی بات ہے۔ اگلا سوال کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! اگلے سوال سے پہلے میرا پوائنٹ آف آرڈر سن لیں۔

جناب سپیکر ، اچھا۔ ضروری ہے؟

چودھری محمد وصی ظفر ، جی ہاں۔

جناب سپیکر ، جی ۔ (قہقہے)

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میری یہ گزارش ہے کہ جن لوگوں نے ہاؤس کو ریکوزیشن کیا وہ موجود نہیں ہیں تو کارروائی چلنی چاہیے؟

جناب سپیکر ، چلنی چاہیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، اس میں آگے میری گزارش ہے کہ جناب نے فرمایا آخری وقت تک کوشش کی جائے۔ تو وہ اسمبلی کا آخری وقت ' وہ ان کا آخری وقت ' وہ ہمارا آخری وقت ۔ تو وہ کون کونسا آخری وقت جناب (قہقہے)۔

جناب سپیکر ، جمہوریت کا آخری وقت۔ (قہقہے)۔

چودھری محمد وصی ظفر ، وہی ناں جناب! یہی میں کہنا چاہتا تھا۔

جناب سپیکر ، جناب عبدالرشید بھٹی صاحب۔

برآمدی ٹیکس کی وصولی

*149۔ جناب عبد الرشید بھٹی ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 80-1979 سے سال 94-1993 کے دوران ضلع کونسل لاہور کو برآمدی ٹیکس کی مد میں کتنی مالیت کی وصولی ہوئی۔ تفصیل سال وار بتائی جائے۔

(ب) متذکرہ عرصہ کے دوران برآمدی ٹیکس کی وصولی کے لیے کن کن پارٹیوں نے ٹھیکے کے لیے بولی میں حصہ لیا۔ ایسی تمام پارٹیوں کے نام پتہ جات اور جس جس پارٹی کو متذکرہ ٹھیکہ دیا گیا اس کا مکمل نام و پتہ جات بعد ہر ایک پارٹی کی ٹھیکہ کی وصولی کے لیے پیش کش سال وار ایوان میں پیش کی جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) سال 80-1979ء تا 83-1982ء تک برآمدی ٹیکس کا نفاذ نہ ہوا تھا سال 1984ء حکومت کی ہدایت کے مطابق پہلی مرتبہ ٹیکس لاگو کیا گیا۔ 85-1984ء سے 94-1993ء (31-11-1993) تک برآمدی ٹیکس کی مد میں سال وار آمدنی مندرجہ ذیل ہے۔

سال	آمدن
1984-85ء	15975001/-
1985-86ء	18975000/-
1986-87ء	16800000/-
1987-88ء	35000000/-

1988-89ء	40000000/-
1989-90ء	58663640/-
1990-91ء	66825000/-
1991-92ء	74145000/-
1992-93ء	55995898/-
1993-94ء	41827000/-

از مورخہ 1-7-93 تا 30-11-93

(ب) 1984-85ء تا 1993-94ء جن پارٹیوں نے نیلام میں حصہ لیا ان کی فہرست پرچہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور جن پارٹیوں کو ٹھیکہ دیا گیا ان کے نام و پتہ جات سال وار مندرجہ ذیل ہیں۔

1984-85ء
کبیر خان ولد غلام سرور خان
سکنہ لکی مروت بنوں

1985-86ء
کرنل (ریٹائرڈ) اسرار الحق ولد شیخ محمد افضل
1-بی- II' ریس کورس روڈ' لاہور

1986-87
مریز خان ولد موسم خان
سکنہ لکی مروت بنوں

1987-88ء
i- عبد المجید ولد عبد الطیف
مکان نمبر 803' ایچ کوچہ کمہاراں لال حویلی
اندرون اکبری منڈی' لاہور
ii- محمد حیات ولد فتح محمد
چک نمبر 57' شمالی خاص' تحصیل و ضلع سرگودھا

1988-89ء
i- رقم خان ولد شیر دل خان
سکنہ بیکو خل تحصیل لکی مروت' ضلع بنوں
ii- محمد لطیف ولد کرم دین
سکنہ مکان نمبر 15' گلی نمبر 9' عثمان گنج' لاہور
iii- عبد الوحید ولد طفیل محمد
سکنہ مکان نمبر 1' گلی نمبر 4' مسلم گنج' لاہور

1989-90ء
i- عبد القیوم خان ولد شادی خان
سکنہ لکی مروت ضلع بنوں
ii- حاجی محمد اسلم ولد امام دین

سکنہ 9/10 محلہ فیصل آباد' نزد چاندنی چوک
ماڈل ٹاؤن' گوجرانوالہ

iii- ایضاً

1990-91ء	عبد القیوم خان ولد شادی خان سکنہ لکی مروت' ضلع بنوں
1991-92ء	ایضاً
1992-93ء	ایضاً
1993-94ء	ایضاً

جناب سپیکر ، اس سوال کے جواب کو پڑھا ہوا تصور کرتے ہیں۔ اب اس پر کوئی ضمنی سوال ہے رشید بھٹی صاحب؟

جناب عبد الرشید بھٹی ، بڑے جی' اس میں بڑے ضمنی سوال ہوں گے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر ، جی۔

جناب عبد الرشید بھٹی ، جناب سپیکر صاحب! 85-1984ء میں کبیر خان ولد غلام سرور خان لکی مروت کا ٹھیکے دار تھا جو آج کل قومی اسمبلی کا ممبر بن چکا ہے۔ 85-1984ء میں اس نے ٹھیکہ لیا۔ 87-1986ء میں اس نے اپنے کسی اور عزیز ممریز خان ولد موسم خان کے نام پر لیا۔ 89-1988ء میں بھی لکی مروت کا ٹھیکہ 90-1989ء میں بھی' پھر 1990ء سے لے کر 1993ء تک۔ جناب سپیکر! 1990ء سے لے کر 1993ء تک ربیٹ کی بنیاد پر یہ ٹھیکہ چل رہا ہے۔

ہم نے پہلے بھی اس مسئلہ کو وزیر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس اٹھایا ہے ضلع کونسل لاہور کا روزانہ اٹھارہ ۔ بیس لاکھ روپیہ ایک شخص بے ایمانی سے اور دھونس سے لوٹ رہا ہے آپ اس کے خلاف کیوں نہیں کاروائی کرتے جناب والا! ابھی وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ جی اس میں ہائی کورٹ ملوث ہے جناب اس rebate دینے والے کو آج اس پنجاب کا سب سے بڑا انتظامی سربراہ بنا دیا گیا ہے جس نے یہ rebate دے کر ضلع کونسلوں کی بربادی کی بنیاد رکھی اسے پنجاب کا چیف سیکرٹری بنا دیا گیا ہے اور اس کے خلاف آج تک کوئی کارروائی نہیں کی گئی ضلع کونسل لاہور کا اٹھارہ بیس لاکھ روپیہ روزانہ لوٹا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بدبخت ہیں کہ ہم آج تک ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کر سکے میں وزیر صاحب کو اس ایوان کی وساطت سے اور آپ کی وساطت سے ہاتھ جوڑ کر گزارش کرتا ہوں کہ روزانہ اٹھارہ بیس لاکھ روپیہ لوٹا جا رہا ہے اور آپ کو نیند کس طرح سے آتی ہے ۔ ہم روز ماتم کرتے ہیں اور ہر روز روتے پیٹتے ہیں لیکن آپ ہائی کورٹ کیبنیاد پر ٹال دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج اس ایوان میں یہ وعدہ کریں یا خود اٹھارہ بیس لاکھ روپیہ روزانہ خود اپنے پاس سے جمع کروائیں نہیں تو ان کو اس کام سے روکیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا! اب آپ خود ہی اندازہ کریں کہ جو معاملہ

subjudice ہو وہ اس ایوان میں کیسے زیر بحث آ سکتا ہے؟ میں نے تو خود پہلے ہی admit کیا ہے اور یہ بھٹی صاحب کے بھی پہلے ہی علم میں ہے اور جیسے آج یہ اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جناب دو سال سے یہ stay پر چل رہی ہے ہم نے اپنے لیگل ایڈوائزرز کے خلاف بھی ایکشن لیا ہے اور جو انہوں نے رقم لی ہے ---- یہ علیحدہ بات ہے جب میرے دوست پوچھیں گے تو میں ان کو بتا دوں گا کہ کتنی رقم لیگل ایڈوائزرز کھا گئے جناب اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طریقے سے اس محکمے کو لوٹا گیا ہے یہ صرف ضلع کونسل لاہور ہی کی بات نہیں بلکہ ہر میونسپل کارپوریشن میں ایسے شواہد موجود ہیں مگر جناب والا! جب ایک معاملہ کا عدالت نے stay دیا ہوا ہے اور جب تک یہ stay vacate نہ ہو ہم کیسے کاروائی کر سکتے ہیں۔ اب جناب میں اس ایوان میں ایک مثال دوں گا کہ غلام رسول میونسپل کارپوریشن راولپنڈی کا ٹھیکے دار تھا اور وہ مر گیا اور اس کے بیٹے کو ٹھیکہ جیسے بھی الاٹ ہو گیا لیکن ہم نے اسے کینسل کر دیا لیکن اب ایک مہینے سے باقاعدہ سیشن جج نے ان کو stay دیا ہوا ہے اور ابھی تک ان کے پاس possession ہے جہاں پر ہم کر سکتے ہیں ہم ضرور کوشش کرتے ہیں لیکن کورٹ کے آرڈرز کو میں undo نہیں کر سکتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بھٹی صاحب کی بات بالکل درست ہے اور میں مانتا ہوں اور جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ لاہور ضلع کی جو ٹوٹل آمدن ہے وہ 11 کروڑ اور 34 لاکھ اس وجہ سے ہے ----- حالانکہ اس کے مقابلے میں شیخوپورہ بہت چھوٹا ضلع ہے اور اس کی آمدن 13 کروڑ ہے مگر چونکہ دو سال سے شیڈول revise ہوا ہے وہ بات stay پر چل رہی ہے۔ جناب والا! جب تک stay vacate نہ ہو ہم اس ٹھیکے دار کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے سکتے۔ جناب یہاں پر لشاری صاحب ڈپٹی کمشنر تھے انہوں نے وہاں پر اپنے ٹیکس کلرکس بھیج دیے اور کوشش کی اور جس طریقے سے ان کو کورٹ میں بلا کر سرزنش کی گئی اور کہا گیا کہ Why not you be dismissed? تو جناب والا! اس کے بعد کون سا افسر وہاں موقع پر جا کر at the cost of his service risk لے سکتا ہے ایک پولیٹیکل تو شاید یہ risk لے لے تو اس لئے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں اور میں اس بات کو admit کرتا ہوں کہ جب تک کورٹ کا فیصلہ نہیں ہو گا ہم اس معاملے میں بے بس ہیں۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! میں اپنے محترم وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ stay بیس سال تک چلے گا تو کیا یہ بیس سال خاموشی اختیار کریں گے اور جو صورتحال کئی سال سے چل رہی ہے آج تک ان کے محکمے نے اس پر کیا کچھ کیا ہے اگر یہاں پر stay ہے تو اس کے لئے سپریم کورٹ تھی کیا یہ سپریم کورٹ میں گئے۔ ضلع کونسل لاہور کو جس میں ہائی کورٹ کے جج صاحبان بھی بیٹھتے ہیں اس کو 20 لاکھ روپیہ روزانہ کا جو نقصان ہو رہا ہے اور جو قومی خزانے کو لوٹا جا رہا ہے اس کے بارے میں ہائی کورٹ سے بات کی جا سکتی تھی ان کے افسر بات کرتے تاکہ ہماری داد رسی ہوتی لاہور میں بسنے والوں کے داد رسی ہوتی اور جو لوگ ٹیکس دے رہے ہیں جن سے ٹیکس وصول کیا جا رہا ہے وہ ٹیکس بجائے اس کے کہ خزانے میں جاتا وہ ان کی تجوریوں میں جا رہا ہے اور اس کو لوٹا جا

رہا ہے ۔ جناب والا! ان کو ان کی وکالت نہیں کرنی چاہیے اس کے لئے سنجیدگی سے ان کو اپنے محکمے کو کہنا چاہیے کہ وہ سنجیدگی سے غور کرے اور جب یہ اور معاملات میں حکومتیں مل کر بات کر کے اس کو vacate کرواتی ہیں یہ stay بھی vacate ہو سکتا ہے جناب ایسی کوئی بات نہیں ان کو صرف جانا ہے کہ یہ صورتحال ہے۔ اگر یہ نہیں کرتے تو میں کہتا ہوں کہ ان کے افسران کی بھی نالائقی ہے جس کیس میں یہ شامل ہیں اور شریک ہیں اور باقاعدہ اس میں سے کمیشن لیتے ہیں اس لئے یہ ہو رہا ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے اور میں نے پہلے عرض کیا ہے اور فاروق خان صاحب کی بات کسی حد تک صحیح ہے جو ہمارے سابقہ لیگل ایڈوائزرز تھے ----

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! فاروق خان صاحب نے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جو معاملہ کورٹ میں pending ہو اور دوسری بات ہم نے لیگل ایڈوائزرز کو اسی وجہ سے ہٹا دیا ہے کہ انہوں نے بجائے محکمے کی support کرنے کے بالکل ایک criminal act کا مظاہرہ کرتے ہوئے بلکہ محکمے کے خلاف کورٹ میں بیان دیا اور اس سلسلے میں بھی ہم نے یہ کوشش کی کہ کوئی پرائیویٹ lawyer کو engage کر کے اس stay کو vacate کیا جائے۔ اس کے اوپر ہماری پہلے ہی نظر ہے اور ہم اس بارے میں پوری کوشش کر رہے ہیں۔

جناب امان اللہ خان ، جناب سپیکر --------

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں ۔ آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

جناب امان اللہ خان ، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کروں گا ویسے آپ کی آمد سے پہلے کافی بحث ہو چکی ہے۔ تو اس سلسلہ میں میری ایک تجویز ہے کہ ہاؤس میں سے ایک کمیٹی بنا دی جائے جو اس معاملے کو چیک کرے کہ آیا fault کدھر ہے۔ ہائی کورٹ کے جج کوئی ایسی شخصیت نہیں ہیں کہ ان کے متعلق کوئی بات نہ کی جا سکے ۔ وہ بھی اس معاشرے کا ایک حصہ ہیں ہماری سوسائٹی زوال پذیر ہے جس طرح کرپشن ہو رہی ہے اور وزیر موصوف نے بھی مانا ہے اگر ہائی کورٹ کے جج صاحبان اس میں involve ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے جو لیگل ایڈوائزرز ہیں جو اس کیس کو پلیڈ کرتے ہیں انہوں نے آج تک کیوں point out نہیں کیا؟ وہاں بھی کچھ نہ کچھ ہے ۔ اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ کمیٹی بنانی بہت ضروری ہے جو اس معاملے کو probe کر کے بتائے جج صاحبان جو کرتے ہیں وہ تو اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی میں سمجھتا ہوں کہ ان کے کردار کو بھی زیر بحث لانے کے لئے اس ہاؤس میں ایک بل آنا چاہیے وہ کوئی ایسی آسمانی مخلوق نہیں ہیں یا اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے اختیارات دیے ہیں کہ ان پر تنقید نہ کی جا سکے جس طرح انہوں نے اس ملک کا بیڑا غرق کیا میں سمجھتا ہوں کہ Judiciary نے اس زوال پذیر سوسائٹی میں سب سے زیادہ کردار ادا کیا --------

جناب ڈپٹی سپیکر ، امان اللہ خان صاحب! میرے خیال میں آپ کو یہ بھی پتہ ہے کیونکہ آپ پرانے پارلیمنٹرین بھی ہیں کہ آئینی طور پر ان کو protection حاصل ہے ان کا conduct یہاں اسمبلی میں یا پارلیمنٹ میں زیر بحث نہیں آسکتا۔

جناب امان اللہ خان ، جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا جیسا کہ میں نے پہلے یہاں پر کہا ہے کہ ایک بل آنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بہر حال ہمیں پہلے یہ رولز بدلنے چاہییں جو اصل بات ہے ۔

جناب امان اللہ خان ، جناب والا! وہی تو میں نے عرض کیا ہے یہاں بل لائیں گے اور میں بہت جلد وزیر قانون سے اس سلسلہ میں مشورہ کروں گا لیکن اب باہر ان کو criticise کریں گے ہم پر جو انہوں نے contempt لگائی ہے لگا دیں ہم بیس پچیس ایم۔پی۔اے اکٹھے ہو کر ان کے کردار پر پریس کانفرنس کریں گے ہائی کورٹ کی چار دیواری میں کیا چیز چھپی ہوئی ہے جو ان کو defend کرتی ہے؟ کمال ہے! میں نہیں سمجھتا کہ ہم کیوں اتنے بزدل ہو رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون صاحب! اس بات پر آپ اپنی پوزیشن بتائیں کہ اسمبلی کے ممبران کہہ رہے ہیں کہ یہ جو صورتحال ہے لوکل باڈیز پر جو stay جاری ہوا ہے اس بارے میں وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم پر کوئی contempt بھی لگتی ہے تو ہم اس کے لئے تیار ہیں اور پریس کانفرنس کرنا چاہتے ہیں ۔ آپ ایوان کو اعتماد میں لیں اس بارے میں کمیٹی بننی چاہیے یا کیا صورتحال ہے؟ آپ اس بارے میں ہاؤس کو مطمئن کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ، جناب سپیکر! معزز اراکین اسمبلی کے جذبات کا حکومت کو بھی احترام ہے ، ہمیں بھی احترام ہے ۔ جہاں تک subjudice معاملے کا تعلق ہے جناب وزیر بلدیات سید ناظم حسین شاہ صاحب نے اپنی جگہ مناسب وضاحت کی ہے ۔ لیکن جناب سپیکر ، اس صورت حال کے بارے میں میں مناسب نہیں سمجھتا کہ ایوان کے اندر کمیٹی بنا کر اس ایشو کو thrash کیا جائے ۔ ان سوالات کی اہمیت کا اندازہ اراکین اسمبلی کے جذبات سے ہو رہا ہے۔ اس کی بنیاد پر مناسب یہ ہو گا کہ ان سوالات کو موخر کر دیا جائے ۔ اور موخر ہونے کے بعد جناب وزیر بلدیات اپنے چیمبر میں بیٹھ کر اراکین اسمبلی کی تسلی کے لیے اور اصل صورت حال واضح کرنے کے لیے اور محکمانہ نظام درست کرنے کے لیے اور جہاں خرابیاں پائی جاتی ہیں ان خرابیوں کے سدباب کرنے کے لیے ایگزیکٹو بنیادوں پر کوئی کمیٹی بنا دیں ، خواہ وہ اراکین اسمبلی پر مشتمل ہو یا اس میں محکمہ کے مختلف افسران بھی شامل کر لیں یا کسی دوسرے رکن کی سرپرستی میں یا پارلیمانی سیکرٹری کی سرپرستی میں کمیٹی تشکیل دے دیں۔ لیکن یہ کمیٹی اپنے چیمبر میں بیٹھ کر بنائیں۔ ایوان کے اندر اس صورت حال کے مطابق جو یہاں بیان کی گئی ہے اس پر کمیٹی بنانا مناسب نہیں ہو گا۔ نہ ہی قواعد و ضوابط کے تحت اور نہ ہی معاملہ subjudice ہونے کے لحاظ سے ایوان میں ہمیں اس پر کوئی کمیٹی بنانی چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جناب محمد اسلم صاحب کچھ کہنا چاہتے تھے۔

چودھری محمد اسلم ، جناب والا! یہ جو کرپشن کا مرض ہے اس کے بارے میں تو کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں تک ٹھیکے داری سسٹم کا تعلق ہے میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع میں 1986ء میں ایک شخص مویشیوں کی منڈی کا دو آنے کا حصہ دار تھا۔ اس سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں تھی۔ اس کے بعد جونہی وہ ایکسپورٹ ٹیکس میں داخل ہوا تو ضلع چیئرمینوں اور آفیسرز سے ساز باز کر کے اس نے راتوں رات اتنے گھپلے کیے اتنا ناجائز پیسہ اس نے کمایا کہ وہ شخص جو 1986ء میں مویشیوں کی منڈی کا دو آنے کا حصہ دار تھا اس وقت وہ شخص ریلوے کا ٹھیکے دار ہے اور اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ ریلوے میں بھی وہ اس سال پانچ کروڑ ریبیٹ حاصل کر چکا ہے۔ یہ معاملہ کافی عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔ اور تمام واقعات میرے بھائی جانتے ہیں۔ میں اس سلسلہ میں جناب والا سے گزارش کروں گا کہ اس مسئلہ پر وزیر قانون صاحب بھی اور وزیر بلدیات بھی اتفاق فرمائیں کہ ایک دن مکمل اس پر بحث کی جائے کہ اس ملک کو مختلف لوگ کس طرح لوٹ رہے ہیں۔ اور وہ لوٹنے والے اس ملک کے اداروں کو کس طرح تباہ کر رہے ہیں۔ وہ لوگ سیاسی جماعتوں کے لیڈروں کو خرید رہے ہیں، ججوں کو خرید رہے ہیں، افسروں کو خرید رہے ہیں اور ملک کے نظام کو تباہ کر رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ براہ کرم ایک دن مکمل اس پر بحث رکھیں۔ ہمارا یہ فرض ہے۔ ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہیں اور پاکستان کے شہری ہیں۔ کم از کم ہمیں یہ بتانے کا موقع دیں کہ ہم آپ کو آگاہ کریں کہ یہ جو بیماری ہے یہ کہاں تک جا چکی ہے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! بحث کے لیے رول 52 کے تحت آپ وقت متعین کر سکتے ہیں۔ رول 52 کے علاوہ کوئی ایسی صورت حال نہیں ہو سکتی کہ جس کے ذریعے آپ سوال پر بحث کر سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون کی بات ٹھیک ہے۔ اب میں رول 52 پڑھتا ہوں۔

52. Discussion on matter of public importance arising out of answer to a question,

> On every Sunday the Speaker may, on two clear days' notice being given by a meruber, allot one hour for discussion on a matter of sufficient public importance which has during the last week been the subject of a question, starred or unstarred.
>
> Provided that the Speaker may extend the time of sitting for that day by an hour.

بھٹی صاحب! یہ آپ کا سوال تھا؟ آپ اس کا قاعدہ 52 کے تابع نوٹس دے دیں تو اگلے اتوار کے روز اس پر ہم بحث کر لیں گے۔ اس کا مسئلہ ختم ہو گیا۔ جناب وصی ظفر صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی ، جناب والا! لیکن اس پر ضمنی سوال تو کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم نے اس کو موخر کر دیا ہے اور اس پر as a whole بحث ہو گی۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! اس سلسلے میں میری ایک انتہائی اہم گزارش ہے کہ ابھی بحث ہو رہی تھی کہ چونکہ معاملہ subjudice ہے تو کمیٹی نہ بنائی جائے۔ Which will be the supreme body of the Province? یہ عدالت عالیہ سے بالا ادارہ ہے۔ ہم نے قانون بنانا ہے اور انہوں نے صرف interpret کرنا ہے۔ اگر عدالت عالیہ میں بھی کوئی گڑبڑ ہے تو یہ ایوان اس کو thrash out کر سکتا ہے۔ رولز اس ایوان کے تابع ہیں۔ یہ رولز اس ایوان کے بنائے ہوئے ہیں۔ اگر ایوان کوئی فیصلہ کرتا ہے تو یہ رولز supersede ہو سکتے ہیں۔ ہم رولز کے اس طرح سے پابند نہیں ہیں کہ ہم ان سے باہر نہیں جا سکتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وصی ظفر صاحب تشریف رکھیں۔

چودھری محمد وصی ظفر: اتنے بڑے پیمانے پر گڑبڑ ہو رہی ہے۔ اس سوال میں الزام یہ ہے کہ یہ کرپشن بہت بڑے بڑے اداروں میں ہے اور وہ رحیم یار خان سے لے کر اٹک تک لوگوں سے منتھلیاں لے رہے ہیں۔ جناب اس کے لیے آپ ضرور کمیٹی بنائیں۔ اور دیانتدار ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائیں جو اس کو thrash out کر کے باہر رکھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جس دن اس پر بحث ہو گی اس روز ہم فیصلہ کریں گے۔ سوال نمبر 52 کو اسی لیے ہم نے رول 52 کے تابع موخر کر دیا ہے کہ اگلے اتوار کو اس پر ہم بحث کریں گے اور پھر اس پر فیصلہ کریں گے۔۔۔۔۔۔۔۔جی چشتی صاحب!

سید خلیل الرحمٰن: جناب سپیکر! جو واقعات گزرے ہیں۔ اور ابھی ابھی جو منسٹر صاحب نے میونسپل کمیٹی کامونکی میں کروڑوں روپے کے گھپلے کی نشاندہی کی ہے۔ اس میں کروڑوں روپے کا گھپلا کرنے کے بعد اس کا پورا ریکارڈ بھی چوری کر لیا گیا۔ اور اس کو ضائع کر دیا گیا۔ جو انکوائری ٹیم وہاں گئی اس نے ایڈمنسٹریٹر کو کہا کہ آپ پرچہ کاٹ دیں۔ تو انہوں نے تھانے میں دفعہ 409 کا پرچہ درج کروا دیا۔ میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ میری بات غور سے سنیے گا کہ جب یہ تھانے میں کیس رجسٹر ہو گیا اور جن کے خلاف یہ کیس رجسٹر ہوا تو انہوں نے ہائیکورٹ میں آ کر move کیا کہ ہماری bail لے لی جائے۔ ہائیکورٹ نے رولیٹن کے مطابق کہا کہ آپ گوجرانوالہ جج کے پاس پیش ہوں۔ دوسری دفعہ پھر انہوں نے آ کر apply کیا تو دوسری دفعہ پھر ہائیکورٹ نے کہا کہ آپ سیشن کورٹ گوجرانوالہ میں جائیں۔ لیکن انہوں نے اس پہ عمل نہیں کیا۔ انہوں نے پھر آ کر لاہور پوائنٹ آؤٹ کیا تو جج نے کہا کہ آپ فوراً انٹی کرپشن کے جج کے پاس جائیں اور وہاں جا کے اپنی ضمانت کے لیے کہیں۔ ان میں سے چھ آدمیوں نے تو ضمانت کے لیے کہہ دیا۔ جب سماعت ہوتی رہی تو سماعت سے دو دن پہلے ان میں سے ایک آدمی نے اپنا کیس واپس لے لیا۔ اور وہ ہائی کورٹ آ گیا۔ ہائیکورٹ کے اسی جج نے اس کیس کی ضمانت دے دی۔ ضمانت دینے کے بعد جب اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کے سامنے پیش ہوئے تو انہوں نے کہا آپ کا اختیار نہیں ہے۔ اور سماعت

وہاں ہو رہی اور یہ وہاں سے کیس واپس لے کر آتے ہیں۔ آپ یہ کیوں لیتے ہیں۔ اس میں تو کروڑوں روپے کا گھپلا ہے۔ لیکن انہوں نے کسی کی ایک نہیں مانی اور اس کی ضمانت لے لی۔ اب وہ سپریم کورٹ میں جا رہا ہے ۔ میں یہ آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہائیکورٹ کسی غریب کو تو انصاف دیتا نہیں ہے۔ ان کے پاس بار بار لوگ آتے ہیں اور جو یہ کروڑوں روپے کے گھپلے کرنے والے ہیں ان پر ہائی کورٹ بڑی مہربانی کرتا ہے اور یہ جج صاحبان بڑی مہربانی کرتے ہیں اور ان کی ضمانتیں یہاں سے ہوتی ہیں۔ اس لیے میری آپ سے عرض ہے کہ اس پر معزز ایوان کی ایک کمیٹی ضرور بنائیں اور اس پر بحث کی جائے۔

راجہ ریاض احمد ، جناب سپیکر ! میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ ان کو چار پانچ ماہ وزیر بنے ہوئے ہو چکے ہیں اور پچھلے چار پانچ سال سے ایک ہی ٹھیکے دار یہ ٹھیکہ لے رہا ہے-----

جناب ڈپٹی سپیکر ، راجہ ریاض احمد صاحب! ابھی تو میرے خیال میں دو ماہ بھی نہیں ہوئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد ، ٹھیک ہے۔ جناب دو ماہ نہیں ہوئے ہوں گے ۔ لیکن میں جو ضروری بات عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ جو ٹھیکے دار ہے اس کے ساتھ اس محکمے کے کچھ افسران ملے ہوئے ہیں ۔ میری وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ آپ فوری طور پر انکوائری کروائیں میں کہتا ہوں کہ آپ اسے Sunday تک بھی نہ رکھیں کیونکہ ہر روز لاہور شہر کو بیس لاکھ روپے کا نقصان ہو رہا ہے اور اگر وزیر موصوف ذاتی طور پر دلچسپی لیں تو بہتر ہے اور اگر یہ دلچسپی نہیں لے سکتے ، لوکل گورنمنٹ کا محکمہ دلچسپی نہیں لے سکتا تو مجھے حکم کریں میں اپنے طور پر کیس لڑ کر اس stay کو ایک ہفتے میں ختم کروا دوں گا۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ اس پر illegal کام ہو رہا ہے اور اس کا stay vacate نہ ہو۔ میں وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ وہ اس ہاؤس کو یقین دلائیں کہ وہ اس کیس میں خود ذاتی طور پر دلچسپی لے کر اس stay کو فوری طور پر vacate کرائیں گے تاکہ لاہور شہر کا نقصان نہ ہو۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، شکریہ۔ راجہ ریاض احمد صاحب! جی محمد حسین ڈوگر صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

سردار محمد حسین ڈوگر ایڈووکیٹ ، جی ہاں! جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیے۔

سردار محمد حسین ڈوگر ایڈووکیٹ ، جناب سپیکر ! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جب آپ نے اس بارے میں رولنگ دے دی ہے کہ یہ جو معاملہ ہے اس پر بحث ہو گی اور وقت مقرر ہو چکا ہے تو اب اس مسئلے کو ختم کر کے ہمیں کارروائی کو آگے بڑھانا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، محمد حسین ڈوگر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوا۔ ناظم حسین شاہ صاحب بقیہ سوالات کے جوابات آپ ایوان کی میز پر رکھتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان ، جناب سپیکر ! میری وزیر موصوف سے درخواست ہے کہ ان میں بڑے اہم سوالات ہیں جن میں ایک سوال نمبر 612 جو کہ راولپنڈی کے بلدیاتی ادارہ کا سپیشل آڈٹ کے بارے میں ہے جس کا انھوں نے صحیح جواب نہیں دیا لہذا اسے pending کر لیا جائے ۔

نواب ملک شیر وسیر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

رانا آفتاب احمد خان ، ملک صاحب میں بات کر رہا ہوں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، No cross talk please. آج اپوزیشن نہیں ہے تو آپ نے ایوان کو ایسے بنا دیا ہے جیسے پرائمری سکول ہوتا ہے۔ You are talking with each other.

رانا آفتاب احمد خان ، جناب والا! ہمارا رویہ تو پرائمری سکول سے بھی کم تر ہے ۔ جس کام کے لیے ہم یہاں آئے ہیں ہمیں اپنے رویے سے یہاں اس کو ثابت کرنا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں ۔ وزیر بلدیات صاحب! رانا آفتاب احمد خان صاحب کا مقصد یہ ہے کہ سوال نمبر 612 کو ہم pending کر دیں اور بقیہ جو سوالات ہیں ان کے جوابات آپ ایوان کی میز پر رکھتے ہیں ۔

جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا ! میں رانا صاحب کے سوال کو دیکھ رہا ہوں ۔

نواب ملک شیر وسیر ، جناب سپیکر ! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک صاحب ! پہلے ہم ایک مسئلے کو تو ختم کر لیں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

نواب ملک شیر وسیر ، جناب سپیکر ! میرا مسئلہ بھی ایسا ہی ہے ۔ کہیں آپ وقفہ سوالات ختم نہ کر دیں ۔ جناب والا ! میرا ایک سوال نمبر 608 ہے جو کہ بڑا اہم ہے ۔ ہم پر ظلم ہو رہا ہے ۔ کہیں آپ میرا سوال ختم ہی نہ کر دیں ۔ اور پھر میرا نام بھی غلط لکھا ہوا ہے ۔ پریس والے غلط لکھتے ہیں ۔ اور اب اسمبلی کے اندر بھی میرا نام غلط لکھا جا رہا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ناظم حسین شاہ صاحب آپ ذرا جلدی کریں ۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، جناب والا ! سوال نمبر 612 کا جواب تو آ چکا ہے ۔ لیکن اگر معزز رکن اسے pending کروانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ناظم شاہ صاحب معزز رکن چاہتے ہیں کہ اس سوال کا جواب مزید تفصیل کے ساتھ ایوان میں آئے ۔ لہذا اسے pending کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ۔

جناب وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، ٹھیک ہے جناب جیسے آپ فرمائیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، تو ٹھیک ہے ہم سوال نمبر 612 کو pending کرتے ہیں ۔ہاں جی نواب شیر وسیر صاحب اب آپ فرمائیے آپ کا کیا مسئلہ ہے ؟

نواب ملک شیر وسیر ، جناب سپیکر ! میرا سوال نمبر 608 ہے اور میں نے یہ سوال چار ماہ پہلے سے دیا ہوا ہے ۔ اب یہ سوال بڑی مشکل سے پرنٹنگ میں آیا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ملک صاحب آپ کے سوال کا نمبر کیا ہے ؟

نواب ملک شیر وسیر ، جناب سپیکر ! میرے دو سوال ہیں 608 اور 609 ۔ پہلی بات تو میں یہ عرض کروں گا کہ پریس والے میرے ساتھ زیادتی کرتے ہیں کہ وہ میرے نام کو غلط لکھتے ہیں ۔ اور اب اسمبلی کی پریس نے بھی میرا نام غلط لکھا ہے وہ نواب لکھنا بھول گئے ہیں حالانکہ ملک کے اندر سارا دن وہ نوابوں کو لکھتے رہتے ہیں اور ساری اسمبلی کے اندر نواب آتے رہے ہیں۔ کیا فرق پڑتا ہے کہ اگر میں نواب زادہ نہیں ہوں لیکن میرا نام تو نواب ہے۔ لہذا یہ مجھے نواب کیوں نہیں لکھتے ؟ یہ بھول گئے اور اب انھوں نے دوبارہ اوپر لکھا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، کیا آپ کا یہ کہنا ہے کہ ملک کو غلط لکھا ہے؟

نواب ملک شیر وسیر ، جناب انھوں نے پہلے ملک شیر لکھا بعد میں اوپر نواب ڈالا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، آ تو گیا ہے نا۔

نواب ملک شیر وسیر ، نہیں جناب یہ بہت زیادتی ہے کیونکہ میں نواب بعد میں نہیں ہوا بلکہ پہلے کا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، ٹھیک ہے آئندہ زیادتی نہیں ہو گی اور چونکہ آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے اور میں اس کا ازالہ کرتے ہوئے آپ کے دونوں سوالات کو pending کرتا ہوں ۔ اب تو آپ کو خوش ہو جانا چاہیے ۔

نواب ملک شیر وسیر ، جناب میری گزارش ہے کہ میرے دونوں سوالات کو pending کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نواب صاحب میں آپ کے دونوں سوالات کو pending کر چکا ہوں ۔ میں رولنگ دے چکا ہوں ۔ شاید آپ میری بات کو سمجھ نہیں سکے ۔

نواب ملک شیر وسیر ، جناب والا ! آپ کی بڑی مہربانی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وقفہ سوالات ختم ہوا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، بقیہ سوالوں کے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مونگ ملکوال سڑک کی تکمیل

*312۔ جناب احمد یار گوندل ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

"کیا یہ درست ہے کہ 1985ء تا 1988ء کے دوران تعمیر وطن پروگرام کے تحت مونگ ملکوال سڑک ضلع منڈی بہاؤ الدین کو پکا کرنے کے ٹھیکے دیئے گئے مگر سڑک نامکمل چھوڑ

دی گئی اگر ہاں تو اس کی کیا وجہ ہے اور آیا حکومت اس کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

درست نہ ہے۔ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے اس نام کی کوئی سڑک 1985-88ء میں نہ تو شروع کرائی اور نہ ہی نامکمل چھوڑی گئی۔

وسیم محمود خان اے۔ڈی۔ایل جس کی تعیناتی کی تفصیل

*325۔ جناب عبد الرشید بھٹی: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ وسیم محمود خان جو کہ اس وقت ڈیپوٹیشن پر فیصل آباد ترقیاتی ادارہ فیصل آباد میں کام کر رہے ہیں۔ محکمہ بلدیات و دیہی ترقی میں کب کس حیثیت میں کس تاریخ کو اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے ملازم ہوئے۔ موصوف کا تعلیمی معیار کیا ہے اور اس کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) مذکورہ افسر کو محکمہ نے کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کس تاریخ کو کس حیثیت میں اور کس کے حکم کے تحت فیصل آباد مذکورہ ترقیاتی ادارہ میں ڈیپوٹیشن پر بھیجا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ وسیم محمود خان فیصل آباد ترقیاتی ادارہ میں ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں بلکہ وہ فیصل آباد کے ترقیاتی ادارہ کے اب ریگولر ملازم ہیں۔ وسیم محمود خان پبلک سروس کمشن کی سفارش پر محکمہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیویلپمنٹ میں بموجب حکم نمبر ایس ایو (ایل جی) 76(5) مورخہ 14-10-1976 کو بطور اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیویلپمنٹ بھرتی ہوئے۔ موصوف کا تعلیمی معیار ایم۔اے پولیٹکل سائنس درجہ دوم (II ڈویژن) ہے۔

(ب) مذکورہ افسر کو محکمہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیلپمنٹ نے پہلے 1978ء میں سیکرٹری صاحب کے حکم نمبری ایس۔او (ایل جی) 3 (17)74 مورخہ 78-9-4 کو بطور ڈپٹی ڈائریکٹر پبلک ریلیشنز بی ایس 18 ڈیپوٹیشن پر بھیجے گئے اور ان کی شرائط ڈیپوٹیشن بطور ڈپٹی ڈائریکٹر (ای ایم) بی ایس 18 محکمہ لوکل گورنمنٹ و رورل ڈیلپمنٹ نے بذریعہ حکم نمبر ایس او (ایل جی) 76(5) مورخہ 3-11-82 منظور کیں۔

تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

رامکے چٹھہ روڈ کی تعمیر

*396۔ سید محمد عارف حسین بخاری ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

"حافظ آباد رامکے چٹھہ روڈ کی آخری بار مرمت کس سال ہوئی تھی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی تھی اور اس کی تعمیر جدید کب تک ممکن ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

ضلع کونسل گوجرانوالہ نے اس سڑک کی مرمت کے لیے کل -/3,00,000 لاکھ روپے خرچ کیے ہیں جس میں سے -/1,00,000 روپے دوران سال 90-1989 اور -/200,000 روپے دوران سال 91-1990ء میں خرچ کیے۔ ضلع کونسل حافظ آباد نے اس سڑک کی مرمت کے لیے -/17,97,000 روپے دوران سال 94-1993ء (مرمت کے لیے) مختص کیے ہیں۔ سڑک کی کل لمبائی تقریباً 13 کلومیٹر ہے اور تمام لمبائی کی مرمت کرنا مقصود ہے۔

میسرز نیک محمد ٹھیکے دار کو رقم کی ادائیگی

*415۔ سید تابش الوری ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ میسرز نیک محمد ٹھیکے دار بہاول پور کو ایک ٹھیکہ مالیتی دس لاکھ روپے اسسٹنٹ ڈائریکٹر لوکل گورنمنٹ بہاول پور نے برائے تعمیر سڑک پختہ چک 137/ڈی۔بی تا 140/ڈی بی الاٹ کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ٹھیکہ کا بل فائنل ہونے کے بعد دس فیصدی سیکورٹی بھی واپس کر دی گئی اور فائنل بل میں سے -/1,11,735 روپے کی رقم فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے عرصہ ڈیڑھ سال سے واجب الادا چلی آ رہی ہے۔

(ج) بقیہ بل -/1,11,735 روپے کی ادائیگی کی خاطر مطلوبہ فنڈز کب تک مہیا کیے جائیں گے اور کب تک ادائیگی ممکن ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) درست ہے کہ حاجی نیک محمد ٹھیکے دار کو ٹھیکہ برائے تعمیر پختہ سڑک چک نمبر 137/ڈی بی تا چک نمبر 140/ ڈی بی بذریعہ ورک آرڈر نمبر آر ڈی/2302 مورخہ 24-2-92 الاٹ کیا گیا تھا۔

(ب) درست ہے کہ ٹھیکہ برائے منصوبہ بمطابق تکمیل رپورٹ مورخہ 25-12-92 کو مکمل کیا اور زر ضمانت مورخہ 21-12-92 کو واپس کی گئی یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کے پاس فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے فائنل بل کی بقیہ رقم مبلغ -/1,00,561 روپے کی متذکرہ ٹھیکے دار کو ابھی تک

ادائیگی نہیں ہو سکی۔

(ج) حکومت کو اس سلسلہ میں متحرک کیا جا چکا ہے۔ مطلوبہ رقم موصول ہونے پر ادائیگی کر دی جائے گی۔

شیخوپورہ شہر سے گزرنے والی سڑک کی غلط منصوبہ بندی

*434۔ جناب محمد اکبر سید، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) میونسپل کمیٹی شیخوپورہ نے شہر کے درمیان سے گزرنے والی سڑک پر فٹ پاتھ اور درمیان میں ڈویژن بنا کر چار عدد راستہ جات کتنی مالیت سے تعمیر کیے تھے۔ جنہیں غلط منصوبہ بندی اور غلط ڈیزائن کی وجہ سے ناقابل عمل ہونے کی وجہ سے دوبارہ اکھاڑ دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ اس کی تعمیر کے بل / واجبات ادا کر دیئے گئے تھے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کسی متعلقہ افراد یا ٹھیکے دار کے خلاف کوئی کارروائی / انکوائری کی اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) سڑک کے کچے برموں پر لوگوں نے اپنے کاروبار کی غرض سے تجاوزات کر رکھے تھے جس کی وجہ سے سڑک تنگ ہو گئی اور ٹریفک کے مسائل میں اضافہ ہوتا گیا۔ سڑک کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ کی زیر صدارت ایک اجلاس منعقد ہوا۔ بالآخر ضلعی انتظامیہ نے فیصلہ کیا کہ سڑک سے تجاوزات ہٹا کر بلدیہ شیخوپورہ ٹریفک گزارنے کے لیے ٹائگہ ٹریکس، فٹ پاتھ، سائیڈ وال تعمیر کروائے۔ ضلع انتظامیہ نے اپنی زیر نگرانی تجاوزات ختم کروا کر ٹریکس کے لیے جگہ خالی کروائی۔ بلدیہ نے مالی سال 91-1990ء میں مبلغ پندرہ لاکھ ترانوے ہزار روپے تخمینہ تیار کیا۔ جو بعد میں ضلعی حکام کی ہدایت پر ستائیس لاکھ اکیس ہزار روپے کا ترمیم ہوا اور ضابطہ کے تحت کارروائی کرتے ہوئے کام کی تکمیل ہوئی بلدیہ نے قرار داد نمبر 2 مورخہ 16-12-1991 کے ذریعہ ترمیمی اخراجات کی منظوری کے لیے ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس خرچ کو ڈپٹی کمشنر شیخوپورہ نے اپنے حکم مورخہ 23-12-1991 کی رو سے پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء کے سیکشن 128(p) کے تحت بلدیہ کے فنڈ پر جائز قرار دیا۔

وقت کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ٹریفک میں بے پناہ اضافہ ہوا اور تقریباً تمام سڑک بھی ٹوٹ پھوٹ گئی۔ محکمہ ہائی ویز نے سڑک کو اونچا کرنے کا پروگرام بنایا جس پر 26-1-1993 کو ڈپٹی کمشنر کی صدارت ایک میٹنگ ہوئی جس پر ٹریفک کے تمام مسائل زیر بحث آئے۔ لاہور سرگودھا روڈ کی ٹریفک کے انتظامات بہتر بنانے کے لیے ڈپٹی کمشنر نے

بلدیہ کی طرف سے تعمیر کردہ تانگہ ٹریکس کی سائیڈوال گرانے کا حکم دیا۔ ڈپٹی کمشنر کے حکم کو بلدیہ کے اجلاس مورخہ 24-2-93 میں قرار داد نمبر 5 کے ذریعہ زیر بحث لایا گیا اور ڈپٹی کمشنر کے حکم کو مفاد عامہ کے خلاف تصور کرتے ہوئے۔ ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے ایس۔ایس۔پی سے استدعا کرنے کا فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد بھی ٹریفک کے مسائل میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اس صورت حال کے پیش نظر ڈپٹی کمشنر نے دوبارہ سابقہ چیئرمین بلدیہ کو ہدایت کی کہ تانگہ ٹریکس کی سائیڈ وال کو گرا دیا جائے تاکہ مین روڈ کشادہ ہو سکے اور ٹریفک بآسانی گزر سکے۔ یہ معاملہ بھی معزز ایوان میں بذریعہ قرار داد نمبر 4 مورخہ 2-8-93 پیش کیا گیا ایوان نے حسب ہدایت ضلعی انتظامیہ تانگہ ٹریکس کی سائیڈ وال گرانے کا متفقہ فیصلہ کیا۔ اس فیصلہ کی روشنی میں لاہور سرگودھا روڈ کے دونوں جانب تعمیر کردہ تانگہ ٹریکس کی سائیڈ وال گرائی گئی ہیں۔ تعمیر کردہ تانگہ ٹریکس کو مین سڑک کے ساتھ ملا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے سڑک کشادہ ہو گئی ہے۔ تانگہ ٹریکس اور فٹ پاتھ موقع پر موجود ہیں اور ان کو نہیں توڑا گیا۔ اب محکمہ ہائی ویز سڑک کی تعمیر کا کام سر انجام دے رہا ہے اور تانگہ ٹریکس کو توسیع کردہ سڑک کے ساتھ منسلک کر دیا گیا ہے۔ یہ تمام کارروائی کسی غلط منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں بلکہ یہ وقت کی ضرورت کے پیش نظر کی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ ٹھیکے دار کو موقع پر کیے گئے کام کی پیمائش کے مطابق ادائیگی بعد از منظوری ہاؤس بذریعہ قرار داد نمبر 4 مورخہ 2-8-93 کی گئی۔

(ج) مندرجہ بالا صراحت کی روشنی میں کسی متعلقہ افسر یا ٹھیکے دار کے خلاف کسی انضباطی کارروائی کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔

انسداد رشوت ستانی کے تحت مقدمات

*477۔ سید تابش الوری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) جولائی 1993ء سے اب تک صوبہ میں ان کی وزارت کے تحت محکموں میں رشوت و بدعنوانی کی کتنی شکایات موصول ہوئیں۔ ان کی الگ الگ نوعیت کیا تھی اور ان میں الگ الگ کتنی رقم کا معاملہ تھا۔

(ب) ان شکایات پر الگ الگ کیا کارروائی ہوئی کس کس شکایت کو محکمانہ کارروائی کے لیے رکھا گیا اور کس کس شکایت پر انسداد رشوت ستانی کے تحت کس کس تاریخ کو مقدمہ درج کیا گیا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) محکمہ ہذا کے صرف تین ذیلی اداروں میں کل 32 شکایات بابت رشوت ستانی و بدعنوانی موصول ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

i۔ ڈائریکٹر جنرل دیہی ترقی

26 شکایات میں 2 شکایات بے بنیاد ثابت ہوئیں۔ 4 شکایات کے خلاف محکمہ انسداد رشوت ستانی کارروائی کر چکا ہے۔ 30 شکایات پر محکمانہ کارروائی زیر انکوائری ہے۔ (تتمہ الف)

ii۔ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بورڈ

3 شکایات ملیں۔ ایک شکایت بے بنیاد ثابت ہوئی۔ ایک شکایت محکمہ انسداد رشوت ستانی کے پاس ہے۔ ایک پر محکمانہ کارروائی عمل میں ہے۔ (تتمہ ب)

iii۔ ڈائریکٹر جنرل کچی آبادی

3 شکایات موصول ہوئیں۔ ایک شکایت شکایت کنندہ نے واپس لے لی۔ 2 شکایات پر محکمانہ کارروائی شروع ہے۔ (تتمہ ج)

(ب) تفصیل مندرجہ بالا ہے تاہم تتمہ "الف" "ب" اور "ج" ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

یونین کونسلوں کی تشکیل نو

*531۔ چودھری احمد یار گوندل، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) اس وقت ضلع منڈی بہاؤ الدین میں ایسی یونین کونسلوں کے نام کیا ہیں؟ جن کی آبادی سات ہزار پر مشتمل ہے اور جو یونین کونسلیں دس ہزار یا اس سے زائد کی آبادی پر مشتمل ہیں ان کے نام کیا ہیں۔

(ب) کیا حکومت تمام یونین کونسلوں کی برابر برابر آبادی پر تشکیل نو کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) اس وقت ضلع منڈی بہاؤ الدین میں یونین کونسل کی کل تعداد 55 ہے جن میں سے ہزار تک کی آبادی کی کوئی یونین کونسل نہ ہے تاہم سات ہزار سے زائد آبادی اور دس ہزار سے کم آبادی کی یونین کونسلوں کی تعداد 10 ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ ڈھوک کاسب
2۔ بار موسیٰ
3۔ ساہنا
4۔ منڈی کالو
5۔ جوکالیاں
6۔ واڑہ عالم شاہ
7۔ ماہی
8۔ پنڈ مکو
9۔ ڈڈو
10۔ موند ڈیو

دس ہزار سے زائد آبادی کی یونین کونسلوں کی تعداد 45 ہے جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

1۔ مونگ
2۔ شہید انوالی

3۔ رسول
4۔ چیلیانوالی
5۔ موجیانوالہ
6۔ آبلہ
7۔ چک بساوا
8۔ واسو
9۔ مرالہ
10۔ کھنیلہ شیخاں
11۔ کدھر
12۔ سوہاوہ بولانی
13۔ سوہاوہ دلوآنہ
14۔ میانوالی
15۔ چک نمبر 40
16۔ چھموں
17۔ مانگٹ
18۔ حمدانہ
19۔ ہردو ریڑکا
20۔ ہیین
21۔ دھول
22۔ رائیکے
23۔ دھیریکاں کلاں
24۔ گنیاں
25۔ پاہشریانوالی
26۔ چک جانوں کلاں
27۔ نارنگ
28۔ حاصلانوالی
29۔ سیدا
30۔ قادر آباد
31۔ بھکی
32۔ دھنی کلاں
33۔ بھیرووال
34۔ جسووال
35۔ بھوا حسن
36۔ ہریا
37۔ گوہڑ
38۔ نیئن
39۔ چک رائب
40۔ گوجرہ
41۔ رکن
42۔ وڑیانت
43۔ کیلہ گوندل
44۔ گڑھ
45۔ بوسال

(ب) پنجاب لوکل کونسل آرڈیننس مجریہ 1979ء کو دفعہ 6 ذیلی دفعہ (2) جزو "اے" کے تحت حکومت اس بات کی مجاز ہے کہ ایک گاؤں یا ایک سے زیادہ گاؤں پر مشتمل دیہی علاقوں کی یونین کونسل تشکیل دے برابر برابر آبادی کی بنیاد پر یونین کونسلوں کی تشکیل نو کا تصور آرڈیننس میں نہ ہے تاہم علاقہ کے عوام کی سہولت ذرائع آمدورفت اور انتظامی امور کے پیش نظر یونین کونسلوں کی حدود میں رد و بدل کیے جانے میں کوئی امر مانع نہ ہے اور آئندہ بلدیاتی اداروں کے انتخابات کے موقع پر لوکل کونسلوں کی حلقہ بندی اور حد بندی میں تبدیلی پر مجموعی طور پر غور کیا جائے گا۔

جنج گھروں کی تعمیر

*563۔ جناب محمد اکبر سید ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرام بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1988ء سے لے کر آج تک صوبہ میں کل کتنے جنج گھر تعمیر کیے گئے اور ان کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی کیا تعمیر شدہ جنج گھروں کے انتظام یا نگرانی کا بھی کوئی بندوبست کیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

(ب) کیا جنج گھروں کی غرض سے تعمیر شدہ عمارات کسی خاص آبادی کے استعمال میں ہیں یا وہاں کے غریب لوگ بھی ان عمارات سے استفادہ حاصل کر سکیں گے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے نیز زر کثیر سے تعمیر شدہ عمارات کی نگرانی کس محکمہ کے سپرد کی گئی ہے اگر ایسا نہیں تو کیوں اور کیا حکومت آئندہ ایسے اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ مذکورہ عمارتیں کسی شخص کی ذات کے تصرف کے علاوہ مفاد عامہ کے استعمال میں بھی لائی جا سکیں۔ اگر ہاں تو اس سلسلے میں کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ تفصیلاً بتایا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) سال 1988ء سے آج تک صوبہ پنجاب میں 316 جنج گھر مبلغ -/3,47,28,029 روپے کی لاگت سے تعمیر ہوئے ان کا انتظام و انصرام بلدیاتی ادارے اور دیگر ذرائع سے ہو رہا ہے۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مقامی حکومت کی طرف سے تعمیر شدہ جنج گھروں سے ہر خاص و عام مستفید ہو رہے ہیں بعض اضلاع میں مقامی حکومت کی طرف سے محکمہ سوشل ویلفیئر کو جنج گھر کے انتظام و انصرام کے لیے متحرک کیا گیا لیکن محکمہ سوشل ویلفیئر نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ جنج گھر کی تعمیر محض مفاد عامہ کے لیے ہوئی تھی جس پر عمل ہو رہا ہے۔

حلقہ نمبر 92 ,95 ,96 کے ترقیاتی کاموں کی تفصیلات

*564۔ میاں معراج الدین ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ درست ہے کہ گزشتہ عام انتخابات کے بعد اور ضمنی انتخابات کے دوران بلدیہ عظمیٰ لاہور نے ترقیاتی کاموں کے نام پر چھ سے آٹھ کروڑ روپے تک خرچ کیے۔

(ب) اگر جز "الف" کا جواب اثبات میں ہے تو حلقہ نمبر 92 کی وارڈوں 1 تا 10 ,13 ,25 تا 34, 40 ,31 ,32 اور حلقہ نمبر 95 کی وارڈوں 99 ,100 ,104 تا 123 حلقہ 96 کی وارڈوں 11 تا 24, 124 تا 130 میں کس قدر کام ہوئے اور ان پر کتنا خرچہ ہوا۔ مکمل تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) عام انتخابات کے بعد اور ضمنی انتخابات کے دوران بلدیہ عظمیٰ لاہور نے حلقہ 92 ,95 اور 96 کوئی بڑے پیمانے پر ترقیاتی کام نہ کرایا ہے البتہ مذکورہ حلقے جن میں 64 وارڈ شامل ہیں کل 2944 سٹریٹ لائٹس نصب کی گئیں جن پر کل لاگت -/15,97,718 روپے آئی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	حلقہ نمبر	تعداد وارڈ	تعداد سٹریٹ لائٹس فی وارڈ	کل تعداد	کل خرچ
1-	این اے 92	22	46	1012	5,49,391 روپے
2-	این اے 95	22	46	1012	5,48,798 روپے
3-	این اے 96	20	46	920	4,99,529 روپے
	کل میزان	64	138	2944	15,97,718 روپے

CONSTUENCY		NO. OF TUBE FITTING	ESTT. COST
N.A. 92	(22 wards 46 street lights per ward)	1012 No.6	Rs. 5,49,391
N.A. 95	(22 wards 46 street lights per ward)	1012 No. 8	Rs. 5,48,798
N.A 96	(20 wards 46 street lights per ward)	920	Rs. 4,99,529
	TOTAL:-	**2944**	**Rs.15,97,718**

مسٹر اے یو سلیم کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کی وجوہات

*565- میاں معراج الدین ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ بلدیہ عظمیٰ لاہور کے ایڈمنسٹریٹر موعود کو سابقہ نگران حکومت نے مقرر

کیا تھا۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ موجودہ حکومت نے ضمنی انتخابات کے دوران مسٹر موعود کو تبدیل کر کے مسٹر اے۔یو سلیم کو ایڈمنسٹریٹر مقرر کر دیا۔ اگر ایسا ہے تو انتخابات کے دوران ایسی تبدیلی کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) موجودہ حکومت نے مسٹر اسامہ موعود سابقہ ایڈمنسٹریٹر بلدیہ عظمیٰ لاہور کو انتظامی وجوہات کے تحت تبدیل کر کے ان کی جگہ مسٹر اے۔یو سلیم کو بطور ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا اور یہ تبدیلی مورخہ 21 نومبر 1993ء کو عمل میں آئی۔ جبکہ ضمنی انتخابات 3 دسمبر 1993ء کو منعقد ہوئے۔ یہ تبدیلی مفاد عامہ اور انتظامی امور رکھتے ہوئے کی گئی۔

بھیرہ تا کوٹ مومن سڑک کی مرمت

*584۔ جناب احمد خان ہرل: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھیرہ تا کوٹ مومن سڑک براستہ منڈی پھلروان کی حالت انتہائی خراب ہے اور سڑک جگہ جگہ سے ٹوٹی ہوئی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کے ارد گرد ملٹے' کنوں کے باغات ہیں جن کے پھل منڈیوں تک پہنچانے میں سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کو درست کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سڑک مذکورہ کے حصہ کوٹ مومن تا سالم کی تعمیر و مرمت محکمہ ہائی ویز نے شروع کر رکھی ہے اور جناب کمشنر سرگودھا ڈویژن سرگودہا نے اس حصہ کی مرمت پر اٹھنے والے اخراجات کا 1/3 حصہ مبلغ -/21,19,933 روپے ہائی ویز کو ادا کر دیے ہیں۔

مزید برآں ضلع کونسل سرگودہا نے اڈا سالم براستہ پھلروان سڑک کی تعمیر و مرمت کے لیے مبلغ -/46,42,000 روپے کا تخمینہ تیار کیا ہے جو کہ سال 95-1994ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔

بھیرہ پھلروان سڑک کی مرمت

*585۔ جناب احمد خان ہرل : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بھیرہ تا پھلروان سڑک کی حالت عرصہ سے انتہائی خراب ہے اور سڑک تنگ بھی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھیرہ تاریخی شہر ہونے کی وجہ سے اس سڑک پر ٹریفک کا زبردست رش ہوتا ہے۔

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جیسا کہ سوال نمبر 584 کے جواب میں وضاحت کی گئی ہے۔ ضلع کونسل سرگودھا نے اڈا سالم تا بھیرہ براستہ پھلروان سڑک کی تعمیر و مرمت کے لیے مبلغ -/46,42,000 روپے کا تخمینہ تیار کیا ہے جو آئندہ سال 95-1994ء کے ترقیاتی پروگرام میں شامل کرنے کا ارادہ ہے۔

ڈچکوٹ سڑک کی تعمیر و مرمت

*613۔ میاں محمد فاروق : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع فیصل آباد میں ضلع کونسل کے فنڈز سے تعمیر شدہ سڑکوں کی تعداد اور لمبائی کتنی ہے اور ان میں سے کتنی ٹوٹ پھوٹ کر ناقابل استعمال ہو چکی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈچکوٹ تا پلسرہ روڈ۔ 239 ر۔ب خانو آنہ تا ڈچکوٹ روڈ اور ڈچکوٹ تا تاندالیانوالہ روڈ کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ اگر ہاں تو فنڈز کی دستیابی کے باوجود مذکورہ سڑکوں کی تعمیر و مرمت نہ ہونے کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز ان کی مرمت کب تک ہو جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ضلع کونسل فیصل آباد میں ضلع کونسل کے فنڈز سے تعمیر شدہ سڑکات کی تعداد 436 ہے ان کی لمبائی 1396.50 کلومیٹر ہے ان میں سے کچھ سڑکات ٹوٹ پھوٹ بھی چکی ہیں اور قابل مرمت ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکات کی حالت تسلی بخش نہیں ہے سابقہ سالوں میں ضلع کونسل کے منتخب نمائندوں نے پرانی تعمیر شدہ سڑکوں کی مرمت کی بجائے اپنے اپنے حلقہ انتخاب میں نئی سڑکیں تعمیر کرانے کو اولیت دی جس کی وجہ سے مرمت طلب

سڑکوں کی مرمت نہ کروائی جا سکی۔ اب حکومت پنجاب نے 50 فیصد فنڈز پرانی سکیموں کی دیکھ بھال اور مرمت کے لیے اور 50 فیصد فنڈز نئی سکیموں کی تعمیر پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ ضلع کونسل فیصل آباد نے یقین دہانی کرائی ہے کہ آئندہ بجٹ 95-1994ء میں ان سڑکوں کی مرمت کے لیے بھرپور کوشش کی جائے گی۔

ناجائز تجاوزات کا خاتمہ

*619۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ جلو پارک روڈ پر مغل پورہ تا ہربنس پورہ جابجا ناجائز تجاوزات قائم ہو چکی ہیں جس کی وجہ سے ٹریفک کا نظام معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور مقامی لوگوں۔ مریضوں اور کاروباری حضرات کو آمد و رفت میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) مغلپورہ تا ہربنس پورہ نہر پر کوئی برلب سڑک پختہ تعمیر کی شکل میں تجاوزات موجود نہ ہیں۔ البتہ خوانچہ فروش اور ریڑھی فروش اپنا سامان اور اشیاء فروخت کرنے کی غرض سے سڑک پر آ جاتے ہیں جنہیں بار بار اٹھانے کے باوجود وہ پھر اپنا سامان اور اشیاء لے کر سڑک پر آ جاتے ہیں۔

(ب) لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کا عملہ تجاوزات کو ختم کرنے کے لیے ہمہ وقت مصروف عمل رہتا ہے۔ اس سڑک پر متعدد بار اپریشن کیا گیا اور تاحال جاری ہے۔ کئی مرتبہ ریڈز کے دوران لوگوں کا سامان بھی قبضہ میں لے کر جرمانہ وصول کیا گیا۔ اس ضمن میں ان لوگوں کے خلاف زیر دفعہ 162-161 ــــ پی۔ایل۔جی۔او سپیشل مجسٹریٹ صاحب کارپوریشن کی عدالت میں 22 عدد چالان جمع کروائے جا چکے ہیں۔

ٹھیکے داروں کو رقم کی ادائیگی

*631۔ چودھری شوکت داؤد، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع رحیم یار خان کے حلقہ پی پی 239 کی بقایا ترقیاتی سکیموں کو کب تک مکمل کر دیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سکیموں میں سے جس سکیم کا کام مکمل ہو چکا ہے متعلقہ ٹھیکے داروں کو تاحال اس کی رقم کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان اے۔ڈی۔ایل۔جی کے دفتر سے تقریباً 112 لاکھ روپے کی

رقم رحیم یار خان کے ٹھیکے داروں کو ادا ہونا باقی ہے۔ اگر ہاں تو یہ ادائیگی کب تک ہو جائے گی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) حلقہ پی پی 239 ضلع رحیم یار خان میں سال 93-1992ء کے دوران حکومت نے 28 سکیموں کی تعمیر کے لیے مبلغ 29.50 لاکھ روپے مختص کیے تھے جن میں سے ایک سکیم مکمل ہوئی جبکہ 25 سکیمیں نامکمل رہیں اور 2 سکیموں پر کام شروع نہ ہو سکا۔ 30 جون 1993ء تک ان سکیموں پر مبلغ 18 75 لاکھ روپے کے اخراجات ہو چکے ہیں۔ فہرست منصوبہ جات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ موصولہ گرانٹ سے درج بالا اخراجات ہونے کے بعد بقیہ رقم 30 جون 1993ء کو لیپس ہو گئیں جو کہ دوبارہ تاحال موصول نہ ہوئی ہیں۔ جونہی یہ رقم موصول ہو گی کام مکمل کر دیے جائیں گے۔

(ب) حلقہ پی پی 239 کی 28 سکیموں میں سے صرف ایک سکیم سو فیصد مکمل ہوئی جس کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ بقیہ 25 جاری کاموں پر خرچہ مبلغ 18.20 لاکھ روپے ہو چکا ہے۔ 30 جون 1993ء کو گرانٹ لیپس ہونے کے ساتھ ہی ٹھیکے داروں نے جاری کام بھی بند کر دیے تھے۔ جونہی گرانٹ دوبارہ جاری ہوئی جاری سکیموں کو مکمل کروانے کے بعد ٹھیکے داروں کو ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) درست نہ ہے اس وقت ضلع رحیم یار خان میں تعمیر وطن پروگرام 93-1992ء کے تحت کیے گئے کاموں کے سلسلہ میں ٹھیکے داروں کو مبلغ 74 65 لاکھ روپے کی ادائیگی ہونا باقی ہے۔ اس سلسلہ میں حکومت کو پہلے ہی متحرک کر دیا گیا ہے۔

مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*641۔ سید محمد عارف حسین بخاری، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع حافظ آباد کے اسلام پورہ کی کچی آبادی کے مکینوں نے ڈویلپمنٹ چارجز مقامی میونسپلٹی جمع کروا دیے ہیں مگر انہیں ابھی تک مالکانہ حقوق نہیں ملے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں مالکانہ حقوق کب تک مل جائیں گے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ضلع حافظ آباد کی کچی آبادی اسلام پورہ کے گھرانوں کی تعداد 234 ہے جن میں سے جزوی گھرانوں نے ترقیاتی اخراجات بلدیہ کے پاس جمع کرا دیئے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان لوگوں کو مالکانہ حقوق نہیں ملے ہیں۔

(ب) اس کچی آبادی کا رقبہ 43 کنال 11 مرلہ ہے جو ملکیتی متروکہ اوقاف بورڈ (ای ٹی۔پی بی)

ہے۔ ایسی کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت / پٹہ کے بارے میں معاملہ وزارت مذہبی امور اسلام آباد کے پاس زیر غور ہے۔ ان کے فیصلہ کے بعد جب رقبہ بحق بلدیہ ٹرانسفر ہو گا تو پھر اس کچی آبادی کے مکینوں کو حقوق ملکیت یا حقوق پٹہ تقسیم ہو سکیں گے۔

بلدیہ میاں چنوں کے ملازمین کو اناملی دینے کے لیے اقدامات

*659۔ پیر شجاعت حسنین قریشی ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ایسے ملازمین جن کو 1991ء کے سکیلوں پر نظر ثانی کی وجہ سے نقصان ہوا تھا ان کو اناملی دینے کے احکامات جاری کیے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی میاں چنوں کے ملازمین ابھی تک اناملی سے محروم ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بلدیہ مذکورہ کے حق دار ملازمین کو اناملی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟ نیز بلدیہ میاں چنوں کے جن ملازمین کی اناملی بنتی ہے ان کے نام اور عہدہ جات بتائے جائیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے بلدیہ کے کل 77 ملازمین اناملی کا استحقاق رکھتے تھے۔ جن میں 32 ملازمین کو تاحال اناملی کا فائدہ دیا جا چکا ہے۔ بقیہ ملازمین کے کیس زیر پڑتال ہیں ان کو بھی جلد ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) جی ہاں بلدیہ میاں چنوں حق دار ملازمین کو اناملی دینے کا ارادہ رکھتی ہے جن ملازمین کو اناملی دے دی گئی ہے ان کے نام و عہدہ جات وغیرہ تتمہ (الف) پر درج ہیں اور جن ملازمین کے کیس زیر پڑتال ہیں ان کی مکمل تفصیل تتمہ (ب) پر ملاحظہ فرمائیں۔

فہرست ملازمین جن کو اناملی دے دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ
1۔	محمد مظہر علی	سپرنٹنڈنٹ
2۔	قیصر مصطفیٰ	سینئر ریکارڈ کیپر
3۔	محمد اقبال	سینئر پے کلرک
4۔	محمد یونس	ٹیکس انسپکٹر
5۔	سعید احمد ملک	لائسنس انسپکٹر
6۔	غلام محمد	اوورسیئر انسپکٹر

7۔	محمد حنیف	"	"
8۔	علم دین	"	"
9۔	محمد علی	"	"
10۔	محمد اسماعیل	"	"
11۔	ارشد احمد۔ I	"	"
12۔	محمد طارق	"	"
13۔	ارشد احمد۔ II	"	"
14۔	ممتاز علی	"	"
15۔	واحد اشرف	"	"
16۔	محمد افضل۔ II	"	"
17۔	مشتاق احمد	"	"
18۔	محمد انور	"	"
19۔	محمد ریاض انصاری	"	"
20۔	اشتیاق احمد	"	"
21۔	خورشید اختر	پی۔ٹی۔سی استانی	
22۔	حاجی محمد سعید	پی۔ٹی۔سی استاد	
23۔	محمد خالد	"	"
24۔	محمد رمضان تاج	"	"
25۔	محمد نذیر احمد	"	"
26۔	محمد عارف	"	"
27۔	محمد فریاد	"	"
28۔	محمد اکرم	"	"
29۔	منیر حسین	"	"
30۔	محمد الیاس حیدر	"	"
31۔	نذیر احمد	"	"
32۔	جان محمد	"	"

فہرست ملازمین جن کو اناملی ملنی ہے (تتمہ ب)

1۔	محمد صدیق	بلڈنگ انسپکٹر	زیر پڑتال

2۔	وقار النساء	ہیڈ مسٹریس	"	"
3۔	آسیہ پروین	پی-ٹی-سی ٹیچرس	"	"
4۔	حافظہ آسیہ نسیم	"	"	"
5۔	دل ارشاد	"	"	"
6۔	ساجدہ پروین	"	"	"
7۔	سلطانہ کوثر	"	"	"
8۔	اطہرہ نسیم	"	"	"
9۔	رضیہ بیگم	"	"	"
10۔	حمیدہ بیگم	"	"	"
11۔	سمعیہ خانم	"	"	"
12۔	نسیم اقبال	"	"	"
13۔	کوثر پروین	"	"	"
14۔	عابدہ پروین	"	"	"
15۔	خالدہ پروین	"	"	"
16۔	زاہدہ بی بی دختر منیر احمد	"	"	"
17۔	زاہدہ بی بی دختر سلیمان	"	"	"
18۔	صائمہ عزیز	پی-ٹی-سی ٹیچرس	زیر پڑتال	
19۔	کلثوم اختر	"	"	"
20۔	جنت بی بی	"	"	"
21۔	حاجرہ بیگم	"	"	"
22۔	سعادت نسیم	"	"	"
23۔	شازیہ نازنین	"	"	"
24۔	نسیم کوثر دختر سراجدین	"	"	"
25۔	نسیم اختر	"	"	"
26۔	فرحانہ قمر	"	"	"
27۔	کشور سلطانہ	"	"	"
28۔	تحسین کوثر	"	"	"
29۔	نسرین کوثر	"	"	"
30۔	رقیہ سرور	"	"	"
31۔	تاجدین ظاہر	پی-ٹی ٹیچر	"	"

32۔	محمد حفیظ	"	"	"	"
33۔	شاہد اقبال	"	"	"	"
34۔	محمد عاشق ظفر	"	"	"	"
35۔	عبد الرزاق	"	"	"	"
36۔	عبد القیوم	"	"	"	"
37۔	محمد شعیب مظہر	"	"	"	"
38۔	فقیر احمد	"	"	"	"
39۔	غلام رسول راز	"	"	"	"
40۔	محمد زمان ساجد	"	"	"	"
41۔	شبیر احمد	"	"	"	"
42۔	مزمل فاروق	"	"	"	"
43۔	محمد لطیف اعجاز بھٹی	"	"	"	"
44۔	محمد اللہ دتہ	"	"	"	"
45۔	خالد محمود	"	"	"	"

یونین کونسل گٹھ سگھوال کا قیام

*660۔ ملک مختار احمد : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مورخہ 9 دسمبر 1993ء کو ضلع خوشاب میں نئی یونین کونسل گٹھ سگھوال قائم کرنے کا حکم جاری کیا تھا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعد میں یہ حکم واپس لے لیا گیا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) :

(الف) یہ درست ہے تاہم نوٹیفکیشن کی تاریخ 12 ستمبر 1992ء ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مذکورہ یونین کونسل گٹھ سگھوال کے معرض وجود میں آنے کا نوٹیفکیشن مورخہ 12 ستمبر 1992ء بذریعہ رٹ پٹیشن نمبری 11393/93 عدالت عالیہ میں متاثرہ فریقین نے چیلنج کر دیا عدالت عالیہ نے یہ نوٹیفکیشن معطل کر دیا۔ مگر بعد میں سائلان نے یہ مقدمہ واپس لے لیا۔ مقدمہ کے واپس ہونے پر محکمہ نے بھی یہ نوٹیفکیشن مورخہ 12-9-93 کو اس وقت کے وزیر بلدیات کے حکم کے تحت واپس لے لیا۔ بعد ازاں راجہ شوکت حیات نے حکومت کے اس فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ لاہور میں رٹ پٹیشن نمبری 7166/93 دائر کی جس پر عدالت نے حکم امتناعی جاری کیا ہوا ہے۔ مقدمہ ابھی متذکرہ

عدالت میں زیر سماعت ہے۔

گلیوں کی تعمیر و سولنگ

*690۔ حاجی مقصود احمد بٹ ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گلی رانا محمد اکرم والی اور گلی بالمقابل کوٹھی رانا محمد حنیف والی رحمت کالونی ونڈالہ روڈ، شاہدرہ نزد کوٹھی رانا حنیف تحصیل فیروز والا ضلع شیخوپورہ کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے جو 1962ء میں تعمیر کی گئی جس کی وجہ سے عوام کو آمد و رفت میں سخت پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ گلیوں کی از سر نو تعمیر کر کے ان پر سولنگ بچھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) گلی محمد اکرم والی اور گلی بالمقابل کوٹھی رانا محمد حنیف والی کا موقع ملاحظہ کرنے پر پتہ چلا ہے کہ مذکورہ گلیوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے تاہم موقع پر گلیوں کی فرش بندی کے کوئی نشانات موجود نہ ہیں۔ البتہ سیوریج بچھی ہوئی ہے جس کے ذریعے مذکورہ گلیوں کے پانی کا نکاس ہوتا ہے۔ جہاں تک 1962ء میں گلیوں کی فرش بندی کا تعلق ہے۔ محکمہ بلدیات و دیہی ترقی نے کوئی کام نہیں کروایا اور نہ ہی اس کا کوئی ریکارڈ محکمہ کے پاس موجود ہے۔

(ب) محکمہ کو سال رواں میں کوئی رقم اس قسم کے ترقیاتی کاموں کے لیے مختص نہ کی گئی ہے۔ لہذا بلدیات و دیہی ترقی کے پاس اس سلسلہ میں کوئی منصوبہ نہ ہے۔

ایکسیئن کے عہدہ پر تقرری

*849۔ چودھری محمد ریاض ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ تعمیرات سے دو ایس۔ڈی او لیول کے افسران جن کی مدت ملازمت 4 سال ہے کو محکمہ بلدیات میں ایکسیئن کے عہدہ پر لگایا گیا ہے۔

(ب) کیا محکمہ بلدیات میں افسران کی کمی تھی۔

(ج) محکمہ بلدیات کے ان افسران کے نام کیا ہیں۔ جنہیں ایکسئن لگایا گیا ہے اور اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ تعمیرات سے دو ایس۔ڈی او لیول کے افسران (رائے عمر و امجد رضا

خان) جن کی مدت ملازمت معلوم نہ ہے۔ کو محکمہ بلدیات میں ایکسیئن کے عہدہ پر (تبادلہ کے ذریعے) لگایا گیا ہے۔

(ب) نہیں۔

(ج) محکمہ ہذا میں ایکسیئن کی دس posts ہیں اور ان تمام پر ایکسیئن انتظامی امور کی بجا آوری کے لیے مامور کیے گئے ہیں۔ ان کے نام بمع مقام تقرری درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام ایکسیئن	مقام تقرری
1۔	رانے عمر	ایکسیئن لاہور (محکمہ تعمیرات سے)
2۔	راجہ عطاء اللہ	لاہور (ساؤتھ)
3۔	شبیر احمد چغتائی	لاہور (نارتھ)
4۔	عبید اللہ راٹھور	گوجرانوالہ
5۔	میاں محمد یوسف	راولپنڈی
6۔	چودھری محمد امین	بہاولپور
7۔	چودھری کرامت علی	ڈی۔جی خان
8۔	امجد رضا خان	فیصل آباد (محکمہ تعمیرات سے)
9۔	مہر غلام جیلانی	سرگودھا
10۔	محمد اسلم خان	ملتان (ایکسٹنگ چارج پر)

جھاورے پل کی تکمیل

*851۔جناب محمد بشارت راجہ : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔ 4 راولپنڈی پل تعمیر وطن پروگرام کے تحت منبر شبیر سے تعمیر رابطہ پل جھاورے کا کام 92-1991ء میں شروع کیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی کل رقم بمطابق تخمینہ محکمہ متعلقہ کے پاس پہنچ چکی تھی۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ اس منصوبے کو کیوں مکمل نہیں کر رہا۔ اگر مکمل کرنا چاہتا ہے تو کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) :

(الف) درست ہے۔

(ب) پل کا کل تخمینہ مبلغ دس لاکھ (10,00,000/-) روپے تھا۔ جناب راجہ محمد بشارت صاحب کی طرف سے پہلی قسط کے طور پر مبلغ (2,00,000/-) دو لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی۔ اس کے بعد اپریل میں جناب راجہ محمد بشارت ایم۔پی۔اے نے واٹر سپلائی سکیم جھاورے کو تبدیل کر کے اس کی رقم مبلغ پانچ لاکھ روپے (5,00,000/-) متذکرہ پل کے لیے مختص

کی۔ جون 1992ء میں جناب محمد حنیف چودھری صاحب سابقہ ایم۔پی۔اے نے مزید تین لاکھ روپے (3,00,000/-) کی رقم مختص کی۔ اس طرح جون 1992ء تک مبلغ دس لاکھ روپے (10,00,000) کی کل رقم جاری ہوئی۔

(ج) منصوبہ پر کام سال 92-1991ء میں شروع کر دیا گیا تھا ٹھیکے دار نے موقع پر جو کام کیا اس کی ادائیگی مبلغ سات لاکھ اکیس ہزار روپے کر دی گئی۔ بقایا کام کے لیے اس کو نوٹس دیا گیا کہ وہ کام کو جلد مکمل کرے کیونکہ ٹھیکے دار نے کام مکمل نہ کیا اس لیے بالاخر اس کا کام منسوخ کر کے اس کو Risk & Cost پر کرانے کا فیصلہ کیا گیا اور اخبار میں ٹینڈرز جولائی 1993ء میں دیا گیا۔ دریں اثناء جون 1993ء کے بعد تعمیر وطن پروگرام فنڈز لیپس (Lapse) ہو گئے۔ تاحال حکومت نے یہ فنڈ بحال نہیں کیے۔ جونہی یہ فنڈ بحال ہوں گے کام کی تکمیل کر دی جائے گی۔

حلقہ پی پی۔ 11 میں منصوبوں کی تکمیل

*858۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔ 11 میں مختلف منصوبوں کی تکمیل کے لیے چھٹی نمبر 1(17) آر او اے ڈی پی' پی اینڈ ڈی 1992ء مورخہ 17 مارچ 1993ء کے تحت سات لاکھ پچاس ہزار روپے جاری ہوئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رقم خرچ نہیں ہو سکی اور منصوبے نامکمل ہیں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ فنڈز کی ڈیمانڈ کر رہا ہے تاکہ منصوبے مکمل کیے جا سکیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو محکمہ منصوبہ بندی کب تک یہ فنڈز جاری کرے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) متذکرہ چٹھی کے تحت صرف انتظامی منظوری دی گئی تھی جبکہ کوئی رقم جاری نہ ہوئی تھی۔

(ب) جیسا کہ اوپر وضاحت کی گئی ہے اس منصوبے کے لیے کوئی رقم جاری نہیں ہوئی تھی لہذا کوئی اخراجات نہ ہو سکے۔

(ج) حکومت کی طرف سے فنڈز کے اجراء کے ساتھ ہی منصوبہ جات پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

حلقہ پی پی۔ 11 کے منصوبوں کی تکمیل کے لیے فنڈز کی فراہمی

*859۔ راجہ جاوید اخلاص، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی۔11 میں 31 دسمبر 1992ء کو مختلف سکیموں کے لیے چٹھی نمبر 1 (17) آر او (اے ڈی پی) پی اینڈ ڈی /92 کے تحت -/30,00,000 روپے جاری

ہوئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان سکیموں پر کام شروع کر دیا گیا تھا۔ مگر محکمہ پورے فنڈز خرچ نہیں کر سکا اور یہ فنڈز لیپس ہو گئے تھے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ راول پنڈی نے اب دوبارہ فنڈز کی ڈیمانڈ کر رکھی ہے۔ اگر ہاں تو ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے کب تک فنڈز جاری کر دیے جائیں گے اور یہ سکیمیں کب مکمل ہوں گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر تسلیم کیا گیا ہے کہ مبلغ تیس لاکھ روپے جاری ہوئے تھے جس میں سے مبلغ بارہ لاکھ روپے کی سکیمیں محکمہ ہائی ویز نے تعمیر کرنی تھیں جبکہ بقایا رقم مبلغ اٹھارہ لاکھ روپے کی سکیمیں محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے تعمیر کرنی تھیں اس رقم میں سے مبلغ 2.20 لاکھ روپے خرچ ہوئے اور بقایا رقم مبلغ 15.80 لاکھ روپے 30 جون کو lapse ہو گئے۔ جونہی فنڈز بحال ہوں گے کام مکمل کر دیا جائے گا۔

مڈل سکول کڑیالہ کی تعمیر

*920- چودھری نذر عباس بھٹی، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993ء میں حکومت نے ضلع حافظ آباد کے کن کن منصوبہ جات کے لیے ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے فنڈ مہیا کیے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات نے مڈل سکول کڑیالہ ضلع حافظ آباد کی تعمیر کے لیے ایم۔پی۔اے گرانٹ سے فنڈ مہیا کیے۔ اگر ہاں تو مذکورہ سکول کی تعمیر پر اب تک کل کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اس کی عمارت کب تک مکمل کر دی جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ایم۔این۔اے / ایم۔پی۔اے پروگرام برائے سال 93-1992ء میں جن منصوبہ جات کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایم۔پی۔اے گرانٹ سے کڑیالہ مڈل سکول کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کیے گئے اس منصوبہ پر اب تک کل -/1,71,716 روپے خرچ ہو چکے ہیں بقایا فنڈ -/6,28,284 روپے مہیا ہونے کے بعد منصوبہ مکمل ہو سکے گا۔ تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحصیل حافظ آباد میں لنک روڈ کی سولنگ

*921۔ چودھری نذر عباس بھٹی ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے بلونو / علی آباد تحصیل حافظ آباد میں لنک روڈ کی سولنگ کا کام ایم۔پی۔اے گرانٹ سے شروع کیا تھا اگر ہاں تو یہ کام کس سال شروع کیا گیا اور اس پر کل کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے بقایا رقم کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک ابھی تک مکمل نہیں ہوئی اگر ہاں تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اس سڑک کی سولنگ کا کام کب تک مکمل کر دیا جائے گا؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ) ،

(الف) یہ درست ہے کہ منصوبہ سولنگ لنک روڈ علی آباد بلونو ایم۔پی۔اے گرانٹ سے سال 1992-93ء میں شروع کیا گیا جس کا کل تخمینہ لاگت 3.84 لاکھ روپے تھا۔ سال 1992-93ء کے دوران اس منصوبے پر -/1,49,995 روپے خرچ ہوئے تھے۔ بقایا رقم جون 1993ء میں lapse ہو گئی۔ اس کے بعد مطلوبہ گرانٹ / رقم تاحال وصول نہ ہوئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سڑک مذکورہ تاحال مکمل نہ ہوئی ہے۔ فنڈز مہیا کرنے پر کام پایہ تکمیل تک پہنچ سکے گا۔

ٹھیکے داروں کو اضافی رقم کی ادائیگی

*946۔ جناب محمود حیات خان ، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بلدیاتی ادارہ فیصل آباد کو مارچ 1990ء میں ترقیاتی منصوبہ جات کی تکمیل کے دوران معقول وجوہ کی بناء پر منظور شدہ لاگت / الاٹ شدہ ٹھیکہ میں ساڑھے چار فیصلہ تک اضافے کی اجازت دی تھی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ اضافہ کے برعکس میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے ٹھیکے داروں کو دیئے جانے والے ٹھیکہ جات میں نظرثانی کر کے اصل رقم سے پانچ فیصد سے 15 فیصد زائد رقم ادا کی گئی ہے اگر ہاں تو ایسے منصوبہ جات کی تفصیل اور ٹھیکے دار ان کے نام و پتہ جات کیا ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی وضع کردہ پالیسی کے برعکس ٹھیکے دار ان کو متذکرہ مد میں زائد رقم دینے والے افسران / میئر / کونسلرز وغیرہ کے خلاف تاحال کوئی کارروائی نہیں کی گئی ہے۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مالی بے

ضابطگیوں کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) ہاں، یہ چٹھی فنانس ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ آف پنجاب نے مورخہ 7-1-92 کو بذریعہ مراسلہ نمبر R.O.(TECH) ED-2-3/85-YOL جاری کی ہوئی ہے تاہم بلدیہ فیصل آباد کو مذکورہ چٹھی اسسٹنٹ ڈائریکٹر آڈٹ نے مورخہ 15-3-1992 کو بذریعہ مراسلہ نمبر RAD/MCF/47 بھیجی ہے اور اسی روز سے اس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔

(ب) جز "الف" میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز "الف" بالا کے تحت ٹھیکے داران کو کوئی زائد رقم ادا نہیں کی گئی۔ لہذا کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

میونسپل انجینئر کی تعیناتی

*959۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) محمد بشیر احمد میونسپل انجینئر (ایکسیئن) فیصل آباد میونسپل کارپوریشن محکمہ ہذا میں کس تاریخ کو کس حیثیت میں اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم کے تحت بھرتی ہوا اور اس کی تعلیمی قابلیت کیا ہے اس کی میٹرک اور دیگر پیشہ ور تعلیم کی ڈگری کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ب) متذکرہ افسر کا ڈومیسائل کس ضلع کا ہے اور اس نے اپنی تاریخ تقرری سے لے کر اب تک کن عہدہ جات پر کن تاریخوں میں کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے ترقیاں حاصل کیں ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھی جائیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ آفیسر عرصہ تقریباً دس سال سے مسلسل میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں تعینات چلا آ رہا ہے اگر ہاں تو آیا حکومت اسے اس ادارہ سے تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) بنیادی طور پر محمد بشیر اختر 10-2-1962 کو بطور اوورسیئر بھرتی کیا گیا ان احکامات کو بحکم ڈپٹی کمشنر بہاولپور 12-2-64 کو بطور Oversear کنفرم کیا گیا۔ شعبہ انجینئرنگ کو 1968ء میں لوکل کونسل سروس میں شامل کیا گیا۔ پنجاب لوکل کونسل اور میونسپل کمیٹی سروس رولز 1963ء کے قاعدہ 8(سی) کی رو سے یہ لوکل کونسل سروس میں مورخہ 1-7-68 بطور اوورسیئر شامل کیا گیا متذکرہ افسر کی تعلیمی قابلیت ڈپلومہ از سول انجینئرنگ سکول 241-بی

گلشت ملتان ہے۔

(ب) متذکرہ افسر کا رہائشی ضلع سیالکوٹ ہے یہ 1980ء تک سب انجینئر رہا ہے بعد ازاں اسے 10-3-80 کو محکمانہ طور پر اسسٹنٹ انجینئر سکیل 17 میں ترقی دی گئی۔ بحکم مجاز اتھارٹی لوکل گورنمنٹ بورڈ لاہور۔

(ج) یہ درست نہیں ہے کہ متذکرہ افسر گزشتہ دس سال سے مسلسل میونسپل کارپوریشن فیصل آباد میں تعینات ہے مزید برآں اس کی تفصیل تعیناتی بلدیہ فیصل آباد درج ذیل ہے:۔

عہدہ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1۔ اسسٹنٹ میونسپل انجینئر، میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد	6-3-83 سے 30-9-87 تک
2۔ میونسپل انجینئر میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد	24-5-89 سے 28-3-92 تک
3۔ میونسپل انجینئر، میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد	9-5-93 سے اب تک

ٹرانسفر پالیسی کے مطابق ہر گورنمنٹ آفیسر کو عرصہ تین سال کے بعد تبدیل کیا جاتا ہے لہذا یہ ٹرانسفر پالیسی متذکرہ افسر پر بھی لاگو ہوتی ہے اور اس کا عرصہ تعیناتی تین سال ہونے پر تبدیل کر دیا جائے گا فی الحال وہ ہائی کورٹ سے جاری شدہ حکم امتناعی کی رو سے کام کر رہا ہے۔

تحصیل کی سطح پر عہدے کا قیام

*968۔ ملک محمد اسحاق بچہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا پنجاب میں سرکاری محکموں کے تحصیل کی سطح پر عہدے قائم ہیں۔

(ب) کیا محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کا کوئی عہدہ تحصیل کی سطح پر رکھا گیا ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو حکومت محکمہ ہذا کے تحصیل کے عہدہ کو قائم کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ):

(الف) یہ درست ہے کہ بعض سرکاری محکموں کے تحصیل کی سطح پر اہلکاران تعینات ہیں۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں تحصیل کی سطح پر کوئی عہدیدار مختص یا تعینات نہ کیا گیا ہے نہ ہی ایسی کوئی تجویز محکمہ ہذا کے زیر غور ہے۔ البتہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ محکمہ دیہی ترقی میں ہر مرکز / تھانہ کی سطح پر گریڈ نمبر 17 کا ایک آفیسر جو پراجیکٹ منیجر کہلاتا ہے۔ تعینات ہے۔ ان افسران کی مقامی سطح پر موجودگی کے سبب یہ محسوس کیا گیا ہے کہ تحصیل کی سطح پر ایک اضافی عہدہ تخلیق کرنے کی ضرورت نہ ہے۔

سرکاری ملازمین کو سلیکشن گریڈ کی عطائیگی

*969۔ ملک محمد اسحاق بچہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کو سلیکشن گریڈ دینا منظور کیا ہے۔
(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ امور حیوانات محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم کے افسر سلیکشن گریڈ حاصل کر رہے ہیں لیکن محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی میں تعینات پراجیکٹ منیجرز کو سلیکشن گریڈ نہیں دیا جا رہا ہے۔
(ج) اگر جز "ب" کا جواب اثبات میں ہے تو پراجیکٹ منیجرز کو سلیکشن گریڈ دینے کی وجہ ہے اور حکومت پراجیکٹ منیجرز کو سلیکشن گریڈ دینے کے سلسلے میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔
(الف) حکومت نے محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے گریڈ 1 تا 16 کے بعض ملازمین کو سلیکشن گریڈ دے رکھا ہے ماسوائے اکاؤنٹنٹ اور سیکرٹریوں یونین کونسلوں کے۔
(ب) درست ہے۔
(ج) پراجیکٹ منیجرز کو سلیکشن گریڈ دے کر ضلعی سطح پر تعینات کرنے کے لیے ایک گروپ کی تشکیل کے بارے میں تجویز محکمانہ طور پر زیر غور ہے۔ اس میں مزید پیش رفت میں رکاوٹ پراجیکٹ منیجر صاحبان کے مابین سپریم کورٹ میں ایک مقدمہ زیر سماعت ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ماموں کانجن کی کچی آبادیوں کی بجلی کی فراہمی

250۔ **چودھری شاہد خلیل نور**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،
"کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی 48 ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد نے کچی آبادیوں کو بجلی کی فراہمی کے لیے دس لاکھ خرچ کر کے کام مکمل کروایا تھا جو کہ عرصہ دو سال سے مکمل ہو چکا ہے اور واپڈا کی specification کے عین مطابق ہے لیکن اس کے باوجود واپڈا ان لائنوں کو ٹیک اوور نہیں کر رہی کیا وجوہات ہیں؟"

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔
"یہ درست ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن نے دو کچی آبادیوں الموسوم چک نمبر 509 گ ب اور اوڈاں والی جنان والی میں بجلی کی فراہمی کا کام تقریباً دو سال قبل مکمل کروا کر واپڈا کو کنکشن دینے کی استدعا کی تھی۔ بجلی کا کنکشن مورخہ 26-12-93 کو دے دیا گیا ہے"۔

ٹریفک انجینئر کے شعبہ کا قیام

257۔ **جناب آفتاب احمد خان**، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب سے میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد وجود میں آئی ہے اس میں ٹریفک انجینئرنگ کا شعبہ سرے سے موجود ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے ٹریفک انجینئر تعینات نہیں کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ ادارہ میں ٹریفک انجینئرنگ کا شعبہ قائم نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟ اور آیا حکومت وہاں ٹریفک انجینئرنگ کا شعبہ قائم کرنے اور ٹریفک انجینئر کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی پنجاب نے حال ہی میں دو ٹاؤن پلاننگ آفیسر گریڈ نمبر 17 میں تعینات کیے ہیں جو فیصل آباد شہر کی ترقی اور ٹریفک کے مسئلہ کے حل کی منصوبہ بندی میں کوشاں ہیں۔ ان دونوں نے شہر کے مسائل کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہے۔ اس مطالعہ کی روشنی میں ٹریفک مسائل کے حل کے سلسلہ میں تمام کوششیں بروئے کار لائی جائیں گی۔ جس میں ٹریفک انجینئر کی تعیناتی بھی شامل ہو سکتی ہے۔

ٹریفک سگنل لگانے کے لیے اقدامات

258۔ **جناب آفتاب احمد خان،** کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1980ء تک میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانے اور اس کو باقاعدہ کرنے کے لیے چوراہوں پر تیرہ ٹریفک سگنل نصب کر رکھے تھے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ 1993ء میں فیصل آباد میں صرف 2 ٹریفک سگنل کا کام کر رہے ہیں باقی تمام ختم ہو چکے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو گزشتہ دس سالوں میں شہر کی آبادی میں سے بے پناہ اضافے کے باوجود ٹریفک سگنل میں اضافے کی بجائے کمی کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)،

(الف) 1980ء میں فیصل آباد شہر میں نصب شدہ ٹریفک سگنلوں کا تعداد 12 تھی۔

(ب) اس وقت صرف چناب کلب چوک فیصل آباد کا ٹریفک سگنل چالو حالت میں ہے۔ چھ ٹریفک سگنلز سڑکوں کو چوڑا کرتے وقت یا پل تعمیر کرنے کے موقع پر اپنی جگہوں سے اکھاڑے گئے تھے باقی پانچ سگنلز بند پڑے ہیں۔ حکومت نے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کو ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ بڑھتی ہوئی شہری آبادی اور ٹریفک کے بوجھ کے مدنظر آئندہ سال اپنے بجٹ میں موزوں اور مناسب جگہوں پر مزید ٹریفک سگنل مہیا کرنے کے لیے

مناسب رقم مختص کرے۔

(ج) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد اپنے مالی مسائل کی وجہ سے ماضی میں ٹریفک سگنلوں میں مناسب اضافہ نہیں کر پائی۔ حکومت کی مذکورہ ہدایات سے صورت حال میں نمایاں تبدیلی آئے گی۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت اقدام کی تفصیلات

535۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) مالی سال 91-1990ء میں میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی اور اس عرصہ کے دوران حقیقتاً کتنی لاگت کے ترقیاتی منصوبہ جات کن علاقہ جات اور مقاصد کے لیے مکمل کیے گئے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ عرصے کے دوران مقرر کردہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی رقم سے زائد کے منصوبے جات مکمل کیے گئے اگر ہاں تو مقررہ حد سے کتنی زائد رقم اے۔ڈی۔پی میں خرچ کی گئی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وضع کردہ قواعد و ضوابط کے مطابق کسی بھی بلدیاتی ادارہ کو مالی وسائل کی دستیابی کے باوجود مقرر کردہ اے۔ڈی۔پی کی رقم سے زائد کے منصوبہ جات مکمل کرنے کا اختیار نہیں ہے۔

(د) اگر جزبائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اب تک متذکرہ بے ضابطگی کے مرتکب افسران / میئر کے خلاف آیا کوئی کارروائی کی اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد کے سالانہ بجٹ بابت سال 91-1990ء میں ترقیاتی کاموں کے لیے -/17,27,83,700 روپے کی رقم فراہم کی گئی تھی جس کے مجاز -/15,25,74,103 روپے کی ادائیگیاں کی گئیں۔

(ب) جواب نفی میں ہے۔

(ج) جی ہاں یہ درست ہے۔

(د) چونکہ قواعد کی خلاف ورزی نہیں ہوئی لہذا کسی تادیبی کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

میونسپل کارپوریشن کے منصوبہ جات کی تفصیلات

536۔ رانا محمد فاروق سعید خان، کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمشنر فیصل آباد ڈویژن نے میونسپل کارپوریشن کی حدود میں -/25,000 روپے مالیت کے منصوبہ جات کی موقع پر چیکنگ کے لیے مختلف مجسٹریٹوں کی ٹیمیں مقرر کی تھیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ انسپکشن ٹیموں نے دوران چیکنگ درجنوں ایسے منصوبہ جات کا سراغ لگایا جن پر سرے سے کام نہیں ہوا یا ناقص کام کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو انسپکشن رپورٹ کی نقول ایوان میں پیش کی جائیں۔

(ج) متذکرہ انسپکشن ٹیموں کی رپورٹ کے باوجود مالی بے ضابطگیوں کے ذمہ داران ٹھیکے داران افسران / کونسلرز کے خلاف کارروائی نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور ان کے خلاف کب تک کارروائی کی جائے گی؟

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سید ناظم حسین شاہ)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) کمشنر فیصل آباد ڈویژن نے ترقیاتی سکیموں کی چیکنگ کے لیے انسپکشن ٹیموں کی تشکیل کی تھی۔ لیکن ابھی تک انکوائری رپورٹ ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد کو موصول نہیں ہوئی۔

(ج) انکوائری رپورٹ فیصل آباد میونسپل کارپوریشن اور حکومت کو موصول نہیں ہوئی۔ جیسے ہی یہ رپورٹ موصول ہو گی تو بے ضابطگیوں کے مرتکب افراد کے خلاف حسب ضابطہ فوری کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں ۔

جناب نذر عباس بھٹی ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی بھٹی صاحب فرمائیے ۔

جناب نذر عباس بھٹی ، جناب سپیکر! میں دو لفظوں میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ آیا یہ سارے سوالات pending کیے گئے ہیں یا صرف نواب شیر وسیر صاحب کا سوال pending کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں سارے سوالات pending نہیں کیے گئے ۔ سوال نمبر 612 ، 608 اور 609 pending کیے گئے ہیں

جناب محمد اکبر علی شاہ ، جناب سپیکر ۔ ایک میری بھی گزارش ہے کہ میرے سوال نمبر 920 اور 921 ہیں براہ کرم ان کو بھی pending فرمالیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں شاہ صاحب ۔ اب وزیر صاحب جوابات ایوان کی میز پر رکھ چکے ہیں ۔ اور وقفہ سوالات بھی ختم ہو چکا ہے ۔ لہذا آپ تشریف رکھیں ۔

استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر ، اب ہم تحاریک استحقاقات کو لیتے ہیں ۔ یہ پہلی تحریک استحقاق رانا محمد فاروق سعید خان صاحب کی ہے ۔ شاہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کسی لمحے تو کوئی ایسا رول ادا کر لیا کریں کہ یہ ہاؤس ' ہاؤس نظر آئے۔

جناب محمد اکبر علی شاہ ، جناب والا! میری گزارش ہے کہ آپ تمام سوالات کو pending کر دیں ۔ کیونکہ میرا سوال بڑا ہی اہم ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہیں اب ایسا نہیں ہو سکتا ۔ I rule it out ۔ براہ کرم تشریف رکھیں ۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وصی ظفر صاحب! میرے خیال میں ہم پہلے یہ تحریک استحقاق لے لیں۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی تحریک استحقاق کے بارے میں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جی فرمائیے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب والا ! میری دو انتہائی اہم تحاریک استحقاق تھیں جن کے بارے میں مجھے ایک چٹھی موصول ہوئی ہے جس کے ساتھ ان تحاریک استحقاقات کی نقول بھی ہیں اور کہا یہ گیا ہے کہ یہ رول 55 کے تحت with held کر لی ہیں ۔ جبکہ اس میں یہ رول لاگو ہی نہیں ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وصی ظفر صاحب پہلے آپ میری ایک بات سن لیں ۔ آپ نے ایک تحریک استحقاق move کی۔ سپیکر صاحب نے اسے چیمبر میں kill کر دیا ۔ اب اس کا طریقہ یہ ہے کہ آپ سپیکر صاحب کو ان کے چیمبر میں ملیں ۔ ہم آپ سے ملیں گے ۔ میرے خیال میں وزیر قانون صاحب اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں

وزیر قانون ، جناب سپیکر! مذکورہ تحریک استحقاق جو ہے اس کی نوعیت مختلف ہے ۔ یعنی جس تحریک استحقاق کا ذکر وصی ظفر صاحب کر رہے ہیں یہ مختلف ہے ۔ اس تحریک کے جواب سے میں ذاتی طور پر بھی مطمئن نہیں ہوں اور میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر وصی ظفر صاحب مناسب سمجھیں تو اسے صرف کل تک کے لیے pending کر لیا جائے ۔ آج اس پر آپ فیصلہ نہ کیجئے۔

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں اسی تحریک استحقاق کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، جو پچھلے اجلاس سے pending چلی آ رہی تھی اس کی بات کر رہے ہیں ؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! اس کا جواب دوبارہ ...

جناب ڈپٹی سپیکر ، نہ وہ بات نہیں ہے یہ ان کی ایک نئی تحریک استحقاق ہے ۔

وزیر قانون ، نئی نہیں ہے۔ اس وقت جس تحریک کے بارے میں وصی ظفر صاحب بات کر رہے ہیں وہ تحریک استحقاق گزشتہ اجلاس والی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : No, no ۔وصی ظفر صاحب بتائیں کہ وہ گزشتہ اجلاس والی ہے یا نئی ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! میری ایک تحریک استحقاق گزشتہ اجلاس سے بھی pending چلی آ رہی جس پر جناب کا فیصلہ محفوظ ہے اس سے بھی گزشتہ جس میں انھوں نے جواب دیا ہے کہ انھوں نے میری تمام version کو admit کیا ہے کہ ہاں جی یہ آئے میں میٹنگ میں تھا یہ آئے میں ادھر تھا یہ ایسے ہوا ۔ انھوں نے ہر چیز کو admit کیا ہے ۔ میں نے خود جواب پڑھا ہے لاء منسٹر صاحب کے پاس موجود ہے اور یہ اسمبلی کے ریکارڈ پر بھی ہونا چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : یہ وہی تحریک استحقاق ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پھر ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب کہتے کہ ہم کل اس کو take up کر لیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اگر کل اجلاس ہی نہ ہوا تو ؟

وزیر قانون : جناب سپیکر! میں نے اسی لیے عرض کیا ہے کہ گزشتہ اجلاس والی جو تحریک استحقاق ہے ہم اسے کل take up کر لیں گے۔میں خود بھی اس کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں اور میں نے وہاں پر رابطہ کیا ہے اگر کل تک اس کا کوئی fresh جواب نہیں آتا تو اس صورت میں کل بے شک آپ اس تحریک استحقاق پر فیصلہ دے دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : پھر کل سب سے پہلے اسی کو لیں گے

وزیر قانون : ٹھیک ہے جی کل سب سے پہلے اسی کو لے لیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب کل سب سے پہلے آپ کی تحریک کو لیں گے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : ٹھیک ہے جناب ۔

وزیر قانون : جناب والا! جہاں تک نئی تحریک استحقاق کا تعلق ہے اس کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ وہ take up کیوں نہیں کی گئی تو جناب والا جو بھی سپیکر کے چیمبر میں decide ہو گئی کہ یہ تحریک استحقاق اسمبلی میں نہیں آئے گی ۔ اس کے بارے میں فاضل ممبر کو چاہیے کہ وہ پہلے سپیکر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں اس کے بعد اس معاملے کو ایوان میں لائیں ۔ یہی طے ہوا تھا اور یہی مناسب طریقہ کار ہے ۔

چودھری محمد وصی ظفر : جناب والا! اسمبلی سیکرٹریٹ کو چاہیے تھا کہ یہ مجھے گھر پر اطلاع دیتے میں لاہور میں ہی رہتا ہوں اور میں نے یہ تحریک استحقاق کافی دیر سے دی ہوئی ہے ۔ میں آج آیا ہوں تو میری دراز میں یہ چٹھی پڑی ہے ۔ایک میل پر تو میرا گھر ہے یہ میرے گھر پہنچا دیتے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر : وصی ظفر صاحب! کل ہم سب سے پہلے آپ کا مسئلہ take up کریں گے پچھلی تحریک کو بھی اور اس کو بھی۔ اب میں نے یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ کل جب تحاریک استحقاق کا وقفہ ہو گا تو سب سے پہلے اسے لیں گے ۔جی رانا محمد فاروق سعید خان ۔

ڈی-آئی-جی کرائمز کا رکن اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک

رانا محمد فاروق سعید خان : شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں کل مورخہ 27 اپریل 1994ء 2 بجے دوپہر DIG کرائمز برانچ مرزا جہانگیر کو ملنے کے لیے گیا۔ دروازے پر دربان نے روکا۔ میں نے اس کو بتایا کہ میں ایم پی اے ہوں اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا آپ کچھ بھی ہوں۔ میں کھڑا رہا پھر DIG کے بلانے پر اندر گیا۔ میں نے DIG سے اس بارے میں شکایت کی تو ان کا جواب بھی دربان والا تھا۔ کہ ایم پی اے ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے۔ میں ایم پی اے کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں۔ میں اٹھ کر واپس آ گیا۔ جناب سپیکر! میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں ایک عوامی نمائندہ ہوں مجھے لوگوں نے منتخب کیا ہے۔ یہ پبلک سرونٹ ہیں یہ سرکار کے ملازم ہیں' عوام کے ملازم ہیں' یہ ہم سب کے ملازم ہیں۔ میں پروٹوکول کے لحاظ سے بھی ان سے بڑا ہوں۔ ان کو یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ مجھے یہ جواب دیتے۔ جناب والا! لوگوں نے مجھے منتخب کیا ہے تاکہ میں ان کے مسائل حل کروں۔ میں ایک فوری نوعیت کے مسئلے کے لیے DIG کے پاس گیا تھا جس پر انھوں نے بات کرنا تو در کنار سننا بھی پسند نہیں فرمایا۔ جناب والا! یہ ابھی تک اپنے آپ کو ملکہ برطانیہ کے ملازم سمجھتے ہیں ابھی تک ان کا ذہن یہی ہے کہ اس ملک پر ملکہ برطانیہ کی حکومت ہے۔ ان کو یہ سوچنا ہے کہ یہ ملک 1947ء میں آزاد ہو گیا تھا اس وقت اس ملک میں جمہوری نظام ہے۔ پاکستان کو ہم نے بنایا ہے نمائندوں نے بنایا ہے اور انھی کی وجہ سے یہ ملک بنا ہے اور آج یہ نظام چل رہا ہے۔ ان کو اپنے ذہنوں سے یہ بات نکال دینی چاہیے کہ غیر ملکی ہاتھوں سے ان پر مسلط کیے گئے۔ ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ عوامی نمائندوں کا پوری طرح احترام کرنا چاہیے اور ان کی بات سننی چاہیے۔ جناب والا' میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کر کے استحقاق کمیٹی کی سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر : شکریہ۔ جی لاء منسٹر صاحب۔

وزیر قانون : جناب سپیکر! جہاں تک اراکین اسمبلی کی عزت و احترام کا معاملہ ہے اس بارے میں حکومت ensure کرائے گی اور ہم یقیناً اراکین اسمبلی کا احترام چاہتے ہیں افسران کام کریں نہ کریں۔ معاملے کے جائز ہونے یا ناجائز ہونے کے بارے میں فیصلہ کرنا ان کا حق اور اختیار ہے لیکن معزز اراکین اسمبلی کو عزت و احترام دینا بھی ان کی ذمہ داری ہے ان کے کارہائے منصبی میں شامل ہے۔ اس بات کو ensure کرایا جائے گا۔ جناب والا' جہاں تک اس صورت حال کا تعلق ہے کہ اس تحریک کے اسمبلی میں کلئیر ہونے کے بعد اتنا وقت نہیں ملا کہ اس کا واضح جواب یہاں آ سکتا تو اس بارے میں میں نے آج متعلقہ افسران کو directions دی ہیں کہ کل تک ان کا جواب لینے کے بعد اور ذاتی طور پر اس صورت حال کے بارے میں جو مناسب اور ضروری وضاحت ہے وہ لینے کے بعد میں کل

ایوان کو آگاہ کروں گا اس لیے فاضل ممبر سے گزارش ہے کہ وہ اس تحریک استحقاق پر آج زور نہ دیں اور اسے کل تک pending ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، فاروق صاحب! میرے خیال میں ٹھیک ہے

رانا محمد فاروق سعید خان ، ٹھیک ہے جناب والا!

جناب ڈپٹی سپیکر ، یہ کل کے لیے pending کرتے ہیں اگلی تحاریک استحقاق فاضل ممبران حزب اختلاف سے تعلق رکھتی ہیں نمبر 2' سردار حسن اختر موکل صاحب کی ہے تین اور چار اسی طرح ہیں یہ سب حزب اختلاف کے متعلق ہیں تو میں چاہوں گا کہ لاء منسٹر صاحب اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

وزیر قانون ، جناب والا! اگر رولز آف پروسیجر کے مطابق چلیں گے تو یہ ساری کی ساری تحاریک استحقاقات اور تحاریک التوائے کار بھی حزب اختلاف کی طرف سے ہیں تو یہ ساری lapse ہو جائیں گی سب rule out ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایوان کے تقدس کے حوالے سے اور جمہوری روایات کے حوالے سے مناسب نہیں ہو گا کہ آج ہم ان تحاریک استحقاقات اور تحاریک التوائے کار کو جو حزب اختلاف کی طرف سے ہیں ان کو اس طرح take up کریں جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ واک آوٹ کیے بیٹھے ہیں بائیکاٹ کیے بیٹھے ہیں۔ جناب والا' مجھے ایک دفعہ پھر عرض کرنا پڑھ رہا ہے کہ جمہوریت کی بہتری کے لیے اور جمہوری نظام کے لیے یہ اچھا اور مناسب رویہ نہیں ہے جو کہ فاضل اراکین حزب اختلاف نے اپنایا ہے۔جناب والا' حیرت کی بات یہ ہے کہ گزشتہ اجلاس کے بزنس میں بھی امن عامہ اور مہنگائی پر بحث شامل تھی لیکن حزب اختلاف نے واک آوٹ کر دیا اور وہ موضوعات زیر بحث نہ آئے۔ شاید انھوں نے یہ اجلاس بلایا ہی اسی لیے تھا کہ کسی نے انھیں کہا کہ آپ نے یہ کیا کیا کیسے افہام و تفہیم کر لی جبکہ کہیں اور افہام و تفہیم کی فضا موجود نہیں ہے تو شاید اس قسم کی صورت حال میں انھوں نے آج پھر اجلاس سے واک آوٹ کر دیا ہے۔لیکن میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ ان تحاریک کو آج نہ لیا جائے اور ہمیں حسن ظن رکھنا چاہیے اور حزب اختلاف سے بھی اچھی امیدیں وابستہ رکھنی چاہییں کہ شاید وہ کل تک احساس کر لیں کہ انھیں ایوان میں واپس آ جانا چاہیے۔یہی ان کا اصل پلیٹ فارم ہے اور یہی ان کی ترجمانی کرنے کی اصل جگہ ہے۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ تمام تحاریک استحقاق کو pending کر لیا جائے آج take up نہ کیا جائے حتیٰ کہ تحاریک التوائے کار کو بھی آج take up نہ کیا جائے۔ ہم کوشش کرتے ہیں کہ اگر اراکین حزب اختلاف مان گئے اور ایوان میں واپس آ گئے تو پھر ان کی موجودگی میں ان تحاریک کو لیا جائے۔ بصورت دیگر پھر حسب ضابطہ آپ جس طرح چاہیں گے۔ اس لیے اس صورت حال کو کل پر چھوڑ دیا جائے۔

چودھری محمد وصی ظفر ، جناب سپیکر' میری 5 تحاریک التوائے کار ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ، وزیر قانون کا جواب بڑا مثبت ہے انہوں نے بالکل درست فرمایا ہے کہ اگر رولز کے تابع دیکھیں تو ساری تحاریک kill ہو جائیں گی کیونکہ محرک موجود نہیں ہیں لیکن ہم نے چونکہ

اس ہاؤس کو چلانا ہے اور افہام و تفہیم سے کام لینا ہے اور پھر قوم بھی ہمیں دیکھ رہی ہے کہ کون کیا کر رہا ہے؛ میرے خیال میں حکومت کا نقطہ نظر بالکل ٹھیک ہے کہ ہم ان تحاریک کو موخر کرتے ہیں' خدا کرے کہ وہ آ جائیں جب کہ زیادہ نظریہ یہی ہے کہ وہ نہیں آئیں گے۔ کیونکہ جب اوپر سے کہا جائے تو پھر بات ان کے بس میں نہیں ہے۔ بہرحال ہم بردباری اور تحمل کا مظاہرہ کریں گے اور میں حکومت کے اراکین کو اس بارے میں مبارک باد دیتا ہوں کہ ان کا رویہ نہایت درست ہے نہایت ٹھیک ہے اور ہم آخری حد تک جائیں گے اور قوم دیکھ لے کہ کس کا رویہ ٹھیک ہے اور کون جمہوریت کی بحالی چاہتا ہے اور کون جمہوریت کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ تحاریک کل تک کے لئے موخر کی جاتی ہیں۔ اسی طرح آگے تحاریک التوائے کار ہیں.....

وزیر مواصلات و تعمیرات، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جیسا کہ ابھی آپ فرما رہے تھے کہ ان تحاریک استحقاق کو ہم موخر کرتے ہیں کیونکہ اپوزیشن اس وقت ہاؤس میں موجود نہیں ہے۔ میں ایوان کے فلور پر یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو بائیکاٹ ہے یہ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت ہے اور ان کو اوپر سے ہدایات ملی ہیں' کیونکہ ہمارے وزیر قانون نے پچھلے اجلاس میں بڑی کوشش سے اور ان کا ہر مطالبہ مانتے ہوئے کوئی ایسا موقع فراہم نہ کیا کہ وہ اپنا بائیکاٹ قائم رکھ سکیں۔ جب بائیکاٹ ختم ہو گیا تو ان کو اوپر سے یہ ڈانٹ ملی کہ آپ نے یہ بائیکاٹ کیوں ختم کیا ہے اور اس بائیکاٹ ختم کرنے کی پاداش میں انہوں نے یہ اجلاس ریکوزیشن کیا ہے اور ان کی یہ منصوبہ بندی ہے کہ اجلاس ریکوزٹ کرکے اجلاس میں آ کر پھر انہوں نے سوچی سمجھی سکیم کے تحت بائیکاٹ کیا ہے۔ حالانکہ ان کا کوئی معاملہ ایسا نہیں ہے جو گورنمنٹ نہ سننا چاہتی ہو اور گورنمنٹ اس پر بحث نہ کرنا چاہتی ہو۔ ہم نے تو کھلے دل سے ان کو ہر معاملے پر بحث کرنے کے لئے کہا ہے اور ان کے ہر جائز مطالبے کو تسلیم کیا ہے۔ میں یہ بھی کہنے کے لئے تیار ہوں کہ ہم نے ان کے کچھ ناجائز مطالبات بھی تسلیم کئے ہیں اور یہ صرف اس ہاؤس کے چلانے کے لئے کئے ہیں۔ اور میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت کیا ہے کیونکہ ہم نے پچھلی دفعہ ان کا بائیکاٹ بڑی محنت سے اور منت سماجت سے ختم کروایا تھا اب انہوں نے یہ اجلاس بلایا ہے اور پھر اس کا بائیکاٹ کیا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں یہ ہدایات ملی ہیں کہ حکومت اگر ان کے تمام مطالبات بھی تسلیم کرے پھر بھی وہ بائیکاٹ ختم نہیں کریں گے کیونکہ یہ اس اسمبلی کو چلتا نہیں دیکھنا چاہتے اور اس جمہوری عمل کو بھی دیکھنا نہیں چاہتے۔ کیونکہ نواز شریف چاہتا ہے کہ اگر وہ گورنمنٹ میں ہو تو پھر یہ ملک قائم بھی رہے تو ٹھیک ہے' اور یہ سسٹم بھی اسی صورت میں چلے لیکن اگر وہ اقتدار میں نہ ہو تو پھر نہ اس کو اس نظام کے ساتھ پیار ہے اور نہ ہی اس ملک کے ساتھ پیار ہے۔ یہی بات میں آپ کے توسط سے ریکارڈ پر لانا چاہتا تھا۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں .....

چودھری محمد اسلم، جناب والا! میں بھی اس سلسلے میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ

وزیر قانون اور وزیر مواصلات و تعمیرات جناب سعید اکبر صاحب نے کہا یہ بات بھی درست ہے لیکن ان کے بائیکاٹ کی ایک دوسری بات بھی ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ صوبائی حکومت نہایت موثر طریقے سے کام کر رہی ہے .....

جناب ڈپٹی سپیکر ،چودھری محمد اسلم صاحب ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ میں ایوان کی رائے لینا چاہتا ہوں کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے اگر ہاؤس یہ کہتا ہے تو پھر میرے خیال میں تحاریک التوائے کار بھی ہم کل لے لیں گے ۔ امن عامہ پر بحث بھی ان کی طرف سے تھی۔ اس لئے میرے خیال میں اور ایوان کی رائے بھی یہی ہے کہ نماز کا وقت بھی ہو چکا ہے لہذا اب کل صبح دس بجے تک کے لئے ایوان کی کاروائی ملتوی کی جاتی ہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا نواں اجلاس

(جمعرات' 12- مئی 1994ء)

پنج شنبہ' یکم - ذوالحج 1414ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 11 بجے منعقد ہوا جناب ڈپٹی سپیکر میاں منظور احمد موہل کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ
فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿٤٩﴾ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ
مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ
رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٥٠﴾ وَاِذَآ
اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ
فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿٥١﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ ﴿٥٢﴾

سورۃ حٰم السجدہ آیات 49-52

آدمی ترقی کی خواہش سے اس کا دل نہیں بھرتا اور اگر اس کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے تو نہ امید اور ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اس کو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اس پر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزا چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لیے ہونا ہی چاہیے تھا اور میں قیامت کو آنے والا نہیں خیال کرتا اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو میرے لیے اس کے پاس بھی بہتری ہی ہے تو ہم ان منکروں کو اُن کے سب کردار ضرور بتلا دیں گے اور اُن کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے۔ اور جب ہم آدمی کو نعمت عطا کرتے ہیں تو منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے آپ کہیے کہ بھلا یہ بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو اور پھر تم اس کو کرو انکار تو ایسے شخص سے زیادہ کون غلطی میں ہو گا جو ایسی دور دراز مخالفت میں پڑا ہو۔

وما علینا الا البلاغ٥

جناب ڈپٹی سپیکر، جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے اجلاس کا بائیکاٹ ہے ۔ آج بھی اجلاس دیر سے شروع ہونے کی وجہ یہی ہے ۔ جناب سپیکر صاحب کی طرف سے پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ اس مسئلے کو سلجھایا جائے ۔ اس وقت بھی وہ اسی کوشش میں ہیں اور امید ہے کہ شاید اپوزیشن کا یہ بائیکاٹ ختم ہو جائے تا کہ اس ملک میں جمہوریت رواں دواں ہو اور اسمبلی کا اجلاس جاری رہ سکے۔ میں وزیر قانون صاحب سے دریافت کروں گا کہ آج نوٹس برائے طلبی توجہ تھا اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں لیکن چونکہ انھیں ابھی اطلاع دی ہے کہ یہاں پر محرک موجود نہیں اس لیے وہ ایوان میں تشریف نہیں لاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں اس کو بھی pending کر دیں اس میں آپ کی کیا رائے ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اسے پندرہ منٹ کے لیے pending کر دیں کیونکہ ہم نے باقی کارروائی تو کرنی ہے۔ اجلاس کو تو pending نہیں کیا جا سکتا۔ اجلاس میں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے۔ تو وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں----

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں تو call attention notice جو ہے---- ٹھیک ہے۔ ہم اس کو pending کرتے ہیں۔

وزیر قانون، جناب والا! اسے پندرہ منٹ کے لیے pending کر دیں۔ پہلے تحاریک استحقاقات لے لیتے ہیں پھر اگر محرک آ گئے تو call attention notice لے لیں گے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب کی تحریک استحقاق جو گذشتہ اجلاس سے pending چلی آ رہی ہے وہ نمبر 4 ہے۔ تو یہ پڑھی جا چکی ہے۔ اس پر لاء منسٹر نے کہا تھا کہ اسے pending کر دیا جائے تو اب اس پر ہم لاء منسٹر صاحب کو سنتے ہیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! مذکورہ تحریک استحقاق کافی عرصے سے pending چلی آ رہی ہے اور جیسے میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ میں جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ لیکن میں نے کوشش کی تھی کہ

اگر مذکورہ تحریک کا خاطرخواہ جواب مل جاتا ہے اور محرک کی تسلی ہو جائے تو اس پر ایوان کے اندر فیصلہ کرنے کی بجائے باہر فیصلہ ہو جائے لیکن جو موجودہ صورت حال ہے اس میں' میں سمجھتا ہوں کہ محرک کا موقف اس لحاظ سے درست ہے کہ جس انداز میں اس تحریک استحقاق کا جواب آنا چاہیے تھا وہ نہیں آیا۔ اس لیے جو تحریک استحقاق وصی ظفر صاحب نے پیش کی ہے میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ لہذا ہم نے جو استحقاق کمیٹی گذشتہ اجلاس میں بنائی تھی اور ان کے نام آپ کے پاس فہرست میں موجود ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کر دیا جائے تاکہ معاملہ مزید thrash out ہو سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میاں محمد افضل حیات صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی پہلے سے تشکیل شدہ ہے۔ لاءمنسٹر صاحب کے جواب کی روشنی میں اس تحریک کو admit کیا جاتا ہے اور تحریک کمیٹی کو refer کی جاتی ہے اور وہ دو ماہ کے اندر اپنی رپورٹ پیش کریں۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری دوسری تحریک استحقاق کو بھی آج پر رکھا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو تو رولز کا پتا ہونا چاہیے کہ ایک فاضل رکن کی ایک ہی تحریک استحقاق۔

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب والا! میں تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہ رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میری تحریک استحقاق تو آج پیش ہی نہیں ہوئی بلکہ pending تھی اور اس پر فیصلہ ہوا ہے۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ کل اجلاس میں مجھے دو چٹھیاں ملی ہیں اس میں ہے کہ رول ۵۲ اور ۵۵ کے تحت آپ کی تحاریک استحقاق ہیں ایک تو تحریک استحقاق پہ رولز بھی نہیں لگتے پھر مجھے کوئی ایسی opportunity نہیں دی گئی کہ مجھے کلئیر کر دیا جاتا یا اس کی اطلاع مجھے گھر پہنچاتے تاکہ میں سپیکر صاحب سے چیمبر میں رابطہ کر لیتا۔ آپ رول دیکھ لیں اور یہ تحریک پڑھ لیں یہ رول apply نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا مقصد یہ ہے کہ جب ایک فاضل رکن کی ایک تحریک استحقاق admit ہو جائے یا اس کو پڑھا جائے تو next پیش نہیں کر سکتا۔ یہ بھی آپ کی تحریک استحقاق ہے اسے آپ کل تک رکھیں۔ اس کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ قانون کے خلاف اس

کو kill کیا گیا ہے ۔ تو آپ سپیکر صاحب سے re- consideration کے لیے کہہ سکتے ہیں تو آپ لکھ کر ان کو re-consideration کے لیے کہہ دیں۔

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے۔ جناب والا! شکریہ۔

رکن اسمبلی سے ڈی۔ آئی۔ جی کرائمز کی بدسلوکی (۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ ۔ اس کے بعد رانا محمد فاروق سعید خان صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ رانا صاحب! آپ نے اسے کل ہاوس میں پڑھ دیا تھا اور اس پر شارٹ سٹیٹمنٹ بھی دے دی تھی۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ہم اس پر کل غور کریں گے کیونکہ ان کے پاس جواب نہیں آیا تھا۔ تو لاء منسٹر صاحب! آپ فرمائیں ۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے مذکورہ آفیسر کو طلب کیا ہے۔ فاضل رکن ایوان میں نہیں آئے تھے اگر موجود ہوتے تو میں ذاتی طور پر ان سے بات کر لیتا ۔ اب میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے مذکورہ ڈی آئی جی کو طلب کیا ہے ۔ اب رانا صاحب کے پاس جو وقت ہو میں اس وقت ڈی آئی جی صاحب کو ان کی موجودگی بلا لوں گا۔ چونکہ یہ بھی حکومت کے رکن ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ان معاملات کو چلانے کے لیے تمام اراکین اسمبلی بھی برابر کے حصہ دار ہوتے ہیں۔ تو اس لیے میں مذکورہ آفیسر کو بلا لیتا ہوں اور پھر بھی اگر ان کی تسلی اور تشفی نہیں ہوتی تو اس صورت میں اسے حسب ضابطہ ایوان میں take-up کیا جا سکتا ہے ۔اس لیے فاضل رکن سے میری درخواست ہے کہ یہ موقع فراہم کریں تاکہ میں ان کی اور مذکورہ آفیسر کی آمنے سامنے بات بھی کرا سکوں اور مذکورہ آفیسر سے بھی میں ذاتی طور پر صحیح صورت حال معلوم کر سکوں ۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب سپیکر! اگر یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا جس طرح یہ لوگ ہمارے ساتھ سلوک کر رہے ہیں تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ گاڑی چل سکے۔ انھوں نے میری کیا تسلی کرانی ہے۔ جب وہ خود میری تسلی نہیں کرا سکے اب یہاں آ کر کیا کرائیں گے؟ میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کو منظور کر کے کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا آفتاب احمد خان صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان، جناب والا! میری گزارش ہے کہ رانا فاروق صاحب کا مسئلہ بڑا اہم اور سنگین

ہے کہ جس طرح ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اگر ہم چیمبر میں ختم کرتے رہیں تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ رانا صاحب ایک معزز رکن ہیں انھوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے اور انھوں نے on the flor of the House یہ بات کی ہے۔ مجھے بھی ذاتی تجربہ ہے میں بھی ایک دفعہ ڈی آئی جی صاحب کے دفتر میں گیا تھا۔ وہ ماشاء اللہ کرسی سے اٹھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ کل بھی رانا صاحب نے کہا تھا۔ ہم نے ابھی تک public servant اور public representative کو ہم نے differentiate نہیں کیا کہ ملازم میں اور نمائندہ میں فرق کیا ہے؟ انھوں نے ایک رانا فاروق کو نہیں دیکھنا تھا۔ انھوں نے دیکھنا تھا کہ یہ ایک ایم پی اے آیا ہے۔ اس کا کیا احترام ہے؟ لاء منسٹر صاحب سے میری گزارش ہے کہ حکومتی بنچز ہوں یا حزب اختلاف کے ہوں۔ یہ بڑا اہم معاملہ ہے اس کو یہاں پر نہ بلائیں۔ اس کو کمیٹی کے سپرد کریں اور رانا صاحب اپنے evidence کمیٹی کے سامنے پیش کریں گے، بجائے اس کے کہ ہم ڈی آئی جی صاحب کو بلاتے رہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کمیٹی میں بھی مذکورہ ڈی آئی جی کو ہی طلب کیا جانا ہے اور اب بھی میں نے یہی بات کی ہے کہ مذکورہ آفیسر ڈی آئی جی کو طلب کر لیتے ہیں اور رانا فاروق صاحب کی موجودگی میں ان سے بات کر لیتے ہیں۔ اگر رانا صاحب کی تسلی نہیں ہوتی اور ایسی صورت حال پائی جاتی ہے جس سے رانا فاروق صاحب محسوس کریں کہ ان کو اطمینان نہیں ہوا ان کی تسلی نہیں ہوئی۔ تو اس صورت میں اس معاملے کو ایوان میں دوبارہ take up کیا جا سکتا ہے۔ میں اس تحریک کو kill نہیں کروا رہا۔ میں نے اسے pending کرانے کے لیے گزارش کی ہے۔ pending کرنے سے نہ ان کا موقف ختم ہو گا اور نہ ہی ان کی تحریک kill ہو گی۔ اس لیے فاضل محرک کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ ان کی تحریک اپنی جگہ پر موجود ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی عبدالرشید بھٹی صاحب!

جناب عبدالرشید بھٹی، جناب والا! بجائے اس کے کہ چودھری فاروق صاحب اپنے ساتھی ممبر دی بے عزتی ہون دا کچھ تھوڑا بہت احساس کرن۔ اہ ڈی آئی جی صاحب اسانوں اتنے پیارے لگن لگ پئے نیں کہ اسیں ڈی آئی جی صاحب نوں استحقاق کمیٹی دے سامنے وی پیش نہیں کر سکدے۔ جناب مہربانی کرو اک ممبر دی بے عزتی کیتی گئی اے۔ توہین کیتی گئی اے اور ایہہ اساڈے نال ہر روز ہو رہیا اے۔ اک ڈی آئی جی نہیں ایہہ سارے ڈی آئی جی اور جتنے وی ایس ایس پی اور باقی افسر بیٹھے

نیں ایہہ سارے ہی ہر روز ایہو ہی کجھ کر رہے نیں۔ مہربانی کرو اگر کوئی دوست تحریک لے آندا اے تے تساں اونوں kill نہ کریا کرو۔ کم از کم اوہنوں کمیٹی دے سپرد تاں ہون دیو۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی فاروق سعید خان صاحب! لاء منسٹر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کو kill نہیں کرتے۔ اگر admit ہونے سے پہلے ان کو بلا کر آپ کی تسلی کرا دی جائے۔

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! میری تحریک استحقاق کو منظور کر کے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، لاء منسٹر صاحب آپ یہ وضاحت کر دیں کہ اگر سیشن continue نہ ہوا یعنی آج یا کل ختم ہو گیا تو آج اس کو آئندہ سیشن میں بھی لانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر قانون، بالکل' جناب سپیکر! اگر سیشن ختم ہو جاتا ہے تو اس صورت میں بھی میرا موقف یہی ہے کہ اس تحریک استحقاق کو kill نہ کیا جائے بلکہ اسے اگلے سیشن تک کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

(اس مرحلے پر چار ممبران پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنے کے لیے کھڑے ہو گئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، میں امان اللہ صاحب کو پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔

جناب امان اللہ خان، شکریہ' جناب سپیکر! عرصہ سے زبان بندی کی ہوئی تھی کچھ لیڈروں کا حکم تھا اور کچھ اپنی سوچیں تھیں لیکن اب یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ زبان بندی زیادہ دیر تک نہیں چلے گی۔ قابل احترام وزیر قانون صاحب جس طرح سے بیورو کریسی کا دفاع کر رہے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم جو عوامی نمائندے کہلاتے ہیں یہ ہمارے لیے باعث شرم ہے۔ پاکستان کی تاریخ میں جو کردار بیوروکریسی نے آج تک ادا کیا ہے وہ سنہری حروف سے لکھنے والے ہیں۔ بیوروکریسی کی تاریخ اتنی شرم ناک ہے کہ اگر میں بیان کرنا شروع کروں تو میرے خیال میں اس کے لیے کئی دن چاہئیں۔ بیورو کریسی کے تمام لوگ on my tips ہیں اور سب کا میں بتا سکتا ہوں کہ ان کا کیا کردار رہا ہے۔ احتساب ہونا چاہیے اور ان کا بھی ہونا چاہیے اور ہمارا بھی ہونا چاہیے۔ باقاعدہ ایک پروگرام کے تحت سیاست دانوں کو سالہا سال سے بدنام کیا جا رہا ہے۔ ہم لوگ کردار کے لحاظ سے ان سے بدرجہا بہتر ہیں۔ ٹھیک ہے ساری سوسائٹی زوال پذیر ہے۔ ہم بھی اور بیورو کریسی بھی اسی سوسائٹی کا حصہ ہیں لیکن یہ کرپشن کے معاملے میں ہم سے بدرجہا بدتر ہیں۔ ہم پر یہ مختلف قسم کے الزامات لگاتے ہیں۔ ہر

فیلڈ میں یہ ہمارے ساتھ مقابلہ کر لیں اور آج بھی ان کا رویہ یہی ہے' جیسے اصل حکمران یہی ہیں۔ پارلیمنٹرین کو تو یہ اپنا ملازم سمجھتے ہیں۔ ہم ایک ایس پی کو اگر کارڈ بھیجتے ہیں تو وہ ہمیں آدھا گھنٹہ انتظار کرواتا ہے۔ اس لیے رانا فاروق صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ صحیح کہا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر قانون کو بیورو کریسی کا اتنا دفاع کرنا چاہیے۔ اب ان کو اپنے مقام پر آنا چاہیے جو ان کا اصل مقام ہے وہ انہیں بتائیں اور ان کو پبلک سرونٹ بنائیں حکمران نہ بنائیں۔ ایمانداری کی بات ہے ہم تنگ آ چکے ہیں۔ جب ہم اپنے حلقہ نیابت میں جاتے ہیں تو ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم نے کیا کیا ہے؟ نہ پچھلے دور میں اور نہ ہی موجودہ دور میں انہوں نے اپنا رویہ بدلا ہے۔ انہوں نے تو ہمیں موری ممبر بنا کر رکھ دیا ہے۔ یہ کام تو کونسلرز کا تھا جو آج ایم پی ایز اور ایم این ایز حضرات کر رہے ہیں۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ آپ سیاست دانوں اور بیورو کریسی دونوں کا احتساب کریں۔ آپ یہاں ایک متفقہ قرارداد پاس کریں کہ پچھلے پندرہ' بیس' تیس سال کا دونوں کا احتساب ہونا چاہیے۔ اور ہر حلقے اور ہر کلاس کا احتساب ہونا چاہیے۔ اس مسئلے پر بھی ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میں نے کل بھی کہا تھا کہ لوکل باڈیز کے معاملات پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ معاملے پر probe کرے۔ اسی طرح اب بھی میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلے میں بھی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور پھر اس کمیٹی کی سفارشات پر عمل کیا جائے۔ اور یہ تماشا اب زیادہ دیر تک نہیں چلنا چاہیے۔ اپوزیشن کے جو حضرات باہر بیٹھے ہیں' میں کہتا ہوں کہ وہ بھی یہاں تشریف لائیں اور احتساب کے عمل میں ہمارا ساتھ دیں وہ بھی اپنے آپ کو قوم کے سامنے پیش کریں اور ہم بھی اپنے آپ کو قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں اور قوم دیکھے کہ کس نے کیا کیا ہے؟ کل جو میری طرح دس روپے کا مکان بھی نہیں رکھتا تھا آج دس دس کروڑ روپے کی کوٹھیوں کے مالک ہیں خواہ وہ سیاست دان ہیں یا بیوروکریٹس ہیں سب کا احتساب کریں اور ان کو سزائیں دیں بہت مہربانی شکریہ۔

چودھری طاہر بشیر چیمہ، جناب والا! رانا فاروق صاحب وہ فاضل رکن ہیں جن کو اللہ کے فضل سے آج تک نہ تنگ کرنے کی جرأت کی ہے اور نہ کوشش کی ہے اور اگر انہوں نے تحریک استحقاق پیش کر ہی دی ہے تو اس میں سو فیصد سچائی ہو گی۔ یہ تو دوسرے ممبران کے مسائل بھی حل کرتے ہیں اگر یہ تحریک پیش کر رہے ہیں تو اس میں یقیناً سچائی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جہانگیر مرزا صاحب ان سے بھی کوئی طاقتور چیز ہیں۔

جناب طاہر بشیر چیمہ، جی ہاں۔ ان سے بھی کوئی طاقتور چیز ہیں جنہوں نے ان کو بھی روکنے کی کوشش کی ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون وپارلیمانی امور، جناب سپیکر! حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس ہے ایوان کی عزت اور احترام کا بھی ہمیں پوری طرح سے احساس ہے۔ میں پوری ذمہ داری اور اطمینان کے ساتھ ہاؤس کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اراکین اسمبلی کے احترام کو ان افسران نے ملحوظ خاطر رکھنا ہوگا اور جو افسر اراکین اسمبلی کا احترام نہیں کرے گا حکومت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہوئے ان افسران کے خلاف تادیبی کاروائی کرے گی اور میں ایوان کو یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ خواہ اس تحریک سے متعلقہ کوئی افسر ہے یا اس تحریک کے علاوہ بیورو کریسی کے کسی بھی محکمے سے تعلق رکھنے والے کوئی افسران ہیں پارلیمانی نظام کو چلانے کے لیے اراکین اسمبلی کے ساتھ تعاون کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ ان کے فرائض منصبی میں یہ بات شامل ہے کہ وہ اراکین اسمبلی سے تعاون بھی کریں اور ان کے ساتھ عزت اور احترام کے ساتھ پیش آئیں اور یہ جو عوامی مسائل لے کر ان کے پاس جاتے ہیں عوام کی ترجمانی اور عوام کی نمائندگی کے لیے وہاں پر جاتے ہیں' افسران ان کو Accommodate کریں۔ میں انہیں یہ یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی۔ فاضل محرک سے میں ایک دفعہ پھر یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی تحریک کو موخر کرلیں اسے kill نہیں کیا جا رہا اور ان کے جذبات کا بھی ہم احترام کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد، جناب والا میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ وزیر قانون کو یہ چاہیے تھا کہ جب رانا فاروق صاحب نے یہ تحریک استحقاق پیش کی تھی اس وقت ہی وہ اس افسر کو بلا لیتے اور یہ معاملہ خوش اسلوبی سے طے پا جاتا۔ اب یہ تحریک ہاؤس میں پڑھی جا چکی ہے اس لیے میرے خیال میں اب یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد ہونا چاہیے۔ بہت بہت شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے اور جیسا کہ وزیر قانون وپارلیمانی امور نے فرمایا ہے کہ رانا فاروق صاحب اور ڈی آئی جی کو ساتھ بٹھا کر دونوں کا نقطہ نظر معلوم کیا جائے اور اس کے باوجود اگر رانا صاحب مطمئن نہ ہوں تو پھر اس تحریک کو بے شک استحقاق کمیٹی کے سپرد کردیا جائے۔ ویسے بھی یہ تحریک kill نہیں کی جارہی بلکہ اسے موخر کیا جا رہا

ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح زیادہ بہتر انداز میں اس معاملے کو نمٹایا جا سکتا ہے۔ اس لیے میں رانا صاحب سے یہ گزارش کروں گا اور جیسا کہ وزیر قانون نے فرمایا ہے ان کو یہ ایک موقع دیں اس طرح ان کی بہتر انداز میں پذیرائی ہو گی۔

چودھری طاہر بشیر چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ افسر ہمارے وزیر قانون کو کیوں اتنا عزیز ہو گیا ہے کہ ایک فاضل رکن نے تحریک استحقاق پیش کی ہے اور وہ افسر اس میں بھی اپنی تذلیل سمجھتا ہے کہ وہ کمیٹی کے سامنے بھی پیش ہونا نہیں چاہتا۔ آخر کس لیے اس تحریک کو موخر کیا جا رہا ہے؟ جب ایک معزز رکن اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ میری تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اسے کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا رہا۔ یہ تو فاضل رکن کی مزید تذلیل کروانے کے مترادف ہے۔ ایک معزز رکن نے تحریک پیش کی ہے اور آپ متعلقہ افسر کو بلوا کر صلح کروانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس طرح تو یہ سلسلہ چلتا رہے گا جب وہ کہہ رہے ہیں کہ میری تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تو پھر اس پر کمیٹی فیصلہ کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ رانا سہیل احمد نون پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا سہیل احمد نون، جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ فاضل دوست جو پہلے ہمارے ساتھی ہیں اس کے بعد وزیر ہیں۔ میں نے ان کی یہ بات سنی ہے کہ رانا صاحب اور ڈی آئی جی کو آمنے سامنے بٹھا کر ان کی بات چیت کرواؤں گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں فاضل رکن کا استحقاق مجروح ہوا ہے وہاں پر تمام ممبران اور پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ تو اس طرح کی بات ہے جس طرح پنچائتی فیصلوں میں دو ڈاکوؤں کو بٹھا کر دو چوروں کو بٹھا کر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ میری اس سلسلے میں آپ سے یہ گزارش ہے کہ پارلیمنٹ کا اور پارلیمنٹیرین کا جو وقار ہے اسے بحال فرماتے ہوئے آپ اس پر مزید بحث کی بجائے فوری طور پر اس پر فیصلہ فرمائیں اور اس کو جہاں استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے وہاں ایک ایسی کمیٹی formulate کی جائے جو کہ ممبران پر مشتمل ہو اور وہ اس قسم کے تمام افسران کے مسئلے کو ٹیک اپ کرے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ سعید احمد ظفر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر اطلاعات، سیاحت و ثقافت، جناب والا! ابھی میرے بھائی فرما رہے تھے کہ دو ڈاکوؤں اور دو چوروں کی بات ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے بھائی رانا فاروق صاحب

ہمارے لیے انتہائی معزز اور انتہائی محترم ہیں ان کے بارے میں ایسی بات تو نہیں ہوسکتی۔ ہم تو سوچ بھی نہیں سکتے۔ جہاں تک رانا فاروق صاحب کا معاملہ ہے۔ میں اس بارے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بطور بھائی کے ہم ان سے گزارش کرتے ہیں۔ واقعی یہ زیادہ بہتر ہوگا جو کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔ جناب میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ محرک سے بھی ان کا view point لے لیں تاکہ معاملے کو clear کیا جاسکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کی ہے۔ میں یہ بھی بتا دوں کہ وہ تحریک استحقاق kill نہیں کی جا رہی۔ بلکہ وہ آئندہ اجلاس میں بھی سامنے آئے گی۔ مقصد یہ ہے کہ آج بھی اس پر تبصرہ ہوگیا۔ پریس میں صبح بھی آئے گی۔ اس کو زندہ رکھیں ختم نہ کریں۔ میری رائے یہی ہے کہ اس کو ابھی زندہ رکھیں' پینڈنگ کروائیں۔ اگر آپ کی منشا کے مطابق کوئی فیصلہ نہ ہو تو پھر آپ کو پورا حق حاصل ہے۔ اس پر پھر بات ہوسکتی ہے۔ جی فاروق صاحب!

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! یہ جو بات ہوئی ہے یہ میرے ساتھ بحیثیت ایم پی اے ہوئی ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کسی آئی جی کو ڈی آئی جی کو کبھی جرات نہیں ہوئی کہ وہ میرے ساتھ ایسی بات کرے۔ میں نے اس لیے یہ ایوان میں پیش کی ہے کہ میں بتانا چاہتا تھا۔ ورنہ میں تو ان کو پہلے بھیجا تھا ہوں کہ وہ کیا چیز تھا۔ میں اگر اس کے ساتھ کوئی بات کرتا تو پھر ان لوگوں نے کہنا تھا کہ آپ نے بحیثیت ایم پی اے اس کے ساتھ کیا بات کی ہے۔ میں صرف ایم پی اے ہونے کے ناطے سے اس بات کو اس ایوان میں لے کر آیا ہوں۔ اب اس کا جو فیصلہ ہے وہ بھی اس ایوان پر ہی چھوڑتا ہوں۔ جو یہ ایوان فیصلہ کرے گا مجھے منظور ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، وصی ظفر صاحب!

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! یہ تمام گفتگو کے پیچھے جو برائی پنہاں ہے وہ دراصل یہ ہے کہ جب کوئی مجھ جیسا یا کوئی اور غریب آدمی جس نے دوکان' مکان یا کسی جگہ کی نمائندہ بن کے یا افسر بن کے جو limit آخر اس نے پیسے کی سوچی ہوتی ہے دیکھی نہیں ہوتی۔ کروڑ پتی ہوجاتا ہے۔ پھر اس قسم کے حالات ہوتے ہیں پیسے نہیں ہوتے۔ جناب اس میں میری submission ہے کہ اس کو اگر پینڈنگ ہی فرما دیں اور وہ بات بھی ہوجائے تو وہ بات کمیٹی والی ہی ہے۔ اگر وہ ادھر آجائیں اور

ان سے بات کریں اور پھر ان کی تسلی نہ ہو تو پھر وہ کمیٹی کے پاس بھی جاسکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرے خیال میں وصی ظفر کی بات معقول ہے۔ جی فاروق صاحب!

رانا محمد فاروق سعید خان، جناب والا! ٹھیک ہے ۔ جس طرح وصی ظفر صاحب نے فرمایا ہے اس کو ملتوی کردیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کو موخر کیا جاتا ہے۔ اگر یہ اجلاس prorogue بھی ہو گیا تو پھر یہ اگلے اجلاس تک موخر ہے۔ یہ پھر اگلے اجلاس میں آئے گی۔ جناب غلام عباس!

جناب غلام عباس، جناب والا! آپ کی مہربانی۔ کہ دس بارہ مرتبہ استدعا کرنے کے بعد مجھے موقع ملا ہے۔ گزارش یہ نہیں ہے کہ ہمیں کسی ایک معزز افسر کے بارے میں یہاں پر بات کرنی ہے۔ یہاں پر بات تو رویوں کی ہو رہی ہے اور یہ انتہائی قابل افسوس بات ہے کہ حکومتی ادارے کے ایک اعلیٰ افسر نے ایک معزز رکن کے ساتھ زیادتی کی ہے اور اس کو اتنی سوچ بچار کے بعد بھی موخر کردیا گیا ہے۔ تو عام لوگوں کے ساتھ بیورو کریٹس کا رویہ کیا ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب! اب یہ فیصلہ ہو گیا ہے۔

جناب غلام عباس، میں اس مسئلے پر بات نہیں کر رہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ ہاؤس کے اور سپیکر کے اور سب کے conduct پر تبصرہ کر رہے ہیں۔

جناب غلام عباس، میں یہ نہیں کہہ رہا۔ آپ میری بات سنیں۔ گزارش یہ ہے کہ یہاں پر ہمارا مسئلہ رویوں کا ہے۔ کہ سیاست دانوں کا رویہ کیا ہے؟ بیورو کریٹس کا رویہ کیا ہے؟ کیا آج کی بننے والی اسمبلی آج عوام نے جو ووٹ دیے ہیں وہ رویوں کی تبدیلی پہ دیے ہیں۔ لوگ بیوروکریسی کے رویے میں تبدیلی مانگتے ہیں اور بیوروکریسی کا رویہ وہ رویہ ہے جو کہ مارشل لاء کا رویہ ہے اور مارشل لاء کا رویہ وہ رویہ ہوتا ہے جو عوام دشمنی رویہ ہوتا ہے۔ اور ہم نے عوام دشمنی رویئے کو تبدیل کرنا ہے۔ اور اگر آج ایک معزز رکن کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے تو عوام کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہو گا؟ آج ہم نے اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ دینی ہے۔ اور یہ حکمران طبقوں میں بیورو کریٹس کو باور کروانا ہے کہ آپ عوام کے خادم ہیں۔ آپ کو عوام کی فلاح و بہبود کے لیے عوامی اراکین کی عزت بھی کرنی ہو گی اور جائز کام بھی کرنے ہوں گے۔ مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام عباس کی بات جائز ہے لیکن مقصد یہ ہے کہ ہم نے اس ہاؤس کی کارروائی بھی قواعد و ضوابط کے مطابق چلانی ہے۔ سب سے پہلے ان قواعد و ضوابط میں تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔ جب تک ہم وہ تبدیلی نہیں لا سکتے تو ہم ان سے ہٹ کر کوئی کام نہیں کر سکتے۔ چونکہ محرک نے پریس نہیں کیا۔ ایک فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن جس سیاق و سباق میں غلام عباس بات کر رہے ہیں وہ بھی بالکل جائز اور ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 2 ہے جو کہ اپوزیشن کے حسن اختر موکل اور باقی فاضل اراکین کی طرف سے ہے۔ ہم ان کو ابھی kill نہیں کرتے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی تشریف لے آئیں۔ اس بارے میں لاء منسٹر صاحب بتائیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! میرے خیال میں یہ جو تحاریک استحقاق ہیں یہ urgent matter ہوتی ہیں۔ کل بھی ہم نے اسی وجہ سے ان تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ نہیں کیا تھا کہ شاید فاضل اراکین اپوزیشن آج ہاؤس میں آجائیں۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ تحاریک استحقاق کو ٹیک اپ کیا جائے اور ان پر رول کے مطابق آپ اپنی رولنگ دیتے جائیے۔ جب تک تحاریک التوائے کار کا وقت آتا ہے اس وقت تک ہم بھی اس کوشش میں ہیں اور میں نے اب بھی پیغام بھیجا ہے شاید اراکین اپوزیشن جو ہیں ان سے رابطہ ہو جائے۔ باقی business کو ہم ان سے رابطہ ہونے کے بعد ٹیک اپ کرلیں گے۔ لیکن اب ایوان کی کارروائی روکی تو نہیں جاسکتی۔ اس لیے تحاریک استحاق کو ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک استحقاق نمبر 2 سردار حسن اختر موکل صاحب۔ حاضر نہیں ہیں۔ اس لیے یہ dispose of کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ محرک موجود نہیں ہے۔ نمبر 3۔ چودھری محمد منشاء سندھو صاحب۔ فاضل محرک موجود نہیں ہیں اس لیے یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔ آگے نمبر 4 ہے۔ اس میں 4 تا 11 تک ہے ۔ یہ تحاریک استحقاق ہیں ۔ ان میں میاں معراج دین صاحب ہیں محرک نمبر 4 کے۔ نمبر 5 کے ایس اے حمید صاحب ہیں۔ نمبر 6 کے محمد منشاء اللہ بٹ صاحب ہیں۔ نمبر 7 جناب امتیاز احمد صاحب۔ نمبر 8 ۔ ملک محمد عباس کھوکھر صاحب۔ نمبر 9 ۔ میاں عمران مسعود صاحب۔ نمبر 10 ۔ چودھری شوکت داؤد صاحب۔ نمبر 11 ۔ میاں محمد ثاقب خورشید صاحب۔ ان میں سے بھی کوئی فاضل محرک موجود نہیں ہے۔ اس لیے یہ بھی dispose of تصور ہوں گی۔ میں ان کو رول آؤٹ کرتا ہوں ۔ لہذا تحاریک استحقاق ختم ہوئیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب' یہ تحاریک التوائے کار ہیں۔ یہ بھی اکثر اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ لیکن نمبر 15, 16 اور 17 وصی ظفر صاحب کی طرف سے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ پہلے ہم وصی ظفر صاحب کی تحریک التوائے کار لے لیں۔ یہ out of turn تصور نہیں ہو گی' لیکن اس سے یہ ہو گا کہ چونکہ اپوزیشن والے موجود نہیں ہیں' وصی ظفر صاحب موجود ہیں۔ اگر آپ اس بارے میں کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! تحریک التوائے کار میں اس طرح کر لیجیے کہ ایسے اراکین جو ایوان میں موجود ہیں ان کی تحاریک التوائے کار آپ پہلے ٹیک اپ کر لیجیے۔ آج کے اجلاس میں تحریک التوائے کار کا وقفہ ختم ہونے تک اس دوران اگر اپوزیشن آجاتی ہے تو اس وقت تک اپوزیشن اراکین کی تحاریک kill نہ کی جائیں اور وہ بعد میں لے لی جائیں۔ لیکن وہ اگر وقفے کے دوران نہیں پہنچتے تو اس کے بعد انھیں بھی حسب ضابطہ اور رولز آف پروسیجر کے تحت ٹیک اپ کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ نمبر 15۔ جناب وصی ظفر صاحب۔

پنجاب بھر میں سڑکوں پر ناجائز تجاوزات

چودھری محمد وصی ظفر، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں ہر جگہ سڑکوں پر سابقہ دور حکومت میں ناجائز تجاوزات قائم کر لی گئی ہیں جس سے عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔ مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ اس میں شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتے ہیں؟

چودھری محمد وصی ظفر، نہیں جناب۔ اس کی explanation, short statement نہیں۔ پہلے بھی اس میں یہی رہا ہے کہ تحریک پڑھ کے فاضل محرک بولتے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں۔ میرے خیال میں اب لاء منسٹر صاحب اور اس کے بعد آپ۔

چودھری محمد وصی ظفر، اس کا تھوڑا سا پس منظر جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' اس کے بعد۔

چودھری محمد وصی ظفر، بہت معمولی' کہ جو میئر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، نہیں' میرا مقصد یہ ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، لاء منسٹر صاحب نے تو جو فرمانا ہے' میئر حضرات اور وزیر اعظم نے جو جپھے لگا کے سڑکیں بند کی ہوئی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کو یہ حق حاصل ہے' لیکن اس کے بعد۔ پہلے میں لاء منسٹر صاحب کو فلور دیتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! فاضل محرک کا میں بڑا احترام کرتا ہوں۔ وہ بہت پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں بھی گزارش کروں گا کہ تحریک التوائے کار دیتے ہوئے اس کے لیے کوئی پروسیجر ہے' رولز ہیں۔ ان کو انھیں ضرور مد نظر رکھنا چاہیے۔ اور specific matter کو تحریک التوائے کار کا حصہ بنایا جاتا ہے۔ اس specific matter میں بھی ایسی صورت حال جو اس بات کا تقاضا کرے اور وضاحت کرے کہ اس وجہ سے اتنا اضطراب پھیل گیا ہے یا عوام پریشان ہو رہے ہیں یا عوام کو دقت اور رکاوٹ پیش آ رہی ہے کہ جس کی بنیاد پر اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ جب کہ یہ تحریک التوائے کار اتنی مبہم ہے اور اس میں انھوں نے صرف یہ کہا ہے کہ پنجاب بھر میں ہر جگہ سڑکوں پر سابقہ دور حکومت میں ناجائز تجاوزات قائم کر لی گئی ہیں۔ کوئی وضاحت نہیں کہ کون سی سڑک پر' کہاں پر کس نے تجاوز کیا ہے' کیسے تجاوز کیا ہے اور تجاوز کرنے والا کون ہے۔ جناب سپیکر! ہماری حکومت قطعی یہ نہیں چاہتی کہ ایسے ناجائز تجاوزات کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ہم نہ صرف ان کی حوصلہ شکنی کریں گے بلکہ حکومت نے اس وقت تک بے شمار شہروں میں ایسے اقدامات کیے ہیں کہ جہاں پر کارپوریشن یا کمیٹی کی حدود میں یا ہائی ویز کی سڑکوں پر جہاں کہیں بھی ناجائز تجاوزات کیے گئے ہیں حکومت نے اس کا ایکشن لیا ہے' نوٹس لیا ہے اور وہ ناجائز تجاوزات ختم کرنے کے لیے حکومت نے اپنی ذمہ داریاں پوری کی ہیں۔ بہرحال جہاں کہیں اس وقت بھی' بے شک کسی کارپوریشن کے ادارے کے اندر' کسی بڑے یا چھوٹے شہر کے اندر' ہائی وے کی اراضی پر جہاں کہیں ناجائز تجاوزات موجود ہیں' ان کی نشان دہی کی جائے' ایوان کے اندر کی جائے یا باہر' حکومت اس کا نوٹس لے گی اور مذکورہ محکمہ' جس کی اتھارٹی میں ایسی جگہ آتی ہے' جس جگہ پر ناجائز تجاوز کیا گیا ہے' حکومت ان ناجائز تجاوزات کو remove کرے گی۔ لیکن

چونکہ اس تحریک التوائے کار میں فاضل محرک نے کسی specific place کی نشان دہی نہیں کی' کوئی specific لوگوں کے بارے میں ذکر نہیں کیا کہ کس نے کہاں پر تجاوز کیا ہے' اس لیے میرے خیال میں' میرے نقطۂ نظر کے مطابق یہ تحریک التوائے کار حسب ضابطہ نہیں ہے اور یہ قابل پذیرائی بھی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' وصی ظفر صاحب۔

چودھری محمد وصی ظفر: جناب والا! ایک مخصوص مسئلہ' رولز دیکھ لیں۔ یہ مسئلہ ایک ' single specific matter ہے۔ میں رولز پڑھے بغیر جناب کو عرض کر رہا ہوں کہ یہی الفاظ ہیں۔ "single specific matter"۔ یہ single specific matter ہے کہ پنجاب بھر میں ناجائز تجاوزات قائم کر لی گئی ہوئی ہیں۔ جناب والا! یہ جناب خود دیکھ لیں۔ لاہور ہی میں دیکھ لیں۔ ماڈل ٹاؤن اور موجودہ لیڈر آف اپوزیشن نے کروڑوں کی جائیداد جنگلوں سے لپیٹ کے پکی تعمیرات کی ہوئی ہیں۔ ان کے جو آگے pickets بنائے ہوئے ہیں ان کو کہہ لیں جو manoeuvred elections کے ذریعے جو کارپوریشن کے میئر تھے' انھوں نے قبضے پہ ساری جگہیں لوگوں کو فروخت کی ہوئی ہیں۔ فیصل آباد میں جب طارق آباد پل کے نزدیک سڑکوں کو گرایا گیا تو لوگوں نے اس بات پر جلوس نکالا کہ تمام نے سات سات آٹھ آٹھ دس دس لاکھ روپیہ دے کر قبضے کی پرچیاں سابقہ میئر صاحب سے لی ہوئی تھیں۔ اور اسی طرح آپ جدھر بھی چلے جائیں۔ آپ گوجرانوالہ میں سے گزر کر چلے جائیں' سیالکوٹ میں سے جائیں' میں نے اسی لیے پنجاب بھر کا ذکر کیا۔ جناب والا' اس میں سب سے بڑی گزارش ہے کہ جب تک یہ بڑے مگرمچھ یا بڑی مچھلیوں کو نہیں پکڑیں گے' تو چھوٹے کیسے قابو آئیں گے؟ ایک شخص تو دندناتا پھرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں قومی اسمبلی میں لیڈر آف اپوزیشن ہوں' سابق وزیر اعظم ہوں۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں پنجاب اسمبلی کا لیڈر آف اپوزیشن ہوں۔ ہم نے تو کروڑوں روپے کی جگہ پر قبضہ کیا ہے' ہم نے تو ادھر تعمیرات کی ہیں۔ ہم نے تو ادھر پارکوں میں بھی تعمیرات کی ہیں۔ ہم نے جنگلے لگا کر سڑکیں اکھیڑ دی ہیں۔ جناب والا' جا کر موقع ملاحظہ فرمائیں' جو metalled roads تھیں' وہ بھی کروڑوں روپے سے بنی ہوں گی' تو ان کے سات گھروں کے پیچھے جتنی سڑک تھی' ایک طرف جنگلہ لگا کے' دوسری طرف جنگلہ لگا کے metalled road کو اکھیڑ دیا ہے۔ سامنے جو سڑک تھی' شاہراہ عام تھی۔ بچپن سے ادھر جاتے رہے ہیں۔ اس شاہراہ عام کو بند کر کے جنگلے لگا کے اس کے سامنے

جو ایک خود پارک بنوایا تھا خوب صورتی کے لیے' اس میں تعمیرات کر دی ہیں۔ اور جناب یہ کوئی اسی بیاسی کنال سے اوپر جگہ بنتی ہے۔ اور وہاں پر بیس لاکھ روپے کنال سے زیادہ قیمت ہے۔ آپ جناب بیس لاکھ کو اسی سے ضرب دے لیں تو سولہ سترہ کروڑ کی تو صرف یہی جگہ بن گئی۔ جناب' کیا یہ فاضل لاء منسٹر کو نظر نہیں آئی کہ ادھر یہ ہے؟ اگر ایک ایک تجاوز کی نشان دہی کرنے لگیں تو وہ تو اتنی زیادہ ہیں۔ جناب والا' میں نے یہ تحریک کوئی ابھی تو نہیں دی۔ میں نے یہ دو تاریخ کو دی تھی۔ آج بارہ تاریخ ہے۔ دس دن میں یہ رپورٹ آ سکتی تھی کہ کہاں کہاں پر تجاوزات ہیں۔ یہ فلور میں کھڑے ہو کر کیا خوبصورتی ہوتی ہے کہ فرماتے ہیں کہ کہیں پہ تجاوزات ہیں ہی نہیں۔ ہماری تو رپورٹ آ گئی ہے جناب۔ گورنمنٹ تو اتنی efficient ہے کہ جو سابقہ دور میں تجاوزات ہوئی تھیں انھوں نے تو ان کو بھی گرا دیا ہے۔ اور بڑوں سے شروع کیا ہے' یا چھوٹوں سے شروع کیا ہے' میں کہتا ہوں کہ بلا تخصیص ہونا چاہیے۔ جناب والا' میں اگر رحیم یار خان سے اٹک تک کی تجاوزات کا ذکر کرنے لگوں تو اس طرح سے تو وہ single specific matter اس sense رہتا ہی نہیں - اس میں تو بیس ہزار آ جائیں گی۔ single specific matter تو یہی ہے اور اس سے عوام میں بے چینی ہے۔ ایک تو عوام کی کروڑوں کی جائیداد ہے' دوسرا گزرنے کے راستے بند ہیں' ٹریفک میں رکاوٹ ہے۔ لاہور سے گوجرانوالہ جائیں۔ اس سے باہر بھی ہیں۔ کوئی وہی ایک نہیں ہے۔ اس کے بعد آ جائیں۔ آپ شیخوپورہ میں آ جائیں۔ آپ جناب گوجرانوالہ travel کرتے ہیں۔ آپ اپنے ضلع میں چلے جائیں' ادھر دیکھ لیں' ہیں کہ نہیں ہیں۔ ادھر تو یہ ہے کہ ایک جگہ یہ کہہ دیا کہ یہ ہندو پراپرٹی ہے - اس پر قبضہ کرلو اور کوئی چیز بنا لو' تمہارے باپ دادے کی ہو گئی یہ مسلم اوقاف کی ہے اس پر بھی قبضہ کرلو۔ یہ کارپوریشن کی جگہ ہے اس پر بھی قبضہ کرلو۔ یہ جگہ صوبائی گورنمنٹ کی ہے یہ کیسے پڑی ہے' اس پر بھی قبضہ کرلو بعد میں دیکھا جائے گا۔ ادھر تو جناب ایسا ہوا ہے کہ گارڈن ٹاؤن میں برکت مارکیٹ کے باہر عیسائیوں کی تنظیم کی جگہ تھی جو ان کی ایک سوسائٹی ہے جس کے تحت وہ سکول وغیرہ چلاتے ہیں - اس کے جعلی پی ٹی ڈی بنا کر ایسا کیا گیا ہے۔ ادھر اپوزیشن کے ایک فاضل رکن ہیں جنہوں نے ادھر اتنے بڑے بڑے پلازے بنادئے ہیں کہ ان کی طرف دیکھ کر خوف آتا ہے۔ ان کے والد کی جائیداد نکال لیں جو اب اربوں پتی ہوئے ہیں - ان کی جائیداد ۱۹۴۷ء سے پہلے کی نکال لیں۔ یہ ادھر اعلان کریں تو میں ایک ایک چیز پوائنٹ آؤٹ کروں گا۔ اربوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں - ادھر توجناب تمام گرین بیلٹ الاٹ کردی گئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمود اختر گھمن صاحب کافی دیر سے کھڑے ہو رہے ہیں۔ ان کے بعد غلام عباس صاحب اور پھر وزیر قانون صاحب تقریر کریں گے۔ جی محمود اختر گھمن صاحب۔

چودھری محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! تجاوزات کے حوالے سے بات ہو رہی تھی۔ میرا تعلق ایک ایسے علاقے سے ہے جو تمام دیہات پر مشتمل ہے۔ یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمارے دیہات میں وہ لوگ جو نہایت غریب ہیں ' اگر ان میں سے کسی نے ایک مرلے پر بھی ناجائز قبضہ کیا ہے تو حکومت کا قانون ' حکومت کی پولیس اور حکومت کا ریونیو سٹاف حرکت میں آجاتا ہے۔ اور ان کے تجاوزات تو کیا جائز مکانات بھی مسمار کر دیے جاتے ہیں۔ یہ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ہمیں پنجاب کے لوگوں نے اس لیے ووٹ دیے تھے کہ ہم پنجاب کی جائیداد کا تحفظ کریں گے۔ ہم ان کے حقوق کا تحفظ کریں گے۔ لیکن دکھ اور ظلم کی بات ہے کہ وہ لوگ جو عوام کا مینڈیٹ لے کر آئے' وہ لوگ جو عوام کی سوچ لے کر آئے انہوں نے یہاں پر کیا کیا۔ ان لوگوں نے کروڑوں روپے کی زمینوں پر ناجائز قبضے کیے۔ کتنے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ ایک شخص ملک کے ایک صوبے کا وزیراعلیٰ رہا ہو ' ایک شخص ملک کا وزیر اعظم رہا ہو' وہ ملک کی قومی اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن ہو۔ ایک بھائی پنجاب اسمبلی میں لیڈر آف دی اپوزیشن ہو اور وہ encroacher ہو تو دنیا میں اس ملک کی کیسا کہ ہو گی۔ دنیا میں اس ملک کے پارلیمینٹیرین کی کیا عزت ہو گی؟ جناب والا! وہ قومیں' وہ سوسائٹیاں ہمیشہ تباہ ہو جاتی ہیں جہاں امیر کے لیے قانون اور ہو اور غریب کے لیے قانون اور ہو۔ جناب والا! کو یاد ہو گا کہ جب اس encroachment . کو ختم کرنے کے لیے نوٹس دیا گیا تو ہمارے ایک نہایت سینئر پارلیمینٹیرین جن کے متعلق جناب کی بھی رائے ہے کہ وہ بہت سنجیدہ پارلیمینٹیرین ہیں۔ تو اس نے کہا کہ جو شخص ادھر جائے گا تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دئے جائیں گے۔ مجھے یہ توقع ہے کہ اس نے کہا کہ وہاں encroachment کے سلسلے میں سوال کرنے کے لئے اگر گورنمنٹ کے ادارے کے آدمی جائیں گے تو وہ اپنے گھر والوں کو وصیت دے کر جائیں۔ وہ تو مختلف وقتوں میں مختلف آراء اور مختلف بیانات دے سکتے ہیں۔لیکن سنجیدہ لوگوں سے یہ توقع نہیں ہونی چاہیے۔ تو میری جناب سے یہ درخواست ہو گی کہ خدا را اس ملک کے امیر اور غریب کے لیے ایک قانون بنا دیجیے۔ وہ معاشرہ کبھی نہیں چل سکتا جہاں امیر کے لیے قانون اور ہو' غریب کے لیے قانون اور ہو۔ آئیں ہم سب پارلیمنٹیرین اس بات کا تہیہ کریں کہ ہم میں سے کم از کم کوئی

پارلیمینٹیرین encroacher نہیں ہو گا۔ لوگوں نے ہمیں بھیجا ہے۔ ہم ان کے لیے قانون بنائیں۔ جناب والا! آپ اسمبلیوں کی حالت دیکھ رہے ہیں ۔ جناب میں نے پہلی دفعہ الیکشن لڑا اور اس معزز ایوان میں پہنچا ہوں۔ میرے دل میں بہت سے توقعات اور تمنائیں تھیں کہ ہم یہاں قانون سازی کریں گے اور غریبوں کی مدد کریں گے۔ ان بیوہ اور یتیموں کی مدد کریں گے۔ ان بے روزگاروں کی مدد کریں گے۔ جناب والا! میرا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ میں عوام کو دیکھتا ہوں ' یہاں کی غیر حاضری کو دیکھتا ہوں ' یہاں کے اکثر ارکان کی سنجیدگی کو دیکھتا ہوں تو جناب والا! مجھے بہت دکھ ہوتا ہے ۔ مجھے اپنے پارلیمینٹیرین ہونے پر جناب والا! شرم آرہی ہے کہ پنجاب کے لوگوں نے ہمیں جن ووٹوں سے ' جن دعووں سے جن توقعات سے ایوان میں بھیجا ہے تو ہم کیا کر رہے ہیں۔ میں اپوزیشن سے بھی درخواست کرتا ہوں۔ جناب والا! ہم نے بے شمار کوششیں کیں کہ ایوان کی رونقیں دوبارہ لوٹ آئیں۔ یہاں قانون سازی ہو۔ یہاں قانون کی حکمرانی ہو۔ جناب والا! جب ملک کے سابقہ وزراء اعلیٰ ' وزیر اعظم خود قانون کو توڑتے ہوں تو اس ملک میں قانون کی کیا حکمرانی ہو ۔ جناب والا ۔ میری حکومت سے درخواست ہے کہ جو شخص قانون کے مخالف چلتا ہے تو اس کے خلاف قانون کی rapid strict implemention ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ اگر نتھو لوہار کی encroachment ہو تو اسے شام کو ہی گرا دیتے ہیں۔ لیکن اگر کسی بڑے آدمی کی encroachment ہے تو وہ دھمکی دیتا ہے۔ تو حکومت اس کی طرف رخ نہیں کرتی۔ جناب والا ۔ گو کہ میرے دوست نے وہ پن پوائنٹ نہیں کیا لیکن جناب! ایک مسئلہ تو پن پوائنٹ کیا گیا ہے۔ یہاں تو پورے صوبے پنجاب کی بات ہو رہی ہے۔ آخر میں جناب والا۔ میں آپ کے توسط سے اپنے پارلیمانی بھائیوں سے درخواست کروں گا کہ خدارا! اس ایوان کی عظمت کو قائم رکھیں۔ آئیں عہد کریں کہ ہم نے اس کی عظمت کو قائم رکھنا ہے۔ اور اپوزیشن کے ساتھیوں سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں ' پریس سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ خدارا ان اسمبلیوں کو تماشا نہ بنائیں۔ اس ملک کے ساتھ اس عوام کے ساتھ بہت کچھ ہو چکا ہے ۔ اب ان کو اس ملک کے اس صوبے کے عوام پہ ' اس ایوان پہ اور ان ووٹروں پہ رحم کرنا چاہیے اور یہاں رونقیں لوٹنی چاہئیں۔ اور یہاں قانون سازی ہونی چاہیے ' قانون کی حکمرانی ہونی چاہیے۔ کوئی انصاف کی بات ہونی چاہیے۔ کیچڑ نہیں اچھالنا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس: جناب سپیکر! شکریہ۔ محترم محمود اختر گھمن صاحب نے بہت باتوں کی طرف توجہ کروادی ہے۔ میں حکومت سے صرف یہی پوچھنا چاہوں گا کہ reservations ہیں۔ کیا آپ نہیں چاہتے کہ ان لوگوں سے تعلقات خراب ہوں۔ کیا آپ کو اپنے تعلقات خراب ہونے کا خدشہ ہے۔ اس لیے encroachment کو ختم نہیں کیا جارہا؟ کیا آپ اب دوبارہ تعلقات کی بحالی کی طرف جارہے ہیں۔ اس لیے آپ وہاں بلڈوزر نہیں لے کر جاتے؟ کیا لاہور میں غریبوں کی بستیوں کو مسمار نہیں کیا جاتا۔ کیا فیصل آباد میں encroachment کو ہٹانے کے لیے کمشنر فیصل آباد خود بلڈوزر پہ بیٹھ کے بلڈوز نہیں کر رہا؟ کیا کمشنر فیصل آباد کو شیر علی کا بنا ہوا وہ پلازہ نظر نہیں آیا۔ جو کہ اس نے گھنٹہ گھر چوک میں ایک ڈسپنسری کے اوپر بنایا ہوا ہے۔ کیا لاہور میں ہمارے ایک معزز رکن اپوزیشن نے جیسے کہ وصی ظفر صاحب نے کہا میں مزید ان کی اطلاع کے لیے اس میں مزید اضافہ کروں گا۔ کہ ایک پارک کے اندر پلازہ بنا ہوا نظر نہیں آرہا؟ کروڑوں روپے کا پلازہ ہے۔ ہمارے معزز اراکین نے شاہ عالمی کے پارک میں پلازے بنائے ہوئے ہیں۔ سرکاری زمینوں کی اتنی زیادہ encroachment ہوئی ہے تو کیوں اس کے اوپر ایکشن نہیں لیا جاتا۔ کیا reservations ہیں۔ ہم کیا سمجھتے ہیں کیا ہم حکمران طبقے کے مفادات کے تحفظ کے لیے آئے ہیں۔ کیا ہم لٹیروں اور بدمعاشوں سے compromise کرنے کے لیے آئے ہیں۔ کیا ہم ان کی دھمکیوں سے مرعوب ہونے کے لیے بیٹھے ہیں۔ اگر ایک آدمی یہ کہے گا کہ میری دیوار گرائی گئی تو کلاشنکوفوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیا حکومت قبضہ گروپ کی کلاشنکوفوں سے ڈرتی ہے۔؟ اگر ڈرتی ہے تو پھر میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاس کوئی حق ہے۔ اگر ہے تو ستر کنال زمین کے اوپر لیڈر آف اپوزیشن کا جو ناجائز قبضہ ہے جو اس نے اپنے اقتدار کو وسعت اور جو اپنے گھر کو وسعت دی تھی۔ میں یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ ستر کنال زمین خالی کرواکے اس ملک کے بے گھر عوام کے لیے ملٹی سٹوری فلیٹ بنائے جائیں اور انہیں مفت تقسیم کیے جائیں۔ جناب والا یہ بہت بڑا مذاق ہے۔ لوگ ہمیں پوچھتے ہیں لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کرپشن کے خاتمے کی بات کرتے ہیں۔ تو آپ کیوں اس کو ختم نہیں کرتے۔ ایک طرف یہ ہو رہا ہے کہ کرپشن کے خاتمے کی طرف ہم جاتے ہیں تو رکاوٹیں ہیں۔ انتظامیہ اس میں تعاون نہیں کرتی۔ انتظامیہ کو روک دیا جاتا ہے کہ مت تعاون کیا جائے۔ جناب! اگر اس کرپشن کو ختم نہیں کیا جائے گا۔ اگر اس lawlessness کو ختم نہیں کیا جائے گا' اگر قانون صرف غریب کے سر پر لاٹھی بن کر برستا رہے گا

تو پھر جناب والا! یہ سماج بچے گا نہ یہ حکومت بچے گی نہ یہ حکمران بچیں گے اور نہ یہ حکمران طبقے بچیں گے۔ ہمیں یا تو ایسا قانون بنانا ہوگا' ایسا قانون prevail کرنا ہوگا۔ ایسی enforcement کرنی ہوگی' قانون اس طریقے سے لاگو کرنا ہوگا کہ بڑے اور چھوٹے غریب اور امیر کے درمیان تمیز کو ختم کرتے ہوئے ہر اس شخص کے خلاف ہمیں قانونی کارروائی کرنی ہوگی جو کہ قانون کی دھجیاں اڑاتا رہا ہے۔ یا اڑا رہا ہے۔ بہت مہربانی بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ایک تو میں نے قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں کی کہ تجاوزات پنجاب میں نہیں ہیں۔ تجاوزات ہیں اور مختلف شہروں میں حکومت کی ہدایات کے نتیجے میں انتظامیہ نے تجاوزات ہٹائی ہیں اور یہ مہم ابھی ختم نہیں ہوئی۔ ناجائز تجاوزات ختم کرنے یا ہٹانے کی مہم جاری رکھنے کے لیے حکومت نے اپنی انتظامیہ کو واضح ہدایات دے رکھی ہیں۔ میں نے تحریک التوائے کار کے حوالے سے یہ بات کی تھی کہ یہ تحریک التوائے کار specific نہیں ہے۔ حتیٰ کہ یہ تحریک التوائے کار کسی ایک محکمے کے خلاف نہیں ہے۔ تحریک التوائے کار میں پنجاب بھر میں ناجائز تجاوزات کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ اب اگر ایک علاقہ کارپوریشن کا ہے تو وہاں سے ناجائز تجاوزات کارپوریشن نے ختم کرنی ہیں۔ اگر کوئی علاقہ ہاؤسنگ محکمے کے اندر آتا ہے تو اس میں سے ہاؤسنگ کے محکمے نے ناجائز تجاوزات ہٹانی ہیں۔ اس کے علاوہ محکمہ مواصلات جو ہے اس کے ذمے آتا ہے کہ جو ہائی ویز ہیں وہاں سے ناجائز تجاوزات محکمہ مواصلات نے ختم کرنی ہوتی ہیں۔ اسی طرح لوکل باڈیز کے تحت جو ادارے ہیں ' ان علاقوں میں جہاں کہیں ناجائز تجاوزات ہیں ' وہاں لوکل باڈیز کے محکمے نے ناجائز تجاوزات ہٹانی ہیں۔ اس لیے میں نے یہ بات کی تھی کہ یہ تحریک التوائے کار specific نہیں ہے۔ جہاں تک بات کی گئی ہے کہ حکومت کلاشنکوف والوں سے ڈرتی ہے' ناجائز قبضہ گروپ سے ڈرتی ہے اور شاید ایسے لوگوں سے ناجائز تجاوزات حکومت نہیں ہٹانا چاہتی۔ قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ حکومت مضبوط ہے اور حکومت اپنے آہنی ہاتھوں کے ساتھ جہاں کہیں بھی کوئی ناجائز تجاوزات موجود ہیں ' کوئی بڑے سے بڑا آدمی بھی ہوگا' کوئی بڑے سے بڑا امیر شخص بھی اگر ہوگا' اس نے جہاں کہیں ناجائز تجاوزات کر رکھے ہیں' حسب ضابطہ ان ناجائز تجاوزات کو ہٹایا جائے گا اور ناجائز قبضہ کرنے والا خواہ حکومت میں بیٹھا ہو ' خواہ اپوزیشن میں بیٹھا ہو ' خواہ اس نے حکومت میں کوئی بڑے

سے بڑا عہدہ لینے کے بعد اس قسم کا کوئی سلسلہ کیا ہو، ناجائز قبضہ کیا ہو۔ حکومت وہاں پر کوئی تفریق نہیں کرے گی۔

جناب سپیکر! جس 70 کنال اراضی کی بات یہاں پر معزز اراکین نے کی ہے۔ اس اراضی کو خالی کرانے کے بارے میں عدالت سے حکم جاری ہو چکا ہے اور عدالت نے وہاں پر یہ فیصلہ دے دیا ہے کہ ناجائز تجاوزات ختم کر کے اس کے اصل owner جو کہ ماڈل ٹاؤن سوسائٹی ہے، اس کے حوالے یہ رقبہ کیا جائے۔ حکومت اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریاں پورے کرے گی اور کسی سے حکومت نہ ڈرتی ہے اور نہ اس سلسلے میں حکومت کوئی پرواہ کرے گی۔ حکومت اپنی جگہ پر یہ سمجھتی ہے کہ امیر اور غریب، اپوزیشن اور حکومت کے فرق کے بغیر اس امر کو آگے بڑھایا جائے لیکن محض اس لیے کوئی ایسی صورتحال پیدا نہ کی جائے کہ جس سے کوئی شخص یہ سمجھے کہ شاید کوئی political victimization کا یہ عمل ہو رہا ہے۔ یہاں پر حکومت پنجاب نے وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت کی روشنی میں مختلف محکموں کو ہدایات جاری کر دی ہیں کہ وہ اپنے اپنے علاقوں سے ناجائز تجاوزات ختم کریں۔ میں آپ کے سامنے محکمہ لوکل باڈیز کے حوالے سے ایک لیٹر اس وقت ایوان کے اندر پیش بھی کر سکتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے لوکل گورنمنٹ اینڈ رورل ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے 7 دسمبر کو ایک لیٹر جاری کیا ہے جس میں تمام کمشنرز کو، تمام ڈائریکٹرز لوکل گورنمنٹ کو اور تمام ایڈمنسٹریٹرز جو کہ میٹروپولیٹن یا میونسپل کارپوریشنز یا ٹاؤن کمیٹیز سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں انھیں واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ---

> It has, therefore, been decided to launch and anti-encroachment drive in the Province. To begin with, the Municipal Corporations may immediately draw up a comprehensive and systematic plan to remove all encroachments in the urban areas The drive against encroachment should be launched strictly in accordance with the law and without discrimination. It will be appropriate to associate and involve the District Administration fully in this task. Necessary help and assistance where-ever necessary

may be taken from the District Administration

جناب سپیکر ! گورنمنٹ نے واضح طور پر یہ ہدایات دی ہیں کہ اس معاملے میں کوئی discriminations نہیں رکھی جائے گی اور ناجائز تجاوزات ہٹائی جائیں گی۔ یہ 70 کنال کی اراضی جس کا ذکر کیا گیا ہے اس میں سے بھی ناجائز تجاوزات ہٹانے کے لیے حکومت اپنی ذمہ داریاں پورے کرے گی اور یہ اراضی عدالتی فیصلے کے مطابق ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کی ہے اور یقیناً ماڈل ٹاؤن سوسائٹی کو یہ اراضی واپس کی جائے گی۔ بہرحال میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التوائے کار جو ہے یہ باضابطہ نہیں ہے' specific نہیں ہے' اس لیے یہ قابل پذیرائی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی محمود اختر گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر ! وزیر قانون صاحب نے جس لیٹر کا حوالہ دیا ہے اسی حوالے سے میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اس حکمنامے سے ' اس حوالے سے غریب لوگوں پر تو عمل ہو چکا ہے لیکن سابقہ وزراء کرام نے جو ناجائز تجاوزات کیے ہیں ان پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ؟ میری اپنی constituency میں غریبوں کو تو بلڈوز کر دیا گیا ہے ' ان کے مکانات مسمار کر دیے گئے ہیں کہ وہ encroacher ہیں لیکن بڑے لوگ اور بڑی مچھلیاں ' سابقہ وزراء کرام کی illegal encroachment کیا حکومت کو نظر نہیں آ رہی۔ کیا وزیر قانون صاحب یا اس حکومت نے ان کے لیے کوئی علیحدہ قانون دیا ہے ؟ یہی تو میں عرض کر رہا ہوں کہ قانون ہر ایک کے لیے ایک جیسا ہو۔ چاہے وہ امیر ہو یا غریب ہو۔ غریبوں کے گرا دیے جاتے ہیں۔ میں خود اس بات کو on the floor of the House چیلنج کرتا ہوں کہ بااثر لوگ ابھی تک بقایا ہیں۔ تو جناب والا !اس پر ہمیں غور کرنا ہو گا۔ یہ لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں اپنے ملک کے عوام ' ہمیں پنجاب کے غیور لوگوں کی توقعات پر پورا اترنا ہے۔ ہم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ حکومت امیر' غریب سے ایک جیسا سلوک کرتی ہے۔ خواہ امیر ہو ' خواہ غریب ہو لیکن سلوک قانون کے مطابق ایک جیسا ہو۔ جناب والا !اسی mandate پر ہم یہاں اسمبلی میں پہنچے ہیں۔ ہم عام آدمی ہیں۔ یہ لوگوں کی محبتیں اور شفقتیں ہیں۔ ہم نے عوام سے وعدہ کیا تھا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہم پنجاب اسمبلی میں ہوں گے تو اس ملک کے امیر اور غریب میں انصاف ہو گا۔ یہاں پر کسی امیر ' کسی بیوروکریٹ یا کسی وزراء کی ناجوازیوں کے خلاف ہم ہمیشہ آواز اٹھائیں گے اور جناب والا! میں اس کے خلاف ہمیشہ آواز اٹھاتا رہوں گا ! اگر مجھے اس کے لیے کہیں دور تک بھی جانا پڑے۔

میں پنجاب اسمبلی بھی چھوڑ سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ جی وصی ظفر صاحب ۔ آپ کی یہ motion ہے۔ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔

چودھری محمد وصی ظفر، جی ہاں۔ جناب اکافی بحث ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو میرا خیال ہے کہ آپ اس کو press نہیں کرتے؟

چودھری محمد وصی ظفر، ٹھیک ہے جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بہت شکریہ۔ تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ اب ہم ایجنڈے کے مطابق چلتے ہیں۔ تو لاء منسٹر صاحب آج کا ایجنڈا ہنگامی پر تھا۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ! اس سے پہلے گورنمنٹ بزنس بھی ہے۔

مسودہ قانون

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینیر نگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مجریہ 1994ء

جناب ڈپٹی سپیکر، تو وہ آپ کریں۔

وزیر قانون، اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں جی ' اجازت ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر ایں ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مجریہ 1994ء (ہنگامی قانون نمبر 10 بابت 1994ء) ایوان کی میز پر رکھتا ہوں اور یہ تجویز کرتا ہوں کہ اسمبلی کے قواعد کار مجریہ 1973ء کے قاعدہ نمبر 77 کو معطل کر کے اس مسودہ قانون کو اسی سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس کو ہنگامی قانون یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا کے سپرد کیا جا چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف انجینئر نگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مجریہ 1994ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ 75 (6) کے تحت یہ اسمبلی میں پیش کردہ مسودہ قانون متصور ہو گا اور یہ مسودہ قانون سپیشل کمیٹی کے سپرد کیا جاتا ہے جو اس پر رپورٹ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ٹیکسلا مصدرہ 1994ء کی رپورٹ کے

ساتھ ہی ایوان میں پیش کر دے گی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! کال اٹینشن نوٹس جو ہے وہ بھی پھر حسب رولز accordingly dispose کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی میرے خیال میں اپوزیشن سے بات ہو رہی ہے۔ اس کو ابھی ہم pending رکھتے ہیں۔

مہنگائی پر بحث

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اب ہم قیمتوں میں اضافہ پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ جو اراکین اس میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹ مجھے بھیج دیں یا گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے لاء منسٹر صاحب کو دے دیں۔ تو میرے خیال میں محمود اختر گھمن صاحب گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے یہ جو قیمتوں پر اضافہ ہے اس پر بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ اس سے پہلے کہ محمود اختر اپنی تقریر کا آغاز کریں اس کے بعد میں غلام عباس صاحب کو فلور دوں گا اور اس سلسلہ میں میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر قانون صاحب بھی وہاں گئے ہیں کیونکہ سپیکر چیمبر میں اپوزیشن سے گفتگو شروع ہے اور امید ہے کہ شاید وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ اس لیے ہم کاروائی کو ختم نہیں کرتے بلکہ اس کو شروع کرتے ہیں۔۔۔ جی محمود اختر گھمن صاحب۔

جناب محمود اختر گھمن، جناب سپیکر! مہنگائی ایک نہایت ہی سنگین عالمی مسئلہ ہے اس کی مختلف وجوہات ہیں بڑھتی ہوئی آبادی ذخیرہ اندوزی ملک میں فصلات کی مناسب پیداوار میں کمی۔ بے روزگاری جناب والا! یہ وہ وجوہات ہیں جو مہنگائی کو ختم دیتی ہیں۔ جناب والا! بدقسمتی سے سابقہ پندرہ سولہ سالوں میں اس ملک کے ذخیرہ اندوزوں نے ذخیرہ اندوزی کر کے اس ملک کے عوام سے کھیلا ہے اس ملک میں وہی طبقے پروان چڑھتے چلے جا رہے ہیں جن میں ایک وہ ہیں جو اس ملک کے تمام وسائل پر قابض ہیں اور جناب میں یہ عرض کروں گا کہ دو فیصد لوگ اس ملک کے تمام وسائل پر قابض ہیں اور 98 فیصد لوگ ان کے رحم و کرم پر ہیں ذخیرہ اندوزی بھی وہی کرتے ہیں اور میں اس سلسلے میں ایک مثال دوں گا کہ میرے شہر میں پچھلے دنوں جب گندم کی مہنگائی کا بہت زور و شور تھا تو حکومتی سطح پر وہاں پر چیکنگ شروع ہوئی اور ہزاروں من گندم کے ذخائر لوگوں کے پاس موجود تھے اور وہ ذخائر اس لیے کر لیے گئے تھے تاکہ مہنگائی ہو اور عوام میں پریشانی پیدا کی جائے اور اس کے لیے حکومت

نے جو قوانین بنائے ہیں اس بارہ میں جناب والا سے میں عرض کروں گا کہ ان میں سنگین سزائیں رکھنی چاہییں ملاوٹ کے بارہ میں سخت سزائیں رکھنی چاہییں۔ جناب والا! اگر ہم قوانین میں ترمیم کر لیں اور جو Essential Commodities Act ہے اس میں سزا بہت کم ہے اس لیے جب تک ہم deterrent punishment نہیں دیتے اس وقت تک ان مسائل پر قابو نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ معاشرے کے ساتھ سب سے بڑا ظلم ذخیرہ اندوزی ہے اور امیر لوگ تو اپنی ضرورت کے مطابق خرید سکتے ہیں لیکن غریب لوگوں کو زندگی بسر کرنا بہت مشکل ہے۔ تو جناب والا اس میں میری یہی درخواست ہو گی کہ ایسے قوانین جو پہلے ہی موجود ہیں اور جو 1971ء اور 1973ء میں بنائے گئے ہیں ان میں ترمیم بہت ہی ضروری ہے ذخیرہ اندوزی کے خلاف deterrent قوانین بنانے چاہیں اس سے میں سمجھتا ہوں کہ کافی حد تک مہنگائی پر کنٹرول ہو سکے گا۔

دوسرے جناب بڑھتی ہوئی آبادی آپ کے سامنے ہے کہ آبادی کا بڑھنا ریٹ سب سے زیادہ پاکستان اور پسماندہ ملکوں میں ہے illiteracy بھی اس کا ایک cause ہے تو جناب والا! میری یہی درخواست ہو گی کہ deterrent قوانین بنائے جائیں تاکہ مہنگائی پر کنٹرول ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جناب غلام عباس صاحب۔

جناب غلام عباس (مشیر برائے وزیر اعلیٰ)، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر۔ مہنگائی ایک عالمی مسئلہ ہے مہنگائی خصوصی طور پر پاکستان کے اندر جس وجہ سے زیادہ pervail ہوئی ہے اس کی طرف ہمیں زیادہ توجہ دینی ہے کہ یہاں پر مہنگائی کیوں بڑھی ہے۔ جناب والا اس کی بیشمار وجوہات ہیں اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سولہ سال تک اس ملک میں غیر نمائندہ حکومت کا قیام ہے۔ ایک ایسی حکومت جو سیاہ و سفید کی مالک تھی ایک ایسی حکومت جس میں جمہوری ادارے مفلوج تھے جس میں سیاسی جماعتوں پر پابندی تھی جس حکومت میں سیاستدانوں کو پابند سلاسل رکھا جاتا تھا اور جس حکومت میں عوام کو حکومت کی پالیسیوں پر تنقید کرنے کا اختیار حاصل نہیں تھا اس میں یہ مہنگائی یقیناً بے لگام ہوئی مگر اس کی ایک سب سے بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ملک میں power shortage بجلی کی کمی ہے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بجلی کی کمی ہمارے ملک میں کیوں پیدا ہوئی اس کی بڑی واضح بات ہے کہ جب سات سال یہاں شہید بھٹو کی حکومت تھی تو بھٹو صاحب نے یہاں چشمہ بیراج بنوایا تربیلہ مکمل ہوا مگر سولہ سال کی حکومت میں ایک بھی ڈیم یہاں نہیں بنایا گیا ان سولہ

سالوں میں یہ تو ہوا کہ کالا باغ ڈیم کا بنایا ہوا پراجیکٹ کے اوپر مارشل لاء کی حکومت ۔ میاں نواز شریف کی حکومت اور جنرل ضیاء الحق کیحکومت نے consensus- develop کرنے کی بجائے اختلافات پیدا کئے گئے ایک ہی Provincial Co-ordination Committee کی میٹنگ جس کو اس وقت کا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر preside کر رہا ہوتا تھا تو چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ جب اپنی میٹنگ سے باہر نکلتے تھے تو یہ چاروں وزراء اعلیٰ مختلف بیانات دیتے تھے سرحد کا وزیر اعلیٰ یہ فرماتا تھا کہ میری لاش کے اوپر کالا باغ ڈیم بنے گا جبکہ پنجاب کا وزیر اعلیٰ یہ کہتا تھا کہ نہیں میں مر جاؤں گا مگر کالا باغ ڈیم ضرور بناؤں گا اور سندھ کا وزیر اعلیٰ سندھ کی زمینوں کے بنجر ہونے کی نوید سنایا کرتا تھا۔ جناب والا! یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جو سیاہ و سفید کا مالک ہو جس کے تمام وزراء اعلیٰ اس کے foot lifter ہوں جس کے تمام وزراء اعلیٰ اس کے خود اپنے پروردہ ہوں اس کو خوش کرنے والے ہوں تو جناب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کی مرضی کے بغیر Co-ordination Committee کی میٹنگ سے باہر نکل کر چاروں مختلف بیانا دیتے تھے جناب یہ لمحہ فکریہ ہے کہ ایسا کیوں ہوا ایسا اس لیے ہوا کہ ماضی کی حکومت international monopolists, capitalists یہودی ایجنٹوں کی ایجنٹ حکومت تھی وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کے اندر production ہو وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کے اندر صنعتیں لگیں وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کے عوام اپنا مال خود پیدا کریں وہ نہیں چاہتے تھے کہ پاکستان کے اندر غیر ملکی ایجنٹوں کا مال نہ بکے اس لیے کہ وہ ڈکٹیٹر تھے اس لیے کہ وہ مارشل لاء کی پیداوار تھے اس لیے کہ وہ ان کے ایجنٹ تھے اس لیے conscientiously یہاں پر بجلی کا خود بحران پیدا کیا گیا۔ اگر کالا باغ ڈیم کے اوپر consensus نہیں تھا تو سولہ سالوں میں کوئی اور ڈیم بنا لیا جاتا کوئی اور جگہ ایسی پیدا کر لی جاتی جہاں پر پاوور پراجیکٹ لگتا اور بجلی پیدا ہوتی۔ گویا آج ایک طرف Leader of the Opposition یہ واویلا کرتا ہے کہ ملک میں مہنگائی ہے اور دوسری طرف خود اپنی ہی ملوں کے اندر میاں نواز شریف صاحب نے ہزاروں مزدوروں کو چھ ماہ سے بے روزگار کیا ہوا ہے ان کو lay-out پر چھوڑا ہوا ہے۔ اور اپنی ملوں کو نہیں کھول رہے۔ وہاں پر غریبوں کے روزگار کے دروازے بند کئے ہوئے ہیں اگر انہیں غریبوں کی گندم کی مہنگائی کا اتنا درد ہے تو میں آج کے اس معزز ایوان کی وساطت سے مطالبہ کروں گا کہ میاں صاحب سے کہیں کہ آپ بھی لوہے کا ریٹ کم کر دیں۔ آپ بھی چینی کا ریٹ کم کر دیں تو ہم بھی کسانوں سے کہیں گے کہ آپ بھی گندم کی قیمت کم وصول کر لیں مگر آپ تو لوہے کا

ریٹ ہر روز بڑھا رہے ہیں۔ آپ چینی کا ریٹ ہر روز بڑھا رہے ہیں آپ گنے کو بالن سے بھی سستا خرید رہے ہیں۔ آپ گنے کو اٹھارہ روپے، سولہ روپے اور بیس روپے فی من کے حساب سے خریدتے ہیں اور اسی ملک میں جہاں پر بالن کا ریٹ پچاس روپے، ستر روپے یا اسی روپے فی من ہوتا ہے اور ایک من گنے میں سے جو چینی نکالتے ہیں خدارا اپنے profit میں سے اس کا کچھ حصہ غریبوں کو بھی دے دیں تو پھر دوسری جگہ پر مہنگائی کے اثرات ہو سکتے ہیں۔ میں محترمہ بینظیر صاحبہ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے برسر اقتدار آتے ہی سات ماہ کے قلیل عرصہ میں یہاں پر بروتھا ڈیم پراجیکٹ شروع کیا ہے۔ اگر محترمہ بینظیر بھٹو پراجیکٹ بنا سکتی ہیں، اگر ایوب خان پراجیکٹ بنا سکتا ہے۔ اگر ذوالفقار علی بھٹو Water Power Project لگا سکتا ہے تو سولہ سال تک انہوں نے کیوں نہیں لگایا؟ ان سے بھی یہ پوچھیں کہ آپ نے یہاں بجلی پیدا نہیں ہونے دی۔ آپ نے یہاں صنعتوں کو آگے نہیں بڑھنے دیا آپ نے یہاں پیداوار کے اوپر پابندیاں لگائی ہیں آپ نے یہاں لوگوں کے روزگار کے اوپر پابندیاں لگائی ہیں۔ آپ تو ایک ہی قلم ہیں۔ بیس ہزار مزدوروں کو بے روزگار کرتے رہے اور آج آپ کہتے ہیں کہ غریبوں کو روزگار نہیں مل رہا آپ نے تو چھ سو مزدوروں کو کالونی ٹیکسٹائل مل میں شہید کیا تھا۔ آپ نے پی۔ آئی۔ اے سے مزدوروں کو نکالا تھا۔ آپ نے ریلوے سے مزدوروں کو نکالا تھا۔ آپ نے محکمہ ڈاک میں سے مزدوروں کو نکالا تھا۔ آپ نے روڈ ٹرانسپورٹ کے ملازمین کو بے روزگار کیا تھا اور آپ ہی نے غریبوں کی چائنا بستی کو اپنی آنکھوں کو سہلانے کے لیے بلڈوز کیا تھا۔ آپ بھی تو بتائیں کہ آپ نے غریبوں کے لیے کیا کیا ہے؟ ہاں ہم غریبوں کے لیے منصوبے بنا رہے ہیں۔ ہم صنعتوں میں اضافہ کر رہے ہیں۔ ہم غریبوں کے لیے پراجیکٹ بنا رہے ہیں ہم Youth Investment کے تحت غریبوں کے بچوں کو دو لاکھ روپے تک قرضہ دے رہے ہیں۔ ہم پاور پراجیکٹ لگا رہے ہیں۔ ہم غریب کسانوں کی گندم کی قیمت میں اس لیے اضافہ کیا ہے کہ غریب گندم لگائیں۔ 1970ء میں ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت ختم ہوئی۔ جب 1973, 74,75,76 میں عوامی حکومت تھی اور جمہوری حکومت تھی تو ہم گندم برآمد کیا کرتے تھے۔ پاکستان گندم برآمد کرتا تھا۔ اور آج جب ہم ان سے ہم نے حکومت واپس لی ہے تو پاکستان پندرہ ارب روپے کی گندم درآمد کر رہا ہے۔ یہ محض میاں نواز شریف اور ان کے حواریوں کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے کہ ہمیں گندم باہر سے منگوانی پڑتی ہے۔ اور باہر سے منگوانے کی وجہ سے ہمیں زیادہ ریٹ دینے پڑتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترمہ بینظیر بھٹو نے اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایک اچھی پالیسی بنائی ہے کہ

جس کے تحت یہاں پر زیادہ گندم پیدا ہو گی۔ اور جب گندم زیادہ ہو گی تو یہاں پر ریٹ بھی کم ہوں گے اور زر مبادلہ بھی بچے گا۔ بہت مہربانی ' بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، محمد عارف چٹھہ صاحب۔

جناب محمد عارف چٹھہ، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر ' آپ کا بہت شکریہ' بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے مہنگائی کے مسئلہ پر بات کرنے کی اجازت دی۔ جناب والا' یہ مہنگائی کا مسئلہ نہ صرف پنجاب کا اور پاکستان کا بلکہ پوری دنیا اس وقت مہنگائی کی لپیٹ میں ہے۔ اور اس کے محرکات کو دیکھنا ضروری ہے۔ جناب والا' پاکستان میں مہنگائی حد سے زیادہ اس وجہ سے ہے کہ یہاں ہم آبادی پر کنٹرول نہیں کر پا رہے۔ اور جس تناسب سے آبادی بڑھ رہی ہے۔ اگر آبادی کے بڑھنے کے تناسب کو وسائل کے تناسب سے دیکھا جائے تو جناب والا! یہ محسوس ہو گا کہ ہم وہ تمام چیزیں مناسب قیمت پر عوام کو مہیا نہیں کر سکے جو وسائل سے مطابق نہیں کر سکیں۔ اگر ان کو سابقہ تمام چیزوں کے پیش نظر دیکھا جائے تو جناب یہ محسوس کریں گے کہ 1985ء سے یہ بیماری اس ملک میں شروع ہوئی ہے جب سے غیر جماعتی انتخاب ہوا۔ اور غیر جماعتی نظام کے کے لیڈران کرام جو آج کل اپوزیشن میں ہیں اور وہی مہنگائی کا شور و غل کر رہے ہیں ان کو یہ محسوس کرنا چاہیے کہ انھی نے اور اسی شخص نے غیر جماعتی نظام کو جماعتی نظام میں تبدیل کیا تو اس نے کس قدر رشوت ستانی کا بازار گرم کیا اور بلیک میلنگ اور ہارس ٹریڈنگ کا نظام شروع کیا۔ مجارد نظام کو متعارف کروایا' پلاٹ تقسیم کیے اور اس طرح منشیات کا کاروبار متعارف کرایا جس کی وجہ سے آج ہم مہنگائی کے چکر میں ہیں۔ آج سے کافی سال پہلے Greeks نے جب اپنی کتاب میں یہ لکھا تھا کہ کسی بھی تاجر کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے اور کسی بھی تاجر کو سیاستدان نہیں ہونا چاہیے۔ جناب والا' وہ بات بالکل درست ہے اور آج کے دور پر صادق آتی ہے۔ کیونکہ میاں نواز شریف صاحب ایک تاجر ہیں اور تاجر ہونے کی حیثیت سے نہ صرف سیاست کو انہوں نے کرشلائز کر دیا ہے بلکہ تمام چیزوں کو وہ پیسے کی نظر سے دیکھتے ہیں اور پیسے سے ہی اس کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ جناب والا! محسوس کریں گے کہ جو کارخانے کروڑوں کے تھے انہوں نے لاکھوں میں تقسیم کیے اور جو اربوں کے تھے ان کو کروڑوں میں تقسیم کیا اور سرمایہ داری نظام کو تحفظ دیا اور سرمایہ داروں کی پرورش کی۔ جب آپ سرمایہ داروں کی پرورش کریں گے اور من مانی کریں گے اور قیمتیں اپنے مزاج سے مقرر کریں گے۔ اس کے اخراجات

کو نہیں دیکھیں گے عوام کی ضرورت کو نہیں دیکھیں گے۔ میں حکومت سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ گندم ' کپاس ' گنا یا مونجی ہے ہماری یہ چار بڑی فصلیں ہیں ان پر حکومت کنٹرول کر سکتی ہے۔ ان پر حکومت قیمتیں لاگو کر سکتی ہے۔ تو دوسری جو بھی پیداوار ہے ' جو چیزیں بھی کارخانہ دار پیدا کرتے ہیں ان پر کسی قسم کا قدغن نہیں ہے۔ وہ روزانہ اپنی مرضی سے قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ اس دفعہ آپ نے دیکھا کہ پہلی بار زمیندار کو فائدہ پہنچانے کے لیے ' کاشت کار کو فائدہ پہنچانے کے لیے اور ملک میں گندم کی پیداوار بڑھانے کی خاطر اگر چونتیس روپے قیمت بڑھائی گئی ہے تو کتنا شور پڑا ہے۔ مگر یہ محسوس نہیں کیا گیا کہ ان چیزوں کے ساتھ ٹریکٹر کی قیمت ' تیل کی قیمت ' کھاد کی قیمت بڑھی ہے جس کی وجہ سے زمیندار کو تو آج بھی گندم 170 روپے فی من پڑتی ہے۔ مگر 160 روپے قیمت مقرر کرنے سے کس قدر شوروغوغا ہوا۔ آپ کپاس کی قیمت کو دیکھ لیں ' آپ کھاد کی قیمت کو دیکھ لیں' مونجی اور چاول کی قیمت کو دیکھ لیں۔ اس کے برعکس جو چاقو بناتا ہے۔ اگر وہ دو روپے کا بنتا ہے تو وہ سات روپے طلب کرے گا۔ آج بارش ہو جائے تو تانگے والا جو دو روپے لیتا ہے وہ اسی دن پانچ روپے مانگے گا۔ کسی پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ وہ تجاوزات کریں یا قیمتیں بڑھائیں۔ جناب والا' ملاحظہ فرمائیں کہ جس طرح تمام اداروں کو تباہ کیا گیا ہے اسی طرح تمام نظام کی تباہی پچھلے دور سے شروع ہوئی ہے۔ ایک آدمی سمگلنگ کرتا ہے ' ایک آدمی منشیات فروش ہے۔ اس کو نہ انتظامیہ پکڑتی ہے۔ آپ کا اگر قانون موجود ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان چھاپہ ڈالیں گے' وہ گوشت فروش کو پکڑیں گے' سبزی فروش کو پکڑیں گے۔ ان کو کوئی نہیں پکڑتا۔ جو قیمت مقرر کرتے ہیں اس کے برعکس وہ فروخت کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ سرمایہ دار لوگ ہیں۔ سرمایہ داری نظام کے تحفظ کو ختم کیا جانا چاہیے۔ جناب والا' اگر مہنگائی کو کنٹرول کرنا ہے تو پھر تفاوت کے نظام کو ختم کیا جائے۔ جس طرح آپ سمجھتے ہیں کہ ہر طبقہ میں ' تعلیم کے میدان میں تفاوت ہے ' رہائشی منصوبوں میں تفاوت ہے ' لوگوں کے رہن سہن اور کاروبار میں تفاوت ہے۔ سرمایہ دار ذخیرہ اندوزی کرتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کر کے وہ اپنی قیمتیں من مرضی سے بڑھاتا ہے۔ جناب والا' میں گزارش کروں گا کہ مثال کے طور پر آپ گندم لے لیں کہ گندم پر inter district پابندی تھی۔ مگر جب آپ صوبائی پابندی ختم کریں گے تو وہ گندم صوبہ سرحد اور پھر افغانستان سمگل ہو جائے گی۔ ان وجوہات کی بنا پر مہنگائی ہو رہی ہے۔ سرمایہ دار پیسے کما رہے ہیں وہ بن رہے ہیں۔ جس سے آبادی کو نقصان ہو رہا ہے۔ جس نے کل آٹا اور گندم حاصل کرنی ہے۔ جو پیداوار نہیں کر سکتے مگر انہوں نے سال بھر کے لیے

اپنے بچوں کے لیے گندم کو اپنے پاس رکھنا ہے۔ اگر آج آپ کے صوبہ سے گندم صوبہ سرحد، افغانستان یا روس چلی جاتی ہے تو مہنگائی ان وجوہات کی بنا پر بڑھتی ہے۔ اسی طرح سرمایہ دار چیزوں کو سٹور کرتا ہے۔ اگر کوئی مرچیں خریدتا ہے تو وہ آپس پول کر لیتے ہیں، گندم چینی خریدیں گے تو آپ میں پول کر لیں گے کہ ان کو دس دن پندرہ دن یا بیس دن مارکیٹ میں نہ بھیجا جائے تاکہ قیمتیں بڑھ جائیں اور پھر وہ مہنگے داموں گندم فروخت کر سکیں۔جب اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے تو پھر وہ پیسہ کماتے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہماری چار اجناس اتنی اہم ہیں جن پر حکومت اپنا کنٹرول کر سکتی ہے۔ دوسری چیزوں پر کنٹرول کیوں مقرر نہیں کرتی۔ اگر آپ تمام چیزوں پر کنٹرول مقرر کریں اور ان کو سزا دیں۔ آپ کا جو قانون Essential Commodities Act. بنا ہوا ہے۔ جس کے تحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اپنے ضلع میں قیمتیں مقرر کرنے کا مجاز ہے۔ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو ہدایات جاری فرمائیں کہ وہ بازاروں میں جائیں اور چھاپے ماریں، وہ ذخیرہ اندوزوں کے ذخیرے چیک کریں اور وہ دوکاندار جنھوں نے دوکانوں پر لسٹیں نہیں لگائیں۔ آپ کا قانون ہے کہ چھوٹے یا بڑے دوکاندار جو چیزیں فروخت کریں گے وہ اپنی لسٹیں آویزاں کریں اور لسٹوں کے برعکس اگر وہ کوئی چیز فروخت کرتے ہیں تو وہ قانون کی خلاف ورزی بنتی ہے۔ جناب والا، میں گزارش کروں گا کہ جب ان تمام لوگوں کو قانون کی گرفت میں لائیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اگر حکومت یہ تہیہ کرتی ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے اور عوام کی فلاح و بہبود کے لیے معرض وجود میں آئی ہے۔

جناب والا! میں آپ سے گزارش کروں گا کہ ان تمام لوگوں کو جب آپ قانون کی گرفت میں لائیں گے تو اللہ کے فضل و کرم سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ حکومت جو یہ کہتی ہے کہ یہ عوامی حکومت ہے، عوام کی فلاح و بہبود کے لیے معرض وجود میں آئی ہے۔ اگر یہ حکومت عوام کو سستی اشیاء مہیا کرنے کا تہیا کیے ہوئے ہے تو پھر آپ کو چیک اینڈ بیلنس دونوں چیزوں کو اپنانا ہو گا۔ آپ اگر چیک اینڈ بیلنس کا نظام اپنائیں گے، ان سرمایہ داروں کو اگر قانون کا خوف ہو گا، انہیں اگر قانون کی گرفت میں لایا جائے گا، ذخیرہ اندوزوں کو قانون کی گرفت میں لائیں گے تو اس سے یقیناً انشاء اللہ فرق پڑے گا۔ میری یہی گزارش ہے کہ جو لوگ یا محکمے چیزیں سٹور کرتے ہیں وہ اپنے محکمے کے احکام کو ان کی فہرستیں مہیا کریں۔ محکمہ خوراک قانون کے مطابق اپنے سٹاک میں موجود تمام چیزوں کی فہرستیں ڈی ایف سی کو فراہم کرے کہ ہمارے پاس اتنا آٹا، اتنی گندم اور اتنی

اتنی تعداد میں فلاں فلاں چیزیں موجود ہیں ۔ اسی طرح جناب والا ! آپ کھاد کو ملاحظہ فرمائیں کہ کھاد کی فراہمی کا بھی ایک مسئلہ ہے۔ کھاد آپ فیکٹریوں سے سٹورز میں بھجواتے ہیں ' ایجنسیوں پر بھجواتے ہیں لیکن جب ہم اجناس بیچ رہے ہوتے ہیں اور کھاد کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے تو اس وقت کھاد سٹاک کر لی جاتی ہے۔ اس ضرورت کے وقت زمینداروں کو بروقت کھاد فراہم نہیں ہوتی۔ جب کھاد کی قیمت بڑھ جاتی ہے تو پھر یہ لوگ ذخیرہ کی ہوئی کھاد کو نکالتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں ان چیزوں کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر ان کی فراہمی کا بندوبست وقت کے مطابق کر لیا جائے تو اس سے کافی حد تک مہنگائی ختم ہو سکتی ہے ۔ انہی گزارشات کے ساتھ میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اب زاہد محمود مزاری صاحب ۔

جناب زاہد محمود مزاری، جناب سپیکر! پہلی بات تو میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اس وقت ایوان میں کوئی بھی وزیر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں ۔ کم از کم ایک وزیر صاحب کو تو یہاں پر ضرور بیٹھے ہونا چاہیے ۔ لہذا اس کا بندوبست کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ وزیر صاحبان کہاں گئے ہیں ؟ اگر کوئی لابی میں وزیر صاحب بیٹھے ہیں تو وہ ہاؤس کے اندر تشریف لے آئیں۔

جناب زاہد محمود مزاری، جناب سپیکر ۔ ایک وزیر صاحب کو تو یہاں پر ضرور موجود ہونا چاہیے۔ ہم تو آنے ہوئے ہیں لہذا پارلیمانی سیکرٹریز ' مشیر ' وزیر صاحبان کو بھی یہاں پر موجود رہنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ کی بات بجا ہے۔ یہی احساسات میرے ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر ! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر شیلا بی چارلس پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جناب سپیکر! یہ جو بحث ہو رہی ہے اگر اسے ممبرز نے نہیں سننا' کورم نہیں ہے تو پھر اس بحث کا کیا فائدہ ہے۔ اسے تو صرف پریس نوٹ کرے گی ۔ لہذا میرا خیال ہے کہ ہمارا کورم ہونا چاہیے اور اگر کورم نہیں ہے تو پھر یہ بحث نہیں ہونی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ڈاکٹر صاحبہ آپ نے کورم point out کیا ہے ؟

ڈاکٹر شیلا بی چارلس، جی ہاں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، کورم point out ہو گیا ہے ۔ کورم نہیں ہے ۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی گئیں)

پانچ منٹ گزر گئے ہیں دوبارہ گنتی کی جائے ۔

(گنتی کی گئی)

کورم نہیں ہے ۔ لیکن اس سے پہلے کہ میں ہاؤس کو آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کروں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے امید ہے کہ اپوزیشن ہاؤس میں آ رہی ہے اس لیے اب یہ نہ ہو کہ آپ چلے جائیں ۔ میں اجلاس کو آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کرتا ہوں ۔ آدھے گھنٹے کے لیے آپ بھی بے شک چلے جائیں لیکن آدھے گھنٹے بعد دوبارہ تشریف لے آنا کیونکہ اپوزیشن بھی آ رہی ہے انشاء اللہ ہم آدھے گھنٹے بعد دوبارہ meet کریں گے ۔ اب آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اجلاس آدھ گھنٹے کے لیے ملتوی کر دیا گیا)

(جناب سپیکر ایک بج کر دس منٹ پر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر، گنتی کی جائے ..... گنتی کی گئی ..... کورم نہیں ہے۔

In exercise of the powers conferred on me under Clause (3) of Article 54, read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, Muhammad Haneef Ramay, Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with immediate effect.